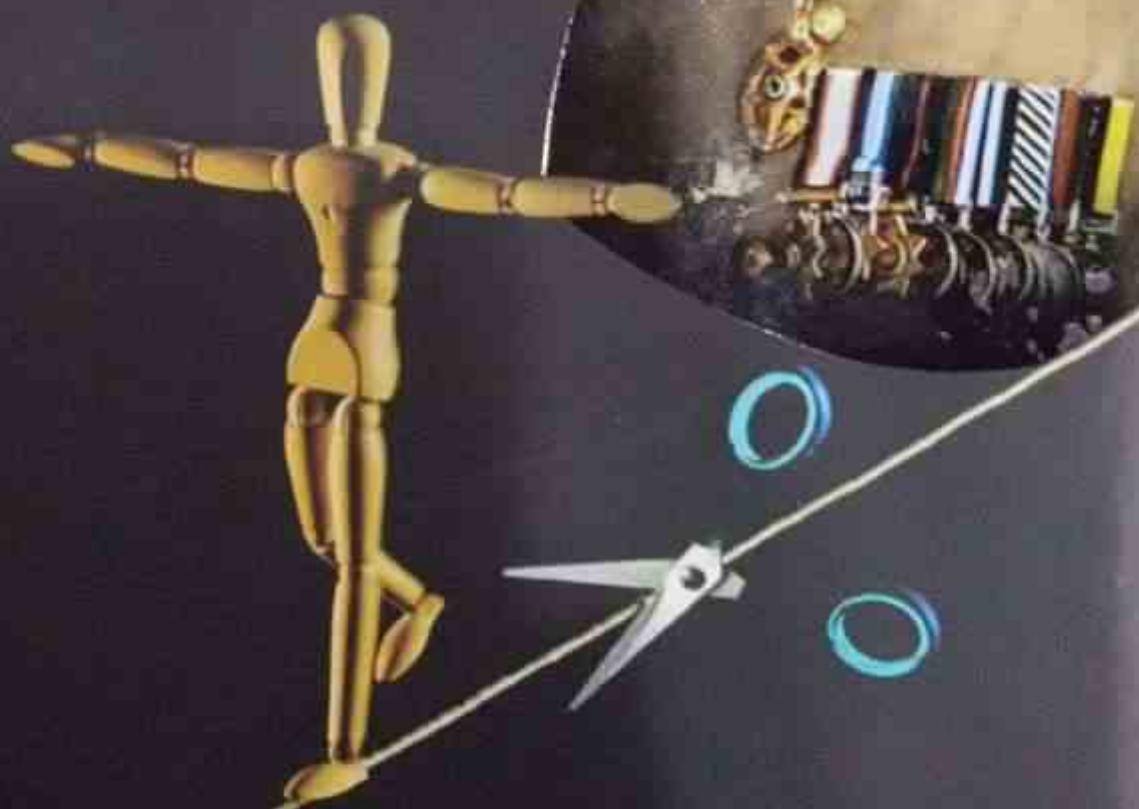


# اقدار کی مجموعیاں

جزل مرزا سلم بیگ کی سوانح حیات

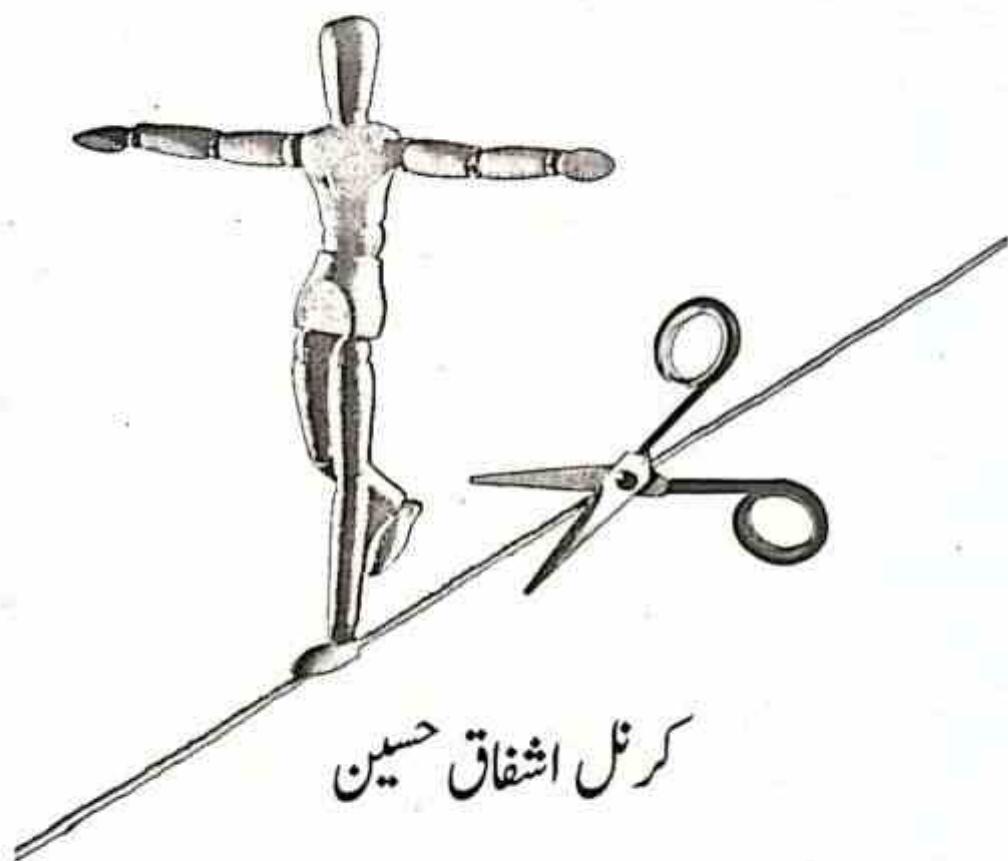


ادبیات

کریم اشراق حسین

# اقدار کی مجموعیں

جزل مرزا سلم بیگ کی سوانح حیات



کرنل اشراق حسین

042-37232788 فون: \* Rahman Market, Ghani Street Urdu Bazar Lahore.  
042-37361408 E-mail: sulemani@gmail.com  
[www.sulemani.com.pk](http://www.sulemani.com.pk), [facebook.com/sulemani15](https://facebook.com/sulemani15)

ادبیات

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

افتدار کی مجبوریاں	کتاب کا نام
جزل اسلام بیک کی سوانح حیات	موضع
کرمل اشراق حسین	مصنف
حکیم عمار و حیدر سعیدیانی	ناشر
حاجی حنفی پرنٹرز	مطبع
جون ۲۰۲۱ء	طبع اول
جولائی ۲۰۲۱ء	طبع دوم
تینیں فاروقی، اکرام سالمی	ناشر ڈائریکٹر
۱۰۰۰	تعداد
/ ۲۵۰ روپے	قیمت

ISBN: 978-969-9864-10-0

دستیابی



بیڈ آفس: رخان مارکیٹ غرفہ ستریٹ ارڈ و بازار لاہور

① : 042-37232788, 042-37361408



پاک فوج کے سابق چیف آف آرمی شاف جزل مرزا اسلم  
 بیگ کی سوانح حیات جو کئی مہینوں تک کی گئی ملاقاتوں کے  
 دوران تفصیلی گفتگو سے مرتب کی گئی۔ یہ صرف ایک فرد کی  
 زندگی کی کہانی نہیں ہے بلکہ ہماری قومی زندگی کے کئی اہم  
 واقعات کا احاطہ بھی کرتی ہے اور قومی اور بین الاقوامی امور کے  
 ایسے حقائق کو بے نقاب کرتی ہے جو اب تک اسرار کے پردوں  
 میں چھپے ہوئے تھے۔



ان شہیدوں کے نام  
جنھوں نے اپنی جانیں دفاع وطن  
میں قربان کر دیں



## فہرست مضمایں

• عرض مرتب	کریل اشراق حسین ..... 11
• وجہ تیرہ	جزل مرزا اسلم بیگ ..... 17
<b>باب اول:..... کس چمن کا پھول ہوں میں</b>	
<b>کس شجر کی شاخ میں</b>	
• آباء و اجداد	19 ..... آباء و اجداد
• ہندو راجہ اور ہاتھی	21 ..... ہندو راجہ اور ہاتھی
• مرزا اسلم بیگ کا خاندان	22 ..... مرزا اسلم بیگ کا خاندان
• تحریک پاکستان کی جدوجہد	30 ..... تحریک پاکستان کی جدوجہد
• میرے والد کی فصیحتیں	38 ..... میرے والد کی فصیحتیں
<b>باب دوم:..... میرے خوابوں کی سرز میں</b>	
• پاکستان کی طرف بھرت	41 ..... پاکستان کی طرف بھرت
• پاک فوج میں شمولیت	42 ..... پاک فوج میں شمولیت
• پاکستان ملٹری اکیڈمی کا قیام	44 ..... پاکستان ملٹری اکیڈمی کا قیام
• 16 بلوچ رجمنٹ میں پوسنگ	55 ..... 16 بلوچ رجمنٹ میں پوسنگ
• ایس ایس جی کے پانچ سال	58 ..... ایس ایس جی کے پانچ سال
<b>باب سوم:..... آٹھ سالوں میں دس پوسنگز</b>	
• شاف کورس کوئٹہ	74 ..... شاف کورس کوئٹہ
• جی ایس او تھری - 114 بر گینڈ	75 ..... جی ایس او تھری - 114 بر گینڈ
• بر گینڈ نیجر - 53 بر گینڈ	76 ..... بر گینڈ نیجر - 53 بر گینڈ
• حج بیت اللہ کی سعادت	78 ..... حج بیت اللہ کی سعادت

79 .....	1965ء کی جنگ-مشرقی پاکستان	●
81 .....	بلوج پوشنگ	●
81 .....	میری پہلی کمائڈ (36 بلوج رجٹ)	●
82 .....	مشرقی پاکستان دوبارہ پوشنگ	●
84 .....	بھاریوں کی کسپرسی	●
86 .....	شیخ مجیب الرحمن کی گرفتاری	●
89 .....	لکشم آپریشن	●
92 .....	بنگالی خاندانوں کی رہائی	●
94 .....	ہیڈ کوارٹر 9 ڈویژن کا جیسور سکھر تبادلہ	●
95 .....	دشمن کی طرف سے ہمارے جوانوں کی بھادری کا اعتراف	●
96 .....	ایشrn کماڈ ہیڈ کوارٹر میں بریفنگ	●
97 .....	وارکورس پوشنگ	●
98 .....	بلوج / 20 سندھ کی کمان	●
99 .....	-	-
99 .....	ایکوئیشن کے بغیر مجاز جنگ پر	●
98 .....	فراخ دل لاہوری	●
102 .....	ڈی ایس وارکورس	●
102 .....	بریگیڈ کماڈ	●
102 .....	60 بریگیڈ کماڈ	●
102 .....	مسئلہ بلوچستان کا پس منظر	●
104 .....	وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی ۲۰ بریگیڈ میں آمد	●
106 .....	چیف انڈسٹریل وارکورس	●
108 .....	اعلیٰ عسکری تعلیمی دور	●
109 .....	14 ڈویژن کماڈ	●

## باب چہارم:.....فوج کے اعلیٰ سلسلہ اختیارات میں شمولیت

112 .....	بجی ایچ کیو۔ چیف آف جرزل شاف	●
113 .....	ایران عراق جنگ پر کابینہ کا اجلاس	●
117 .....	فوج کے ترویجی پروگرام کی تیاری اور عمل	●
120 .....	چین کے ساتھ دفاعی شراکت اور جنگی صلاحیت میں اضافہ	●
122 .....	خود انحصاری کا حصول	●
123 .....	دولکوں کا اشتراک - ہمارا تمذوبیاتی محور	●
124 .....	اعلیٰ عسکری تعلیم کا حصول اور اس کی افادیت	●
124 .....	جزل ضیاء کا 1985ء کا سیاسی نظام	●
127 .....	روسیوں کا افغانستان پر حملہ	●
133 .....	افغان قوم کی قوت مدافعت	●
133 .....	طالبان ایک قوت	●

## باب پنجم:.....سلح افواج کا اہم ترین فیصلہ

139 .....	واکس چیف آف آرمی شاف کے عہدے پر ترقی	●
140 .....	اقدار کی مجبوریاں - جزل ضیاء	●
141 .....	الخالد نیک کا ٹرائیک	●
143 .....	سی ون تھری (Pakistan-One) کا حادثہ	●
144 .....	افواج پاکستان کا سب سے اہم فیصلہ	●
145 .....	حادثے کی تحقیقات	●
147 .....	آرمی چیف کی حیثیت سے میرا پہلا خطاب	●

## باب ششم:.....فوج کی قیادت سنجا لئے کے بعد اہم اقدامات

150 .....	جہاد کشمیر پر سات سیمنار	●
152 .....	شمالی علاقوں کا جہاد آزادی	●
155 .....	فروری میں درہ برزل پر ٹہم	●

159 .....	● ضرب مومن مشقوں کا آغاز .....
159 .....	● ایک سو (100) نوجوان صحافیوں کی ضرب مومن میں شمولیت .....
160 .....	● ضرب مومن کے بارے میں صحافیوں کو بریفنگ .....
178 .....	● قومی پریس کار دیل .....
181 .....	● صحافیوں کے سننی خیز تجربات .....

### باب ہفتم: ..... سیاسی رہنماؤں کے ساتھ معاملات

187 .....	● بنظیر بھٹو کا پہلا دور حکومت .....
189 .....	● ایم کیوا میڈر سے ملاقات .....
192 .....	● صدر غلام اخوند خان اور محترمہ بنظیر بھٹو کے اختلافات .....
192 .....	● بنظیر پر تنقید اور تعریف: چہ معنی دارو؟ .....
195 .....	● افغان مجاهدین سے روابط .....
197 .....	● نواز شریف کا پہلا دور حکومت .....
198 .....	● خلیجی جنگ پر حکومت سے اختلافات .....
203 .....	● میرے ظاف ساز شوں کا سلسلہ .....
206 .....	● پریم کوٹ میں مقدمہ .....

### باب ہشتم: ..... ریٹائرمنٹ

میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو  
نبیس ہے بندہ حر کے لیے جہاں میں فراغ

211 .....	● ریٹائرمنٹ کے بعد راولپنڈی میں سکونت .....
212 .....	● میرا ذاتی شاف .....
214 .....	● تحقیقی ادارے فرینڈز (FRIENDS) کا قیام .....
216 .....	● چین کے دورے .....
217 .....	● چین میں صحابہ کرام جذبہ کے مزار .....

221	فرینڈز کی تحقیقی سرگرمیاں	●
226	سیاسی میدان میں تنخ تجربات	●
227	پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد	●
229	سانحہ نائن ایلوں (9/11) کے اثرات	●
230	مشرف کا بدترین فیصلہ	●
232	جلال الدین حقانی سے ملاقات	●
233	میری تجوادیز پر ملا عمر کا جواب	●

## باب نہم: ..... ہماری تاریخ کے اہم باب

236	جامعہ حصہ میں خون کی ہوئی	●
239	قبائلی علاقوں میں انٹرکرکشی	●
240	پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار قبائلیوں کی پاکستان کی مخالفت	●
241	ایسی پاکستان کی سلامتی کے تقاضے	●
242	ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف الزامات	●
248	صدر بیش کی پاکستان آمد	●
249	بھارتی سرجیکل سڑائیک	●
252	بھارت اور اسرائیل کی پاکستان ایسی پلانٹ پر حملے کی کوشش	●
254	بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ	●
256	امریکی کی بھارتی بالادستی کی کوششیں	●
257	امت مسلمہ کے خلاف سازشیں	●
260	اسلامی نظام کی بنیادوں کی حفاظت	●
264	پاکستان میں عدم استحکام کے اسباب	●
275	پیشمند یکورٹی کو نسل کی افادیت	●
276	پاکستان کے خلاف عالمی سازشیں	●
282	مسئلہ کشمیر کے فیصلے کا وقت قریب	●
291	نئی جنگی مذاہیر اور پاکستان کے دفاع کے تقاضے	●

292 .....	ہمارا سیاسی نظام .....	●
298 .....	پی ڈی ایم اور پی این اے کا موازنہ .....	●
301 .....	سول ملٹری تعلقات .....	●
302 .....	آرمی چیف کی توسعہ پر غیر ضروری ہنگامہ .....	●

### باب دہم:..... حالات حاضرہ پر تبصرے

304 .....	افغانستان کے خلاف امریکی سازشیں .....	●
304 .....	امریکہ کی طالبان سے مذاکرات کی خواہش .....	●
309 .....	ژرمپ کا افغانستان سے نکلنے کا منصوبہ .....	●
313 .....	داعش کیا ہے؟ .....	●
314 .....	حزب اللہ۔ اسرائیل جنگ .....	●
315 .....	امریکہ اور ایران کے تعلقات میں کشیدگی .....	●
319 .....	جزل قاسم سليمانی کے قتل کے بعد صورت حال .....	●
322 .....	امریکہ اور اسرائیل کا مکنہ رد عمل .....	●
323 .....	جزل اسلام بیگ پر دہشت گروں کی معاونت کا الزم .....	●
325 .....	ایران اور چین کے درمیان تزویری ای شراکت .....	●
333 .....	ایران اسرائیل مخاصمت کی بدلتی صورت حال .....	●
335 .....	ایران کی جوابی کارروائی .....	●
337 .....	پاکستان کے لئے ممکن راستے .....	●
338 .....	کشمیر اور فلسطین کے مسائل کے حل کا "احمقانہ" منصوبہ .....	●
339 .....	امریکی تجاویز پر فلسطین کا ممکنہ رد عمل .....	●
341 .....	جرنیلوں کے باہمی تعلقات .....	●
342 .....	فورسٹار جرنیلوں کی کمکشان .....	●
343 .....	تحقیق کائنات پر تدبیر کی ضرورت .....	●
347 .....	ہماری شناخت کی پہچان کی علامتیں .....	●

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض مرتب

پاکستان ملٹری اکیڈمی پاک فوج کا وہ ماہیہ ناز ادارہ ہے جہاں مستقبل کی عسکری قیادت تیار ہوتی ہے۔ یہاں آنے والے کیڈٹ معاشرے کے ہر طبقے سے متعلق ہوتے ہیں، غریب بھی، امیر بھی، متوسط اور پسمندہ گھرانوں سے بھی لیکن یہاں سب سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے اور ان کی جانچ پڑتا، ان کی کارکردگی کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ یوں ہوا کہ غریب گھرانوں، عام سپاہیوں یا جونیئر کیشنڈ افسروں کے بیٹوں نے اعزازی شمشیر حاصل کی اور جزل کے عہدوں تک پہنچے۔ پاک فوج کے ایک سالار ایک صوبیدار مجرم کے بیٹے تھے۔ دو سالہ سالار جوان بھرتی ہو کر آری چیف بنے۔ ابتدائی انٹرویو کے بعد انہیں انٹر سروسز سیلیکشن بورڈ (آلی ایس ایس بی) میں جانچا پر کھا جاتا ہے جس کا نظام انتہائی شفاف ہے۔ پاک فوج ہو، پاک بحریہ یا پاک فضائیہ، تینوں افواج میں کیش حاصل کرنے کے لئے امیدواروں کو آلی ایس ایس بی کی چھلنی سے گذرنا پڑتا ہے۔

چونکہ انتخاب کا معیار کافی کڑا ہوتا ہے اس لئے کامیاب ہونے والے امیدواروں کی تعداد انتہائی قلیل ہوتی ہے۔ حرمت انگلیز بات یہ ہے کہ لڑکوں کی نسبت لڑکیوں کی کامیابی کا تناسب بہتر ہوتا ہے۔ چونکہ مجموعی طور پر کامیابی کا تناسب قلیل ہوتا ہے، اس لئے یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ کسی جزل کی سفارش کے بغیر آلی ایس ایس بی میں کامیابی ممکن نہیں۔ یہ انتہائی غلط تاثر ہے۔ ہم نے کئی بار سینٹر افسروں کے بچوں کو ناکام اور عام سپاہیوں، نان

کیشند افراد، جو نیز کیشند افراد اور غریب گھرانوں کے بچوں کو کامیاب ہوتے دیکھا ہے۔ میں اپنی مثال پیش کرتا ہوں۔ میرا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ میرے والد ایک چھوٹی سے بیکری چلاتے تھے۔ میں پہلی کوشش ہی میں آئی ایس لیں میں کامیاب ہو گیا لیکن میرا پہلا پہلی کوشش میں ناکام خسرا جبکہ اس وقت میں حاضر افراد لیشینٹ کر گئے تھے۔

اس کے بعد بھی معافی کا مرحلہ آتا ہے جس میں انگ انگ اور جوڑ جوڑ کو بڑی باریک بیٹی سے دیکھا جاتا ہے۔ اس میں ہر امیدوار کو بڑے ہاڑک مرطبوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بھی معافی میں کامیابی کے بعد پاک فوج میں کیشند حاصل کرنے کے خواہشمند افراد کو پاکستان ملٹری اکیڈمی کا کول، پاک بحریہ کے امیدواروں کو پاکستان نیول اکیڈمی متوجہ اور پاک فضائیہ کے امیدواروں کو پاکستان ائر فورس اکیڈمی رسالپور بھیجا جاتا ہے۔ ظاہر ہے تینوں سروہرزاں کا دائرہ کار مخفف ہے اس لئے ان کی تربیت گاہیں بھی مختلف ہیں اور تربیتی انداز بھی مختلف ہے۔

پی ایم اے کے کیڈٹ کا کول اور گردنوواح کی پہاڑیوں میں خاک چھانتے پھر تے ہیں۔ نیول اکیڈمی کے کیڈٹ سمندر کے پانیوں میں غوطے کھاتے ہیں اور ائر فورس کے کیڈٹ فضاہوں میں اڑتے ہوئے اپنے انسلکڑوں کی طرف سے ایسی زبان میں ڈاٹ ڈپٹ سنتے ہیں جو اس سے پہلے ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہوتی:

کبھی اس مکان سے گزر گیا، کبھی اس مکان سے گزر گیا  
تیرے آستان کی ٹھاٹ میں میں ہر آستان سے گزر گیا  
کبھی تیرا در کبھی در در، کبھی عرش پر کبھی فرش پر  
غم عاشقی تیرا ملکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

انتخاب کے مرطبوں اور پاکستان ملٹری اکیڈمی میں گذرنے والے المحاذ کی کہانی ہم نے مختلف انداز میں اپنی پہلی کتاب "جنگل میں بسم اللہ" میں بیان کی ہے جو آپ بنتی کی جنگل میں دراصل بجک بنتی ہے۔ پاک فوج کے ہر افسر کی کہانی ہے۔ کتنی ہو یا جزل، کیشند حاصل کرنے کے لئے انہیں پاکستان ملٹری اکیڈمی کے ملی صراط ہی سے گزرا ہے۔ پڑتا ہے۔ اس کتاب کو زبردست مقبولیت حاصل ہوئی۔ تادم عمر اس کے اٹھائیں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

ای حقیقت کے پیش نظر ہم میں تجویز آئی کہ کیوں نہ پاک فوج کے مربراہوں سے ٹھنڈگوکی بانے اور ان سے پوچھا جائے کہ جب وہ کیڈٹ تھے تو ان پر کیا گزری اور کیشند کے بعد فوج کی سربراہی تک کن مرحل سے گزرا ہے۔ کیا کیا تحریقات حاصل کئے۔ خیال تھا کہ یہ کہانیاں نہ صرف دلچسپی سے پڑھی جائیں گی بلکہ ہمارے آفسیز اور جوانوں کے لئے مشعل راہ بھی ٹابت ہوں گی کہ کیسی کیسی قدر آور شخصیتوں کو کون کون سکھن گھائشوں سے گزرا ہے۔

ب سے پہلے جزل مرزا اسلم بیک کا انتخاب کیا۔ ان سے پہلے جتنے بھی پاک فوج کے سربراہ رہنے دنیاۓ فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ جزل اسلام بیک ماشاء اللہ صرف حیات ہیں بلکہ وہ پاک فوج کے پہلے سربراہ ہیں جن کی تربیت پاکستان ملٹری اکیڈمی میں ہوئی۔ ان سے پہلے کے پہ سالار یا تو بر طابیہ کی رائی ملٹری اکیڈمی سینڈ ہرست کے تربیت یافت تھے یا ان اداروں کے جو بر طابیہ نے بر صیرہ بند میں قائم کے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان تمام پاک فوج کے سربراہوں کے نام اور تفصیل بیان کی گئی ہے جنہوں نے قیام پاکستان کے بعد بری فوج کی کمان سنگاں:

اپریل کے ابتدائی دنوں کی ایک خوشنگوار صحیح تھی جب ہم اپنے کمرہ میں محمد امین کو ساتھ لئے ان کے ہاں حاضر ہوئے۔ چھوٹے سے لان میں ایک طرف بوگن دیلیا اپنے جوہن پر تھا۔ دوسرا طرف کیاریوں میں پیونیا کے رنگ برلنے چھوٹے سکھے ہوئے تھے۔ کیونوں کے درخت بھی تھے جن پر موسم نہ ہونے کی وجہ سے ابھی پھل نہ آئے تھے۔

ان کے سیکریٹری صادق حسین صاحب نے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں ڈرائیور دم میں لے گئے۔ کمرہ میں امین ابھی اپنا ساز و سامان ترتیب دینے ہی میں مصروف تھے کہ جزل صاحب تشریف لے آئے۔ سفید کرتے شلوار میں لمبوں ان کے لمبوں پر سکراہٹ تھی۔ ابتدائی علیک سلیک کے بعد انہوں نے پوچھا: "کہاں سے شروع کریں گے؟"

"سر اپنی ایم اے سے ذرا پہلے سے کافی تھے کہ دنوں سے یا بہتر ہو گا پہلے خاندانی پس منظر سے شروع کریں۔"

انہوں نے دھمے دھمے لجے میں بات شروع کی۔

یہ نشست تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی۔ اجتماعی دلچسپ اور سیر حاصل گھنٹو ہوئی۔ ہمارا ارادہ تو صرف پاکستان ملٹری اکیڈمی کے قیام کے بارے میں گفتگو کرنا تھا لیکن حکایت چونکہ دلچسپ تھی اس نے دراز تر ہوتی گئی۔ پی ایم اے کی باتیں ختم ہو گئیں تو کیریٹر کے ابتدائی دنوں کا ذکر چھڑ گیا اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا۔ وہ تھکتے تھے نہ ہمیں تکان ہوئی۔ درازی عمر کے باوجود ماشاء اللہ چاق و چوبند ہیں۔ نئے میں ایک دن ملاقات ہوتی تھی۔

پہلے تو سوال و جواب ہوتے تھے پھر انہوں نے خود ہی زندگی کے مختلف واقعات لکھنے بھی شروع کر دیے جن میں کافی چھات کا اختیار انہوں نے بڑی فراخ دلی سے ہمیں دے رکھا تھا اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ان کی رینائزمنٹ کے بعد کی زندگی سے متعلق باتیں ایک بڑی دلچسپ اور سبق آموز داستان بن گئی ہے جو اس کتاب کی تخلیل کے آخری دنوں تک جاری رہتی۔ ہم نے مختلف مواقع پر ان سے بڑے تک شوالات بھی کئے لیکن انہوں نے بڑے قتل اور برداشت سے جواب دیے اور یوں ان کی سوانح عمری تیار ہو گئی جو نہ صرف ان کی

پاک فوج کے سربراہ کا نام	عرضی قیادت	مقام تربیت
جزل سرفیکٹ مسروی	۱۱ اگست ۱۹۳۷ء تا ۱۰ فروری ۱۹۳۸	رائل ملٹری اکیڈمی سینڈ ہرست برطانیہ
جزل ڈیکس گریسی	۱۱ فروری ۱۹۳۸ء تا ۱۱ مارچ ۱۹۵۱	ایضا
فیلڈ مارشل محمد ایوب خان	۷ جنوری ۱۹۵۱ء تا ۱۲ مارچ ۱۹۵۸ء	ایضا
جزل محمد موسیٰ	۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۶	رائل ائرنس ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دوون انڈیا
جزل آغا محمد سعید خان	۱۷ دسمبر ۱۹۶۶ء تا ۲۰ دسمبر ۱۹۷۴	ایضا
لیشمنٹ جزل گل حسن	۱۹ دسمبر ۱۹۷۴ء تا ۱۹ مارچ ۱۹۷۲	ایضا
جزل ہنکا خان	۱۹ مارچ ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۶	ایضا
جزل محمد ضیاء الحق	۱۹۷۶ء تا ۱۱ اگست ۱۹۸۸	کم مارچ ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۸ء افسر زینگ سکول انڈیا
جزل مرزا اسلم یگ	۱۱ اگست ۱۹۸۸ء تا ۱۱ اگست ۱۹۹۱	پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول

"اپنی کتاب" (Witness to Blunder) (اردو ترجمہ جمل میں استغفار اللہ)۔ لکھنے ہوئے بھی ہم نے جزل مرزا اسلم یگ سے رہنمائی حاصل کی تھی اور انہوں نے بڑی شفقت سے منیہ مشورے دیے۔ ایک خط لکھ کر انہیں ای میل کر دیا اور پی ایم اے کی زندگی کے بارے میں ایک سوال نام بھی بھیجا۔ دوسرے دن ای میل کی وصولی کی تصدیق کرنے کے لئے میں ان کے سیکرٹری کو فون کیا۔ فون جزل یگ نے خود اخایا۔ ایک لمحے کے لئے تو ہم گز بڑا گئے گھر اپنے حواس کو سنبھالا اور مدعا بیان کیا۔ انہوں نے بغیر کسی حامل کے ہاں کر دی اور اسی دن تحریری جواب بھی آگیا۔

کہانی ہے بلکہ ان کے عہد کے اہم واقعات سے بھی پرده اٹھاتی ہے۔ یہ ان کی اپنی پیچان بھی ہے ایک مخصوص سوچ دلکار ایمان و یقین کی دلچسپ داستان ہے جو قوی معاملات کے بعض اہم گوشوں سے بھی پرده اٹھاتی ہے۔

متن کو تاپ کرنے اور ابتدائی مسودے کی تیاری کا کام صادق حسین جعفری نے انجام دیا جو ۱۹۸۷ء سے ان کے سکریٹری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ کپیوٹر پر کمپوزنگ اور نوک پیک سنوارنے کا کام محمد علی عمر نے کیا جو فریدنڈز کے کپیوٹر سائنس میں کام کرتے رہے ہیں۔ میں اور بجزل اسلام بیک تہذیب سے ان کے شکر گزار ہیں۔

### کریم اشناق حسین

15 فروری 2021ء

[ashfaq801@hotmail.com](mailto:ashfaq801@hotmail.com)

فون نمبر: 0323-5208220

## ”اقدار کی مجبوریاں“

### وجہ تسمیہ

کریم اشناق نے جو کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں پاکستان ملٹری آئیڈی میں میرے قیام اور کارگل کی جنگ کے خواہی سے مجھ سے بہت سے سوالات پوچھتے اور ساتھ ہی مجھے تردیب بھی دیتے رہے کہ میں اپنی کتاب بھی لکھوں۔ کتاب لکھنا تو مشکل کام ہے البتہ ہمارے درمیان یہ طے ہوا کہ وہ مجھ سے سوالات پوچھتے جائیں اور میں جواب دیتا جاؤں تو شاید ایک کتاب بن جائے۔ یہ تردیب دلچسپ تابوت ہوا اور کئی مہینوں کی لمبی نشتوں کے بعد انہوں نے اسے کتاب کی ختم دے دی ہے اور اب کریم اشناق کی ترمیم و تصحیح کے بعد مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری میرے سکریٹری صادق حسین کی ہے جن کی اس عرق ریزی کے سبب اس کتاب کو مکمل کرنا میرے لئے بہت آسان ہو گیا ہے۔

کریم اشناق نے اس کے خدوخال درست کے اور کہا کہ ”اس کا عنوان ہتایے۔“ کئی عنوان ذہن میں آئے لیکن مناسب نہ لگے۔ اسی تلاش میں تھا کہ بجزل خیاء الحن کے یہ الفاظ ذہن میں بار بار آتے رہے: ”اقدار کی کچھ مجبوریاں“ ہوتی ہیں۔ (باب سوم صفحہ 124) اس وقت تو بات سمجھیں شآتی لیکن اس کتاب کا عنوان سوچتے ہوئے ایک دن ان کا قول یاد آگیا اور کتاب کے لئے ایک ایسا عنوان مل گیا جس میں ایک پیغام پوشیدہ ہے کہ ہمارے حکمران ”اقدار کی مجبوریاں“ کے سب کس قدر بے بس ہو جاتے ہیں کہ قوی غیرت سماں کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ اقتدار کی ان مجبوریوں کے تحت جو اقدامات کئے گئے ان کی اثرخی کتاب میں موجود ہے۔ مثلاً:

☆ جزل محمد ایوب خان کی مجبوری تھی کہ انہوں نے اقتدار جزل سچی خان کے حوالے کر دیا۔ (باب ہشم، صفحہ 271)

☆ جزل سچی خان کی مجبوری تھی کہ وہ 3 مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں قومی اسپلی کے اجس کا اعلان کر کے اپنے وعدے سے مخرف ہو گے۔ (باب ہشم، صفحہ 266)

☆ جزل ضایاء الحق کی مجبوری تھی کہ انہوں نے اپنے وعدے کے خلاف بھنو کے پرواتہ موت (Death Warrant) پر دستخط کر دیے۔ (باب چارم، صفحہ 111)

☆ اسی طرح ان کی مجبوری تھی کہ ہماری سفارشات کے باوجود انہوں نے اقتدار عوای غماں کندوں کو منتقل نہیں کیا۔ (باب ہشم، صفحہ 140)

☆ جزل پروین شرف کی مجبوری تھی کہ وہ غیروں کے ساتھ مل کر افغانستان کے خلاف بچک میں شامل ہو گے۔ (باب ہشم، صفحہ 230)

☆ اقتدار کی ہوں میں "ہمارے ارباب فکر و نظر اندر یہ سودوزیاں کے تحت اپنی زبان بند رکھتے ہیں۔ بھرا نوں گورونے نہیں نوکتے نہیں۔ یہی ہمارا لیے ہے۔ (باب ہشم، صفحہ 232)

اس کتاب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ میرے علم کی حد تک تھے اور صرف تھے پر منی ہے۔ صحائی کی وجہ سے میں نے کئی بار نقصان بھی اٹھایا جس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے لیکن جن نے مجھے سرخو کیا جس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ میں دعا گو ہوں اور اپنے قارئین سے بھی التلاس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آخرت میں بھی کامیابیاں عطا فرمائے کہ وہی تھی کامیابی ہے۔

مرزا اسلم بیک

[friendscolumn@hotmail.com](mailto:friendscolumn@hotmail.com)

کم مارچ 2021ء

## آباؤ اجداد اور ابتدائی زندگی

جزل مرزا اسلم بیک کے آباؤ اجداد کا تعلق تھیجا سے تھا، انہوں نے تیرتوں سی صدی ہمیسوی میں ازبکستان کی جانب بھارت کی اور وادی فرغانہ میں آ کر آباد ہوئے جو بر صفر ہند میں مقامی سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر کی جانب پیدا شد۔ فرغانہ اندر یمان کا دارالحکومت تھا۔ بابر ایک جنگی سپاہی، بہترین مختلک اور پس سالار ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب طرز اور بھی تھے۔ بارہ سال کی عمر میں اپنے والد عمر شاہ مرزا کی وفات پر ۵ رمضان ۹۹۸ھ (برطانی 6 جون 1494ء) کو تخت نشین ہوئے۔ تخت نشینی کے فوراً بعد ان کی کم سنی کو دیکھتے ہیں کہ تباہی کے تباہیا سلطان احمد مرزا اور ما موسی سلطان محمود خان نے ان کی سلطنت کو تھیجا ناچاہا ہوئے ان کے تباہیا سلطان احمد مرزا اور ما موسی سلطان محمود خان نے ان کی سلطنت کو تھیجا ناچاہا اور شاہ اور جنوب کی طرف سے فوج کشی کی یعنی فتح حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ بابر نے ترک بابری میں اپنی سلطنت کا جغرافیہ اور خود کو پیش آنے والے حالات پڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

جزل اسلام بیک کے آباؤ اجداد اس مشکل وقت میں بابر کی سپاہ کا حصہ رہے اور انہوں نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ "مرزا اور بیک" کے سابقے اور لاثتے انہی ونوں کی یادگار ہیں۔ "مرزا" فارسی کے لفظ "مرزادہ" کا مخفف ہے جس کا مطلب ہے کسی شہزادے کا بیٹا اور یہ لقب کسی قبیلے کے سردار، عکری، کامندر یا عالم کو دیا جاتا تھا۔ بیک، ترکی کا لفظ ہے جو انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح چھاتی، بخاری، لوڈی، غوری، مغل اور بر اس جیسے لفظ دو لوگ اپنے ناموں کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جن کے آباؤ اجداد کا تعلق شاہی ایشیائی، ریاستوں سے تھا۔ ظہیر الدین بابر خود تخت نشینی سے پہلے مرزا بابر کہلاتے تھے اور ان کا تعلق بہلاں قبیلے سے تھا۔ بابر ترکی زبان میں شیر کو کہتے ہیں۔

شبشاہ بھاجیمیر کے دور میں اسلام بیک کے بزرگ مرزا مسلم بیک کو کنگا جنا کے حکم کے قریب اعظم گزہ شہر سے تقریباً 12 کلومیٹر کے فاصلے پر تین نامی بھروسہ زدہ علاقہ تھا۔ اُنہیں دہلی جا گیر دی گئی تھے اُنہوں نے مسلم پینی کا نام دیا اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ یہ آبادی آج بھی موجود ہے۔

1857ء میں جب مسلمانوں اور بندوں نے مقید حکومت کو بحال کرنے کی آفری کوشش کی تو مسلم پینی کے تقریباً 500 جوان ایک توپ پر کر مثل شبشاہ بھروسہ نظر کی مدد کے لئے لٹک اور دہلی کی طرف روانہ ہوئے لیکن متاثر لوگوں نے دھوکہ دیا اور بھری کر دی۔ اگر برلن نے اُنہیں کھسپریا اور دہلی جنپنے سے پہلے ہی اکثر لوگوں کو شہید کر دیا۔ کتنی کے چند افراد ہی واپس جنپنے میں کامیاب ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد مسلم پینی کی جا گیر مسلمانوں سے واپس لے کر ایک بندوں کے حوالے کر دی گئی۔ کوکل سے لئے گئے تھے میں اعظم گزہ میں واقع جزل اسلام بیک کے آپاں گھر جامع مسجد اور شبلی بیمحش ہائی کی نشاندہی کی گئی ہے۔



کوکل کے تھے مسلم پینی کا مقام مول جلد اور مرض بندہ میں

اس ربجہ نے اپنی پڑجاتے اچھے تعلقات قائم رکھے۔ اس کے پاس کی ہاتھی بھی تھے جو شادی بیوی کے موقع پر لوگ مستعار لے جاتے تھے۔ جزل اسلام بیک کو اپنے بھیجن کا ایک واقعہ یاد ہے جب ان کے رشت داروں میں کسی شادی کے لئے تمہاری بھی ادھار لئے گئے تھے۔ ہاتھیوں کو سجا لایا گیا۔ برات روانہ ہوئی تو اسلام بیک بھی ایک ہاتھی پر ہوار تھے۔ واپسی پر رات ہو گئی۔ پانچ دنی رات کے سناؤں میں ہاتھیوں کے گھنے میں بندھی ہوئی ہاتھیوں کی حرم آوازیں آئیں بھی اسلام بیک کی بادوں میں محفوظ تھیں۔

بھی ہاتھی سزا کے طور پر بھی استعمال ہوتے تھے۔ کوئی آدمی شزادت کرتا پڑھ سوں کو بھکر کر یا لفڑی سزا کا مرتب بھوتا تو ربجہ ایک ہاتھی اس کے گھر پر بھجواد جا کہ اس کی دیکھ بھال کرو۔ بھجوں کو تو ایک مشکل ہاتھ آ جاتا کہ ہاتھی اپنی سوڑی پر بھلا کر انہیں جھوٹا جھلاتا جسکن صاحب خانہ پر قیامت گزرا جاتی۔ خود کھاون کھاؤ جیسیں ہاتھی کے چارے پانی کا انتظام الازم ہوتا۔ اب ایک ہاتھی کو ایک دن میں سو کلوگرام کے قریب چارہ پا جائے۔ سبزی خور جانور کی اس پاس پات پتے، پھل و رشتہوں کی چھال پر گذارہ کر لیتا ہے جیکن غربت کے مارے باسی اس کا انتظام کھاں سے کرتے۔ چھا ایک دنوں تی میں ہوش نکلنے آبانتے اور راجہ سے معافی کے خواستگار ہوتے۔

مرزا مسلم بیک کے پڑپتے مرزا اکفیت اللہ بیک کے دو بیٹے مرزا مصطفیٰ بیک اور مرزا مرتضیٰ بیک بالترتیب 1889ء اور 1891ء میں مسلم پینی میں پیدا ہوئے جو اعظم گزہ صوبہ اتر پردیش بھارت میں واقع ہے (کوکل پر مسلم پینی کا محل وقوع 26.0899896 اور 82.9885502)۔ وہ ابھی چھ اور آنحضرت سال کے ہی تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ان کے ماں مول گم سنتھ نے جو جونپور شہر میں سرکاری افسر تھے ان کی کفارات کا ذمہ اٹھایا۔ دلوں بچوں نے بیٹرگ کے احتیان امیازی نمبروں سے پاس کئے اور اللہ آباد نوریتی بیٹھ گئے جیسا کہ انہوں نے 1914ء اور 1916ء میں بالترتیب اگر بھجوشن اور ایل ایل بی کی ڈگریاں لیں۔ مرزا اسلام بیک کے پیچا مرزا مصطفیٰ بیک نے 1915ء میں اعظم گزہ میں قانون کی

پر پکش شروع کی اور اس غرض سے جامع مسجد کے قریب ایک مکان کرائے پر لیا اور وہاں رہنے لگے۔ بدستی سے مرزا صفتی بیک نبی بی کے مرض میں جاتا ہو گئے اور انہیں علاج کے لیے المورہ کے ہل اسٹیشن لا یا گیا جہاں 9 مئی 1916ء کو ان کا انتقال ہوا۔ ان کی شادی ہو چکی تھی۔ حقیقتی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ وہیں پر مدفن ہیں۔

مرزا اسلم بیک کے والد مرزا مرتضی بیک نے 23 اگست 1917ء کو قانون کی پر پکش شروع کی اور اسی مکان میں رہے جوان کے بڑے بھائی نے کرائے پر لیا تھا۔ ان کی شادی صحیب اللہ بیک کی ساجزہ اوی شافعیہ نجم سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کثیر اولاد عطا کی جن میں آنحضرت مسیح پیغمبر اُنہیں ساخت محت کر کے انہوں نے اپنے شے میں نمایاں مقام حاصل کیا اور ان کا ثانی عظیم گزہ کے چونی کے وکاء میں ہونے لگا۔ انہوں نے ال آباد ہائی کورٹ میں بھی پر پکش کی۔

اسلم بیک کہتے ہیں:

”ہمارے والد صحن دس بجے اپنے چیمبر جاتے اور پانچ بجے واپس آتے۔ تھوڑا آرام کر کے کلب جاتے جہاں نیس سکھیتے اور دوست احباب سے ملاقاتیں رہتیں۔ رات کو بارہ بجے تک مقدمات کی تیاری کرتے اور اس کے بعد جاگتے رہتے۔ میرا انتظار کرتے جب تک کہ میں اپنی مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن کی مصروفیات سے فارغ ہو کر گرداب پس نہ آ جاتا۔“

بس اتنا چھتے:

”اسلم آگئے ہو سو جاؤ۔“

”تی ابا آپ کیوں جاؤ رہے ہیں سو جائیے۔“

انہوں نے مجھے بھی روکا نہیں نوکا نہیں۔ انہیں مجھ پر بھر پور اعتماد تھا۔ ایم ایس ایف کے کام کی اجازت تھی۔

اسلم بیک کے بڑے بھائی مرزا ارشد بیک کراچی میں سیشن قائم رہے ہیں۔ ان کے

بڑے صاحبزادے مرزا عادل بیک وکالت کے پیشے سے منسلک ہیں اور کراچی بار کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ مرزا اشبد بیک اور مرزا افضل بیک نے ال آباد یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ مرزا اشبد بیک نے کچھ عرصہ تک حبیب بیک کی ملازمت کی تھیں اسے چجز کے ذلتی کاروبار شروع کیا اور کامیاب رہے۔ مرزا افضل بیک اعظم گزہ میں ہوتے ہوئے 1948ء میں ڈھاکہ میں آئی ایس ایس بی میں پہنچے اور کامیابی کے بعد انہوں نے پاکستان ملٹری اکیڈمی میں پہلے گرینجرٹ کورس میں شمولیت اختیار کی۔ پاسنگ آؤٹ کے بعد انہیں 2 فیلنڈ آرٹلری میں پوسٹ کیا گیا۔ بعد میں انہوں نے 1974ء میں ائر کرافٹ (طیارہ تھکن) رجسٹ کی مکان کی۔ 1971ء کی جنگ میں انہوں نے ماڑی پور ائر میں کاد فائٹ کیا۔ دشمن کے چڑاوں کو دور رکھا تھا انہوں نے ماڑی پور ائر میں کاد فائٹ کیا۔ بہم پہنچ کر فرار ہوئے۔ ایک بم کرٹ افضل بیک کے اپنے گھر ڈی ایچ اے ون (DHA-1) پر گرا جس سے گھر کمل طور پر جاہ ہو گیا۔ شاید بھارتی ائر فورس نے انہیں ماڑی پور ائر میں کے تحفظ کی سزا اس طرح دی۔

کرٹ افضل بیک نے میری سر پر تی کی اور بڑا بھائی ہونے کا حق ادا کیا۔ فوج میں شروع کی زندگی میں ان کی ہدایات میرے لئے بڑی تقویت کا باعث رہیں۔ میں نے اپنے آپ کو کبھی تھا محسوس نہیں کیا۔ ان کے میانے مرزا شہاب بیک ایف آر سی ایس (FRCS) پلائنس سرجری میں پاکستان کے چونی کے سرجوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

چھوٹے دو بھائی مرزا افسٹر بیک اور مرزا اظہر بیک ملی گزہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ مرزا اسد بیک تیرہ برس کے تھے جب اعظم گزہ میں ایک حادثے میں ان کا انتقال ہو گیا۔ مرزا اسد بیک نے کراچی سے ایل ایل بی کیا اور وکالت کی۔ مرزا افسٹر بیک نے نیو یونیورسٹی میں ایم ایس سی کیا۔ 1962ء میں پاکستان انداک اتریج کیمیشن میں شمولیت اختیار کی۔ امریکہ سے نیو یونیورسٹری میں ایم ایس (MS) کی ڈگری حاصل کی اور امریکہ کے انداک اتریج کیمیشن سے مخصوص (Specific) انہی پاور پلانٹ چلانے کا لائسنس حاصل

کیا۔ 1969ء میں پاکستان والپس آئے اور کراچی نیوکھیئر پاور پلانت (KANUPP) چلانے والی نیم میں شامل ہوئے اور وہی پلانت سنجھ کی حیثیت سے کام جاری رکھا۔

1984ء میں چشم نیوکھیئر پاور پلانت (CHASNUPP) میں ڈیزاٹ اور انجنئر گیک نیم کے سربراہ مقرر ہوئے جو ایک سو(100) اعلیٰ تربیت یا اونٹ انجینئروں اور سائنسدانوں پر مشتمل تھی۔ نیچتم سے ایشی پاور پلانت ڈیزاٹ کی تربیت حاصل کرنے کے لیے ان کی زیر قیادت پالیسیس ممبروں پر مشتمل ایک نیم منتخب کی گئی جس نے چشم پاور پلانت کو علیحدگی معاونت فراہم کی۔ 1992ء میں چشم نیوکھیئر پاور پلانت (سی ون) کے لیے جیمن کے ساتھ معاہدے پر وسخنا ہوئے اور انہیں پراجیکٹ کے جزوی مختار کے عمدے پر ترقی ملی۔ 1998ء میں انہیوں نے ریٹائر ہونا تھا لیکن منصوبے کی تحریک کے لیے ان کی سروں میں تین سال کی توسعہ کردی گئی۔ بعد میں جیمن نے ان کی خدمات حاصل کر لیں اور انہیں کن شان (Qin Shan) کے مقام پر تیار ہونے والے 600 میگاوات کے بھاری پانی کے پلانت کا کمیشنگ سلسنت مقرر کر دیا جو کینیڈا کی نیم ہاری تھی۔ اب وہ ریٹائر زندگی گزار رہے ہیں۔

میرے چھوٹے بھائی پروفیسر ڈاکٹر مرزا اکبر بیگ 16 جون 1940ء کو اعظم گڑھ اڑ پریش، بھارت میں پیدا ہوئے۔ ان کا علمی کیرر بہت شاندار ہے۔ 1953ء میں میزرا اور 1955ء میں شیلی کالج اعظم گڑھ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ ایم ایس سی میں گولڈ مینڈل حاصل کرنے کی بنیاد پر انہیں سکالر شپ ملا۔ 1960ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور دوسال تک ایڈورڈ کالج پشاور میں پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد زریع یونیورسٹی الیک پور (موجودہ فیصل آباد) میں شعبہ زوالوی سے ملک ہو گئے جہاں سے انہیں امریکہ میں پی اچ ڈی کرنے کی سکالر شپ ملی۔ پانچ سال تک زریع یونیورسٹی فیصل آباد میں شعبہ سائنس کے ڈین (Dean) رہنے کے بعد 1989ء میں ریٹائر ہوئے۔

یونیورسٹی میں 39 سالہ سروں کے دوران ان کے سو سے زیادہ تحقیقی مقامے میں الاقواں

شہر کے حامل جریہوں میں شائع ہوئے۔ ان کے دشمنوں نے پی اچ ڈی کی سکالر شپ حاصل کی۔ زریع یونیورسٹی فیصل آباد سے ریٹائرمنٹ کے بعد باری بیونیورسٹی روپنڈی سے ملک ہو گئے جہاں ان کے تین شاگروں نے پی اچ ڈی کی ذگیریاں حاصل کیں۔ ان کی طویل خدمات کے سطح میں انہیں اعزازات سے نواز گیا:

پہلے تعلیم اور زریع تحقیق کے لئے ڈاکٹر نان اے رجن ایوارڈ برائے سال 1996ء۔

پہلے تدریس اور تحقیق کے لئے ڈاکٹر زین اے باشی ایوارڈ برائے سال 1997ء۔ بینیں سروری یگم یا سیم یگم اور افری یگم نے درسنواں سے تعلیم حاصل کی۔ سروری یگم کو لکھنے پر منے کا بڑا شوق تھا۔ ان کی اپنی لاہوری تھی اور وہ کتنی رسائل میں لکھتی رہتی تھیں۔ سب بھائی تعلیم مکمل ہونے کے بعد پاکستان آگئے تھے اور بینیں بھی شادی کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آگئیں۔ والدین 1967ء میں پاکستان آئے۔

ہم بھائیوں کی پورش، تعلیم و تربیت ایک بہت بڑی ذمہ دار تھی جسے بھانے میں ہمارے والدین نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ہم نے کبھی بینیں دیکھا کہ وہ سر و تفریغ کے لئے کہیں گے ہوں۔ سال میں صرف ایک بیٹھتے یا دس دن کے لئے گرمی کی چھیلوں میں آبائی گھر مسلم پڑی جاتے تھے تاکہ عزیزوں اور دوستوں سے مل سکیں اور بزرگوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھ سکیں۔ انہیوں نے ہماری تعلیم و تربیت کو ہر صورت پر ترجیح دی۔ ہمارے لئے ایک معمول تھا کہ جب چھ سال عمر ہوتی تو جامع مسجد کے مدرسے میں داخل کر دیا جاتا جہاں ہم قرآن و سنس اور صوم و صلوٰۃ کی تعلیم حاصل کرتے۔ گھر پر مولوی صاحب دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو اور فارسی بھی پڑھاتے۔

میں آٹھویں کلاس میں تھا تو گلستان فتحم کر چکا تھا اور ماہر صاحب سید آصف حسین دوسرے مضمائن میں بھیں بیویوں دیتے اور ہم بڑی آسانی سے ہر مضمون میں پاس ہو چاتے۔ پڑھنے کے ساتھ ساتھ کھلیوں میں بھی ہم سب بھائی شامل رہے۔ ہا کی ہمارا خاندانی تکمیل تھا۔ بڑے بھائی مرزا ارشد بیگ الہ آباد یونیورسٹی کے مدھمین تھے۔ چھوٹے بھائی

انقلابیک ملی گزدی یونورسٹی کی نئم کے مہر تھے۔ ہرے بھائی افضل یونیٹ اشہد یونیٹ ایں اور چوٹے بھائی انقلابیک کالج کی نئم کے مہر تھے۔ میں بھائی کالج کی بڑی نئم کا پستان بھی رہا ہوں۔ 1959ء میں جب میں ایس ایس ہی میں تھا اس وقت حیری شادی اسلام گوہٹوکت انساری سے تھے ہوئی۔ وہ حیدر آباد دکن میں تھیں پاکستان آئیں اور پشاور میں اپنے بیٹا کرش مسعود رفت انساری کے ہاتھ کے میوزم کو دے دیا ہے۔ بالآخر جاپانیوں نے نیگ آکر گھوٹوکت انساری کا تعلق حیدر آباد دکن کے انساری خاندان سے ہے۔ ان کے دادا حیدر الدین انساری چند کتابوں کے مصنف اور حیدر آباد یونورسٹی کے ریکٹ اور بھی رہ پکے تھے۔ ان کے والد گھوٹوکت انساری ستوٹھ حیدر آباد کے وقت کرشل کے عہدے پر تھے۔ بعد میں انہوں نے استعفاء دے دیا تھا۔ ان کے چوٹے بھائی مسعود رفت انساری پاکستان آگئے تھے اور آری سروں کو رکھ لے گئے تھے۔

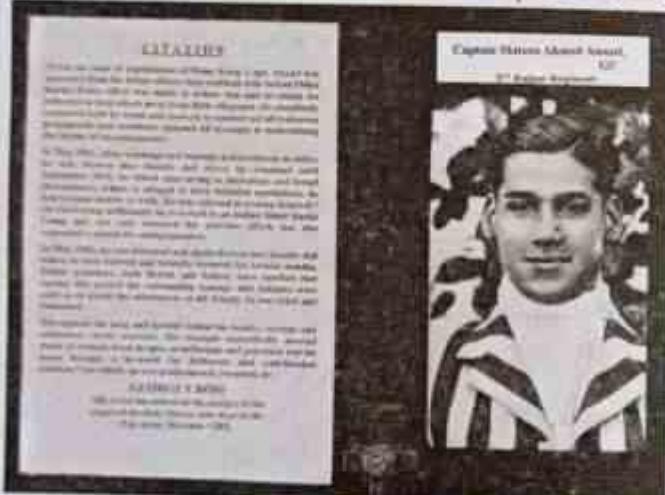


جزل احمد یونیٹ ایس ایس گھوٹوکت انساری کے ساتھ

تیر سے بھائی میمن احمد انساری 57 راچوت رہنمہ میں کیپٹن تھے۔ ہر ماہی بیک میں بیانخیں کے باخوبی قید ہوئے اور قید کے دروازے ہی انہیں بیداری سے قتل کر دیا گیا

کیونکہ انہوں نے انہیں بیکھل آری میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اس جرم میں انہیں قید میں داخل دیا گیا اور قید سے فرار ہوئے کی کوشش کی لیکن ان کے ساتھیوں نے دھوکہ دیا اگر قدر کے گئے اور سخت ترین درجے کی سزا میں دی جانے لگئیں۔ وہ قرآن پاک کے ماحشی پر ان سزاویں کا حال لگھتے رہے۔ یہ قرآن پاک ان کے ہاتھے بھائی کرش مسعود رفت انساری نے ہمارے ہاتھے تھیں کو کے میوزم کو دے دیا ہے۔ بالآخر جاپانیوں نے نیگ آکر کیپٹن میمن احمد انساری کو تھبیک کر دیا۔

وہ بیگ کا بیگ کے نیٹھے قبرستان میں مدفن ہیں۔ 1996ء میں انکن سے واپسی پر نئم دنوں بیگ کا بیگ گئے اور ان کی قبر پر قاتح پڑ گئی۔ وہ سری بیک عظیم کے انتظام پر اگر بڑی نے انہیں بعد از مرگ جاری کر دیا جس کی Citation (George Cross) کا تخدیط کیا جس کی تصویر کے ساتھ درج ہے۔



کیپٹن میمن احمد انساری اور جاری کر دیا جانے والی سفارش

ہماری شادی 21 جون 1959ء کو ہوئی۔ 2020ء میں ہماری رفاقت کو اس سال ہو پکے ہیں۔ فوجی زندگی کے نیک و فراز متعدد پہنچو اور خصوصاً 1971ء میں جب ہمارا

ڈویژن قائم سکولریز کو کھاریاں پھر کر مشرقی پاکستان پلا گیا تو انہا یکم نے سب کو ہمت و خوبصورت کے ساتھ سپاٹے رکھا۔ اپنی زندگی میں شانگی وقار اور احترام کو ہم دلوں لے مل کر قائم رکھا ہے۔

دو سال کی طویل علاط کے بعد 22 دسمبر 2020ء کو ہماری ایلی کا انتقال ہوا۔ وہ خوش قسم تھیں انہی کی رحمت ان پر تھی کہ آخری دن ہم سب ان کے پاس تھے، خادوت کر رہے تھے جب انہوں نے آخری سانس لی اور وہ بیٹھ کے لئے ہم سے رخصت ہو گئی۔ ہماری بیٹی اور بیٹی نے انہیں فصل دیا۔ ہماری بیویت یونٹ 16 بلوچ نے ان کی تدفین کے انتظامات کا بینیت دیا۔ بیویت تو اسے بخوبی اور بعثت نے انہیں قبر میں اتراد۔ جن لگنا تھا کہ پیسے ابھی انہوں نہیں گی اور کہنے گی "شکریہ پنجاں" اندھا غلط اب آرام کرنے والے کے پیسے ہم لے کر۔

1960ء میں ایک کے مقام پر میں ایلات کمپنی کی کمائی کر رہا تھا، وہاں ہماری بیٹی بیٹی بیوی۔ 1963ء میں لاہور تحریکات تھا، وہاں بیٹی بیٹی بیوی۔ 1967ء میں حیدر آباد میں تحریکات تھا تو وہاں ہمارے بینیت دیجاتے عطا ہوئے جنہیں ہمارے والدکہ والا کہتے تھے۔ بیٹی بیٹی امریکہ میں ہے، ان کے بینیت دیجود اور بخوبی نے تم امریکی صدر سے President's Education Awards میں بینیت دیجوں کے جو ایک ریکارڈ ہے اور بیٹی کے بریلنٹیٹ حاصل کیا۔ OutStanding UMBC بیویت سے تھیں معاشرہ تعلیمی معیار کا



جزلِ علم بیک کے نواسے، تعلیمی کارکردگی کی بنیاد پر بیانیت والی اتناہ کے ساتھ بیٹی بیٹی امریکہ میں بھری لیڈنڈ کے موکھری اسلامک شرکی والائی پر بیانیت رہ تھیں۔ پنجوں کے ایک اسکول میں پڑھاتی ہیں۔ اپنے شوہر اور بیویوں کے ساتھ بیٹی آسودہ زندگی کزار رہی ہیں۔ سوم و صدھہ کی پاندرہ ہیں اور بیویوں پر اپنی تعلیم حاصل کر کے زوری تھی میں بیٹی بیٹی ذمہ داریوں پر فائز ہیں۔ بیٹی بیٹی کراچی میں بینیت بخوبی اور دو بیویوں کے ساتھ خوش و فرم ہیں۔ کام کا اتنا کھوٹا ہے کہ کوئی مشتعل اپنارکے ہیں۔ ہمارتوں کی الحروفی خوبصورتی (ایسیز ڈیزائن) اور بیٹے و اغوات کو مسلم (ایونٹ میجنٹ) ہیے مشکل کا مدرس کے علاوہ فلاج و بہبود کی خفتگ سرگرمیوں (سوشل ورکس) میں مصروف رہتی ہیں۔ ماں کی بیانی کے دوران وہاں سے روزانہ بیٹی مریم و بیانیت اور بیٹے جانت دیتی رہتی تھیں۔ خوش قسمت ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا بیار کرنے والی اولاد و مطابکی ہے۔

ہمارے بینیت دیجاتے عطا ہیں ای ایم ای کالج راولپنڈی سے بی ایس سی کیا۔ 1992ء میں جزلِ احمد بمال غان کی بیٹی مریم سے شادی ہوئی۔ ماشہ اللہ وہ اور ان کے بیٹے

ہمارے گھر کی رونق ہیں۔ جبی مریم کی دوست قوازی کے سبب اہل خاندان اور پرانے ساتھیوں سے تعلقات نے زندگی کو متین عطا کئے ہیں۔ وجہت بڑی آزاد منش شخصیت ہیں۔ نو سال پہلے میں کام کیا اور اسے وی پی (AVP) کے مدد سے پرتری پانے والے تھے کہ ملازمت چھوڑ دی بولے:

"ابا مجھے یہ سود والا کام پسند نہیں ہے۔"

"پینا صحیح فیصلہ کیا ہے اللہ تمباری رہنمائی کرے۔ کوئی اور کام غایش کرو۔"

تین سال تک پرائیوریت سکپنی میں کام کیا پھر چھوڑ دیا کہ:

"یہاں تو دو قبر کام ہوتا ہے۔"

"بہت اپنی اب کیا کرنے کا رادا ہے؟"

اب اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں، بیوی اور بچوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ جب سے اپنا کام کر رہے ہیں ابھت مطمئن اور خوش ہیں۔ مجھے اجازت نہیں دی کہ سفارش کر کے کوئی ملازمت دلا دوں۔ انہیں دنیاوی معاملات کا ماشاء اللہ اتا تحریر ہے کہ کوئی بارا یے فیلٹر کرنے سے مجھے روکا ہے جو میرے لئے لفڑان دہڑات ہو سکتے تھے۔ میرے خلاف سالہا سال سے پریم گورٹ میں مقدمہ چل رہا ہے۔ اس سے وجہت پریشان رہتے ہیں اس مقدمے کی تفصیلات ساتویں باب کے آخر میں بیان کی گئی ہیں۔

مجھے تحریک پاکستان کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لینے کی سعادت بھی فصیب ہوئی۔ 1945 کی بات ہے جب میں نے شلبی بخش کالج میں داخلہ لیا۔ اس وقت تحریک پاکستان باقی ملک میں تو اپنے عروج پر تھی لیکن ہمارے علاقے میں کوئی خاص سرگرمی نہیں تھی۔ انہی دنوں لیکنڈ جونینورٹی کے پکوڑ طلبہ ہمارے کالج آئے اور انہوں نے مسلم طلبہ کو دعوت دی کہ وہ مسلم اسٹوڈنس فیڈریشن قائم کریں اور تحریک پاکستان کا پیغام اور گرد کے علاقوں میں پھیلائیں۔" ہم نے اس دعوت پر لبیک کہا اور مسلم اسٹوڈنس فیڈریشن قائم کر کے تحریک

پاکستان کا پیغام پھیلایا۔ میں کالج کی باگی ٹیم کا کپتان اور اتحادیک کا چہہ بنیں تھا۔ طلبہ میں سینز تھا۔ بہت جلد مجھے فیڈریشن کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ یہ پر آشوب دور تھا۔ اپنے شلنے میں ہم مسلمان صرف گیارہ فیصد تھے۔ ہمارے شلنے میں ایک شاستری کالج تھا جس میں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ انہیں ہماری سرگرمیاں ایک آنکھ بھائی تھیں اور ہمارا ان سے اکثر اعتماد ہوتا رہتا تھا۔

مسلم اسٹوڈنس فیڈریشن کی قیادت اور اپنی تعلیم کو اچھے معیار پر جاری رکھنا ایک بڑی آزمائش تھی۔ انہی دنوں ہم نے اپنے کالج کے فٹ بال کے میدان میں ایک بلے کا اہتمام کیا جس میں خطاب کے لئے جتاب سردار عبدالرب نشر، چوبھری خلیفہ الزماں اور علی برادران کی والدہ بی اماں کو دعوت دی۔ انہیں ایک بڑے جلوس کی شکل میں کالج لا یا گیا۔ یہ جلوس جب شہر سے گزرنا تو اس کی دہشت سے دکانیں بند ہو گئیں اور گیران تھے کہ اتنے زیادہ مسلمان کہاں سے آگئے۔ کالج گراونڈ تھا کچھ مجرا ہوا تھا۔ وہ بارہ ہزار کا مجتمع تھا۔ اور گرد کے املاع، گورکھ پورا بلیا اور جو پتوہ کے مسلمان بھی شریک ہوئے۔ اس موقعے پر ہم نے ایک پرچم ہالیا جو سینرٹنگ کا تھا اور اس میں سفید رنگ کا چاند ستارہ تھا۔ بی اماں سے درخواست کی گئی کہ وہ پرچم بلند کریں۔ انہوں نے پرچم بلند کیا۔ اس موقعے پر انہوں نے محترمی تقریر کرتے ہوئے کہا:

"مرے بچا! میں نے اپنے کمزور ہاتھوں سے یہ پرچم بلند کیا ہے۔ اب اسے آپ کے مضمبوط ہاتھوں کی ضرورت ہو گی۔ دیکھنا اسے بھی سرگرمیوں نہ ہونے دیتا۔" ہم نے ان کے اعتماد پر پورا اترنے کی کوشش کی ہے اور اپنے قول وصل سے پاکستان کا پرچم ہمیشہ بلند رکھا ہے۔

جزل صاحب ماضی کی یادوں میں ذوبہ ہوئے تھے۔ بی اماں کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ کئی لمحے خاموش رہے۔ پھر گاؤں کی طرف اشارہ کیا۔ ملازم جانے کہ

بزرگ کا شرود رکھ کر چلا گی تھا۔ گھر کے لان میں لگے ہوئے پوچنے کا بنا ہوا انتہائی مفرج اور خوش ڈاکٹر سرت تھا۔ تم نے ایک دو گھنٹے لئے اور گھنٹو کا سلسلہ آگے بڑھایا۔ میں نے پوچھا:

"کیا آپ نے ان بزرگوں سے پوچھا کہ پاکستان بن جانے سے آپ جیسے مسلمانوں کو کیا طبق جو پاکستان کی سر زمین سے پہنچوں میں دور ہوں گے۔" ان کا کہنا تھا کہ "انہوں نے اپنے بزرگوں سے یہ بات کی تھی۔"

جذاب سروار عبد العزیز کا کہنا تھا:

"پاکستان کی ترقی اور اس کی طاقت سے ہم مسلمانوں کو تقویت اور تحریک لے گا، انگریزوں کے جانے کے بعد بندوں کی اتحادی اور سیاسی پیغام دستیوں سے ہم محظوظ رہیں گے۔ ایک آزاد اور مشبوط مسلمان ملک دنیا کے اسلام کی پیغمبار کو نمایاں کرے گا۔ انشاء اللہ۔"

1990ء میں 5 گورے کے دورے پر میں کراچی گیا ہوا تھا کہ اس دوران مجھے احمد رضا ساحب کا پیغام ملا کہ وہ بھوسے ملنا چاہتے ہیں۔ اپنا اعتراف کرایا کہ وہ لوگ پی سلم اسٹوڈنس فیڈریشن کے بزرگ سیکریٹری رہ چکے تھے اور اس وقت کراچی میں ایمن ٹینک کمپنی لائیٹ کے مینیٹنگ ڈائریکٹر ہیں اور کراچی میں مستقل سکونت ہے۔ میں پہلے ان سے نہیں ملا تھا مگر ہم سے واقع تھا۔ 5 گورے آفسرزمیں میں ان سے ملاقات ہوئی۔ گورے ہوئے دنوں کی باتیں ہوئیں یادیں تازہ ہوئیں۔ انہوں نے مجھے یوپی ایم ایف کی درسیں کمیٹی کی 23 اپریل 1947ء کی میٹنگ کا دعوت ہمہ دی جو علمی گزارہ یونیورسٹی (Old Boys Lodge) میں ہوئی تھی مگر حالات کے وجہ سے سبب نہ ہو سکی۔



## بُونیٰ مُسْلِمُ اسْتُوڈِنْٹس فِیدَرَیْشن

مُسْلِمُ اسْتُوڈِنْٹس  
فِیدَرَیْشن

مُنْدَبِ

From:

Haseen Ahmed Razi Rumi,  
General Secretary,  
U.I.M.S.F. Muslim Students Federation.

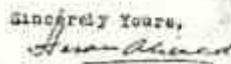
To:

All the Members of the  
U.I.M.S.F. Working Committee.

Ref: Dr/426 Date: Allama, the 10th April, 1947.  
Dear brother in faith, It has been decided to hold a meeting  
of the Working Committee on April, 23, 1947.  
The meeting will be held in the Old  
Boys Lodge at 4.30 P.M. sharp.

### AGENDA:

1. To present a Farewell Address to Prof. A.R.A. Hall our outgoing President.
2. Election of a new President.
3. Election of Member to the A.I.M.S.F. Council.
- Any other item with the permission of the President.

Sincerely Yours,  


Mrs. Haseen Razi  
.....  
.....

یوپی مسلم اسٹوڈنس فیڈریشن کے جزو سیکریٹری کی طرف سے مجلس عاملہ کے اجلاس کے لیے

دعویٰ تامین ہام اسلام بیک

انہوں نے مجھے یوپی ایم ایف کی 23 فروری 1947ء کی سالانہ کنسل کی رپورٹ بھی پیش کی۔ اس رپورٹ میں میں مجلس عاملہ کا رکن اور میرے ساتھی سید احمد قدوالی جو ایک سیکریٹری اور عزیز الدین الحمد آل امیا مسلم اسٹوڈنس فیڈریشن کنسل کے رکن منتخب ہوئے۔ یہ وقت تھا جب قیام پاکستان کا فصلہ ہو چکا تھا اور آزادی کی فضا ہر سوچیل بھی

- 2 -

The annual meeting of the Council of the U. P. Muslim Students Federation was held at Moradabad in the Town Hall at 9.30 a.m. on the 23rd of February, '47. Professor A. B. A. Haleem presided. A large number of delegates from the various branches attended the meeting.

The meeting began with recitation from the Holy Quran.

Professor A. B. A. Haleem, in his opening speech acquainted the members with the present situation in the country and the responsibilities the Muslim students have to shoulder and the part they have to play in the struggle for their cherished goal of Pakistan. He exhorted the Muslim students to strengthen and consolidate their organisation because without it they would not be able to render proper service to the cause of national freedom. "The Muslim Students Federation was their organisation, and it was their solemn duty to make it strong and powerful."

After Professor A. B. A. Haleem's speech, the outgoing General Secretary read out the annual report.

Then the elections of the office bearers of the U. P. Muslim Students Federation for the ensuing session were held. The following office bearers were elected:-

President:-	Professor A. B. A. Haleem (Aligarh)
General Secretary:-	Hasan Ahmad Razi (Aligarh)
Treasurer:-	Dr. Afzal Husain Qadri (Aligarh)
Vice-President:-	Mustafa Kamil (Aligarh)
Social Secretary:-	Ameerul Hasan (Cawnpore)
Literary Secretary:-	Usman Ahmad (Moradabad)
Propaganda Secretary:	Abul Khair (Cawnpore)

The General Secretary has also nominated the following as the Joint Secretaries of the U. P. M. S. F.

1. Viqar Ahmad (Aligarh)
2. Saeed Akhtar Qidwai (Azamgarh)

The following were elected members of the Working Committee:-

1. Abul Hasnat (Aligarh)
2. Qazi Sabehuddin (Aligarh)
3. Viqar Ahmad (Aligarh)
4. M. A. Arzoo (Aligarh)

تحمی۔ بہار آنے کو تھی۔ یہ رپورٹ اس وقت کے حالات کی صحیح تصویر کشی کرتی ہے۔

Unity.

Faith.

Discipline.

## A Short REPORT

OF THE  
Annual Meeting of the Council

OF  
U. P. Muslim Students Federation,

(FEBRUARY 23, 1947)

Published by:

HASAN AHMAD RAZI

General Secretary, M. S. F.

To,  
The Secretary,  
M. S. F.  
.....

بپی مسلم سٹوڈنٹس فینڈریشن کی مجلس عاملہ کے سالانہ اجلاس کی رپورٹ

- 4 -

arrested and the dismissal of the unrepresentative ministry of the Punjab.

The fifth resolution condemns the action of Sir Mirza Ismail in stopping the grant of Hyderabad Government to the Anjuman Tarraqqi-e-Urdū and demands the immediate cancellation of the order.

The sixth resolution warns the U. P. Government against taking any step towards the introduction of the joint electorate system for District and Municipal Boards. Any such steps would be highly detrimental to the Muslim interest.

The seventh resolution demands the immediate repeal of the public safety ordinance bill which the U. P. Government has been using as an instrument for crushing the Muslim movement in the province.

By the eighth resolution the Council demands the release of Capt. Abdur Rashid and other I. N. A. Officers and men without any further delay.

The last resolution condemns the U. P. Government for its failure in protecting the life and property of Mussalmans in many places like Gurhukteshwar, Allahabad etc. and demands the immediate appointment of an impartial committee of enquiry.

After the resolutions were passed, Dr. Afzal Hussain Qadri and Professor A. B. A. Haleem made short speeches.

The meeting concluded with the speech of the General Secretary in which he thanked all the members for taking the trouble of coming from far and near to participate in the meeting.

At 4 p. m. the Wardsabadi M. S. F. gave an at home to the members of the Council. Many prominent citizens were present.

After the Maghrib prayers a public meeting was held in the Town Hall under the auspices of the local Muslim Students Federation.

Prominent among the speakers were, Professor A. B. A. Haleem, Dr. Afzal Hussain Qadri, A. K. Mohd. Idris and Mr. Abul Hasanat.

The meeting concluded at about 10-30 p. m.

N. B.—A full report of the proceedings of the council will be published in DHOU shortly.

میں نے 1946ء میں انتریڈیٹ کا اتحان پاس کیا۔ مسلم اشوٹس فیدریشن کی رکھروں کی وجہ سے پڑھائی پر زیادہ توجہ دے کا تھا۔ سینئنڈ ڈویژن میں پاس ہوا۔ والد نے گرجویش کے لئے علیز جو یونیورسٹی جانے کے لئے کہا۔ میرے دوڑ سے بھائی مرزا

- 3 -

5. A. M. Mehburi (Alligarh)
6. Akbar Yazdani (Alligarh)
7. Abul Qasim Mohd. Idris (Bara Banki)
8. Mohd. Arif (Bara Banki)
9. Noor Elahi (Bara Banki)
10. Vilayat Husain (Cawnpore)
11. Shahid Ali (Cawnpore)
12. Mohd. Sulayman (Cawnpore)
13. Syed Ali Zaidi (Cawnpore)
14. Hafeeq Ansari (Mussoorie)
15. Mirza Aslam Beg (Azamgarh)
16. Saeed Akhtar Qudwai (Azamgarh)
17. Khalilq Muhammad (Moradabad)

The following were elected members of the All India Muslim Students Federation Council:

1. Abul Hasanat (Alligarh)
2. Zahur Alium (Cawnpore)
3. Ashfaq Hussain (Cawnpore)
4. Ameerul Hasan Iraqi (Cawnpore)
5. Syed Ali Zaidi (Cawnpore)
6. Azizuddin Ahmad (Azamgarh)
7. Nabi Ahmad (Kanauj)
8. Syed Adil Hasan (Lucknow)

After the elections were over, the Council unanimously adopted the following nine resolutions:

The first resolution calls upon the Muslim students of U. P. to strengthen and consolidate the Muslim Students Federation and help in making it a powerful, organised, disciplined and independent body.

The second resolution most strongly condemns the Bihar Government for their failure to protect the life and property of the Muslim minority in the province.

The third resolution appeals to the League High Command to formulate a clear cut and practicable plan for the rehabilitation of the Muslims of Bihar.

By the fourth resolution the Council condemns the policy of repression adopted by the Punjab Government towards the Muslims of that province and its most inhuman treatment towards the League leaders of the Punjab. It also demands the immediate release of all the Muslims wrongfully



فضل بیک اور مرزا شہد بیک پلے ہیں الہ آباد یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے لیکن میں فینڈریشن کے کاموں میں اتنا منہبہ تھا کہ انتم گزہ چھوڑنے کا اصولی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے انکار کروایا۔ والد صاحب ناراض ہوئے لیکن پھر شیل کالج ہی میں تعلیم چاری رکھنے پر رضامند ہو گئے۔ ایم ایف کی سرگرمیوں کی وجہ سے رکاوٹ ضرور آئی لیکن اس کے باوجود میں نے لی اے سینڈ ڈویژن میں پاس کر لیا۔

انہوں نے بنتے ہوئے بتایا "اپنے خاندان میں، میں سب سے کم پڑھا لکھا ہوں۔ تین بڑے بھائیں الہ آباد یونیورسٹی سے قارئ انسٹیٹیوٹ ہوئے۔ چھوٹے بھائی مرزا الظفر بیک اور مرزا انبر بیک علیگزہ یونیورسٹی میں پڑھتے رہے۔ کوئی پی ایچ ذی، ذبل ایم اے اور ایل ایل بی تھا، میں سادہ گرجویت تھا۔ گرجویت کے بعد والد صاحب کی خواہش تھی کہ میں مزید تعلیم کے لئے علیگزہ یونیورسٹی جاؤں لیکن میں نے پاکستان جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

15 اگست 1949ء، میں نے پاکستان کی جانب تحریر کرنے کا فیصلہ کیا۔ بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ گھر بار چھوڑنا اور مسلم اسٹوڈنٹس فینڈریشن کے طلبہ کو چھوڑنا جن کے ساتھ مل کر تحریر کی پاکستان کے لئے دن رات کام کیا تھا، بڑا مشکل تھا۔ مجھے ان کی گھبیس حاصل تھیں، وہ میری ایک آواز پر بلا پس و پیش حاضر ہو جاتے تھے۔ انہیں چھوڑنا بڑا مشکل تھا۔ لیکن اللہ کے راستے میں تحریر کرنے کے لئے ان مرطبوں سے گزرنا لازم تھا۔ میں نے تحریر کا فیصلہ کیا۔ اجازت کے لئے والد صاحب کے پاس گیا تو میری آنکھوں میں آنسو تھے۔ جدائی کے ان لمحوں کو یاد کرتے ہوئے بزرل صاحب ایک بار پھر آبدیدہ ہو گئے آواز بھرا گئی۔ تھیرے نہیں بچے میں انہوں نے بتایا:

"والد صاحب نے دونوں باتوں سے میرا چھوڑنے تھے پر بوس دیا اور کہا کہ آنے والے دنوں میں چھبیس بڑی مشکلات کا سامنا ہو گا۔ تم ایک نئی زندگی کی طرف جا رہے ہو۔ ان باتوں کو یاد رکھنا اور ان پر عمل کرنا۔"

پہلے "تماز قائم رکھنا

- ☆ قرآن اور سنت کے اصولوں پر عمل کرنا
- ☆ رزق طال کھانا
- ☆ ہمیشہ حق کی بات کرنا اور
- ☆ خدا کو اس کا حق دینا۔"

میں نے اپنی عملی زندگی میں قرآن و سنت کے اصولوں اور والد کی ان تجویزوں پر عمل کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود اپنے آپ کو راه حق پر قائم رکھا ہے جس کے سبب میری زندگی پر سکون ہے۔  
تحتہ: بھارت میں مذہبی اقتصادی اور معاشرتی لحاظ سے مسلمانوں کو مکمل آزادی تھی۔ یہ انگریزوں کا دور حکومت تھا لیکن ہمارے قائدین کو ہندوؤں کی تحریک کا شدت سے احساس تھا اور اس بات کا خطرہ بجا تھا کہ جب ان کی حکومت ہوگی تو مسلمانوں کو کسی قسم کی آزادی حاصل نہیں رہے گی۔ گاندھی جی کے لفاظ کے آئینے میں ان کا اصل چہرہ اور حالات کا اندازہ لگانا مشکل نہ تھا:

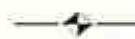
*Muslims are either the progeny of Arab invaders or persons separated from us. There are three remedies: One, they should be weaned away from Islam back to their old Dharam; Two, if that is not possible they should be returned to their ancestral land; Three, if this is difficult, they should be kept as subjects in India."*

"مسلمان یا تو عرب حملہ آوروں کی نسل ہیں یا پھر ہم سے مختلف لوگ ہیں۔ ان سے مختلف کے تین راستے ہیں: اول، مسلمان اسلام سے تاب ہو کر اپنے پرانے دھرم کی طرف لوٹ آئیں؛ دوم، اگر ایسا ممکن نہیں تو وہ اپنے آبائی دھرم کو واپس پٹے جائیں؛ سوم، اور اگر ایسا کرنا مشکل ہے تو انہیں بھارت میں ہمارا خلام بن کر

ربنا ہوگا۔"

آج مودی حکومت اسی نظریے پر مل ہے۔

تاریخی مشائین سے انساف کرنے کے لئے کلمے ذہن اور کھلے دل کے ساتھ مطابق رہ لازم ہے۔ تحریک پاکستان کے ایک ادنیٰ کارکن کی جیش سے میری رائے یہ ہے کہ پاکستان کی تحریک کے پس پر دو دینی، معاشری، تبدیلی اور سیاسی حرکات کا فرماختے اور ان میں سے کسی ایک عضر کو بھی فراموش کر کے پاکستان سے انساف نہیں کیا جاسکتا۔ ہم سے غفلت ہوئی، ناظریاں ہوئیں جن کے سبب شرقی پاکستان ہم سے الگ ہو گیا اور سات دہائیاں گذرنے کے بعد بھی ہمیں وہ سیاسی اور معاشرتی استحکام حاصل نہیں ہوا کہ جس کی پاکستانی قوم مستحق ہے۔



## باب دوم:

## میرے خوابوں کی سرز میں

گھر واپس کو خدا حافظ کر کر میں بہمنی گیا اور 17 اگست 1949ء کو ایک بھری ججاز کے ذریعے کراچی پہنچا۔ اس سے پہلے میرے وہ بڑے بھائی پاکستان آپکے تھے اور کراچی میں مقیم تھے۔ مرزا افضل بیگ لاہور میں، 2 فیلڈ رجسٹریٹ میں تھے۔ میں کراچی پہنچا تو وہ بڑے بھائیوں کے پاس ہی تھرا۔ آرام باغ میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ہم تم بھائی اور ہمارے ایک عزیز قیام پذیر تھے۔ اگلے مینے میں نے پاک فون میں کمیشن کے لئے درخواست دی۔ ابتدائی نیٹ کے لئے آئی ایس بی کے لئے لاہور گیا، وہاں کامیابی کے بعد میڈیکل کے مرحلوں سے گزرنا پڑا جن کے اختتام پر طبی وجوہ (Medical Grounds) کی بنا پر مجھے مسترد کر دیا گیا۔ میں نے حیرت سے پوچھا "کس بنیاد پر، کیا خرابی تاتائی انہیں نے؟ پھر آپ فون میں کہے آئے۔"

جزل صاحب میری حیرت پر سکرانے اور سلسہ کام باری رکھتے ہوئے بولے:

"میں بہت ہی نا امید ہوا۔ وہ بڑے بھائی کو پڑھا تو انہوں نے پوچھا کہ کس وجہ تھیں میڈیکل آن فٹ قرار دیا گیا ہے۔ میں نے بتایا کہ مجھے سنا لگ بارٹ (Systolic Heart) کا مرض ہے آٹھو، دس دھنڑوں کے بعد ایک دھنڑ کی بس ہو جاتی ہے۔" وہ بڑے بھائی نے کراچی میں امراض دل کے تین ماہرین سے مشورہ کیا۔ بھی نے کہا کہ یہ کوئی محدودی نہیں ہے جس کی بنیاد پر کسی امید وار کو ان فٹ قرار دیا جائے۔ وہ بڑے بھائی کے مشورے پر میں نے اس فحیطے کے خلاف اپل دائرگی اور درخواست کے ساتھ تم بارٹ کوٹلشیں کی آراء بھی منتسل کر دیں۔ وہ بخت بعد مجھے ملڑی پاکوٹل راولپنڈی روپورٹ کرنے کو کہا

گل۔ ایم اچ نے ایک مینڈ بیکل بورڈ تکمیل دیا جس میں ایک کرٹن اور ایک اور انفرشامل تھے۔ میں اس بورڈ کے سامنے پیش ہوا۔ بورڈ کے ارکان پکھو دیر تو میری فائل سامنے رکھے آپس میں مشورہ کرتے رہے پھر مجھ سے سوال کیا:

”آپ کے دل کی آنھوئیں دھویں ہرگز کن نائب ہو جاتی ہے۔ یہ تکلیف کب سے ہے؟“

میں نے کہا: ”یہ تکلیف مجھے گزشتہ پانچ چھوٹیوں سے ہے۔“

”وہ کیسے؟“

”پانچ میںے پہلے جب میں اعظم گزہ سے پاکستان کے لئے روانہ ہوا تو مجھے ماں باپ، رشت دار اور تمام گھروالوں کو چھوڑنا پڑا۔ اپنے دوست احباب اور ان ہزاروں ساتھیوں کو چھوڑنا پڑا جن کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لایا تھا، جو مجھے جان سے زیادہ عزیز تھے۔ جن کے دلوں میں میں رہتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ”ان سب کو چھوڑتے ہوئے میری کچھ دھرنکیں انہی کے ساتھ رہ گئی ہیں۔“

یہ سن کر کرٹن صاحب کھڑے ہو گئے۔ مجھے گلے لگا۔ ان کے جذبات دیکھ کر مجھے محبوس ہوا کہ شاید ان کی بھی کچھ دھرنکیں کہیں چیخے رہ گئی تھیں۔ انہوں نے مجھے مینڈ بیکل پکھر (Medically Clear) کیا اور کہا کہ جلد ہی تیجی اچ کیوں سے آپ کو پاکستان ملری اکیڈمی روپورث کرنے کے احکامات مل جائیں گے۔

دو تینے بعد تیجی اچ کیوں سے احکامات مل گئے لیکن ہمیں بتایا گیا کہ پہلے کوئی جانا ہو گا جیسا تینوں اونان کے کینٹس پہلے پری کینٹز زرینگ کے لئے چہ ماہ اس سکول میں گزاریں گے۔ ہم کوئی پہنچ اور فروری کی بخت سردی میں ہمارا کورس شروع ہوا۔ رہائش کے لئے ہمیں کمائنڈ ملری ہاؤسیل (CMH) کی بھر کیس دی گئیں، ایک بیرک میں پچاس، سانچھ کینٹ اکشنے رہے تھے فرش پر رہنے کی تھی، بخت سردی کا موسم تھا لیکن بیرک سنترل ارکانڈیٹھنڈ تھی۔ کیا ہرے تھے۔

ہمیں 35 روپے میں سے ہمارا پہلا دن تھا، ہم مہماں تھے اور اس حیثیت سے ہمیں پورا پروگریم کو

کراچی پر لے رکھی تھی۔ سڑکیں برف سے ڈھکی ہوتی تھیں لیکن ہم انہی سڑکوں پر ہو رہیک ایندہ (Week End) پر شہر جایا کرتے اور لال کتاب اور شیخے کیفیت کی آؤں کریم سے لف اندوز ہوتے۔ وظیفہ صرف 35 روپے میں اتنی برکت تھی کہ بائیکل کے کراچی کے علاوہ دوسری ضروریات بھی ہاسانی پوری ہو جاتی تھیں۔

ہمارے کمانڈنٹ کرٹن کے ایم اظہر خان تھے جنہوں نے 1965ء کی جگہ میں رہ آف کچھ سے چھوڑ (Chor) تک کے علاقوں کا دفاع کر کے ہذا کارنامہ انجام دیا تھا۔ جو ادائی میں فرینگ ختم ہوتی اور ایک ماہ کی تھیٹی کے بعد 12 اگسٹ 1950ء کو پاکستان ملٹری اکیڈمی کا کول روپورٹ کی۔ ہمارا چھٹا پی ایم اے لانگ کورس Long Course (6th PMA) تھا جس میں 90 کینٹس تھے۔ ہم نے بات آگے ہڑھاتے ہوئے پوچھا کہ پاکستان ملٹری اکیڈمی میں پہلے دن کی رواداد سنائیں۔

انہوں نے اطمینان سے جواب دیا۔ ہمارے لئے ایم اے آباد میں گاڑیاں موجود تھیں۔ ایک دین میں بینچہ رہم کا کول پہنچے۔ ایک آفسر اور ان کا عملہ ہمارے استقبال کے لئے موجود تھا۔ ابتدائی کاغذی کارروائی کے بعد مجھے قائم کیتی گئی۔ اس وقت صرف چار کپنیاں تھیں طارق، قاسم، صلاح الدین اور خالد کیتیں۔ رہائش کے لئے ایک بیرک میں جو قسم لائے گلباتی تھی۔ یہ بیرکیں دوسری بیک قطعیم کے وقت کی تھیں۔ سرد ہوا ہمیں جسم سے آر پار گزد جاتی تھیں۔ ہماری بیرک نیلوں پر کے بالکل سامنے تھی۔ خوبصورت جگہ تھی۔ پھر ہمیں میں لے جایا گیا جہاں ہم نے اطمینان سے کھانا کھایا اور آرام کے لئے ہمیں بیرک میں بیٹھ دیا گیا۔ جزل صاحب نے ہر سے آرام سے پورے دن کی رواداد بیان کر دی۔ ہمیں بڑی حرمت ہوئی، پوچھا کر کوئی سزا وغیرہ نہیں ملی۔ سینز کینٹوں کی طرف سے تو Ragging سے استقبال کیا جاتا ہے۔

”نہیں بھی؟ یہ تو ہمارا پہلا دن تھا، ہم مہماں تھے اور اس حیثیت سے ہمیں پورا پروگریم کو

ہم نے بتایا کہ آج کل توکینت کا پہلا دن روز قیامت ہوتا ہے۔ پی ایم اے کا گیت کرنا کرنے کے بعد اپنے کمرے میں پہنچنے میں پدر وہ ۳۰ لمحے لگتے ہیں اور سینٹر انیس مرا جس دیے ہیں کہ کمرے میں پہنچنے پہنچنے جنم کا اگلے اگلے دن کئے گئے ہیں۔

جس ان دونوں یہ پہنچنے تھے۔ سڑائیں تھیں لیکن عزت ان کا خیال رکھا چاتا تھا۔ فرنٹ روڈ پر پہنچنے کی تھی یا سوکے درخت کو پالیس پالیس فنڈ سلیوٹ کرنا پڑتا۔ سڑائیں تھیں لیکن کیڈیس کی بے عزتی نہیں کی جاتی تھی۔ پہنچنے ہوئے بتایا کہ ریکارک تھی لیکن ہر دی شستہ اور تکمیلہ صد و میں رہچے ہوئے۔

دوسرے دن بھیں پر یہ گراڈنے لے جایا گیا۔ ہمارا ذرل افسر کمزرا ایک انگریز سارجن تھا جس کا نام فیلیلڈ (Defeild) تھا۔ فوجیوں میں ذرل افسر کمزروں کے ریمارکس زبانِ زو عام ہیں۔ فیلیلڈ بھی مختلف نہیں تھا۔ ایک دفعہ ایک کیڈت نے اس سے سوال جواب کئے تو اس نے بڑی شستہ انگریزی میں ڈاٹ پالائی اور کہا:

”بچ میں امیں جب دردی میں تھا تو آپ اپنی ماں کے رخسار پر جیا کی سرفی تھے۔ مجھ سے لکی افضل بھٹ کوں کرتے ہو۔ باہر لکھوار آنکھہ علم سمجھ پر یہ گراڈنے کے پہنچ رکھتے ہو۔“

ہم نے اساتذہ کی تحصیل پوچھی۔ بتایا کہ ان کے پالوں کماٹر کیپٹن ڈکریا تھے کریل کے عہدے سے رہتا تھا۔ دوسرے پالوں کماٹر کیپٹن محمد اقبال تھے جو بعد میں جواہر جس آف آف ساف کمپلی کے مدیر میں بنے اور کیپٹن ترقی ملی مرا جو لٹھنیٹ جزل ہو کر کوارٹ مازر جزل ہوئے۔ ارم کماٹر بھر حصہ احمد بیانیں کماٹر کریل سید الدین اور پاکستان ملٹری ایئری کے کائنات بریگیڈ رئی ایچ ٹارور (G.H. Tarvar) تھے۔

جلیل ارم کے آخر میں قیادت کے ہم سے ایک پہنچ کی مشتبی ہوئیں جو صحیح معنوں میں ہر کیڈت کی ڈالی اور دیسانی صفائیوں کا سخت احتیاط ہوتا تھا۔ ان مٹتوں کے اختتام پر کوئی

کماٹر اور پالوں کماٹر بھی موجود ہوتے تھے اور تحدیدی جائزہ لیا جاتا۔ جس میں ہماری کمزوروں اور خوجوں پر سکول کر تھا، وہاں تھا۔ ایسا ہی ایک اجتماع مٹتوں کے اختتام پر بھر انہوں پا کے زینوں پر ہوا جس میں ہم سب موجود ہتے۔ اس دن کی یہ بارہ تصویر ہے شایع آپ پہلوان ہیں۔



تصویر: Left to Right: Major, Captain, Subedar, Naib Subedar, Lance Naib, Ghosha, Other Officers. Includes: Major Gen. Sardar, Major General, Major, Captain, Subedar, Naib Subedar, Lance Naib, Ghosha, Other Officers, Major General, Major, Captain, Subedar, Naib Subedar, Lance Naib, Ghosha, Other Officers, Major General, Major, Captain, Subedar, Naib Subedar, Lance Naib, Ghosha, Other Officers, Major General, Major, Captain, Subedar, Naib Subedar, Lance Naib, Ghosha, Other Officers, Major General, Major, Captain, Subedar, Naib Subedar, Lance Naib, Ghosha, Other Officers, Major General, Major, Captain, Subedar, Naib Subedar, Lance Naib, Ghosha, Other Officers.

پہنچے پی ایم اے ایک کوڑی کی کیڈت اور ان کے اساتذہ ایک مشق کے دو، ان راؤ پہنچی کے قریب تی لی رہے تھے اسی ماحصلہ پر پا

ہر فرم کے مکمل ہونے پر ایک ماہ کی چھٹی ملی تھی۔ چھٹی چھٹی پر میں تیز گام سے کراپنی گیا۔ نہایت صاف سحری فریں تھیں جس کی ڈائیکل کار کا مدد کھانا اور اچھا ہال آج تک یاد ہے۔ اڑکنڈ ریشن کوچ کا کرایہ صرف سانحہ روپ تھا۔ دوسرویں اور تیسری چھٹی پر ہم نے پی ایم اسے میں وقت گزارنے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے ساتھی جیل الرحم (بی بی 722) اور ہم دونوں اپنے بیویوں کی میں ضروری یعنی رکھ کے اور گردہ کی پیاریوں کی سیر کو انکل جاتے۔ یہ خوبصورت علاقہ تھا اور جب کھانے کا وقت ہوتا تو کسی بھی گھر پر رکتے اور وہ دنیا لیتے پرانی اور اندھوں خوب سیر ہو کر کھاتے اور جسیں جیز کے درختوں کے سامنے میں موجودے تھےں چار دن بعد کی معمول رہا۔

جیسا کہ پی ایم اسے میں روایت ہے، کہیوں کے درمیان ٹھینک پیش مقابلہ ہوا کرتا تھا اور ٹھینک پیش کے وقت سب سے آگے ہوتی تھی۔ ہماری قائم کمپنی 1951ء اور 1952ء کی ٹھینک پیش اور میں ٹھینک پیش کا ملبردار تھا۔ 1952ء میں ہم پاس آئتے ہوئے اور اسکی وزیر اعظم خود، عالم الدین نے ٹھینک پیش کا جشنداشتیا۔

کیفت اسلام بیک چونکہ پہلے سے اگر بھروسے تھے اور اپنی یادوں میں شاید واحد اگر بھروسے تھے اس لئے ایک ریک مظاہر میں انہیں زیادہ محنت پیش کرنی پڑتی تھی۔ ان کی دیگریوں کا ہمہ ہاکی اور ٹھینک پیش تھا۔ ہاکی کے نیم کمپنیں عاطف تھے جنہوں نے ہاکی میں بڑا ہام کیا اور برگیلے پر ہو کر بیٹھا رہوئے۔

ہم نے خاص خورے بچھا کر اکیلی میں کون سا کام سے مشکل لگتا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ کوئی بھی مشکل ہیں جنکی آئی۔ ہر کام آسان اور دلچسپ تھا۔

”دون ماگ (One Mile Run) کیجیں؟“

”ایک میل کی دوڑ تو میں کالج کے زمانے سے کرتا تھا۔ کوئی مشکل نہ تھی ہر لمحے یہ نیست ہوتا تھا میں لے تھام ابتدائی نیس پاس آئی اور بھی مشکل نہیں ہوئی۔“

ہمارے ساتھی بھی کافی آٹا تھا۔ وہ بھی کسی ڈارل، بیٹی نی، دون ماگ یا

آسٹریکل کورس (Obstacle Course) سے تیز حاضر نہیں ہوئے۔ اصل میں 100 اور 200 گز کی دوڑ میں سب سے آگے رہا جس کی دوڑ میں بہت مقابلہ ہوا کرتا۔ انگریز میں بھی دوڑے تیزے تیزے ہوتے آتے تھے۔ یا کتنا ملکی اکیلی تھی کہ باکی بھر کا تھا۔



L to R Standing — CC: Alton, Dennis, Robert, John, Andrew, John, Wimberly, Eddie, Jim, Bill, Tom, Carl, Eddie, G. C. Johnson, Harry, Doug, Doug, Doug, Doug, Doug, Doug, Doug, Doug.

اسلم بیک (ڈائیس سے جلیل اشٹ پر) اپنی ایم اس کی بھی ستم کے ساتھ ٹھینک پیش کیتے ہیں کیونکہ 729 (Gentleman Cadet) مرزا اسلام بیک تقریبی مقابلہ میں بڑھ پڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنی تقریب و خود لکھتے تھے۔ اردو اگریزی دو قوں میاں میں میں حصہ لیتے تھے۔ ایک اگریزی مہانتے کے بعد انہیں اگریزی کے تجھے نے اعلیٰ برلن کی کتاب Wuthering Heights میں کیا۔ دوسری فرم کے اختتام پر انہیں ڈویٹک سو سائنسی (Debating Society) کا صدر منتخب کر دیا گی۔

انہوں نے بتایا کہ ان دوں دستوری تقاریک اسی بھی مہانتے یادا کرے کے موقع پر تمام طلب، اصرار، پابون کمال اور یادیوں کی امتار اپنی کشش سنبھال لیتے تھے اور ڈویٹک سو سائنسی کا صدر سب سے آخر میں ہال میں واپس ہوتا تو تقدیم میں سب کھڑے ہو جاتے۔ انہوں نے

بڑے فخر سے بیان کیا کہ جب یہ احمد علی مرتضیٰ ہوا تو میں نے ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور مجھے محسوس ہوا کہ شاید مستقبل میں کوئی اہم مقام اللہ تعالیٰ نے میرے مقدار میں لکھا ہے۔ دراصل یہ احترام میری ذات کو نہیں تھا بلکہ بحث و مباحثہ اور علم کی روشنی کو تھا جس کے بغیر فوجی زندگی نا مکمل ہوتی ہے۔

انہوں نے پوچھا۔ ”پڑھیں اب یہ روایت ہے کہ نہیں۔“

ہم نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے تک اسلامیہ کالج پشاور میں یہ روایت موجود تھی کہ طلبہ کی منتسب یونیورسٹی کا صدر سب سے آخر میں آتا تھا اور اس کے احترام میں پرچم سمیت تمام حاضرین کھڑے ہو جاتے تھے۔ پی ایم اے میں اب یہ روایت نہیں ہے۔ اب سب سے آخر میں کمانڈنٹ اور ان کے ساتھ گولی مہماں مفتر رہ تو وہ آتے ہیں۔

16 اکتوبر 1951ء کا درجہ اسلامیہ پیلس مہماں کی صدارت کے لئے کمرے سے نیک تو انہوں نے ٹرالسٹر پر خبر سنی کہ وزیر اعظم یاافت علی خان پر راولپنڈی کے یادات پائیں میں تقریر کے دوران گولی چاہا دی گئی اور وہ جاں بحق ہو گئے ہیں۔ وہاں میں پہنچنے تو سب لوگ اپنی نشتوں پر بر احتیان تھے۔ یہ بال میں داخل ہو گئے اور مہماں کی کارروائی شروع ہو گئی۔ بزرل بیک کا گہنہ تھا کہ وہ وقت انہوں نے بڑی اذیت میں گزارا۔ مباحثہ ختم ہوا تو وہ کمانڈنٹ کے پاس گئے اور انہیں یہ اندوہناک خبر سنائی۔ وہ مشترکہ رہ گئے انہوں نے تفصیل پوچھی تو اسلامیہ پیلس نے انہیں خبر بتائی جو انہوں نے دیکھ لی پرستی تھیں۔ وہ اپنے کمرے میں واپس آئے کھانے کے لئے بھی نہیں گئے اور تھے رہے۔

پاکستان ملٹری اکیڈمی میں تربیت کی حکیمی کے بعد پاس آؤٹ ہوئے تو ان کے ایک ساتھی ہالین سینٹر اندر آفیس عبدالحیوم کو اعزازی تمواری۔ مشرقی پاکستان کے وہ پہلے کینڈٹ تھے جنہیں اعزازی تمواری حطا ہوئی۔ اکینڈک مظاہر میں ناپ کرنے پر ناہمن گولڈ میڈل بھی ان کے حصے میں آیا۔ وہ آرمزہ کو رکی ایک یونٹ 11 کیڈٹی میں تعینات ہوئے۔ بعد میں انہوں نے اس یونٹ کو کمانڈ بھی کیا۔ فلک کریل تھے جب انہوں نے فوج سے استعفی دے دیا

اور وزارت مذاہی امور میں ایڈیشنل سینکڑوی تعینات ہوئے۔

فوج نے جب مشرقی پاکستان میں ملٹری ایکشن شروع کی تو 9 مارچ 1971، کو عبدالقیوم کے بھائی ڈھاکہ یونیورسٹی میں شہید کر دیے گئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے پاکستان میں رہنے کو ترجیح دی۔ فوج سے ریاستہ کے وقت وہ پروفیسر کہلاتے تھے۔ قرآن و حدیث کا گہرا مطالعہ تھا اور مختلف اداروں کی طرف سے انہیں موہیلشن پیچھرے (Motivation Lectures) کے لیے بایا جاتا تھا۔ خود بھی روتے تھے اور درسروں کو بھی رلاتے تھے۔ شاف کالج کوئی سکول آف انھری ایڈنٹیکلز اور پاکستان ملٹری اکیڈمی میں ان کو مدعو کیا جاتا جہاں وہ افسروں اور کینڈٹوں کو کردار سازی (Character Building) کے موضوعات پر پیچھر دیتے تھے۔

اپنے کورس میٹ (Course mate) میں کئی بڑے اچھے دوست تھے جن میں بریگیڈ رچ چوبوری محمد شریف اور کائل جیل ارٹن کے لئے میرے دل میں خصوصی احترام ہے۔ بریگیڈ رچ شریف نے چھٹے پی ایم اے کورس کے ساتھیوں کی سالانہ ملاقاتی تقریب (Get-together) کی روایت قائم کی اور میں ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رکھا جس سے ہمارے درمیان باہمی ہم آہنگی اور اخوت کا احساس قائم رہا۔ اس ملے کو انہوں نے تقریباً چالیس سال تک قائم رکھا تھا میکے بعد ویگرے بہت سے ساتھیوں کے پھرلنے کے مدد میں سے ولبرداشت ہو کر سالانہ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ختم کر دیا کیونکہ ہر سال ہماری تعداد کم سے کم تر ہوتی گئی اور نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ اب صرف میں ہمچنانہ یقید حیات ہیں۔ لہذا بہمی ملاقاتوں کی تقریب منعقد کرنے کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور ہم اپنی اپنی باری کے منتظر ہیں۔ بقول شاعر:

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار نہیں ہیں  
کائل جیل ارٹن کے متعلق پہلے بھی لکھا ہوں کہ لانگ ویک ایڈنڈ پر ہم کیسے وقت

گذرا کرتے تھے۔ وہ ایسے لمحات تھے کہ ان کی خوشبو آج بھی دل و دماغ کو مطرکر دیتی ہے۔ ان سے فقیدت کی خصوصی وجہ یہ ہی کہ آج سے تقریباً اور سال قبل میں ان سے ملن گیا۔ وہ کینسر جیسے موزی مرش میں بنتا ہونے کی وجہ سے شدید علیل تھے۔ اتنے وقت کو یاد کر کے ہم خوش ہوتے رہے۔ چند دنوں بعد بریگزینڈ شریف نے اطلاع دی کہ وہ انتقال کر گئے ہیں۔ ان کے گھر گیا۔ ان کے ایک رشتہ دار نے واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس قدر شدید بخاری کی حالت میں بھی انہوں نے خود کی کچھ پر جائیں گے۔ سب کے منع کرنے کے باوجودت مانے۔ بالآخر ان کی بیگم بھائی اور بھی کزن انہیں لے کرچھ پر گئے۔

"عرفات میں قیام کے بعد مزادنگ کے لئے روانہ ہوئے دہاں پہنچ تو خخت بخار چڑھ گیا۔<sup>110</sup> 110 گری سے بھی زیادہ برف کا سختداپانی جسم پر ڈالا۔

صحیح ہونے تک بخار کم ہوا تماز پڑھی اور آگے چل پڑے جبکہ اتنے تیز بخار میں انسان زندہ نہیں رہتا۔ وہرے دوں منی میں قیام کے دوران پھر بخار آیا اور آخری حد تک گیا۔ ایک بانی پانی میں برف ڈال کر انہیں ٹھل دیا تو بخار پنجھ آیا۔ طوفاف اور سکی کی۔ عبادات کمکل ہونے پر والیں پاکستان آگئے اور چند دنوں بعد عرفات پا گئے۔"

ایسے بندے جو اللہ کی محبت میں فصل جان سے بھی آگے گذر جاتے ہیں انہیں اللہ را حق کے شہید کا درجہ عطا کرتا ہے۔ یہ درجہ کیا ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے ایک اور واقعہ بیان کرنا چاہیوں گا:

ریاضت کے بعد میں نے فریڈر کے نام سے حقیقتی اوارہ بیان۔ صوبہ سرحد کی شاخ کی ذمہ داری پر فیرڑ ہیں الحمد اور ان کے ساتھیوں جناب لوہی اور بخاری صاحب کو دی۔ بخاری صاحب کے نوجوان یہی کے دلوں گروے خراب ہو گئے۔ کسی نہ کسی طرح وسائل اسکھ کئے اور یہی کو علاج کے لئے بھی بیجا۔ ترانسلانت ہوا اور واپس آگئے۔ بینا ناریل زندگی گذارتے لگا۔

تمن سال بعد گردے پھر ناکارہ ہو گئے۔ بخاری صاحب نے وہرے ترانسلانت کے لئے تیاری شروع کر دی تھیں یہی نے انکار کر دیا کہ وہ علاج نہیں کرائے گا بلکہ عمرے پر جائے گا۔ ماں باپ اور گھر والوں نے مت تاجت کی کہ اس حال میں وہ اکیلا عمرے پر کیسے جائے گا؟ یہی نے کہا "من نے کچھ رقم حق کر کی ہے۔ کچھ آپ دے دیں میں اکیلا ہی جاؤں گا اور انشاء اللہ عمرہ کر کے واپس آؤں گا۔" یہی کی خدکے سامنے ماں بات نے تھیمار ڈال دیے۔ بینا عمرے پر روانہ ہوا اور عمرہ کر کے پندرہ دن بعد واپس آگیا۔ والد نے پوچھا کیسے عمرہ ادا کیا؟ یہی نے جواب دیا:

"جس کے باانے پر گیا تھا اسی نے کرایا۔"

"یہی مسجد حرام کے اندر قدم رکھا۔ ایک بارہ چودہ سال کا عربی پچ آگے بڑھا۔ السلام علیکم کہا۔ میرے ہاتھ پکڑ لیا اور میری خدمت پر لگ گیا۔ میرے کھانے پینے کا خیال رکھا۔ حقیقی کہ عمرے کی رسمات کی ادائیگی تک کرائی۔ پورے پندرہ دن میری خدمت پر لگا رہا۔ وہ عربی بولن تھا اور میں پشتہ اور دیکھنے میں ایک وہرے کو سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔"

والدین نے پوچھا: "اس دوران تمہاری طبیعت بھی خراب نہیں ہوئی؟"

جواب آیا: "دیکھنے جس حال میں گیا تھا اسی حال میں واپس آیا ہوں۔"

"ماشہ اللہ"

پندرہ ماہ بعد یہی کا انتقال ہو گیا۔

بخاری صاحب یہی کی تحریر و تکھین کر کے واپس آرہے تھے تو ایک بزرگ قدم بڑھا کے آگئے بخاری صاحب کے ساتھ چلتے ہوئے ان سے ہم کلام ہوئے:

"السلام علیکم بخاری صاحب مبارک ہو۔"

"کیسی مبارک۔ میرا تو جوان بینا چلا گیا ہے اور آپ مجھے مبارک بادوے رہے ہیں؟"

"اللہ تعالیٰ نے آپ کے بینی کو وہ درجہ عطا کیا ہے جس کے لئے میں میں سالوں سے

عبدات و ریاضت کر رہا ہوں۔"

"آپ کہاں ہوتے ہیں؟"

"لاہور کے بڑے دربار میں۔"

"آپ کو میرے گھر کا راستہ کس نے بتایا؟"

"ای نے جس نے مجھے بیان آنے کا حکم دیا ہے۔"

پھر وہ بزرگ خبر سے نہیں واپس چلے گئے۔ معرفت کی اس منزل کی طرف جہاں وہ مقام آگئی ہے جو کم ہی لوگوں کو فہیب ہوتا ہے۔ میرے دوست جیل الرحمن اور بخاری صاحب کے بیٹے نے اس منزل کو پالیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ہمارے شہیدوں کو وہ بہت و حوصلہ عطا کرتا ہے جو اس مقام آگئی تک پہنچنے میں فضیل جان سے آگے گذر جانے کا مشبوط دل رکھتے ہیں۔

لی ام اسے پاس آؤت ہونے کے بعد سینڈ لیخنیٹ اسلام بیگ کو 8 بلوچ رجت میں پُست کر دیا گیا جو بعد میں 16 بلوچ بن گئی۔ 15 فروری 1953 کو جب وہ بیٹہ پہنچ تو ان کی بیٹت موسم سرما کی اجتماعی ترمیت محتوں کے سلسلے میں راولپنڈی کے مضافات میں سُنگجانی کے نزدیک مصروف تھی۔ سینڈ لیخنیٹ اسلام بیگ کراچی سے بذریعہ فرین راولپنڈی پہنچا اترے۔ بیٹت کے ایک آفسر انہیں لینے شیش پر آئے ہوئے تھے۔ وہ انہیں لے کر بیٹت کے فیلڈ آفس پہنچے اس وقت ایڈ جوٹ کی پہنچ منظور احمد تھے جو انہیں کانٹنگ آفسر لیخنیٹ کرنل رحمت اللہ قریشی کے پاس لے گئے۔ انہوں نے خوش آمدید کہا۔ کچھ سچیت کیس اور بتایا کہ ابتدائی دنوں میں روزمرہ کی مصروفیات کے متعلق ایڈ جوٹ آپ کو ہدایات دیں گے۔ ان پر خوش دلی سے عمل کرنا ہوگا۔

ایڈ جوٹ نے جو مصروفیات بتائیں، خوش کن نہیں تھیں لیکن حکم یہی تھا کہ ان پر خوش دلی سے عمل کرتا ہے۔ ان کا ریکٹ اتار دیا گیا اور بتایا گیا کہ وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے جوانوں کے ساتھ رہیں گے۔ وہ ختوں بعد وہ انس نائک ہائے گئے، مزید دو ختوں بعد

نائیک، پھر پاؤں حوالدار، پھر کمپنی حوالدار میجر اور پھر کمپنی کوارٹر ماسٹر حوالدار۔ ان دو میونوں کے عرصے میں ان پر آفسرز میں کے دروازے بند تھے۔ وہ کھاتا بھی لٹکر پر کھایا کرتے۔ پھر انہیں پاؤں کماٹر بنایا گیا اور اس کے بعد کمپنی آفسر۔ اس کے ساتھ ہی ان کی افسری لوٹ آئی اور سینڈ لیخنیٹ کا وہ ستارہ جو ہماری سال کی محنت شادی سے انہوں نے کمایا تھا، انہیں لوٹا دیا گیا۔

جزل بیک اپنے آپ کو خوش قسم سمجھتے ہیں کہ انہیں 8 بلوچ رجت (جو بعد میں 16 بلوچ بن گئی) میں کمپنی ملا۔ ابھی وہ بیٹت میں دو تین ماہ تک ختم ہے، ہوں گے کہ انہیں سکول آف افسرزی ایڈنڈ میکلکس کو مل سمجھ جائی گیا۔ وہاں وہ بلوچ رجنل سٹریٹ میں رہے جو اس وقت کوئی میں تھا۔ انہیں پیادہ و فوج کے تھیاروں کا ایک گروں (آفسرزی وچن کووس سیریل آئی ڈبلیو 21) کرنا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے جو نیز آفسرز لیڈر شپ کووس کیا۔ تھیاروں کے کووس میں انہوں نے اے وائی (A&V) گریڈ حاصل کیا اور جو نیز آفسرز لیڈر شپ کووس

میں اے (A)، گریڈ یا اس سے زائد نمبر لینے پر اے (A) گریڈ ملتا ہے۔ ان کوہوں کے بعد ان کی بیٹت لاٹ کا دور شروع ہوا۔

پہلی بیٹت جس میں پوستگ ہوتی ہے وہ بیٹت بیٹت (Parent Unit) کہلاتی ہے۔ ایک خاندان کے فرد کی طرح ہم اس کے فرد، بن جاتے ہیں اور یہ رشتہ ساری زندگی قائم رہتا ہے۔ اپنی بیٹت کی کمائی ہر آفسرز کی امنگ ہوتی ہے لیکن میں ایسا خوش قسمت نہ تھا۔ میں 16 بلوچ رجت میں پوست ہوا ہیسے یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسی بیٹت سے ہم دو آری چیف بنے۔ بیٹت آج کل یہیں ہے جزل باجوہ کی سکیورٹی اور پر دوکوں کی قومدار ہے۔ بیٹت کے ریزیگن ڈے (Raising Day) پر کمائی گئے آفسرز لیخنیٹ کرنل رجہ افضل احمد نے مجھے بیٹت کا ensignia دیا جو ایک Piece of Art ہے جس میں بیان کے اہم تاریخی واقعات کندہ (Engrave) ہیں اور ہم دونوں چیف کی تصویریں بھی ہیں۔ بیٹت کے دو ایں کی اوزنے اسے ڈین اکن کیا اور بنایا بھی ہے۔



16 بلوچ کی یادگار شنید، فون کے دوسرے ایوں کی تسدیقے ساتھ

اسلم بیک پر نکلے اپنے خلازی تھے اس نے وہ جلد ہی ڈوچن اور پھر کوکی نیم  
میں شامل ہو گئے۔ ۱۶ پارچی ہی کھیلے ہوں گے کہ انہیں آری نیم میں زرائی (Trials) کی کال  
آگئی۔ اس وقت آری کی نیم میں کیپٹان عاطف اور کیپٹن آفریقی ہی شامل تھے۔ اب جو بعن  
سے لئے ہیں تو شیر شہر گھوٹتے ہوئے۔ لاہور، پنڈی، پشاور، ملاں، کوک، بخار میں بعد وہاں  
آئے۔ وہاں پر کمانڈنگ آفسر کے حضور ڈشی ہو گئی۔ انہوں نے بخت نعمت کے عالم میں پوچھا:

“صحیح پڑھ بے تم کتنا حرص بنت سے ناپ رہے ہو؟”

“یہ سراچا درمیتیں کیا رہوں۔”

“صحیح افسر بنہا بے یا ہا کی فتح بہان بننا چاہئے ہو۔”

“(اٹا، اللہ اپنا افسر عوں گا۔”

”افسر بنہا ہے تو بعثت میں بلکہ۔ یہ تھا رے سمجھنے کے دن ہیں۔ سمجھو۔ میں صحیح کھلنے  
سے نہیں روکتا۔ کھیلو۔ لیکن ڈیویژنل (Divisional) نیم سے آگئے مت جاؤ۔“  
بزر اسلم بیک کا کہنا ہے کہ اس طرح ان کے کمانڈنگ آفسر نے انہیں افسری کی راہ  
پر گامزن کر دیا اور وہ ساری مرکبیل کو وہی میں اگزار دیتے۔  
انہوں نے بہتے ہوئے بتایا:

”ای دو راں نہ گھے لا کو رس پر اوپنڈی بھجا گیا۔ غاہر ہے میں تو کھبیل میں لگن  
رہا تھا۔ تھاری کی نجیں پڑھا بنا لکل نہیں۔ مجھے سی (C) گرینی طاحون ساری مرکبیل  
میرے ڈیویژن (Dossier) میں موجود رہا۔ فون میں کوہوز کی بڑی اہمیت  
ہے۔ اعلیٰ تعلیم، اعلیٰ اپارکٹس یا جزوں ملک کو رس یا احتیاطی کے لئے  
افسروں کے انتخاب کے وقت مختلف کورسوں میں ان کی کارکردگی، سمجھی جاتی  
ہے۔ ایک انتر ٹریوک کے دو راں کو اکٹ کی جانچ پر ہتھ اٹال کرنے والا افسر لفڑیت اسلم  
بیک کو سامنے بٹھا کر ان کی قائل چڑھتا:

۔۔۔ افسری و پین کو رس گریا اے والی درست؟

۔۔۔ جو بخیر آفسر زاید رشپ کو رس گریا اے والی درست؟

۔۔۔ کیمیکل و اریئر کو رس گریا پی والی درست؟

۔۔۔ لا، کو رس میں اگر یہی۔ صحیح شرم آئی پا ہے۔

ناموشی۔

”یا اللہ اپنے کو اکٹ سے سی کو کیے مذاوں۔ یہ داغ تو دھونے سے بھی نہیں  
چھوٹے چاہا۔“

لیکن اسلم بیک، ہیوں نہیں ہوئے بلکہ اس نہادت کو یاد کر کے باقی کوہوز میں بخت صحت  
کی اور اچھے گریئے حاصل کئے لیں پھر بھی سی نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ ان کے کو اکٹ  
میں ہی پیش نہیں رہا۔

جب وہ کہنے ہوئے تو انہیں ملٹری پولیس کے کسی کو رس پر بھیجا گیا۔ اس میں انہوں نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بی پلس وائی پلس (B+7+) گرینے حاصل کیا۔ اس بنیاد پر انہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے ہرودن ملک ملٹری پولیس کے کورس پر بھیجنے کے لئے انتزاعی کے لئے بایا گیا۔ جیف آف جزل شاف میجر جزل بھی خان انتزاعی بورڈ کے سربراہ تھے۔ چند سوالات کرنے کے بعد جزل بھی نے انہیں منتخب ہونے کی خوشخبری سنائی اور کہا کہ وہ باہر جانے کی تیاری کریں اور تعلیم کی کورس پر بخت منت کرنا ہوگی۔

یعنی اسلم بیک کسی اور بھی وہنی کلخش میں ہتھا تھے۔ وہ فوج رہے تھے کہ اگر انہوں نے یہ کورس کر لیا تو وہ ملٹری پولیس ہی کے ہو کر رہ جائیں گے اور فوج کے رک्षی دھارے سے الگ ہو جائیں گے۔ انہوں نے پیش سروہرگروپ کے لئے بھی درخواست دے رکھی تھی۔ یہ بات انہوں نے جزل بھی کو بتاتی۔ انہوں نے اپنے رفتائے کار سے پوچھا کہ ”پھر انہیں انتزاعی کے لئے کیوں بایا گیا ہے۔“ اس طرح اسلم بیک خود اپنی خواہش پر ہرودن ملک جانے کے اس موقع سے محروم رہے۔

زندگی میں زیادہ تو لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خود کو وقت کے دھارے کے حوالے کر دیتے ہیں۔ حادث زمان کی موبائل انہیں جدھر چاہیں اچھاں دیں لیکن کچھ لوگ اپنی راہیں خود تراشتے ہیں اپنی منزلیں خود تھیں کرتے ہیں اور مستقل مردمی سے اپنی منتخب کر دو رہوں پر چلتے رہتے ہیں! قول علام اقبال:

پیش یہ شان خودداری، جنم سے تو ز کر تجوہ کو  
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیر گلوکر لے

اسلم بیک بھی انہی میں سے ایک ہیں۔ بظاہر وہی تعلیم کے مالک، خبر خبر کے بولتے ہیں، ممتاز اور وقار کے ساتھ۔ بالکل نہیں لگتا کہ یہ شغل بار تھیت ہیں۔ ہاکی کے کھلاڑی رہے ہیں، ہاکی کا کھلاڑی تیز طراز پخت چاق و چوبی دنگخس ہوتا ہے۔ وہ عقاب کی طرح گیند پر نظر رکھتا ہے، پیتے کی طرح لپکتا ہے اور چشم زدن میں گیند کسی ساختی کو دے دیتا

ہے یا گول میں پیچک دیتا ہے۔ ایک لمحے کی تاخیر بھیل کا پانس پلٹ سکتی ہے جیسے کہ بارہ میں بد سکتی ہے، بہ وقت بہ وقت فیصلے کی بڑی اہمیت ہے اور سبی یادت اگر تھیت کا حصہ ہے، چنان تو زندگی کے دیگر معاملات میں بہ وقت صحیح فیصلے ہوئے دور دس نتائج کے حال ہوتے ہیں۔

انھری لائف فون کے دوسرے شبیوں کی نسبت زیادہ پر مشتمل ہوتی ہے، صحیح سویرے فان ہونا پڑتا ہے جس میں پلانوں کیا نہ رکھنی کیا نہ رکھنے کو پرینے اشیت دیتے ہیں کتنے آدمی چھٹی پر ہیں کتنے دوسرا جگہوں پر ڈیوبنی پر گئے ہوئے ہیں کتنے آدمی پیاری کے سبب اپنیاں یا ایم آئی روم (میڈیا یکل انچکش) روم گئے ہیں اور کتنے حاضر ہیں۔ پانچوں کیپنی کیا نہ رکھنے کیلئے سینڈ ان کیا نہ کو اعداد و شمار سے مطلع کرتے ہیں اور نہ آئی سی بیانیں کیا نہ رکھنے کو اعداد و شمار سے مطلع کرتے ہیں اور پھر پورا دن رپورٹ دیتا ہے۔ پرینے اشیت (Parade State) کے بعد ذریل ہوتی ہے اور پھر پورا دن تھیم و تربیت کی خلاف کاموں یا رخسار پر شونک (فارمگ) میں گزرتا ہے۔ شونک کے بعد ہتھیاروں کی صفائی لازمی ہوتی ہے، شام کو بھیلوں پر جانا ہوتا ہے اور رات کو ”سب اچھا“ (All OK) کی رپورٹ لئی ہوتی ہے۔

جونیئر افسروں کو روزمرہ کی ان مصروفیات کے علاوہ بھی ڈیوبنی دنیا پڑتی ہے جیسے رات کو یونٹ کے اردو گردھن لئی چوکیوں اور کوارٹر گارڈ چیک کرنا، مختلف امتحانوں کے انتظامی بورڈ کے رکن کی خیتیت سے امتحانات منعقد کرنا۔ ڈیلن یا قواند کی خلاف درزی پر تحقیقات کے لئے تھکیل کر دہ انکو اڑی کیمپنی میں شامل ہونا، یونٹ یا میس پر اپنی کی جائچی بڑھاتا کے لیے ہائے گئے سروے بورڈ میں شامل ہو کر میس کی پریج پیالیاں کا نئے ”چچے“، ”چھریاں“، ”گنا وغیرہ“، ”غیرہ“ معمول ہوتا ہے۔

یہ زندگی دیے بھی کافی سکھن ہوتی ہے، اسلم بیک کو جانے کیا سمجھی کہ انہوں نے پیش سروہرگروپ جنہیں عرف عام میں کیا نہ دکھاتا ہے کے لیے درخواست دے دی۔ ہم نے ان سے پوچھا، ”انھری یونٹ کی لائف تو دیے ہی بڑی بخت ہوتی ہے تو پھر آپ نے اس

ایس بی کے لئے کیوں درخواست دی؟

سپشل سروس گروپ (SSG) ایک نیٰ یونٹ تھی جو جزل ایوب خان کے ملٹری لیک اور کے بعد بنائی گئی اور یہ وقت تھا جب پاکستان بغاواد پیکٹ کا حصہ تھا اور امریکی تربیجات کی بنیاد پر اس یونٹ کی تکمیل شروع ہوئی۔ چاٹ اس گروپ کاہینہ کوارٹر نہاد جہاں امریکی میرین (Marine) کی تریننگ نئم تربیت دیتی تھی۔ اس گروپ کے لئے افسروں کا خصوصی انتخاب ہوتا تھا۔

در اصل یہ ایک بالکل نئی چیز تھی اُن کی وردی تھیا ر اور رکھ رکھاؤ بہت مختلف اور دلچسپ تھا۔ ایک ایڈنچر (Adventure) تھا جو ان آفیسرز کو پسند تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے بھی اس یونٹ کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ نہ صرف درست تھا بلکہ ایک نیا تجربہ بھی تھا جہاں دل و دماغ اور جسم و جان کا مسلسل امتحان ہوتا رہتا ہے ذرا چوک ہوئی تو وہیں سزا بھی مل جاتی تھی۔

1957ء میں انہی فورٹ میں ہمارا مختلف زادیوں سے ٹیکٹ لیا گیا۔ دیکھنا یہ مقصد تھا کہ مشکل حالات میں ہمارے اوسان خطا تو نہیں ہوتے اور مشکل سے نکلنے کے لئے تمہیریں بنانے کی صلاحیت ہے۔ اس مرحلے کے بعد کمائٹنٹ کریل ایوب کرٹھان مخا سے انتزدیو ہوا۔ انہیوں نے پوچھا کہ ”چھکلے چھینیوں میں کوئی کتابیں پڑھی ہیں۔“ دو کتابیں پڑھی تھیں بتا دیں۔ اس کتاب کے متعلق زیادہ پوچھا جس میں مار و حلاز اور بیجاوی کے واقعات زیادہ تھے۔

پاک فوج میں سپشل سروس گروپ کی تکمیل کی کہانی بڑی دلچسپ اور ذرا مانگی ہے۔ 1954ء کے اوپریں دنوں کی بات ہے جب جزل محمد ایوب خان پاک فوج کے کمائٹر انچیف تھے۔ انہی دنوں یونٹ تھیں اسٹیٹ ملٹری ایڈنچر ایئری گروپ (USMAAG) معرض وجود میں آیا۔ اس گروپ کا کام پاک فوج کو ضروری تھیا رہوں کی فرائیں بھی تھا اور افسروں کو مختلف کوئی کرنے کے لئے امریکی فوج کے مختلف تربیتی اداروں میں بھی بھیجا جانا تھا۔ یعنی نئٹ کریل ایوب خان مخا ملٹری تریننگ ڈائریکٹوریٹ میں بھی ایس اور

وں (GSO) تیعنیات تھے۔ ایک دن انہیں عکم مار کر وہ ڈپنی چیف آف جزل شاف (DCGS) بریکینڈری ٹیکھی خان سے ملیں۔ یہ جب دہاں پہنچتے تو ان کا تعارف ایک امریکی یونیٹ کریل ڈان بونٹ (Don Bunte) سے کروایا گیا۔

ٹیکھی خان نے بتایا کہ یہ کریل صاحب ابتدائی سروے کے لئے پاکستان آئے ہیں۔ ان کا مشن یہ ہے کہ اس امکان کا جائزہ لیں کہ پاکستان آرمی میں کمائٹر قائم کی کوئی یونٹ کمزی کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ کریل مخا کو کہا گیا کہ وہ کریل ڈنٹ کو ہر جنم کی مدفر اہم کریں اور وہ جہاں چاہیں انہیں لے جائیں۔ اس سلسلے میں تحریری احکامات بھی دے دیے گئے اور یہ ہدایت کی گئی کہ ساری کارروائی کو خفیہ رکھا جائے۔ کریل ڈنٹ نے بتایا کہ وہ سارے پاکستان کو بذریعہ سرکار اور پھر بذریعہ ہوائی جہاز دیکھنا چاہتے ہیں۔

کریل مخا نے بتایا کہ اسے تقریباً چھ ماہ کا عرصہ درکار ہو گا۔ سفر کا آغاز پشاور سے ہوں۔ پہلی منزل کوئی تھی۔ خواتیت کے لئے کاڈوں کی ایک پانوں ساتھ تھی۔ گورنر سے جیوانی پہنچے اور پھر ملٹان سے ہوتے ہوئے راولپنڈی پہنچے۔ سفر کے دوران کریل مخا نے کریل ڈان ڈنٹ کو بتایا کہ سندھ میں گرمی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس نے سندھ کا دورہ پروگرام سے نکال دیا گیا۔ مشرقی پاکستان کے سروے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

اس وقت تک کریل مخا کو معلوم ہو گیا تھا کہ امریکہ کا مقصد کیا ہے۔ امریکہ کو روں کی طرف سے خدا شکا کہ وہ گرم پانیوں کی طاش میں مغربی پاکستان کو روشن کر جو عرب تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ پاکستان میں کمائٹو یونٹ کے پردے میں وہ ایک ایسی فورس تکمیل دینا چاہتے تھے جو دشمن کی صفوں کے عقب میں رہ کر کارروائیاں کرنے پر قادر ہو۔ انگریزی میں اس فورس کو نئے نی بی ہائیڈ فورس (Stay Behind Force) کہا جاتا ہے۔ سفر کے بعد ڈان نے نئے نے ایک مختصر پورٹ لکھی جس میں اس نے اپنے امریکی افسران بلاکو گاہ کیا کہ اس فورس کو کھڑا کرنے کے لئے کس کس چیز کی ضرورت ہو گی۔ یہ پورٹ لکھ کر ڈان امریکہ چلا گیا۔ یہ پورٹ پہلے بریکینڈری ٹیکھی خان اور پھر جزل ایوب خان کو دیکھائی گئی۔ جزل ایوب

میں فصلی رپورٹ دی۔ انہوں نے ائس ایس جی یونٹ قائم کرنے کی مکملی دے دی اور کہا کہ کوئی مشکل پیش آئے تو ان سے برداہ براست مکمل کر سکتے ہیں۔ یوں ائس ایس جی کے قیام کا آغاز ہوا۔

بھی وہ وقت تھا جب اسلم بیگ سلکاٹھن کے لیے چاٹ پہنچے۔ کامل مخانے افسروں اور جوانوں کے اختاب کے لئے بڑا کڑا معیار مقرر کر رکھا تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپکڑ جزل فرنسیر کو بریگیڈ ٹریننگ میں (جو بعد میں لیفٹیننٹ جزل ہو کر ریناڑ ہوتے) سے مل کر انہیں بتایا کہ وہ سکاؤٹس میں سے بھی کچھ جوان ائس ایس جی کے لیے لینا چاہتے ہیں۔ لہذا فرنسیر کو کی طرف سے 400 سکاؤٹس میبا کے گئے لیکن ان میں سے صرف چند منتخب ہوئے۔ اسی طرح افسروں کے اختاب کا معیار بھی بہت سخت تھا۔ آئی ایس بی (ISSB) کی طرح افسروں کو تمیں چار دن ایک قلعے میں شہریا جانا تھا۔ پہلے دن تحریری امتحان ہوتا جس کے پرچے نفیاتی نظائر سے تیار کئے جاتے تھے۔

کیپشن اسلام بیگ منتخب کرنے لگے اور ان کی پوسٹنگ 19 بلوچ میں ہو گئی جو اس وقت ائس ایس جی یونٹ شمار ہوتی تھی۔ پھر ان کا تین ماہ کا بنیادی کورس شروع ہوا۔ بنیادی کورس در اصل 'بریک - ان' (Break-in) کورس ہوتا ہے جس میں مشکل سے مشکل حالات سے گزرنا پڑتا ہے اوسان کو درست رکھتے ہوئے مقاصد حاصل کرنے ہوتے ہیں۔ یہ کورس بھی تمام ہوا اور 'ہمسیں الیاقت' کیپنی دی گئی۔ اس وقت اے ایس جی ایچ ایل (A,E,G,H and L) کے لیے کمانڈو کپسیاں تھیں اور آئی کیپنی کسل کیپنی تھی۔ بلڈنگ نمبر 33 میں آپریشنل پالائک اور زینگ کا کام ہوتا تھا۔ میں نے پورا عرصہ کمانڈو کیپنی میں گذرا، کچھ ایسے بھی خوش قصت تھے جنہوں نے بلڈنگ نمبر 33 میں سارا وقت گزارا۔ ہم تھے کہ فٹ سلاگ (Foot Slogging) کرتے رہے اور بلڈنگ نمبر 33 والے ہم پر طنز کرتے کہ ہمارے پاؤں تو جیپ کے اکسلیٹر (Accelerator) کے لئے بنے ہیں۔

اس کورس کے دوران افسروں اور جوان سخت دباؤ میں رہتے کیونکہ انہیں ایسے مشکل

خان نے کامل مخانے کو بایا اور ان کی رائے طلب کی۔ کامل مخانے رائے دی کہ اگر اس قسم کی کوئی یونٹ ہمارے ہاں موجود ہو اور وہ دشمن کی صفوں کے عقب میں کمانڈو کاروائیاں کرنے کی اہل بھی ہو تو اس سے ہماری ایک اہم آپریشنل ضرورت پوری ہو جائے گی۔ جزء ایوب نے یہ رائے سن کر کامل ڈان بننے کی تجوید مخکور کر لیں۔

کامل ڈان بننے اگسٹ 1955 میں واپس پاکستان آگیا۔ اس کے ساتھ دو افسروں تھے کیپشن رس ملٹری اور لیفٹیننٹ شوپی۔ وہ یہ خبر بھی لایا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے پاکستان میں ایک شے میں ہائیز فورس کی تھیکیل کی مخکوری دے دی ہے۔ کامل مخانے کو ایک بار پھر جی ایچ کیوں بایا گیا اور کہا گیا کہ وہ امریکی نیم کے ساتھ کام کریں۔ سب سے پہلے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ نئی یونٹ کیاں تھیں ہو گی۔ ضرورت یہ تھی کہ جگہ الگ تحفظ ہوآ بادیوں سے دور ہو۔ مواصلات کا نظام بہتر ہو آئے والے امریکی انٹرکمروں اور جوانوں کو رہائش کی سہولیات میسر ہوں۔

امریکی کامل ڈان بننے اور کامل مخانے پورے مفری پاکستان کا دورہ کیا اور بہت سی جگہیں دیکھیں۔ ان میں فورٹ مزروہ چین، دانا اور روزک شامل تھیں۔ آخر کار فیصلہ ہوا کہ چاٹ اور فلک ایک موزوں تین مقامات تھے۔ چاٹ میں مکانوں ہیرکوں اور دوسری عمارات کے علاوہ چاٹ جانے والی سڑک کا آخری چار میل کا گلوہ بہت زیادہ مرمت طلب تھا۔ امریکی اس بات پر رضامند ہو گئے کہ مرمت کے سارے اخراجات وہ خود برداشت کریں گے۔

اونھر چونکہ کامل مخانے کو دشمن کے عقب میں قیام اور کاروائی کا کوئی تحریک نہ تھا، امریکیوں کی تجویز تھی کہ وہ امریکہ جا کر اس کی تربیت حاصل کریں۔ یہ تجویز کمانڈر انچیف کو پیش ہوئی تو انہوں نے اس کی مخکوری دے دی۔ وہاں کامل مخانے والی آئی پی سلوک کیا گیا۔ نیو یارک میں چار اساتھ نے انہیں تربیت دی۔ ایک اور شہر میں ہی راشٹ کی تریننگ دی گئی۔

اس ایچیس جو امریکہ کے مفری کاروائے پر واقع ہے، زیراً آپ تیراکی (فرالگ میں) کی تربیت دی گئی۔ واہی پر وہ کمانڈر انچیف سے ملے اور انہیں امریکہ کے دورے کے بارے

کام کرنے پڑتے جن کا انسوں نے پلے بھی خواب بھی نہ دیکھا ہوتا۔ مثال کے طور پر انہیں کہا جاتا کہ وہ ایک مستور گاؤ (Hide out) تک پیدل چل کر جائیں جو جالیس میں دور ہوتی۔ جب وہاں پہنچنے تو انہیں بتایا جاتا کہ پونکہ دشمن کو ان کے آنے کی خبر ہو چکی ہے اس لئے وہ ایک دوسری مستور گاؤ میں جائیں جو زیر ہو گئی۔ وہاں تک پہنچنا حساسی سخت کا امتحان ہوتا۔ ایسی جسمانی مشقتوں کے علاوہ انہیں گولے بارود استعمال کرنے کی تربیت بھی دی گئی۔ کس پل یا عمارت کووازنے کے لیے کتنا بارود لگانا ہے کیسے لگانا ہے بارودی سرگیں کیسے بچانی ہیں اور اگر دشمن کی بچائی گئی بارودی سرگوں سے گذرنا پڑے تو انہیں کیسے ناکارو ہونا ہے۔

زیر آب ہجراگی (Frogmanship) کی تربیت کے لئے منکالے جایا گیا۔ سب سے مشکل کام تھا سروائیول کورس (Survival Course) جس میں کچھ دنوں کے لیے کسی ویران سے علاقت میں تباہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ راش مہیا کیا جاتا ہے نہ پیسے پاس رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ بس زمین سے اپنا رزق چھیننا ہوتا ہے اور پیٹ کی آگ بچانی ہوتی ہے۔ اس مشق میں پہنچانے پڑتے ہیں جنگلی بڑی بونیاں کھمیاں جو میر آئے کھانا پڑتا ہے۔

اسیں ایسی تی کافاری میشن سائنس کمانڈوز کی سرگرمیوں کی صحیح مکاہی کرتا ہے۔ اس کا پس منظر یاد ہے جو رات کی تار کی کوخاہر کرتا ہے اور اس کے اندر آسانی بکلی کی دو لبرس کمانڈوز ہمبوں کی شدت اور تیزی کی مظہر ہیں۔ ان کے درمیان دنخجر (Daggers) 'کمانڈوز کی قوت کا اعتماد ہے۔ اس دنخجر کے اوپر جو سارہ ہے وہ بلندیوں کی طرف جانے کا ایک استعارہ ہے۔ اسی طرح ہجاؤٹ دنگ کی اشناں شاہین کی بلندی پرواز کا اشارہ ہے اور اس کا نتری رنگ ایک انتہادیت کا مظہر ہے کہ کمانڈوز فوج کے دوسرے شعبوں کی نسبت زیادہ آب و تاب رکھتے ہیں۔

چھات کے ترینی مالاقے میں سانپ کثرت سے پائے جاتے ہیں جو خراک کا بہترین

ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ تم نے جزل صاحب سے پوچھا:

"بھی آپ نے بھی سانپ کھائے؟"

مکراتے ہوئے بولے:

"سانپ پکڑنے اور اس کا مرکاث کر کھانے کا طریقہ سیکھا ہے جس کا بھی کھا سکتے ہیں لیکن اگر پکانے کا موقع مل جائے تو پچھلی جیسا مزہ ہوتا ہے۔

یہ دوسرا کمانڈو کورس مارچ 1959ء میں اختتام پذیر ہوا اور تنہ مزید کپنیاں کھڑی کی گئیں (بے کے اور ایل) کپنی زینے اے خان برجیڈر ہو کر ریٹائر ہوئے "The Way it was" کے مصطف بھی ہیں۔ مگر ایسے دراہی کو کمپنی اور کپنیں اسلام بیگ کو ایں کمپنی کی کمانڈوی گئی۔ ان کی کمپنی میں تین اور افسر بھی تھے کمپنی ضیف، مشیر محمد اور عبدالرؤف۔ جب ایسے ایسے جی کپنیوں کی تکمیل کامل ہو گئی تو ان کو پاکستان کے مختلف جغرافیائی خطوں میں ریکی کے لئے بھجا گیا۔

اسلام بیگ کی کمپنی کو ناسک ملا کہ بلوچستان کا ساحلی علاقہ بنگال دریا سے لے کر جیوانی تک اور شمال میں خندار سے بخگور تک کے علاقے کی گمراہی کرنی ہے اور ساتھ ہی اس پورے علاقے کی 'ٹٹے بی ہائینڈ آپریٹسٹ رپورٹ تیار کرنی ہے۔ اس کام کے لئے وہ پہلے کراچی پہنچنے اور وہاں سے لسٹلے کے علاقے سے ہوتے ہوئے خندار تربت، گواڑ اور مارا پہنچنے اور جیوانی کے علاقوں کا تفصیلی سروے کیا۔ اس وقت گواڑ جو موقطہ کا حصہ تھا اسے پاکستان نے خریج لیا تھا۔ 8 دسمبر 1958ء کو گواڑ پاکستان کا حصہ ہوا۔ ہماری یہ پہلی یونٹ تھی جو اگلے سال فروری کے میانے میں وہاں پہنچی تھی۔ تقریباً تین ماہ تک ان علاقوں میں ذیولی انجام دی اور اپریل 1959ء میں چھاٹ واپسی لوئے۔ انہیں دنوں بلوچستان میں فوج نے خان آف فلات کے خلاف آرمی ایکشن شروع کیا۔ بلوچستان میں آرمی ایکشن کی پورٹ میں یہ کمپنی شامل رہی۔

زندگی شیب و فراز سے عبارت ہے، بھی دھوپ، بھی چھاؤں، بھی دکھ، بھی سکھ، بھی

بہار کی معطر فضائیں؛ بھگی خواں کا پت جھڑ۔ پر عزم لوگ مشکلات سے گھبرا نہیں کرتے۔ زمانے کی تھوکریں انہیں نیا حوصلہ عطا کرتی ہیں۔ وہ ہر مشکل میں آگے بڑھنے کا راستہ ڈھونڈتا لے ہے۔ مایوسی ان کے ہاں کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی مدفرمata ہے۔ اس کا فرمان ہے: (بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے) یقیناً ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔ اسلام بیک کی مسکری زندگی میں نشیب و فراز کا یہ تسلسل بڑی یا قاعدگی سے مایا جاتا ہے۔ بھگی پر دہوشن؛ بھگی ڈیہوشن؛ بھگی کورٹ مارشل کا خطہ؛ بھگی ملازمت سے فارغ اعلیٰ کا خدش لیکن اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نے انہیں ہمیشہ ثابت قدم رکھا اور وہ فونج کے بلند ترین عمدے تک پہنچے۔

بولچتان کی ریکی مکمل کر کے وہ واپس آئے تو ان کی کمپنی مزید ایک سال تک چرات میں رہی۔ پھر انک آگئی اور قلعے کے اندر مقیم ہوئی۔ اسی دوران جون 1959 میں ان کی شادی ہو گئی۔ ہم نے ان سے پوچھا:

"یہ شادی لوہیرن تھی یا رنجید"

انہیں نے بتایا کہ والدین نے اس کا اہتمام کیا تھا۔

چرات کی بیگانے خیز زندگی میں شادی کر لینا بڑے خوبصورتی کی بات تھی۔ میں خوش قسم تھا کہ میری شادی سے چند ماہ پہلے کیپشن حسیم اقبال اور کمپنی سرفراز بھی دیشیں لے آئے تھے اور یہ تین دیشیں (Three Brides) کے نام سے پہلوانی جانے لگیں۔ ہمارے کمائنگ آفسر کی تیگم اندو مخاناں کا تھا اس خیال رکھتیں، تھیجت وہداہت دیتی رہتیں۔ ہمارے سینئنڈ ان کمائنگ کرٹل اسلام کی تیگم کشور بڑی بجا بھی کی طرح اس کمائنڈ و خاندان کی سرپرستی کرتیں اور درجن سے زیادہ "چھترے آفیسرز" ہمارے بھگن میں موقع ملتے ہی سب کھانے کی چیزیں چٹ کر جاتے اور ہماری مشکل کو سمجھتے ہوئے میں وزیر باہم روپی سفت کھانے کی ٹڑے لے کر پہنچ جاتے اور اپنا انعام پا تے۔

انک قلعے کے باہر دریائے سندھ اور دریائے کابل کے سلجم پر ایک اوپری جگہ پر واقع

ریست ہاؤس میں انہیں رہا شہری۔ ریست ہاؤس سے دریاؤں کا سلجم صاف نظر آتا تھا۔ دریائے کابل کا صاف پانی اور دریائے سندھ کا گدلا پانی کافی دور تک ساتھ ساتھ چلتے اور بالآخر باہم غم ہو جاتے۔ کناروں پر آئنی پہنچانیں ایسا تھیں۔ بیباں دریا کا بہاؤ بڑا تیرز ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہی موں کے لیے کیا جگہ دو سکتی تھی۔

انہی دنوں ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ کمپنی کے کچھ افراد کو بارودی سرگوں کی تربیت دی جا رہی تھی۔ انسٹرکٹر صوبیدار کو گرچھ تاکید تھی کہ وہ تربیتی کلاس الٹھ خانے سے دور منعقد کریں لیکن وہ چوکہ الٹھ خانے کے انچارچ بھی تھے اور اس دن الٹھ خانے کی صفائی بھی کروانی تھی تو انہوں نے بیگنی کے باہر ہی کلاس لگائی۔ ایک بارودی سرگن میں غیر متحرک آر (ڈینیٹر) کی جگہ ظلطی سے اصلی ڈینیٹر لگا دیا گیا۔

اس بارودی سرگن کو ایک کری کے نیچے اس طرح چھپا تھا کہ جو نبی اس پر دباؤ پڑے سرگن پھٹ جائے۔ اب جو نبی صوبیدار صاحب اس پر نیٹھے، وہ واقعی پھٹ گئی۔ شعلے بلند ہوئے چاروں طرف دھوئیں کے بادل پھیل گئے۔ کئی لوگ رُختی ہوئے دوسپاہی شہید ہوئے۔ اسلام بیک کو تصور وار تھیں رہا گیا کہ انہوں نے صحیح نگہداشت کیوں نہ کی۔ انہیں کمپنی کی کمائنڈ سے بٹا دیا گیا اور بیگر سلیمان کو ان کی جگہ کمپنی کی کمائنڈ سوپ دی گئی۔ چھ ماہ بعد انہیں کمان دوبارہ ملی۔

اگست 1960ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بینی عطا کی نام لہنی رکھا گیا۔ اگلے سال ان کے چھوٹے بھائی مرزا اظہر بیک اور ڈاکٹر مرزا اظہر بیک علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر پاکستان آئے۔ انہوں نے اسلام بیک کے ہاں قیام کیا۔ جلد ہی اظہر بیک کو پاکستان اٹاک ازبجی کمیشن میں ملازمت مل گئی اور ڈاکٹر اظہر بیک پہلے دو سال ایڈورڈ کالج پشاور اور اس کے بعد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں پھر ارمنتر ہوئے۔

انہی دنوں جزل محمد ایوب خان نے ریاست دیر کے نواب کے خلاف فوجی ایکشن کا فیصلہ کیا۔ قیام پاکستان سے ہی نواب آف دیر کے تعلقات حکومت پاکستان سے خوشنگوارہ

تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نواب صاحب، افغان حکمرانوں کے زیر اثر تھے جنہوں نے پشتونستان کا شوہر چھوڑ رکھا تھا۔ نواب آف دیر کو اس بات کا رنج بھی تھا کہ حکومت پاکستان ریاست سوائے کے ساتھ تو اچھے تعلقات رکھتی ہے لیکن ریاست دیر کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ پاکستان نے کسی پارکوش کی کروں آف دیر کی یہ غلط فہمی دور کی جائے۔

1954ء میں جب جزل ایوب خان پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف تھے انہوں نے اس وقت کے سیکریتی و فوج اسکندر مرزا کے ہمراہ نواب آف دیر سے ملاقات کی تھی اور دوسرے تھنوں کے علاوہ، انہیں چار سو تھری نات تحری رالٹلیں بھی پیش کی تھیں لیکن اس ملاقات کے بعد بھی نواب آف دیر کے رویے میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ 1960ء میں یہ اطلاعات آئیں کہ نواب کے بیٹے خان آف جنڈال نے افغان حکومت کی طلبی بھگت سے پاچھوڑ میں ایک افغان اشکر اکشا کر لیا ہے۔ بعض روپرونوں کے مطابق اس اشکر کی تعداد چھپس ہزار تھی۔

غوبی ایکشن کے لیے ایک کمپنی بذریعہ جہاز چڑال بھیجنی گئی۔ میجر اسلام بیک کی کمپنی نے سرک کے ذریعے دیر پہنچنا تھا۔ جب ایکشن شروع ہوا تو نواب آف دیر کی طرف سے کوئی مراجحت نہیں ہوئی اور وہ خاموشی سے پاک فضائی کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ کرٹ مشا ان کے ہمراہ تھے۔ نواب آف دیر اور ان کے بیٹے خان آف جنڈال کو رسالپور لایا گیا اور بعد میں پہ چلا کر 25000 کے نظرخیز ہونے کی خبریں غلط تھیں۔ جزل اسلام بیک کا کہنا ہے کہ ہمیں اس کا تند بھی مالکین میرا ندازہ ہے کہ: ”غلط اطلاعات کی بنیاد پر یہ آپریشن کیا گیا جا لائے۔ اکرات کے ذریعے یہ معاملہ حل ہو سکتا تھا۔ یعنی وہ غلطی ہے جو اس وقت سے لے کر اب تک دہرائی جا رہی ہے۔“ وہ غلطی کیا ہے؟ میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

ہیلی بیک یہ ہے کہ ہمارے قبائلی بھائی جب کسی بات پر احتجاج کرتے ہیں اور ان کے مطالبات نہ مانے جائیں تو وہ بندوق لے کر پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں جسے حکومت بغاوت کا نام دے کر ان کے خلاف اشکر کشی کر دیتی ہے۔ ایسے ہی بلوچستان میں پانچ مرتبہ

اشکر کشی ہو چکی ہے۔ اس وقت دیر پاچھوڑ اور پاکستان اور فاما کے علاقوں میں اشکر کشی انکی ای تھا بھی کامیاب ہے۔

ای مطرح 1976ء میں کوہستان کے لوگوں نے جنگل کی لکڑی کاٹنے کے معاٹے پر احتجاج کیا اور پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ جزل خیاں نے ان کی سرکوبی کے لئے حکومت سے اجازت مانگی۔ میں اس وقت بیٹھ ویس کا لج میں وارکوں کا چیف انسٹرکٹر تھا۔ میرے ایس ایس جی کے ساتھی بریگیڈر ایتمیاز دیر یا عظیم کے ملنی سیکریتی تھے۔ اس سے قبل کہ اشکر کشی ہوتی میں نے بریگیڈر ایتمیاز سے رابطہ کیا اور کہا کہ دیر یا عظیم کو بتائیے کہ یہ بغاوت نہیں ہے روزی روٹی کا مسئلہ ہے بات چیت سے مٹے کا حل نہیں۔ بات چیت ہوئی اور معاملہ حل ہو گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب انصاف کے تھانے پورے نہیں ہوتے تو ایسے ہی سوال پہبا ہوتے ہیں جیسے کہ سوات اور دیر میں ہوا۔ 1969ء میں سوات اور دیر کی ریاستوں کے قوانین کو پاکستانی قوانین سے بدلتا گیا تھا۔ ان قوانین کے تحت مقدمات کی ساعت میں بڑی دیر گئی تھی جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر ایک فریق مقدمے کو طول دینا چاہے تو وہ عدالت کے کلرکوں سے مل کر آسانی سے تارن پتارن لیتا جاتا ہے۔

وہاں کے عوام نے دو ہائیوں تک عدل و انصاف کی فراہمی میں تاخیر سے بھگ آکر ہمارے تاثون کو مسترد کرتے ہوئے ریاست کے پہلے قوانین کی بحالی کا مطالبہ کر دیا۔ ان کے مطالبات مظاہروں میں تبدیل ہو گئے اور 1990ء میں پرتشدد را اختیار کر لی۔ دیر یا عظیم بے نظیر بھنوئے 1994ء میں ان کے مطالبات کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ریاستوں کے لئے شرعی قوانین پر ہنی عدالتوں کے قیام کی منظوری دے دی۔ یہ ملست روٹی سے چھڑا رہا اور بالآخر مشرف نے اسے کمل طور پر بند کر دیا اور اس تحریک کو عکسی قوت سے کچل کا فصل کیا۔

صوفی محمد اور ان کے دلماں فضل اللہ کی زیر قیادت اس تحریک کا دائرہ پاچھوڑ اور خیبر ایکنیوں کے ماختہ علاقوں تک پھیل گیا۔ فوج نے بھر پور کارروائی شروع کی جس سے باقی عناصر افغانستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جہاں فضل اللہ نے اپنی سربراہی میں باقیوں پر

مشتعل اپنا ایک گروپ بنا لیا جہاں سے وہ پاکستان کے اندر دہشت گردی کی کارروائیوں کا آغاز کر رکھے ہوئے ہیں اور یہ بغاوت پھیلتی ہوئی مہمند خبر اور وزیرستان کے علاقوں تک پھیل گئی، یہاں تک کہ فاتا کے علاقے میں بڑا نوبی آپریشن کرنا پڑا۔ اس لشکر کشی کے سبب اس وقت انقرہ بہا ایک لاکھ قبائلی افغانستان میں ہیں جنہیں دشمن ہمارے خلاف استعمال کر رہا ہے اور بھی وہ دہشت گردی کا عذاب ہے جو ہمارا اپنا پیدا کر دے ہے۔

اس واقعے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں فاتا کے انظام کے حوالے سے یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہاں بھی کچھ دنوں بعد ایسا ہی مسئلہ پیدا ہو جائے جس کی شاندی میں نے اپنے مضمون "عدل کا جری" میں کی ہے۔

"عدل رحمت بھی ہے اور رحمت بھی بروقت عدل کی فراہمی معاشرتی نظام کو متوازن رکھنے میں مدد و دلچیلی ہے جبکہ انصاف کی فراہمی میں غفلت اور رکاوٹیں نظام کو تباہ کر دیتی ہیں جس سے انتظامی و ملائمی کے معاملات کو خطرات لاحق ہو جاتے ہیں اور آج کچھ ایسے ہی خطرات کا پاکستان کو سامنا ہے۔ پریم کورٹ میں اس وقت ازتیں ہزار سے زائد مقدمات زیر القوام ہیں جبکہ پتلی عدالتوں میں زیر القوام مقدمات کی تعداد لاکھوں میں ہے جو کئی سالوں سے زیر القوام ہیں جس سے عوام کو انصاف کی فراہمی میں رکاؤنوں کا سامنا ہے اور انہیں اس صورت حال سے نکلنے کا کوئی حل بھی نظر نہیں آتا۔ اسی وجہ سے جماں کئی خطرناک مسائل نے جنم لیا ہے وہاں سب سے اہم مسئلہ دہشت گردی کا ہے جس نے عوام کا امن و سکون چھین لیا ہے اور آئے دن قوم دہشت گردی کے عذاب کی ایک نئی اذیت سے گزرتی ہے۔

امریکیوں نے مشرف کو دھوکا دیتے ہوئے یہ اطلاع دی کہ 2005ء میں ان پر حملہ کرنے والوں کا ماسٹر مائنڈ بیت اللہ مسعود وزیرستان میں ہے۔ جزو مشرف نے جلتی پر تیل ڈالتے ہوئے 2005ء میں وزیرستان پر فوج کشی کی اور 2007ء میں جامعہ خدا کی احتجاجی بچیوں کو کمانڈو آپریشن کے ذریعے پکل دیا جس سے باشی غاصرو دراز کے علاقوں میں پھیل گئے۔ یہ امر تحریک طالبان پاکستان کے قیام کا سبب ہا جنہیوں نے افغانستان کے ساتھ ملاحت

سرحدوں اور پاکستان کے اندر سے پاکستان کے خلاف دہشت گردی کی کارروائیوں کا آغاز کر دیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

اسی دوران دہشت گردوں نے فاتا کے علاقوں میں اپنی پناہ گاہیں قائم کر لیں جنہیں فوج نے دہشت گردوں سے پاک توکر دیا ہے لیکن دہشت گردی کا جن ابھی تک قابو میں نہیں آ رہا ہے۔ حکومت کی انتظامی خامیاں عدل و انصاف کے جری کی ایک اور قلل میں ابھری ہیں کیونکہ حکومت نے فوجی قوت کے نئے میں مختلف تنظیموں کو گفت و شنید سے قومی دھارے میں واپس لانے کی بجائے ان پر پابندیاں لگا کر انہیں کا عدم قرار دے دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ملک کے طول و عرض میں پھیلی درجنوں کا عدم ہیں ہماری سکیورٹی قوت کے لئے بخاری بو جھہ بن گئی ہیں۔

حکومت پاکستان اور اعلیٰ عدالت کو شدت سے احساس ہے کہ عدل و انصاف کی جلد فراہمی کی راہ میں حاکم رکاؤنوں کو دور کرنے کے لئے پرانے نظام میں اصلاحات لانے کی شدید ضرورت ہے۔ آئینی ماہرین کے لئے یہ کڑی آزمائش ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو پالیسی مرتباً کرنے کے لئے مدد فراہم کریں۔ حکومت وقت کے لئے لازم ہے کہ مستقبل میں منعقد ہونے والے انتخابات کو مد نظر رکھتے ہوئے انتظامی مختار طریقے سے عدالتی اصلاحات کا عمل مکمل کرے تاکہ عدل و انصاف کی بروقت فراہمی کو یقینی ہو جاسکے۔

عدل و انصاف کی فراہمی کے سلسلے میں عوام کو جو مشکلات درجیں ہیں ان کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ کمزور عوام کا دم گھٹ رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بقول شاہین سہیلی "غم و خسے سے بھری ہوئی قوم ہر وقت پھنسنے کو تیار ہے۔ عوام کا مزانج اب ناراضی سے بڑھ کر با غیانت ہوتا چاہا ہے۔" قصور کے شر میں زب کے واقعے پر عوام کا غم و خسر ریاستی قانون کے ساتھ میں پھیلتی ہوئی کریشن کے خلاف چار سال سے چاری عوای احتجاج اور دہشت گردی کی وجہ سے ہماری سر زمین سے امن و امان کے اٹھتے ہوئے جائزے کی بڑھتے ہوئے طوفان کی خبر دے رہے ہیں۔ اللہ ہم پر حرم کرے۔

نوچیوں کی زندگی سخت ہوتی ہے جسے آسان بنانے کے لئے ملزومات کا شغل جاری رہتا ہے۔ مذاق ہلکے چھکنے بھی ہوتے ہیں اور تین بھی۔ ایسیں جی میں ہماری معمول کی فریلنگ میں ہر رینچ 25 میل کا مارچ شامل تھا جو 40 پونڈ وزنی پٹپو (گل پیک) کے ساتھ کرنا ہوتا۔ کبھیں اچاکھ طے (Raid) یا کسی گذرتے ہوئے قاتلے کے خلاف گھات (Ambush) لگانے کی مشقتیں بھی ہوتی تھیں جس میں ذمی راؤنڈ استعمال ہوتے۔ ایک ایسی فریلنگ کے بعد ہم میں آئے اور پچھو اور رائل اسٹار کراپنے کرے میں داخل ہوئے تھے کہ باہر سے فائر کی آواز آئی۔ پابروڈزے تو دیکھا کیپشن رابنہ شوکت محمود اپنا ہیر پکڑے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اپنا پٹپو اتارتے ہوئے رائل کی پیرل اپنے بوٹ پر کھی تھی کہ غلطی سے فریگر وہ گیا اور پاروڈر پار ہو گیا۔ کیپشن ہایلوں ملک ساتھ مکھرے تھے کہتے ہیں:

”ربیع صاحب آپ نے اگر خود کشی کرنی تھی تو آپ کیوں کبھی کہ آپ کا دماغ آپ کے نخنوں میں ہے؟“

ربیع صاحب نے غصے میں جو رائل گھمائی تو کیپشن ہایلوں اگر اپنے آپ کو نہ پچاتے تو سرچھت جاتا۔

ہمارے ایسیں جی کے ساتھی کرمل سید احمد اشٹن کمانڈر کراپی پوسٹ ہوئے۔ انہی دنوں کرمل نیم بھی وہاں تعینات تھے۔ انہیں ہارٹ ایجک ہوا۔ ہستال داخل ہوئے جہاں ذریع علاج رہے۔ کرمل سید ان کی عیادت کو آئے۔ ان کی صحت یابی کی دعا کی اور فرمایا:

”نیم، زندگی کا کوئی مجروس نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ دوستی کا حق ادا کر دوں۔ میں نے اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے تمہارے نام ایک کارز پلاٹ لائٹ کیا ہے اس کی فائل ساتھ لایا ہوں یہ لو۔“

نیم جیران ہوئے کہ ان کے دریں دوست نے ان پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ فائل کھول کر پڑھی تکھاتا:

”کارز پلاٹ دیست اپنے گورا قبرستان۔“

نیم چاۓ:

”ابے بد معاشر تم مجھے گورا قبرستان پہنچا رہے ہو۔“

گھاس اٹھا کے مارا سید نے فورا سر نیچے کر لیا اور بال بال پیچے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد کرمل سید کینیڈا جا بیسے وہاں کی آب و ہوا انہیں راس نہ آئی۔ یاد ہو گئے اور پاکستان آگئے علاج کروالیا۔ دوسرے سال پھر علاج کروالیا۔ تیسرا بار آئے اور کافی دنوں تک علاج ہوتا رہا۔ ان دنوں میں کراپی میں تھا۔ سید نیم اور ایسیں جی کے کچھ ساتھی ہمودہاں موجود تھے۔ انہیں فیصلیر کے ساتھ میں نے بھی بھی کے گرد گھوت دی۔ کھانے کے بعد ہم چائے پی رہے تھے تو میں کرمل سید کی بیکم سے ناخاطب ہوا:

”صدیقہ بھاجی، آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہوں گا۔ سید کو پچاس

ساوں سے جانتا ہوں۔ یہ بندہ تین بار بیان آکے اپنی اور ہالنگ (Overhauling) کراچکا ہے۔ جس طرح ہمارے صوبہ سرحد کے ایک

دوست جنمیں آپ بھی جانتے

جس نے اپنی اور ہالنگ کرائی تھی کان آن آنکھ دانت گھٹھ دل اور جگر جب س درست ہو گئے تو ایک چھپیں سال کی ناقون سے شادی کر لی۔ کچھ بعید نہیں کہ سید نے بھی کینیڈا میں کوئی نوجوان نیم دیکھ رکھی ہو۔ نگاہ رکھیے گا۔ سید شرماگے اس بنتے رہے ان کی بیگم کرمل سید کو گھوڑتی رہیں۔“

اور بھی بڑے دلچسپ واقعات ہیں لیکن حد ادب مانع ہے اور کبھی ضرورت پڑی تو بریگینڈ ہایلوں ملک کی معاوحت کی ضرورت ہو گئی اس لئے کہ ان کی بذلہ بھی مشہور ہے۔

گری ہو یا سردی ہماری مشقتیں دشوار گزار پہاڑوں میں ہوتیں اور خصوصاً نزدیکی کالا چٹا پہاڑی علاقے میں جہاں زہر میلے ساپ ہوتے تھے۔ ہمارے کچھ لوگ ڈسے بھی گئے۔ کبھی بوٹ کے اندر یا ہیوریک سے ساپ نکلتے۔ میرا معمول تھا کہ جب بھی رات گئے آرام کا وقت ملتا تو بوٹ سے زمین ہموار کر کے کبل ڈال کے آیا۔ انکری پڑھ کر حصار باندھ

## اقدار کی مجبوریاں

ای طرح ایک دن میں اور میرے ساتھی کیپٹن ناصر محمود ایک دوسرے پر داؤ چڑ آزما رہے تھے۔ ناصر نے داؤ کایا لیکن میری کلائی نہ موز کے۔ دوسری اور تیسرا بار کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ امریکن میرین افسر کیسٹر کو بایا جس کا قد ساز ہے چھپ اور لاش کوئی تین میں ہو گی کہا کہ یہ داؤ تو اسلام بیک پر کام نہیں کر رہا۔ امریکن آگے بڑھا، داؤ کایا، میری کلائی پر لیکن گھر مگر موز نہ سکا۔ دوسری مرتبہ بھی ناکام رہا اور بڑھتا ہوا چل دیا۔ تعجب ہے کہ کل بھی اور آج بھی امریکی میری کلائی نہیں موز کے۔

امریکن اچھے دوست بھی ہوتے ہیں۔ کوئی دس بارہ امریکن اپنی فیملیز کے ساتھ چڑا میں رہتے تھے۔ شام کو کلب میں رونق ہوتی تھی اور ویک اینڈ پرہمیں دہان جانے کی اجازت ہوتی تھی۔ ایک ہنگامہ برپا رہتا تھا۔ نئتھ بھر کی خت مشقت کے بعد ایسے ہنگاموں کی اپنی افادیت تھی۔ کیا زمانے تھے!!



دیتا تو کبھی سائب پیرے نزدیک نہ آیا اور میں آرام سے سویا۔

فوج کی یونیٹوں میں ماحول ایک فیبلی کا سا ہوتا ہے۔ کمانڈ گک آفیر فیبلی کا سربراہ ہو جاتا ہے اور یونٹ کے افراد کا اپنے بچوں کی طرح خیال رکھتا ہے۔ افراد میں سے جو غیر شادی شدہ ہوتے ہیں، میں کا کھانا کھاتے ہوئے اکٹھ گک آ جاتے ہیں تو بلا تکلف شادی شدہ ساتھیوں کے گھروں پر دھاوا بول دیتے ہیں۔ اسلام بیک بھی شادی شدہ ہوئے تو اکٹھ ایسی صورت حال کا سامنا ہوتا۔ کہتے ہیں "ہم چند آفیر شادی شدہ ہوتے۔ ہماری کپنی کے آفیرز بلا تکلف ہمارے گھر میں داخل ہوتے اور فرق میں رکھی ہوئی کھانے کی جو چیز بھی ملتی چٹ کر جاتے اور اکٹھ ایسا ہوتا کہ ہمیں اپنے لئے کھانا میں سے منگوانا پڑتا۔

ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ان کی بیگم اپنی بیٹی کو تلاش کرنے کے لئے باہر کی طرف بھاگیں تو ان کے بیٹت میں نے انہیں تسلی دی کہ "بی بی مت گھبرائیں، کیپٹن رووف صاحب ابھی آئے تھے بچی کو پیک میں ڈالا اور لے کر مجھے اتر گے ہیں۔ ابھی آتے ہی ہوں گے۔" تھوڑی دیر بعد کیپٹن رووف ہستے ہوئے وارد ہوئے۔ اسے بیگم نارانچی کی بجائے بولیں "رووف بھائی! کل میں چائے کی دعوت پر جا رہی ہوں آپ کی خدمت کی ضرورت پڑے گی۔ بچی کو سنبھالنے گا۔" رووف ہستے ہوئے بولے "بھائی میں حاضر ہوں۔"

سو میل دوڑ کا مقابلہ ہوا، چالیس پونڈ وزن اور رائل کے ساتھ براخت مقابلہ تھا۔ خوالدار خلام میرزا نے 23 گھنٹوں میں سفر طے کر لیا۔ میں نے 29 گھنٹوں میں کیا اور آخری وس میل کیپٹن حنف کو سوارا دے کر رسیں مکمل کر لی۔ غیر مسلح گک (Unarmed Combat) ہماری تربیت کا اہم حصہ تھی۔ امریکن افسر کنزز فرینگ دیتے تھے۔ ہمارے ساتھیوں میں کیپٹن سید اور کیپٹن فہم اس فن میں باہر بھے جاتے تھے اور جب بھی کسی دوسرے پر آئے ہوئے کسی سیسٹر افسر کو مظاہرہ دکھانا ہوتا تو خصوصاً یہ دلوں اپنا کرب دکھاتے بالکل اسی طرح جیسے فرمی شاملہ مسلنگ میں ہوتا ہے کہ نہ سر پختا، نہ خون بہتا مگر غصب کا مقابلہ ہوتا ہے۔

## آٹھ سالوں میں دس پوسٹنگز

میں زندگی سلسلہ روز و شب کا

میں زندگی متی و نیم خوابی

چاٹ میں ہوتے ہوئے میری سردوں دس سال ہو چکی تھی اور ناف کائیج کا امتحان دینے کا وقت آگیا تھا، میری کمرکی چوتھی بھی عجک کر رہی تھی جس کے سب ایسیں ایسیں تھیں میں ہوتے ہوئے میں نے ہیرا جپ بھی نہیں کیا۔ اسی لئے ایسیں ایسیں تھیں کام کا وہی بھی نہیں کیا۔ اس وقت ناف کائیج امتحان کے لیے صرف ایک مضمون لکھنا ہوتا تھا۔ میں نے لکھا اور پہلی کوشش میں پاس ہو گیا اور 1962ء میں ناف کو رس کیا۔ کورس پر جانے سے پہلے میں میر کے ریکھ پر ترقی پا دیکھا تھا لیکن جب کورس پر گیا تو کپتان بنا دیا گیا جو میرے کورس والوں کا سینارٹی یوں تھا۔

بریگیڈر میجر ایم ہمارے کمانڈنگ اور کریل آغا محمد اکرم چیف انسلکٹر تھے۔ بڑی محنت کرنی پڑی۔ کریل اکرم نے اپنے ایک یونیورسٹی میں ایک دانشور کا یہ قول سنایا کہ آنے والی زندگی میں ہمیں اپنے کردار و عمل کو اس سانچے میں ڈھانکے کی ضرورت ہو گی:

*"God, grant me the serenity of judgment, to accept things, I cannot change. The courage to change things, I can. And the wisdom to understand the difference."*

ترجمہ: اے اللہ مجھے قوت فیصلہ عطا کر جا کر میں ان چیزوں کو قبول کر سکوں جنمیں میں تبدیل نہیں کر سکتا اور بہت بخشن کر میں ان چیزوں کو درست کر سکوں جو میں کر سکتا ہوں اور اچھائی اور بہانی میں تجزی کرنے کی بصیرت عطا فرم۔

جب میں چیف آف جزل ناف (CGS) بنا تو اپنی میر پر یہ دعا میں لکھ کر کھیس۔

ایک دو جو میں نے اوپر بیان کی ہے اور دوسری عالمہ اقبال کی یہ دعا:  
 تو غنی از ہر " دنیا من فقیر  
 روز محشر عذر ہائے من پذیر  
 گرتو می بینی حساب ناگزیر  
 از ناہ مصطفیٰ پنیاں گیر  
 اور جب آری چیف بنا تو بھی دعا میں میری میرزی کی زینت تھیں۔ پہلی دعائیہ تعالیٰ نے قبول کر لی۔ اچھے ہتر مند آفیسرز میرے ساتھ تھے اور جنہیں جیسا دوست ملک کہ جس کے تعاون سے ہم نے اپنی فوج کو دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق تیار کر کے ایک منبوط مراحتی قوت (Deterrent Force) تیار کر لی جس سے ہمارے دشمن خوفزدہ ہیں۔ دوسری دعا کب قبول ہو گی؟ یہ توہاں جانے کے بعد ہی پڑے چلتے گا۔

کورس فتم ہونے پر میں لاہور 114 بریگیڈ میں تھی ایس اور تھری (GSO-3) پوسٹ ہوا۔ میرا کبھی ہمارے بریگیڈ میجر تھے اور ابھی ایک بہنچہ بھی نہیں ہوا تھا کہ مجھے تباہیا گیا کہ کوئی ہیڈ کوئریز میں روپورٹ کرو کر کاٹھر نے کسی کام سے بیا ہے۔ میں جھرت میں تھا کہ ما ترا کیا ہے کوئی غلطی ہوئی یا تھی ایس اور تھری کا عہدہ اتنا ہم ہے کہ کوئی کاٹھر بنا کر خوش آمدید کہتا ہے۔ اسی شش ویج میں جنلا کوئر کاٹھر لی فیشنٹ جزل و سیع الدین کے سامنے پیش ہوا دیکھتے ہی بولے:

”بیلو بیک ویکن“

”تمہارے پانچ سال کی کمائڈ وریجنگ کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔“

”سنوبہاں گاہ کورس پر گھاس کو پانی دینے کے لیے پر منکر سُم لگایا جامہ ہے۔ پاپ لگاتے ہیں جو چوری ہو جاتا ہے۔ اب تک کوئی کپڑا نہیں گیا۔ مجھے یقین ہے کہ تم پکڑ لو گے۔ کوئی مددجا یے تو مل جائے گی۔“

”لیں سر“ پوری کوشش کروں گا۔“

یہ کہہ کر باہر آیا 'سوچا رہا کہ یا اللہ مجھے چورپکلنے کی تو فرینگ نہیں ملی' کیا کروں۔ ایک ترکیب بھی میں آئی۔ ڈاگ سنتر سے دوستے اور ہینڈلر (Handler) لئے۔ اسی دن گولف کورس میں تین کھائیاں (Trenches) کھدوائیں۔ ایک میں خود بیٹھا اور دوسری میں ڈاگ سنتر کے بندوں کو برپنگ دے کر خاموشی سے بخادیا۔ انتخار کرتے کرتے رات کے ورنج گئے تھے کہ چند لوگوں کے سامنے نظر آئے۔ پھر محمد الحکم کی آواز آئی۔ اشارہ کیا، دنوں کے دوڑ پڑے، دو بندوں کو دبوچ لیا، تین بھاگ گئے جو بعد میں پکڑ لئے گئے۔ دوسرے دن کورہینڈو اور زرمیں روپورٹ کی۔ شباش طی اور ہماری کمائندہ فرینگ کا مجرم قائم رہا۔ ہماری رہائش سرورہنگل کلب کے نزدیک ایک ہیرک تھی جو دوسری بھنگ ٹھیک کے دنوں کی یادگار تھی۔ ابتدائی مخصوص۔ کہاں ایک میں دو رہائیوں کے عالم پر واقع خوبصورت ریسٹ ہاؤس جہاں چاروں طرف دفتریب تھا رے تھے اور کہاں یہ فوٹی پھوٹی ہیرک جس کے چاروں طرف ٹھنگی گھاس پھوٹس، جن میں مچھروں کا ڈیرہ تھا۔ وہ ساری رات بخختانے تھے، بھل کا بچھا اتنی سست رفتاری سے چلتا تھا کہ اس کی ہوا ان پھرروں کو بھجنانے کے لیے تھخانا کافی تھی۔ اس ہیرک کا ایک فائدہ تھا کہ یہ سرورہنگل کلب کے قریب تھی جہاں سے ہم پیدل ہی کلب چلتے چاتے۔ ساتھ ہی لکھنؤم روڈ کا بس شاپ تھا جہاں سے ایک ڈبل ڈبل ہی کلب روز سے گذرتی ہوئی کرشن گر (اب اسلام پورہ) تک جاتی تھی اور نوٹشن مارکیٹ سے گزرتی تھی۔ وہاں سے اندر کی بازار قریب ہی تھا۔ ہم لکھنؤم روڈ کے بس شاپ سے بس چلتے اور چند منٹوں میں نوٹشن مارکیٹ پہنچتے چلتے چاتے۔ اس وقت ٹرینک جام کے نام سے ہم ناٹھا تھے۔ اب ہور میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی یعنی عطا کی۔

ایک سال پہلو ماہ ہوئے تھے کہ ہیری پونٹگل مشرقی پاکستان کے شہر کوئیا میں 53 بریگینڈ میجر کے طور پر ہو گئی۔ بریگینڈ تراویہ بکر جہان مخابیرے بریگینڈ کا نام تھے اور ایس ایس جی کے ساتھی یہ مجرم حصر میں ہیرے ذقی کیہ (DQ) تھے۔

مشرقی پاکستان کا ذکر آئے 26 دسمبر 1971، کا سانحہ کیکر بھالا یا جاستہ ہے۔ ۱۶

وہ سب اپاٹک وارڈیں ہو گیا تھا بلکہ قیام پاکستان کے ساتھی اس کے لئے ریٹڈا بنا یا شروع ہو گئی تھیں۔ جب پاکستان و جود میں آیا تو مشرقی پاکستان کی آبادی 53 فیصد تھی یعنی وہ اکثریت میں تھے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان کی اکثریت کو تسلیم کیا جاتا اور وفاق میں انہیں اسی قاب سے ناماندگی دی جاتی تھیں ہواں کے برکس۔ مغربی پاکستان کی بیورہ کریں بیٹھ ان کی اکثریت کو اقلیت میں بدلنے کی کوشش کرتی رہتی۔

1946ء کے انتخابات کے مطابق مشرقی بھال نے 111 میں سے 113 نشیں بیتیں تھیں اور جیسیں شہید سیروودی وزیر اعلیٰ بنے تھے۔ اے کے فضل الحق بھی جو شیرپوکال بھلاتے تھے بعد میں وزیر اعلیٰ رہے۔ پاکستان کی قرارداد بھی انہیوں نے ہی پیش کی تھی۔ اگر ان میں سے کسی کو وزیر اعظم تقرر کر دیا جاتا تو مشرقی پاکستان کے لوگوں کو وفاق میں اپنی ناماندگی پر ہزار ہوتا۔ وہ یونٹ کی تخلیل میں بھی یہی روح کار فرماتھی کہ مشرقی پاکستان ایک صوبہ ہو گا اور چاروں صوبوں کو ملا کر مغربی پاکستان دوسرا صوبہ ہو گا اور دنوں کی ناماندگی برادر ہو گی۔

اس کے باوجود 1964-65ء تک مشرقی پاکستان میں نفرت کے چند باتیں پیدا نہیں ہوئے تھے۔ لوگ مفارکہ سادہ اور دوستی تھا نہیں۔ میرے ساتھ کچھ پیشہ مستینش اڑپن میرے جی ایس او تھری (GSO-3) تھے۔ بندگ دلیش بننے کے بعد وہ خالدہ غیاہ کے وزیر خارجہ بنے۔ ان کے بعد کچھ پیشہ میر الدین جی ایس او تھری آئے وہ بھی بندگ دلیش کے آرٹی چیف بنے۔ ابھی تک ان دوستوں سے رابطہ ہے۔ 1990ء میں ہم بندگ دلیش گئے تو کوئیاں آئیں رہیں میں کیریجن نیلی ڈنز پر پرانے دوست اور ساتھی دو دوسرے مٹے آئے اور مجھے مل مل کر رہے۔ گذرے ہوئے ٹھوٹوں کو یاد کیا۔ مجھے محبوں ہوا کہ ہم سے زیادہ احساس زیاد ان کو تھا۔ حالات کا جھر تھا کہ وہ ہم سے جدا ہو گئے۔

مشرقی پاکستان کے بارے میں شروع سے ہی جو دوستی پائیں گئی وہ ناقص تھی کہ مشرقی پاکستان کا وفاق مغربی پاکستان سے کیا جائے گا۔ مغربی پاکستان کی صرف مشرقی سرحد بھارت سے ملتی تھی جبکہ مشرقی پاکستان تین اطراف سے بھارت میں گمراہ جاتا۔ اس کے

باوجود پوری فوج مغربی پاکستان میں اور صرف ایک ڈویژن فوج مشرقی پاکستان میں متین تھی۔ ہمارے بریگیڈ کی ذمہ داری کا علاقہ سلہٹ سے کاسہ بازار تک تھا، جس کی سرحدیں تقریباً 450 کلومیٹر تھیں۔ بریگیڈ کی نفری 4500 بھی تھی۔ اس کے لئے ان سرحدوں کا دفاع بہت ہی مشکل ذمہ داری تھی۔ ان مشکل حالات کے باوجود وہاں کے دریاؤں کو مضبوط و قائم پوزیشن نہاتے ہوئے ایک حکمت عملی ہائل گنی جو 1965ء کی جنگ میں کامیاب تاثیر ہوئی اور وہمن کو کسی جگہ بھی ہماری سرحدوں سے آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اگر ایک کی بجائے وہاں چار ڈویژن فوج ہوتی تو ہم ایک کارگر جارحانہ اسٹریٹجی (Offensive Strategy) ناکتے تھے۔

مجھے کو میا آئے ہوئے چند ماہ ہوئے تھے کہ میری زندگی میں ایک نیا موز آیا کہ مجھے حج بیت اللہ پر جانے کی سعادت نسبت ہوئی۔ اپریل 1964ء میں ہم سات بھائیوں میں سے میرے نام قمر لٹا کہ ہمارے والدین جو عظیم گزہ افغانیا سے حج پر گئے ہوئے تھے ان کی معاونت کے لئے مجھے بھی حج پر جانا تھا۔ میرے بریگیڈ نے ہر ممکن مدودی اور چند دنوں کے اندر اندر پوری تیاری کر کے چالیس دنوں کے لیے سعودی عرب کے لیے روانہ ہوا جوہ پہنچا۔ میرے والدین مکہ معظوم میں مقیم تھے ان سے جاما اور انہی کے ساتھ تھہرا۔ ہماری چھوٹی بیٹی یاکین بھی ہمارے ساتھ تھی۔

ہم جگہ خبرے وہ ایک بھی عمارت تھی۔ گفتگی کے بعد ایک ہوٹل تھے جو پہنچ تھے۔ خانہ کچب کی مسجد اور اس کی روشنی 20 میل دور سے ظراحتی تھی۔ چند ہزار کیس تھیں اور باقی تمام پرانی عمارتیں اور مساجد میں قدم تھیں۔ حج میں کوئی میں دن باقی تھے کہ ہم مدینہ منورہ گئے۔ جس گھر میں تھہرا۔ وہ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے نزدیک تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی یادگار عمارتیں تھیں جو ہم نے کہا اور مدینہ میں دیکھیں۔

پہلی جنت اگریز بات جو ہم ساتھ ہوئی وہ یہ کہ میری کرکی تکلیف جو شدید تھی اور جس کی وجہ سے میں کوئی وزن بھی نہیں اٹھا سکتا تھا ناہب ہو گئی۔ میں نے پورے قیام کے

دوران اپنے والدین نبین کا اور اپنا سامان متعدد بارہ بس پر چڑھایا اور اتنا را۔ میدان عرفات میں والدہ کو سچھا اونچائی تک لے گیا۔ کمری تکلیف کا احساس تک تھا۔ اور دوسرا بجزہ یہ ہوا کہ والدین کی دعاؤں نے میری عسکری زندگی کو ایک یادگاری دے دیا۔ میں ترقی پر ترقی کرتا گیا اس کے باوجود کہ بھجھ سے ایسی غلطیاں اور گستاخیاں بھی سرزد ہو گئیں کہ جن کی وجہ سے خطرہ تھا کہ میرا کو رٹ مارٹل بھی ہو چکا ہوتا۔ اور تیرسری جنت کی بات یہ کہ خانہ کعبہ کا طوف کرتے ہوئے تھی بار اس کی دیواروں سے لگ کے دعائیں مانگیں کہ ”اے رب عظیم پاکستان کی خدمت میں مجھے شہادت عطا کرو۔“

لیکن ابھائی پر خطر حالات سے گذرنے کے باوجود مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی۔ شاید میرے والدین کی دعاؤں نے میری دعاؤں پر سبقت حاصل کر لی تھی۔ انہوں نے میری زندگی ترقی اور کامیابی کی دعائیں مانگیں کہ میں گرتے پرستے لاکھڑا تھے اس فوج کا سربراہ بن گیا جو دنیا کی بہترین فوج مانی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ملک کا اقتدار میری دھریں میں دے دیا لیکن میں نے جس کی امانت تھی اسے دے دی۔ تبکی اللہ کا حکم تھا اور والد کی تاکید بھی کہ ”حقار کو اس کا حق دے دینا۔“

بھری کے سربراہ ایڈیٹر سعید احمد خان، فناشیت کے سربراہ اور چیف مارٹل حکیم افغان آئی اس آئی کے ڈائریکٹر جزل یونیٹیشن جزل حمید گل اور حج ایڈیٹر و کیٹ جزل (JAG) بریگیڈ کے محمد عزیز خان کے ساتھ مختصر مشاورت کی اور سینیٹ کے چیئرمین نلام افغان خان کو باکرا اقتدار ان کے پرداز دیا۔ انتخابات ہوئے بے نظر بھنو پر سر اقتدار آئیں تو ان خدمات کے اعتراف میں انہوں نے فوج کو تمغہ جمیوریت عطا کیا۔

1965ء کی جنگ مشرقی پاکستان میں سرحدوں کے آرپار چھوٹے اور بڑے ہتھیاروں کی شدت سے فائزگ تک مدد و درتی۔ 6 ستمبر 1965 کو میں جیسے ہی آفس میں پہنچا، حاکہ سے جزل فضل مقیم کا میلیخون آیا:

”بریگیڈ ری مشا کہاں ہیں؟“

"وہ ہپتال چیک اپ کے لیے گئے ہیں،" میں نے جواب دیا۔

"معلوم ہے جنگ شروع ہو گئی ہے؟"

"سرہم تیار ہیں۔"

"گٹ موبائلائزڈ (Get Mobilized)" کہا اور سلیفون بند کر دیا۔

میں نے فوراً حمام پہنچ کر ہائی ہوئی حکمت عملی کے تحت حکم صادر کر دیا۔ سورج خود بہونے تک پورا بریگینڈ سلبٹ سے لے کر کا کسی بازار تک پوزیشن سنبھال پکا تھا۔ رات گیارہ بجے گھر پہنچا تو اندر ہیرے میں گھر کی چوکت پر ہم کو بیٹھے دیکھا پوچھا:

"بچے کہاں ہیں؟"

جواب ملا:

"ان کو تو مزرع سرانچ ڈھا کر لے گئی ہیں۔ سب فیملیز جا پچکی ہیں صرف بریگینڈ کمانڈر کی فیملی بیہاں ہے۔"

(مزرع سرانچ کیپشن سرانچ الدین احمد حامد کی نیام تھیں۔ بیگانی تھیں اور ہماری دوست تھیں)۔

ہمارا ہینہ کو اور سرحدوں سے صرف 12 کلومیٹر درجہ اور دشمن کی توپیں اسے آسانی سے نشانہ بنائی تھیں۔ اسی خوف کے سبب مزرع سرانچ نے پہلی کی اور خلافت کی خاطر سب پیچوں کو لے کر ڈھا کر چلی گئیں۔

میں نے کہا: "اگر کمانڈر کی فیملی بیہاں ہے تو ہم بھی بیہیں رہیں گے۔"

صحیح کاڑی تھی اور بیہوں کو ملکوں ایا۔ الحمد للہ سب خیریت سے رہے۔

1965ء میں ہماری تھوڑا ہوں میں تقریباً اسی فصہ اضافہ ہوا، بھایا چاٹ (Arrears) کی مد میں کافی پیے طے۔ ایک ساتھ بارہ (12) افراد نے فوکس و میکن گاڑیاں بک کرائیں۔

اس وقت ایک کار کی قیمت تیرہ ہزار روپے تھی اور کوئی لا کینٹ میں جہاں صرف دو کاریں ہوا کرتی تھیں (ایک بریگینڈ کمانڈر کی اور دوسری سی اڈ سی ایم ایچ کی تھی) وہاں چودہ گاڑیاں ہو گئیں۔

جنگ کے بعد ہمارے بیگانی بھائیوں کے دلوں میں ایک تشویش پیدا ہوئی کہ "مرتیقی پاکستان جو کہ تینوں سوتوں سے دشمن نے گھیرا ہوا ہے، اس کے دفاع کے لئے صرف ایک ذویہن فوج، ایک پی اے ایف سکواڈرن اور نیوی کے چند جہاز ہیں اور باقی تمام افواج مغربی پاکستان کے دفاع کے لئے ہیں جو کسی صورت ملکی سلامتی کے لیے درست حکمت عملی نہیں ہے۔" یقیناً یہ ایک واضح کمزوری تھی جس کا فائدہ بھارت نے 1971ء میں انجام اور یہ قدم اٹھانے سے پہلے بھارت پاکستان کو سیاسی اور نظریاتی اعتبار سے کمزور کر چکا تھا۔ اور بھی بہت سے حریے تھے جو ہمارے خلاف استعمال ہوئے جو ہائی بریڈ وار (Hybrid war) کے طریقے ہیں اور بھارت نے 1971ء میں مشریقی پاکستان پر ڈھک کر لیا۔

جنگ کے بعد ڈیڑھ سال بڑا چھا گذر دار مارچ 1967ء کو 30 بلوچ ہیدر آباد پوسٹنگ ہوئی۔ تقریباً ڈیڑھ سال میں یونٹ کا سینڈ ان کامنڈ (SIC) رہا۔ اس دوران میں والدین کو اپنے ساتھ لے آیا میکن جلد ہی انہیں واپس جانا پڑا کیونکہ یونٹ کو پارڈر کے نزدیک چھوڑ (Chlior) جانے کا حکم مل جیاں گریبوں میں درجہ حرارت پیٹالیس تا پچاس ڈگری سے کم ہی پہنچتا ہے۔ ایک سال کا عمر ہم نے تھیوں میں گذرا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹے وجہتِ مصطفیٰ سے نوازا ہے ہمارے والد "کمڈے والد" کہے تھے اس نے کہ 1964ء میں چک کے دوران انہیوں نے دعا کی تھی اور بیٹے کی بیمارت وی تھی۔

انقلابی بیانیں کی کمانڈ ہمارے عکری کیرڑ میں سنگ میل کی جیشیت رکھتی ہے۔ انہیں بیس سالوں کی جدد سلسلہ کے بعد ایک بیانیں کی کمانڈ سب سے اہم تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اسی کمانڈ کے تحت آفسر اپنے جوانوں اور آفسرز سے ہمارا راست رابطہ میں رہتا ہے اور جنگ کے حالات میں دشمن کے مقابل ہوتا ہے۔

میرے لئے بڑی خوشی کا دن تھا جب 1969ء میں سیری یونٹ کریٹ کر لے پڑے پر ترقی ہوئی اور مجھے 36 بلوچ کی کمانڈلی جو اس وقت کوئی میں تعینات تھی۔ مجھے اس بات کا دکھ تھا کہ Parent یونٹ 16 بلوچ کی کمانڈ نہ مل سکی۔ پی اے اے سے پاسگ آؤٹ کے بعد

جس یونٹ میں آفیسر کی پہلی پوسٹنگ ہوتی ہے وہ یونٹ یونٹ کہلاتی ہے۔ ہماری ابتدائی تربیت بھی ویس ہوتی ہے اور شروع سے ہم جن جوانوں ایں ہی اوز (NCOs) 'جسے ہی اوز (JCOs) اور افسروں کے ساتھ رہتے ہیں ان سے خاص اعلیٰ قائم ہو جاتا ہے۔ ہر افسر کی خواہش ہوتی ہے کہ یونٹ کو بننے پر اسے اپنی یونٹ یونٹ کی کمان ملے۔

خنی یونٹ کی کمان ملے تو سارے لوگ نئے ہوتے ہیں اور ان سے نئے سرے سے تعقیبات استوار کرنے ہوتے ہیں۔ 36 بلوچ ایک خنی یونٹ تھی میں نے محنت مخت کی۔ جوانوں کی تربیت میں خاص پہنچی لی۔ فائزگر پر بہت زیادہ توجہ دی، کھیلوں میں شرکت کی حوصلہ افزائی کی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہماری یونٹ کمی پیش درانہ مقابلوں میں 41 ڈویژن میں اول آئی۔ اسی طرح فٹ بال، کبڈی اور باسکٹ بال کے مقابلوں میں بھی بہتر پوشش حاصل کی اور سال کے آخر میں ہماری یونٹ کو 41 ڈویژن کی چیمپیون یونٹ قرار دیا گیا۔ یونٹ کے سمجھی افسروں جوان خوش تھے کہ "بامہ" سے آئے والے کمانڈنگ آفیسر نے یونٹ کو اپنی یونٹ سمجھا اور پوری اپنائیت سے تربیتی امور اور کھیلوں میں اتنی محنت کرائی کہ یونٹ چیمپیون قرار پائی۔ مجھے اس یونٹ کے حاضر سروں اور ریڑاؤز افسروں کی طرف سے مبارکباد کے خلطہ بھی موصول ہوئے۔

تقریباً ڈیسمبر سال 36 بلوچ رجمنٹ کی کمانڈ کی تھی کہ مجھے 9 ڈویژن میں جی الس او ون (GSO) پوسٹ کر دیا گیا۔ پوری یونٹ افسروں تھیں لیکن حکم حاکم سے سرتاوی کی بجائے کمانڈ کی تھی کہ ہماری یونٹ افسروں نے میرے اعزاز میں زبردست اولادی تقریب منعقد کی اور حسب معمول افسروں نے آفیسرز میں ڈائینگ آؤٹ کا کھانا رکھا اور مجھے یادگاری شیلڈ پیش کی جو بھی بھی مجھے ان شہرے دونوں کی یاد دلاتی ہے۔ 9 ڈویژن اس وقت کھاریاں میں تھا۔ یہاں بھی کوئی ایک سال گذرنا ہو گا کہ 9 ڈویژن کو شرقی پاکستان جانے کا حکم ملا۔

تیاری کے لئے صرف چند دن ملے۔ ہماری فیملیز ویس کھاریاں میں ریس آر مر ڈرجنت توپ خانہ بھاری سامان اور گاڑیوں کو پہنچ کر 9 ڈویژن کی پوری انفری صرف رائفل

اور بھلی مشین گنوں (LMG) کے ساتھ سادہ بیس میں کراچی پہنچ اور بہاں سے پی آئی اس کے ذریعہ ڈھاکر روائی شروع ہوئی۔ ہمارا سفر 26 مارچ کو شروع ہوا اور 15 اپریل تک گومیا پہنچ کر ہم نے اپنے اپنے علاقوں کی مددواری سنjal لی۔

1964ء میں جب میں 53 بریگیڈ میجر پوسٹ ہوا تو مشرقی پاکستان میں بھائی چارے کی نشا موجود تھی لیکن 1971ء تک یہ صورت حال یکسر تبدیل ہو چکی تھی۔ شیخ محب الرحمن کی شعلہ بار خطاب اور مولانا عبد الحمید بھاشانی کے "جان جان آگن جان" کے نعروں نے مشرقی پاکستان میں آگ لگادی تھی۔ 2 دسمبر 1971ء کو ہونے والے انتخابات میں شیخ محب الرحمن کی پارٹی عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان کے لیے منتخب 153 میں سے 151 شیخ ماحصل کی تھیں۔ باقی دو شیخ ماحصل پاکستان مسلم لیگ کے نور الامین اور چنان گانگ کے پیارا علاقوں میں چکر قبیلے کے سربراہ راجہ تری دیورائے نے ماحصل کی تھیں۔ نور الامین مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد باقی ماندہ پاکستان کے نائب صدر رہے۔ 1974ء میں ان کا انتقال ہوا۔ سرکاری اعزاز کے ساتھ انہیں قائد اعظم محمد علی جناح کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جنکر راجہ تری دیورائے وفاتی ویزیر ہے اور جنوبی امریکہ کے کئی ممالک میں پاکستان کے سفیر رہے۔ لکھنے پڑنے کے شوقیں تھے۔ دو کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ ایک کتاب ان کے اپنے قبیلے کی تاریخ اور ثقافت سے متعلق ہے اور دوسری مختصر افسانوں کا مجموعہ۔ 2012ء میں ان کا انتقال ہوا۔

ان دو افراد نے پاکستان کی سالیت کے لئے جو خدمات انجام دیں ان کے اعتراف میں انہیں جو عزت دی گئی وہ قابل تحسین ہے لیکن انتہائی بد قسمی کی بات یہ ہے کہ لاکھوں بھاری جنہوں نے 1971ء میں کمی ہاتھی کے خلاف پاک فوج کی مدد کی تھی ابھی تک ڈھاکہ کے مضائقات میں انتہائی کسپری کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ 2008ء میں بگدویں ہائی کورٹ نے انہیں بگدویں کی شہریت کے حقوق دیے تھے لیکن اکثریت نے کہا کہ وہ پاکستان جانا چاہیں گے۔ ادھر پاکستان کی حکومتوں کی طرف سے انتہائی سردہبھی کا مظاہرہ کیا

گیا۔ جزل خیام الحق کے دور میں اسلامی ممالک کی تظمیم آئی اسی کے تعاون سے محسورین کی واپسی کے لئے ایک فنڈ بھی قائم کیا گیا تھا۔ میاں چنوں میں ان کے لئے ایک بسی بھی قائم کی گئی تھی اور ڈیزینڈ پونے دولاکہ بھاری پاکستان آئے بھی تھے لیکن ابھی تک تن لاکھ کے قریب بھاری دیس پہنچنے ہوئے ہیں۔

مسلمان ہونے کے ناطے اتوام متدہ کی طرف سے بے نیازی تو سمجھ میں آتی ہے میکن دولت مند اسلامی ممالک کی طرف سے بھی سکنڈ لان بے سی کا مظاہرہ افسوسناک ہے۔ اس طرح جماعت اسلامی اور اسلامی چھاتو، فنگو کا واحد قصور یہ تھا کہ انہوں نے پاک فوج کی مدد کی تھی۔ پروفیسر غلام عظیم اور مطعی الرحمن ناظمی چیسے یک اور صاحب لوگوں پر زنا، اخواہ اور قتل کے جھوٹے خدمات قائم کر کے انہیں پھانسی کی سزا میں سنائی گئیں اور پاکستان کی طرف سے سرکاری سطح پر ان اقدامات کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی گئی۔ ابھی تک پھانسیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان میں اکثریتی پارٹی کو اقتدار دے دیا جائے اور مغربی پاکستان میں یہاں کی اکثریتی پارٹی کو دیا جائے۔” شیخ جوہی نشتوں کا 28 فیصد بنتی تھیں میکن ذوالغفار علی ہمنوکی طرح بھی اپوزیشن پیشوں پر بینٹنے کو تیار تھے۔ 13 فروری 1971ء کو صدر بھی خان نے تو قوی اکسلی کا اجلاس 3 مارچ کو ذھا کر میں طلب کرنے کا اعلان کیا۔ وہ مغربی پاکستان واپس آئے لازماں گئے اور واپسی پر چند شرائط عائد کر دیں کہ جس کے بعد اکسلی کا اجلاس بلا بیجا نہیں گئی۔ اس فیصلے سے مشرقی پاکستان میں عوام مشتعل ہو گئے۔ امیر جماعت اسلامی سید ابوالعلی مودودی نے اس فیصلے کے اعلان کی نہست کرتے ہوئے کہا:

”اکثریتی پارٹی کو نئے آئین کا مسودہ پیش کرنے کی اجازت ہوئی چاہیے۔ دوسروں کو اس پر اعتراض ہوتے دلائل کے ساتھ اپنی تجویز پیش کریں۔ انہوں نے جنہی کی کہ صورت حال اتنی ناذک ہے کہ ناطلس میں اٹھایا جانے والا ایک قدم بھی پاکستان کے نوٹے کا سبب ہن سکتا ہے۔“

مغربی پاکستان کے رہنماؤں کی اکثریت ذھا کر میں قوی اکسلی کے اجلاس میں شرکت کی تھی۔ 18 فروری کو بیشتر عوای پارٹی کے سربراہ خان عبدالولی خان نے کہا:

”تو قوی معاملات پر بحث کی صحیح جگہ قوی اکسلی ہی ہے۔“

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مفتی محمود نے ذھا کر میں شیخ محب الرحمن سے ملاقات کے بعد بیان دیا:

”عوای لیگ اپنی شرائط مغربی پاکستان پر مسلط نہیں کرنا چاہتی اور شیخ محب کا رو یہ پکدار ہے۔“

لیکن 28 فروری کو بھٹو نے حکمی دی:

”مغربی پاکستان سے قوی اکسلی کے اجلاس میں شرکت کرنے والوں کی ہاتھیں توڑ دی جائیں گی۔“

بعد میں ایک بیان میں انہوں نے کہا:

”اگر اقتدار منتقل ہی کرنا ہے تو مشرقی پاکستان میں اکثریتی پارٹی کو اقتدار دے دیا جائے اور مغربی پاکستان میں یہاں کی اکثریتی پارٹی کو دیا جائے۔“

لاہور کے روز نامہ آزاد نے اس خبر کو ”ادھر تم ادھر تم“ کی شعرخی کے ساتھ شائع کیا تھا۔ بھٹو کے دباؤ پر صدر بھی خان نے 3 مارچ کو بلا بیجا قوی اکسلی کا اجلاس ملتوی کر دیا۔ اس پر شیخ محب الرحمن پہنچ گئے۔ انہوں نے ہڑپاٹ کی کال دی اور عدم تعاون کی تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد سول انتظامی مظاہر ہو کر رہ گئی۔ تمام احکامات عوای لیگ کے سکریٹریٹ سے جاری ہونے شروع ہوئے۔ سول انتظامی یہ احکامات مانتے پر مجبور تھی۔

پاکستان اکثریتی اور اقلیتی صوبوں کے مابین سیاسی توازن بحال رکھنے میں ناکام ہو گیا تھا جس سے قوی سلامتی کو شدید خطرات لائق ہو گئے۔ مشرقی پاکستان دیگر چاروں صوبوں کے مقابلے میں 53 فیصد آبادی کے ساتھ اکثریتی صوبہ تھا جو آل انبیاء مسلم لیگ کے قیام کی مضبوط بنیاد ہاتھا۔ وہاں کے متقول لیڈر فعل الحق پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے بھی

بنگال سے انتخابات جیتے رہے تھے۔ مطلق طور پر قائدِ اعظم کے بعد انہی کوہی قوم کا قائد ہونا چاہیے تھا لیکن اس کے برکش پاکستان کے دونوں پاڑوؤں کے مابین تفریق ڈالنے کی کوششیں کی گئیں۔

فیض مارٹل محمد ایوب خان کی زیر قیادت 1965ء کی جگہ میں اس نظریے کی نئی ہو گئی کہ "مشرقی پاکستان کے دفاع کا راز" مغربی پاکستان کے دفاع میں پوشیدہ ہے۔ "کسی قوم کے اسلام کی کیفیت میں مطلق طور پر پورے مشرقی پاکستان کا دفاع صرف ایک ڈویشن فوج" قabilی سی نبھی اور فضائی امداد سے ممکن نہیں تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح کو 1964ء کے انتخابات میں مشرقی پاکستان میں بھرپور تجویز حاصل تھی لیکن وہاندی کے ذریعے انہیں ہرادیا گیا جس سے مشرقی پاکستان کے عوام میں بدھی پھیلی۔

بالآخر 3 مارچ کے سیشن کو ملتی کرنے کا حتمی فیصلہ کریا گیا جس کا اعلان کم مارچ کو ہونے تھا۔ اس اعلان سے پہلے شیخ محبیب الرحمن کو حراست میں لیتے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ اعلان کے موقع شدید رو عمل کو سنبھالا جاسکے۔ اس کام کے لیے کمانڈو ہائیں کے کریل ظہیر عالم خان کو چیف آف آرمی شاف جزل عبد الجمید خان نے خود ہایت دی۔ وہ ڈھاکر میں موجود تھے۔ اس کارروائی کا تذکرہ کریل ظہیر عالم خان نے اپنی کتاب "The Way It Was" میں بیان کیا ہے۔

سب سے پہلے انہوں نے شیخ محبیب الرحمن کے گھر اور محلہ راستوں کا سردے کیا۔ گھر کے گرد خانپوش نظام اور رکاؤں کا جائزہ لیا۔ اپنے ساتھ مجھر ہائیں اور ایکشن گروپ کو لیا۔ چاروں اطراف خانپوشی دستے لگتے۔ رکاؤں کو ہٹاتے ہوئے یہ دستے آگے بڑھتے کوئی بھی مزاحمت نہ ہوئی۔ گھر کے اندر داخل ہوئے، وہاں شیخ محبیب نہ تھے۔ دوسری منزل پر فیملی کے ساتھ تھے۔ آواز دی تو دروازہ کھلا اور شیخ محبیب باہر آئے۔

کریل ظہیر عالم نے کہا: "آئیے، ہمارے ساتھ چلئے۔"

"لیکن ہے، کیا میں اپنی فیملی کو خدا حافظ کہہ سکتا ہوں۔"

"تی بان آپ خدا حافظ کہہ لیں۔"

وہ اندر کے اور چند منٹ بعد باہر آگئے جنہیں ساتھ لے کر باہر گاڑیوں تک گئے۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے شیخ محبیب نے کہا:

"میں اپنا سگار پاپ بھول آیا ہوں کیا لے سکتا ہوں؟"

"ضرور لے لجئے"

وہ اندر گئے۔ سگار پاپ لے آئے اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔ وہ سطھنی اور پر سکون تھے۔ ہمارے دو عکسکری قائدین نے ڈھاکر میں بیانے جانے والے پاریسمانی اجس کو منسوخ کرنے کی خلافت کی۔ ایڈمرل احسن نے 2 مارچ کو اتفاقی دے دیا جبکہ جزل ایتحوب علی خان 3 مارچ کو مستحقی ہوئے۔ پورے مشرقی پاکستان میں سیاسی مظاہرے شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ تمام فوجی چھاؤنوں میں ایسٹ بنگال کی بیٹھیں بھی احتجاج میں شامل ہو گئیں۔ جزل نکا خان نے ایسٹرن کمان کی قیادت سنبھالی اور حالات کو کسی حد تک سنبھالا۔ دینے میں کامیاب ہوئے لیکن چنان گاہک گیریوں کے حالات کنٹرول سے باہر تھے۔ یہ وقت تھا جب تی ایک کیوں نے 9 ڈیجن کو کھاریاں سے کوئی لا سینچی اور سائبنت سے کاکس بازارک کے علاقے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔ 9 ڈیجن کو ایک ایک کپنی کر کے بھیجا جا رہا تھا جبکہ اور چنان گاہک میں صورت حال اپنائی ابتر تھی:

"چنان گاہک میں ایسٹ بنگال رجہٹ کے سینکڑ ان کماٹ سمجھر نیاہ الرحمن نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور سب سے پہلے اپنے کماٹ گم آفسر کریل رشید جنوبی کو ان کے دفتر میں قتل کر دیا۔ وہ اور آفسروں کو بھی قتل کیا جن کا تعلق مغربی پاکستان سے تھا۔ 18 ایسٹ بنگال رجہٹ کی کمان سنبھالنے کے بعد سمجھر نیاہ الرحمن نے ایسٹ بنگال کی تمام رہنماؤں، ریشنل منٹر اور ایسٹ پاکستان رائفلوں کا کنٹرول سنبھال لیا اور چنان گاہک کے ارد گرد و سچی علاقے کو کنٹرول میں لے کر چنان گاہک تاکوئیلا روڑ پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے ریٹی یو پاکستان چنان گاہک کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا

اور خود کو بیکھر دیں کہ کمانڈر اچیف قرار دیا۔ انہوں نے چناناگ مگ ائر پورٹ کو بھی  
قبضے میں لیا اور باغیوں کو آزادی کی جدوجہد میں شامل ہونے کی دعوت دی۔“  
ڈھاکہ بائی کمانڈر سے اس بغاوت کو کچلنے کا حکم ملا۔ کوہیا 53 بریگیڈ کو چناناگ کی  
طرف روانہ کیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ شاید وہ آئی اس ڈیولٹ (Internal Security  
(Duty) پر جاری ہے تھے لیکن اس کی سب سے پہلے جانے والی یونٹ 34 ایف ایف رجمنٹ کو  
جو یعنیزٹ کریل شاہ پور خان کی کمان میں روانہ ہوئی تھی راستے میں باغیوں نے ایبوش  
(Ambush) کیا اور کریل شاہ پور سیت متعدد جوان شہید ہوئے۔ چناناگ کی جانب سے  
یعنیزٹ کریل سلیمان خان کی زیر کمان کمانڈو بیانین آگے بڑھتی رہی لیکن باغیوں نے انہیں  
بھی ایبوش کیا اور کریل سلیمان سیت انس فوجی قتل ہوئے جبکہ میں جوان رُثی ہوئے۔ ان  
دوفورس کے خلاف یہ کارروائیاں میحر فیاء الرحمن نے چناناگ پر اپنا طاط قائم رکھتے ہوئے  
کہیں۔ 30 مارچ کو ہم کوہیا پہنچ تو ہمیں کریل سلیمان اور شاہ پور اور متعدد جوانوں کی شہادت  
کی خبر ہلی۔

یوں جنگ کے گھرے بادلوں میں گھرے 9 دویں نے مشرقی پاکستان آنا شروع کیا۔  
دویں کی ایجاد انس پارٹی میرے ماتحت ڈھاکہ گئی۔ میرے ساتھ کریل نیم بھی تھے۔ میں  
کوہیا میں 5 سال روچکا تھا اور اب وہ ہمارے دویں کی ذمہ داری کا علاقہ تھا۔ سلبٹ سے  
لے کر کا کس بازار مک تقریباً 450 کلو میٹر بی سرحد تھی۔ اس وقت صرف کوہیا کیریشن اور  
ائر پورٹ ہمارے کنٹرول میں تھے جسے 20 بلوچ کی ایک کمپنی اور ایک کمانڈو پاؤں نے  
ستپنا لا ہوا تھا کیونکہ 53 بریگیڈ کو چناناگ کو کنٹرول میں لانے کے لئے روانہ کر دیا  
گیا تھا۔ ڈھاکہ سے ہی دن تھری کے دریے 9 دویں کی ایک ایک کمپنی کوہیا پہنچتی رہی۔

یہی دو کپنیاں اکٹھی ہوتی گئیں انہیں ناٹک دے کے سب سے پہلے ماحق ملاقوں  
کو زیر کنٹرول لایا گیا۔ ان کپنیوں کو میں خود بریف کرتا اور ناٹک دیتا تھا اس لئے کہ میں  
پورے علاقے سے بخوبی والفت تھا۔ کوہیا ہینہ کوارٹر کی صرف عمارتیں تھیں جو خالی تھیں؛ نقشے

تحت کوئی ڈاکومنٹس (Documents) اور نہ کوئی بریف کرنے والا تھا۔ عمومی لا جنگ  
سپورٹ (Logistic Support) تھی۔ ایمونیشن (Ammunition) کی کمی تھی لیکن  
انہوں کا کرم تھا کہ ہماری یونٹوں کو جو ٹاسک بھی ملائیں ہوئے تھے وہ خوبی انجام دیا۔ بڑا مشکل  
وقت تھا لیکن ہمارے آفیسرز اور جوانوں نے بڑی ہمت اور حرکت سے اپنی ذمہ داریاں  
نجماں کیں۔

12 اپریل تک 12 ایف ایف رجمنٹ کریل خوش دل خان آفریدی کی کمان میں کوہیا  
پہنچ چکی تھی۔ دو دنوں کی تیاری کے بعد انہیں دو ٹاسک (Task) ملے۔ پہلا ٹاسک بازیہ جو  
کوہیا سے تقریباً 20 کلو میٹر شمال میں تھا اور دوسرا لکشم جو 12 کلو میٹر جنوب میں تھا۔ وہ مکتب  
پانی نے کنٹرول کر لیا تھا۔ ان کے ساتھ بھارت کے بی الیس ایف (Border Security Force - BSF)  
اور آرمی کے جوان بھی شامل تھے۔ ہماری یونٹوں کے پاس صرف رائل  
اور لائن میں تھیں کیونکہ کوئی بھارتی سختیار نہ تھا۔ 39 دویں کے پاس صرف ایک فینڈ  
رجمنٹ آرٹلری تھی جس کی کمان کریل محمد طارق کر رہے تھے۔ ان کے پاس صرف آٹھ کمپنیں  
تھیں۔ انہوں نے 4 کمپنیں کریل آفریدی کے ساتھ کیں جو ہر ہمن بازیہ کے لئے روانہ ہوئے  
اور خود 4 گنوں کے ساتھ میحر یوسف کے ساتھ ہوئے جو لکشم آپریشن کے لئے صحیح روانہ  
ہوئے تھے۔

دو پہنچ دو دنوں فورس نے کافی طاقت کلکھ (Clear) کر لیا تھا لیکن لکشم کے سامنے  
مزاحمت (Opposition) زیادہ تھی۔ تقریباً دن کے ایک بجے لکشم فورس کا ایس اوس  
(SOS) ملا کر دویں کی مزید کمک آگئی ہے جو قلنیک مودو (Flanking Move) کر کے  
ان کی فورس کو گھیرے میں لے رہی ہے۔ انہیں کمک کی فوری ضرورت ہے۔ ہمارے پاس  
صرف 39 بلوچ رجمنٹ تھی جو کریل نیم کی کمان میں کوہیا کیریشن کی خاتمت پر مامور تھی۔  
جی اوسی (GOC) نے آرڈر دیا کہ 39 بلوچ رجمنٹ کی دو کپنیاں فوراً تھار ہو جائیں اور لکشم  
کی طرف روانہ ہوں۔ میحر یورملی کی کمان میں دو کپنیاں تھار ہو گئیں لیکن 12 ایف ایف اور

39 بلوچ کی پارکینسون کی کمان کے لئے کسی کریں کی ضرورت تھی۔

میں نے والٹر (Volunteer) کیا اور دو کپینسون کے ساتھ ڈل مارٹ کرتے ہوئے ہم لکشم کے نزدیک پہنچے، صارتوڑ اور "جس فورس" سے جاتے۔ ان وقت تقریباً دو ان کے تین گھنے تھے اور دو ان کے صرف تین گھنے تھے جس میں آپ نہ میں مکمل کرنا تھا، ورنہ رات میں آبادی والے علاقے (Built-up Area) میں بیک مسئلہ ہوتی ہے جس کے لئے ہماری افریز ہے کافی تھی۔ فوراً او گروپ (O, Group) بایا اور سادہ سالانہ بایا اور حکم دیا۔ ڈشن کے سامنے کنٹکٹ ارجیا (Contact Area) میں فائر میں (Fire Base) ہائی جائے۔

-12 ایف ایف اور 39 بلوچ کی ایک ایک ناسک فورس کو آؤٹ فلینک مود (Out Flanking Move) پر روان کر دیا۔

یہ کید کر دی کہ ڈشن کے بھاگنے کا راست کھلا رکھنا ہو گا۔

ایک گھنے کے اندر اندر تین سوں سے ہماری فورس نے لکشم کا گیرا، اور ڈشن کو اپنی ایل اوی (LOC) کٹ جانے کا خطرہ تھا۔ اس تے بھاگن شروع کیا اور ہمارے جاؤں نے ان پر بھرپور جاریک (Target Shooting) کی۔ رات وہ بیجے ہجے پورے لکشم ہاؤن پر ہوا کشیدی تھا۔

رات ایک بیگ کے قرب مجھے ٹھم ملا کر میں 39 بلوچ گی دواؤں کپینسون کو لے کر رہا ہیں آجاؤں اور 12 ایف ایف کی دو کپینسون لکشم کا دفعہ کریں۔ میں واہیں بیل پر اراستے میں کریں طارق کی گن پر زیبیں پر پہنچا تھا کہ ایک جانب سے ڈشن کی مشین گن کا فائر آ گیا۔ تقریباً پھر سات سو گز کے فائل سے درختوں کے جنڈے سے فائر آ رہا تھا۔ کریں طارق نے ٹھون کو اگر اندھے ایکشن (Ground Action) کا حکم دیا اور ڈاکٹ فار (Direct Fire) کیا۔ جہازیوں میں ہر طرف آگ لگ کر گئی اور ڈشن بھاگ گیا۔ میں نے زندگی میں پہلی و مدد اس طرح فیلنڈ گن کو ڈاکٹ فار کرتے دیکھا۔

لکشم کو لیکر کرتے ہوئے ہمارے جاؤں نے ڈشن کی 53 لاٹیس گشیں۔ ہمارے 10 جوان شہید ہوئے اور سترہ زخمی ہوئے۔ ڈشن کی لاشیں کی کمی کرتے ہوئے بھتی ہاتھی کا جمنڈا ملا جو میرجہ بھت اور میرجہ تھوڑتے بھتے دیا۔ میں مغربی پاکستان آیا تو جمنڈا ایرے پاس تھا۔ خافت سے رکھ دیا تھکن ڈھونڈنے کے باوجود نہ ملا۔ چند ماہ پہلے ملا تو اس کی تصویر ہاتھی پر۔ جمنڈا 12 ایف ایف رجسٹر اور 39 بلوچ رجسٹر کی امانت ہے۔ میں ایچ کو بھج ہوں گا کہ انہیں پہنچاویں یا آری میوزیم میں رکھ دیں چاکر دلوں یعنیوں کے اس کارہائے کو یاد رکھا جائے گا۔



یعنیں کریں اسلام بیک کی زیر قیادت لکشم آپریشن کے دوران بھتی جاہی سے پکڑا جائے والا جمنڈا اسی دوران ایک دلپڑ و اندھوں آیا جب میں جس فورس سے جاماں تھا، سخت گری کا موسم تھا۔ دھان کے کھیتوں میں پانی بھرا ہوا تھا جس پر گولیوں کی چھر چھر کی آوازیں آتی تھیں۔ سڑک کے کنارے نشک تھے جہاں ہماری کمائی پوتھی تھی۔ شام کے کوئی چھبیجے ہوں گے۔ میں نے بیچھے دیکھا کہ ایک سپاہی گولیوں سے بے پرواہ سڑک پر چلا آ رہا ہے۔ کمپنی جو الدار نے آواز لگائی۔

"یچے ہو جاؤ" کیوں جان دینا چاہتے ہو۔"

وہ جو ان یچے تو چلا کیا تھا میں ہمارے قریب پہنچ گیا۔ ہاتھ میں کچھ اٹھائے ہوئے تھا۔ غور سے دیکھا تو ان کے دلوں باتھوں میں ہازہ ہاریل تھے۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا وہ بولا:

"ساب اس گری میں آپ اتنی دیرے ہمارے ساتھ ہیں پیاس لگی ہو گی۔"

"یہ ذہن (ہاریل کا پانی) آپ کے لیے لا یا ہوں۔"

"آپ ہمارا ہمہاں ہے۔ پی لیں"

ایک ہاریل میں نے لیا اور دوسرا۔ مجری یسف کو دیا۔ میں انھا اسے لگے لگایا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا خلوص اور پیار تھا جو بیان نہیں کر سکتا۔ عوام کا بھی خلوص اور احترام ہے جو ہماری فوج کی پیچان ہے۔ اسے ساتھی کے کلش کی طرف چل پڑا جہاں ہمارے جوان داخل ہو چکے تھے۔

کوئی آئے ہوئے کوئی تم نہتھے تھے کہ میں کانج کی بلڈنگ میں قید بیکالی خاندانوں کو دیکھنے گیا۔ گیت سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص دشوار رہا ہے۔ میں نے پیچاں لیا۔ وہ انہ کھڑے ہوئے پہ تاب ہو کے لگ لگ گئے پیکیاں بندھ گئیں جذبات قابو میں آئے تو پولے:

"تم کیسے ہے بھائی؟"

"بھم نیک ہے۔ آپ کیسے ہو؟ ہماں بھی انگور اور بچے کیسے ہیں؟" (انگور ان کی بیکم کا نام تھا)

"ہم بیہاں ایک ماہ سے بندہ زندہ ہے۔"

چھ آنسو اور پیکیاں ہم دلوں اپنا چہرہ ہاتھ میں لے رہتے رہے۔

یہ کریں ڈاکٹر ہیں تھے جو جہات میں ہمارے آر ایم او (Regimental Medical Officer) رہ چکے تھے۔ ہمارے خاندانی دوست تھے۔ 27 بھالی خاندانوں کے ساتھ قید تھے۔ میں نے انہیں تسلی دی اور کہا:

"ان شا اللہ میں آپ سب کے لئے گھر جانے کی اجازت حاصل کراؤں گا۔"

"کل آؤں کا اپنی خبر دوں گا۔ اب اجازت دیجئے۔"

"بھائی پائے تو لی او۔"

"نہیں مجھے کام ہے اجازت دیجئے۔"

در اصل میں ان فلمیز کے سامنے جانا نہیں چاہتا تھا۔ اکثر کو جانتا تھا۔ مجھ میں ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔

میں بھی اوسی کے سامنے پیش ہوا اور ان سے اجازت مانگی کہ سب فلمیز کو آزاد کر دیں۔

"ان کا تصور کیا ہے؟" بھی اوسی نے پوچھا۔

"انہیں خود بھی نہیں معلوم کہ ان کا کیا تصور ہے۔ لیکن کچھ ایسی بھی خواتین ہیں جن کے شوہر قتل ہو چکے ہیں۔ اکثر فراری ہیں۔"

"نیک ہے انہیں جانے دو" انپورٹ کا انتظام کرو دینا۔"

دوسرے دن نماز فجر کے وقت دلوں میں انہیں کوئی اشہر دوں کر دیا تاکہ صبح ہوتے ہی وہ اپنے اپنے گھروں کو جائیں۔

انہی دلوں کو میاں کی مشرقي محدودوں کے قریب شرپندوں نے گزیر بھائی ہوئی تھیں اُن کی سرکوبی کے لیے کریل نیم کی بنائیں کو دو کپنیوں کے ساتھ علاقے کو کنٹرول کرنے کے لیے بیجھا۔ ترقیا گیارہ بجے کریل نیم کا پیغام آیا کہ پل نوٹا ہوا ہے آگے جانا مشکل ہے۔ میں نے کہا امپروڈائز(Improvisce) کرو، یعنی کوئی تباوں انتظام کرو اور جیسے بھی ہو پورے علاقے کو سکھ رہا (Secure) کرو۔ انہوں نے سونگنگ ایمز(Swimming aids) تیار کیں دریا کے پار گئے دہشت گروں کو مار بھجا یا اور رات گیارہ بجے کے قریب کو میا واپس آئے۔ ان کی حالت دیہی تھی پسیں اور کچھ میں لٹ پٹ مشکل سے کھڑے ہو سکتے تھے۔ میں نے کہا "Naeem, You are stinking"

تمبارے پر جو ایس ایس جی میں جپ کے ایکسیلر کے لیے بنے تھے آج ان کا کیا حال ہے۔ یہ بلڈنگ نمبر 33 نہیں ہے۔ ”چھر ہم دونوں کو میا کی پر آشوب زندگی کو بھول کر چرات کی زندگی کو یاد کر کے دل کو بہلاتے رہے۔ ان تمام تر مشکلات کے باوجود ہمارے ڈویژن نے اپنی ذمہ داری کا پورا علاحدہ اپنے کنٹرول میں کر لیا تھا اور مجی کے اختتام تک اس کی نشاپیدا ہو چکی تھی۔ گھروں پر پاکستانی پر چم نظر آنے لگے تھے۔ اور ایسی ہی خبریں دوسری فارمینتوں سے بھی آرہی تھیں۔

انہیں دونوں ہرzel امیر عبدالغفار نیازی نے کمائیں میں کچھ تبدیلیاں کیں اور 9 ڈویژن ہینڈکو ارٹر کو جیسوسکلری ذمہ داری سونپ دی گئی۔ یہ عجیب سافیصلہ تھا کہ ڈویژن ہینڈکو ارٹر جس کے پاس خلاقت کی تمام آپریشنل معلومات (Operational Intelligence) تھیں اسے دوسرے خلاقت میں بھیج دیا گیا اور ایک نئے ڈویژن ہینڈکو ارٹر کو دہاں لگا دیا گیا ہے خلاقت کی آپریشنل اٹلی جنس کا کچھ علم نہ تھا۔

بھیں جیسوسکلر کی ذمہ داری سنبھالنے اور معاملات کو سمجھنے میں وقت لگا لیکن پھر بھی وسط جو اتنی سمجھنے کیلئے کثیر میں آپکے تھے۔ 9، 14، 23 اور 36 ڈویژنوں نے اپنے اپنے علاقوں میں اسن قائم کر لیا تھا۔ ان نامساعد حالات میں بھی ہماری فوج نے بڑی ہمت اور جانشناہی کا مظاہرہ کیا اور قربانیاں دیں جنہیں ہم نے بھلا دیا ہے۔ کتنے آفسرز اور جوان شہید ہوئے؟ جنہیں ہم یاد بھی نہیں کرتے۔ ملا چنانگہ کا واقعہ ہی لے لیں؛ جس کی جانب کریل سیمان کی کمان میں ایس ایس جی بنا لیں نے چانگام سے پیش قدمی کی اور ایسوس ہو گئے (مکتی بانی والوں نے گھات کا کران پر حملہ کیا)۔ کتنے گھنٹوں تک لڑتے رہے خود شہید ہوئے۔ مجرشاد پور اور سڑہ جوان بھی شہید ہوئے۔ ان کی لاش ملی اور نہ کوئی اٹھنے یاد کرتا ہے۔ اسی طرح ایس ایس جی کے مجرح کاظم کمال جو سابقہ نیول چیف طارق کمال کے بھائی تھے وہ ایسٹ بنگال بنا لیں میں تھیں تھے۔ ان کا پیٹن والوں ہی نے بے دردی سے سر قلم کر دیا۔ ان کی میت بھی نہیں نہیں۔

اس میدان کا رزار میں ہمارے ہزاروں جوان اور افسران شہید ہوئے۔ ان کی بہادری اور جذبہ ایشور و قربانی کی داستانیں اگر اپنے دشمنوں کی زبانی میان کر دیں تو ان کی عظمت کا اندازہ ہو سکے گا۔

پہلا واقعہ: ہمارا ڈویژن جیسے سور میں تھا۔ کھانا کے معاڑ پر 15 فرنٹنر فورس رجسٹر تھیں جس کی ایک کمپنی کی کمان کیشیں ارجمند یار کنڈ کر رہے تھے۔ دشمن کے ایک بریگیڈ نے ان کی پوزیشن پر 23 نومبر کو حملہ کیا۔ 13 دسمبر تک مقابلہ کرتے رہے ہیاں تک کہ ایسے ہمیشہ شتم ہو گیا تو چند جوانوں کو ایسے ہمیشہ دے کر کیشیں ارجمند یار کنڈ کی کمان میں ریتھ کارڈ کی ذمہ داری دے کر چیچے چھوڑا۔ دشمن کے تاریخ تر تھلوں میں چار جوان شہید ہو گئے اور کیشیں یار کنڈ بھی سخت رثی ہوئے مگر لڑتے رہے۔ ایسے ہمیشہ ختم ہوا تو خاموش ہو گئے۔

دشمن بنا لیں کامیاب رہا کہ کیشیں ارجمند کے سور چوں کے پاس پہنچا تو اپنی ذاہری میں لکھا: ”میں نے دیکھا کہ ایک رثی نوجوان اپنی مشین گن پر جنکا ہوا تھا جس کا دایاں پاؤں کٹ کر چیچے ناک گیا تھا اور دایاں ہاتھ ٹریکر پر تھا۔ سارے ایسے ہمیشہ ختم ہو چکا تھا۔ میں نہ دیکھ پہنچا تو دستی آواز میں اس نے پانی مانگا۔ میں پانی لے کر پہنچا تو دہنوت ہو چکا تھا۔ میں نے اس کے دا کوٹھ چیک کئے وہ کیشیں ارجمند تھا۔“

دوسرہ واقعہ: بھارت کی ایسٹرن کمان کے چیف آف ساف جرزل جیکب لکھتے ہیں:

”پاکستانی سپاہی ایک ایک اچھی زمین کے لئے لڑے۔ پانی میں اور دلدی علاقوں میں مسلسل چل چل کر ان کے پاؤں گل چکے تھے۔ نیند سے بے حال تھے لیکن پھر بھی کوئی سپاہی بجا گا اور نہ ہی چیچے ہٹا بلکہ آخری دم تک لڑتا رہا۔“

چار ماہ کے مختصر عرصے میں اسن قائم ہو چکا تھا۔ بھی وہ وقت تھا جب ہمارے جرزل آفسرز کمائیں مجرح جرزل شوکت رضا نے جیس اس وaman کے حالات سے متعلق تفصیلی تجزیہ کرنے کو کہا جو ہم نے تیار کر لیا اور ایسٹرن کمائیں ہینڈکو ارٹر گئے جہاں جرزل نیازی کے سامنے پیش کیا۔ ہمارے تجزیے کا خلاصہ یہ تھا کہ فوج نے اپنی ذمہ داریاں پوری کر دی ہیں اور اب

وقت بے کر سول انظامیہ حالات کو سنبھالے' اوارے قائم ہوں اور سیاسی عمل شروع ہو۔ اس بات کی تصدیق نامور مصنف شرمیلا بوس نے اپنی کتاب "Dead-Reckoning" میں کہ ان الفاظ میں کی ہے کہ پاکستانی فوج نے اپریل و مئی تک واضح طور پر شرقی پاکستان پر حملہ کنٹرول حاصل کر کے سیاسی عمل شروع کرنے کا موقع فراہم کر دیا تھا۔

جزل نیازی کو یہ بات پسند نہ آئی۔ انسانی نفیاں ہے کہ اسے اقتدار ملے تو وہ طاقت کے نئے میں مدھوش ہو جاتا ہے۔ اقتدار سے ملیندگی اسے گوارنیں ہوتی۔ جزل نیازی بھی طاقت کے نئے میں چور تھے اُنہیں یہ بات کیسے پسند آتی کہ اقتدار سول انظامیہ کو سونپ دیتے۔ انہوں نے کچھ ایسے ریمارکس پاس کئے جو ہمارے جزل آفیسر کمانڈنگ کو ناگوار گزرسے اور تنخ کامی ہوتی۔ جزل نیازی ناراض ہو گئے کافرنس ختم کر دی اور تمدن دن کے اندر اندر کمانڈنڈ تبدیل کر دی گئی۔ ہم بھی زیر عتاب آئے لیکن فی الواقع اپنی جگہ پر قائم رہے۔ ایک نئے جزل آفیسر کمانڈنگ آگئے۔ وہ پہلے بھی اوسی کا حشر دیکھ کر چکے تھے۔ انہوں نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ مجھے تکمیل دیا کہ Daily Sitrep جو تھی کیو اور ایکشن میانڈ کو سمجھنے کے لئے میں تیار کرنا تھا' اس کا ذرا فاث پہلے انہیں دکھایا جائے۔ 'چونچن رپورٹ کا مخفف ہے جو حالت جگ میں ہر یوں اور فارٹشن اپنے سے بالا بیٹھ کو اپنے دل سے سمجھتا ہے۔ ذرا فاث انہیں پیش ہونے لگا۔ ان روپیں میں وہ ایسی تبدیلیاں کرتے کہ بری خبر اچھی نظر آنے لگتی۔ یہ سلسلہ جاری رہا اور میرے سبک کا بیان نہ ہریز ہوتا گیا۔ ایسی توقع میں اپنے بھی اپنی اوی (GOC) سے بھیں رکھتا تھا کہ وہ حق کو جھوٹ میں بدل دیں گے۔ دسویں دن صبح ان کے آفس میں پیش ہوا اور عرض کیا:

"مرجھے کچھ عرض کر رہا ہے"

ہاں کیا بات ہے تاؤ۔"

میں نے کہا کہ "ڈیلی روپیں جو ہم تھیں اسی کیو اور ایکشن میانڈ کو سمجھتے ہیں ان میں ایسی روبدل نہ کی جائے کہ حالات کا سچی اندازہ لگانا مشکل ہو جائے۔ اپنی فارمیٹر سے جو

روپیں آتی ہیں ان کا سچی تجربہ کر کے آگے سمجھنا چاہیے۔"

"جی اوسی کا رنگ پیلا پڑ گیا" یوں۔ "What Non-sense, Get Out."

میں باہر آیا اور جی اس اونو (GSO) نیجر کوکھر کو کہا۔ اب یہ روپرٹ آپ لکھیں گے کیونکہ جی اوسی کو میری اگریزی پسند نہیں ہے۔ میں سوچتا رہا کہ اس گستاخی کی سزا تو ملے گی۔

کوئٹہ مارشل بھی ہو سکتا تھا اسی تھی کیا جا سکتا تھا۔

ای شش و نیج میں بتتا تھا کہ تیرے ہی دن مجھے ٹرانزٹ یکپ راوپنڈی روپرٹ کرنے کا حکم ملا۔

ٹرانزٹ یکپ (Transit Camp) راوپنڈی میں چند دن اوس ڈی ایس او (Officer on Special Duty) رہا۔ اس دوران میں اپنے خلاف ڈسپلیزی ایکشن کا انتحار کر رہا تھا لیکن ڈسپلیزی ایکشن کی وجہے مجھے دارکورس پر بھیج دیا گی۔ اس وقت وار کورس کی پوسٹنگ Dump Posting، کبھی جاتی تھی۔ دارکورس شروع ہو گیا۔ ابھی تین ماہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ کورس بند ہو گیا، کیونکہ جنگ کے باطل سروں پر منڈا رہے تھے۔

حکم ملا کہ 53 بلوچ رجمنٹ کھڑی ہو رہی ہے، ابہت آباد جاؤ، کمانڈ سنبھالو اور بیانیں کو لے کر شرقی پاکستان جاؤ۔ اسی طرح چیزے کہ میں 9 بلوچن کے ساتھ مارچ 71ء میں گیا تھا۔ یہ میری سزا تھی جی اوسی سے گستاخی کی۔ میں ابہت آباد بیانیا 53 بلوچ رجمنٹ کی کمان سنبھالی جس میں 600 نئے رینکوٹ، جن کی کل ترینگ چھ ماہ تھی اور تمیں سو پرانے ریزروپ (Reservists) پر مشتمل تھی۔ انہیں لے کر جو بیانیں ڈپ گیں، رائفلس اور ایل ایم جی (Draw) کروں گی جو کریں میں بند تھیں۔ 2 دبیر کی شام غرین سے روادن ہوئے۔

اگری راوپنڈی ایکشن بھی کراس نہیں کیا تھا کہ 3 دبیر کی صحیح جنگ کا اعلان ہو گیا اور میں حکم ملا کہ ہماری پیش ہر بیس پورہ لاہور جائے گی۔

سامان حرب کی شدید کی تھی۔ 3 دبیر کی رات ہم ہر بیس پورہ پہنچ راستے میں

ریز روست بھی ملتے گے۔ یہ ریز روست اس قدر پر جوش تھے کہ انہوں نے ابتدأ آباد جانے کی بجائے مجاز پر جانے کو ترجیح دی۔ اس طرح ہماری نفری 1200 ہو گئی۔ ہمارے پاس صرف ایک لٹکر کا ساز و سامان اور 900 کمبل تھے۔ ہماری تھیار بھی نہیں تھے۔ ٹنل پلانوں بھی نہیں، البتہ چراۓظل کپینوں کی نفری ضرور تھی۔ صرف ایک جیپ اور ایک دوسرا جگہ عظیم ماڈل کا ٹرک بھیں ملا تھا۔

ای رات ہمیں حکم ملائک 103 بر گیڈر پورٹ کریں جو نارنجک منڈی کے علاقے بدھوی کے آگے تھیں تھا۔ 3 ویگر کی رات ہم 103 بر گیڈر کا حصہ بن گئے اور ان مورچوں میں پوزیشن سنبھالی جو 15 ایسٹ بیگال رجہٹ چھوڑ کر بارڈ کراس کر گئی تھی۔ ہمارے ایک طرف 17 پنجاب ہے لیخنیت کریں محمد صدر کمان کر رہے تھے اور دوسری طرف 3 بلوج تھی ہے لیخنیت کریں رلبہ شوکت محمود کمان کر رہے تھے۔ دونوں صد سال پرانی ہالیں تھیں۔ اللہ سے دعا کی "یا رب ہماری عزت رکھ لے" وہن کے سامنے ہمیں سرخ زد کر دے۔" اللہ نے ہماری سن لی بڑی مشکل سے رات گذری کی تھیں کی لاجٹک سپورٹ ملے کی امید نہیں ای ہونیش نہ تھا رائفلیں اور مکانیکیں کریں کریں میں بند تھیں بہر گیڈر یا ڈوڑھن سے کچھ ملنے کی امید بھی نہ تھی۔ خاموش ہیندر ہنا غلطی ہوتی اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ سب کچھ خوبی کرنا ہوگا۔

صحیح ہوتے ہی 10C میجر اکمل محمود اور صوبیدار میجر فضل حسین مرزا کو بنا دیا اور ہدایت دی گئی لاہور جاؤ اور ضرورت کی تمام چیزیں اکٹھی کرو مٹا لاف کمبل، گینتی، بیٹل، لٹکر کا سامان اور واکی تاکی، نیچیوں تار اور سیست دغیرہ دغیرہ۔ دو گئے اور ابھی شام ہیں ہوئی تھی کہ دو (2) سو میٹر ٹرک سامان سے لدے بغیرے پہنچ گئے۔ ضرورت کی ہر چیز موجود تھی جو ہمارے فراغ دل لاہوریوں نے بخیر کی معاوضے کے ہمیں عطا کی تھیں۔ ہماری بیانوی ضرورت پوری ہو گئی۔

ہمارے پاس ای ہونیش نہیں تھا، جو سب سے بڑی گزوری تھی۔ Collection پارٹی جو ملیاں ڈپوچا چکی تھیں لیکن جانے اور لائے میں کم از کم ایک ہفتہ لگ جاتا۔ یقیناً یہ ایک خطرناک صورت حال تھی۔ میں نے ساتھ والی یونٹ کے کامنگ آفیس کریں رلبہ شوکت محمود

سے رابطہ کیا، اپنی مشکل بیان کی تو انہوں نے بڑی فراخدا سے ایک سینٹ لائن لٹک اپنی گزی میں رکھ کے بھجوادی۔ اس کے تین دن بعد ہماری ای ہونیش پارٹی بھی جو ملیاں سے پورا ای ہونیش لے کر پہنچ گئی۔

ہمارے پاس ہماری تھیار د تھے۔ مارٹر تھے اور سہی بینک ٹکن ریپاکٹس رائفل رائفل کپینیاں ہالیں لیکن مصیبیت یہ تھی کہ ہمارے ریکروٹ اور ریز روست جی تھری رائفل رائفل کپینیاں ہالیں کو استعمال کرنا نہیں جانتے تھے۔ ان کی نرینگ کا کریش پروگرام ہالیا اور فیصلہ ہوا کہ ان کے لیے ڈیل اناؤکولیشن (Battle Inoculation) کی ضرورت ہے۔

تین کپینیوں کو تھوڑا تھوڑا ای ہونیش دے کے آگے ٹھین (Deploy) کیا اور تین کپینیاں بیچھے۔ آگے والی کپینیوں کو حکم دیا کہ دن کی روشنی میں اپنا اپنا تارگٹ ہن لو اور رات کھانے کے بعد جب ہماری طرف سے اشارہ ملے تو فائر شروع کرو۔ سب تیار تھے، بگل بجا اور فائر کھل گیا۔ ادھر سے دمجن کا فائزہ مارٹر اور گنوں کا فائزہ کھلا! ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ بر گیڈر اور ڈوڑھن والے پر بیان ہو گئے۔

"کیا ہوا ہے؟ کیا ہو رہا ہے؟" کاشور پہنچ گیا۔  
ہم نے جواب دیا:

"ہم پر دمجن کا تسلیم ہوا ہے اور ہم اس کا مت قوڑ جواب دے رہے ہیں۔"  
آدمیے گئے تھے تک یہ سلسلہ چاری رہا اور بہترین ڈیل اناؤکولیشن ٹیکت ہوا۔ تین دن بعد پہنچے والی تینوں کپینیوں کو آگے لائے اور اسی طرح ٹکتل ملنے پر فائر کھل گیا اور پھر وہی طوفان اور ہمارا جواب کر دمجن کا تسلیم ہوا ہے اور اس کا بھر پور جواب دے رہے ہیں۔

کو رکانڈر جزل بہادر شیر کا فون آیا:  
"بیگ کیا کر رہے ہو؟ مجھے معلوم ہے۔"  
"سرمیری ہالیں نے یہ تھیار فائزیں کے تھے۔ اس طرح ان کی فائزہ پر کیٹس اور ڈیل

ان کو لیش کر رہا ہوں۔"

"میک ہے اختیاط سے کام لینا شلبائش۔"

میں ایک دلپٹ پات تانا بھول گیا تھا کہ ہماری یونٹ (وہ سب کی رات جس ملاتے ہیں پہنچتی ہی وہ ہموڑی کا علاقہ تھا جو نارنگے منڈی کے نزدیک ہے اور پورا علاقہ گندم کی شاداب فصل سے لبراء تھا۔ درہ مان میں ہہ ہموڑی ریست ہاؤس تھا جسے ہم نے یونٹ کا ایمیڈیم فلائریو اور ایسا (Administrative Area) بنایا تھا۔ یہ ریست ہاؤس کھاہی بورجوس اور دوسرے سامان سے بھرا ہوا تھا۔ باہر کوئی ایک درہ جن بلندور اور ترکیب کھڑے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ قومی جرنیلوں کی ملکت ہیں جنہوں نے کوئی میں مریخ زمین پتار کر کے گندم لکھائی ہے۔ ایک آنریوی کیپشن اپنچارج تھا۔ میں نے صوبیدار سمجھ کر کہ ان کو بواؤ کر اگلے 24 گھنٹوں میں ریست ہاؤس خالی کر دیں۔ اس حکم کو ابھی دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے کہ تھی اوری کا تینیں ٹھوپن آیا:

"بیک کیوں انھیں جنگ کر رہے ہو تو پہنچ دو۔"

سریز سرحدی علاقہ ہے اور ہم نے یہاں دفاعی اقدامات لینے ہیں اس لئے یہاں ان کے رہنے کی کوئی کمی نہیں ہے ان کا لائن ضروری ہے۔"

وہ خاموش ہو گئے اور دوسرے دن وہاں ہمارا یالم ایجاد ہوئا، بن گیا۔

33 ٹھوپ ریست جواب 20 سندھ ریست ہن گئی ہے اسے ایک انفرادی مقام حاصل ہے کہ اس قدر ناساحد حالات میں وہ ڈاٹ قدم رہتے اپنی رہنمایت کو قائم رکھا۔ میرے دل میں 20 سندھ کا اجزاء ہے اور اسے بھی اپنی Parent یونٹ سمجھتے ہوں۔ بیک قوم ہو گئی تو اسکی ماں اور آر اور سٹائل کا ساز و سماں ہا اور آہست آہست قاتو نفری کی ایجنسٹ (Adjustment) ہوئی اور ہماری یونٹ پوری طرح مسلسل ہو گئی۔ یہ انتباہی بیک کے لئے ہماری تیاری کی جو ہائص حصی اور سکری قیادت کی ہاٹی کی محلی تصور ہے۔ افسہم پر مہربان تھا ہماری یونٹ قائم رہی۔

20 سندھ ریست نے فوراً شار نیائیں (4 Star Battalion) کا ایڈیزی نام اختیار

کیا۔ کماں نگک آفیسر یعنی فیٹ کریل دیکم اختر اور جوانوں نے مجھے یونٹ کی شیلد پیٹ کی ہو میرے لئے باعث اٹھا رہے۔



20 سندھ ریست کی یادگاری شیلد

اس شیلد میں چار ستاروں کا مطلب یہ ہے اس یونٹ کا کوئی انفراد رئار جنرل نہ۔ ایک اور واحد بیان کرنا چاہوں گا جو افسوسناک بھی ہے اور سبق آموز بھی۔ یہ دو تو بیک قوم ہونے کے چھوٹے بعد چھوٹ آیا۔ ہمارے ہر گینہ نے سرحد کے نزدیک ٹھن کی کچھ مشتبہ کارروائی دیکھی تو ہماری بیانیں کوریکی Receee کر کے حالاتِ حлом کرنے کو کہا۔ میں نے اسی کمپنی کے مجرم طارق کو تاسک دیا۔ انہوں نے اطلاع دی کہ یہاں تو ہماری اپنی پارووی سرگلیں بھی ہوتی ہیں جو 20 ایسٹ بیگل ریست نے پچھائی تھیں۔ آگے جانے کا کوئی راست نہیں۔

جب پارووی سرگلیں پچھائی جاتی ہیں تو ان کا باقاعدہ روکارہ رکھا جاتا ہے اور اپنے افراد کی رہنمائی کے لئے ان کے چھ میں سے گذرنے کے راستے بھی رکھے جاتے ہیں۔ مجرم

ان کو لیش کر رہا ہوں۔"

"میک ہے اختیاط سے کام لینا شلبائش۔"

میں ایک دلپٹ پات تانا بھول گیا تھا کہ ہماری یونٹ (وہ سب کی رات جس ملاتے ہیں پہنچتی ہی وہ ہموڑی کا علاقہ تھا جو نارنگے منڈی کے نزدیک ہے اور پورا علاقہ گندم کی شاداب فصل سے لبراء تھا۔ درہ مان میں ہہ ہموڑی ریست ہاؤس تھا جسے ہم نے یونٹ کا ایمیڈیم فلائریو اور ایسا (Administrative Area) بنایا تھا۔ یہ ریست ہاؤس کھاہی بورجوس اور دوسرے سامان سے بھرا ہوا تھا۔ باہر کوئی ایک درہ جن بلندور اور ترکیب کھڑے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ قومی جرنیلوں کی ملکت ہیں جنہوں نے کوئی میں مریخ زمین پتار کر کے گندم لکھائی ہے۔ ایک آنریوی کیپشن اپنچارج تھا۔ میں نے صوبیدار سمجھ کر کہ ان کو بواؤ کر اگلے 24 گھنٹوں میں ریست ہاؤس خالی کر دیں۔ اس حکم کو ابھی دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے کہ تھی اوری کا تینیں ٹھوپن آیا:

"بیک کیوں انھیں جنگ کر رہے ہو تو پہنچ دو۔"

سریز سرحدی علاقہ ہے اور ہم نے یہاں دفاعی اقدامات لینے ہیں اس لئے یہاں ان کے رہنے کی کوئی کمی نہیں ہے ان کا لائن ضروری ہے۔"

طارق کو وہ گز رکھیں نظر نہیں آئیں۔ میں خود آگے گیا، ڈھونڈھتا رہا، راستہ نہ ملا۔ ادھر ادھر دیکھا تو ایک ساف پیچلے جگہ پر بارودی سرگوں کے نشانات نظر آئے، پیچھے میں جگہ تھی۔ میں نے کہا "آدمیرے پیچھے پیچھے" میں پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوا چلتا گیا اور مسخر طارق کا ٹھیک دستہ بھی بارودی سرگوں کے پار پیچ گیا اور اپنا کام مکمل کر لیا۔

چند دنوں بعد مسخر طارق کو ایک اور ناسک ملا، وہ بارودی سرگوں کے پار گئے کام پورا کیا اور واپسی پر شارت کٹ کی کوشش میں ان کا جو ایک مائن پر آگیا، رُخی ہو گئے ایک پیغمبær شائع ہو گیا۔ وہ سینیں میرے گھر کے قریب رہتے ہیں، جب انہیں دیکھتا ہوں تو دکھ ہوتا ہے کہ میرے حکم کی قیل کرتے ہوئے وہ رُخی ہوئے۔

ابھی میری یونٹ سرحدوں پر ہی تھی کہ میری پونٹ وارکوں کے ڈائرنکٹ شاف کے طور پر ہو گئی۔ میں نے تو کوئی سمجھی پورا نہیں کیا تھا، صرف چار ماہ پہلا شماہی پور ہوا تھا۔ ایک بار پھر انہوں نے مجھے امتحان میں ڈال دیا تھا۔ بارہ بارہ گھنٹے پڑھ کے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو تیار کر لیا۔ میں سینیں فل کر لیں پرہ موت ہوا اور ایک سال بعد بر گینڈ نہ پرہ موت ہو کے 101 بر گینڈ کی کان سنبھالی جو سالکوں میں تھیات تھا۔ 101 بر گینڈ سالکوں میں ایک سال ہی گزر تھا کہ 60 بر گینڈ بلوچستان پونٹ ہو گئی۔ بر گینڈ کار بیر (Rear) ریسم یارخان میں تھا، پرانی لیبر کا لوٹی میں جا گئی۔ بر گینڈ میری اور بھی علاقے میں آپریشن میں مصروف تھا۔ بلوچستان سیاسی طور پر بھی مستحکم نہیں رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بر صغری کی تقسیم کے وقت 565 ریاستیں تھیں جو سو بولی کا حصہ تھیں جیسے بلکہ براہ راست برطانوی راج کے ماقبل تھیں۔ تقسیم کے وقت انہیں یہ اختیار دیا گیا کہ وہ اپنی رعایا کی خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان یا بھارت میں سے کسی سے الماقرہ کر لیں یا چاہیں تو خود بھار رہیں۔

اس اصول کے تحت بلوچستان کی ریاستوں مکران، سیستان اور خاران نے پاکستان سے الماقرہ کر لیا لیکن قلات کے سربراہ میر احمد یار نے اپنی ریاست کو خود بھار رکھنے کا اعلان کر دیا۔

بعد میں حکومت پاکستان کے سمجھانے بھانے سے 27 مارچ 1948ء کو انہوں نے پاکستان سے الخاق کا اعلان کیا۔ یہ بات ان کے بھائی پرنس عبدالکریم خان کو پسند نہ آئی اور انہوں نے قلات کی خود بھاری کے لئے مسلح چدو جدد شروع کر دی۔ فوجی آپریشن جب شروع ہوا تو مکران اور ساحلی علاقے کی نگرانی کے لئے مجھے بھی ذمہ داری دی گئی اور میں نے اپنی ایس ایس جی سکپنی کے ساتھ ان علاقوں میں ذمہ داری پوری کی جس کی تفصیل میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

جب چاروں صوبوں کو ملا کر دون یونٹ بنایا گیا تو نواب نوروز خان نے اس کی مخالفت کی اور میں نگل میری اور بھی قبائل کو ساتھ ملا کر بلوچستان کی خود بھاری کی مسلح چدو جدد شروع کی۔ جلتی پر تسلی کا کام بھونے کیا جب 1973ء میں انہوں نے صوبہ سرحد ( موجودہ خیر پختونخواہ) اور بلوچستان کی حکومتوں کو ختم کر کے دہان مارش لا افڈ کر دیا۔ اس کے نتیجے میں کی مسلح گروپ سامنے آئے جس میں میر ہزار خان کا قائم کردہ بلوچستان چیلڈ لبریشن فرنٹ بلوچستان لبریشن آری اور بلوچستان لبریشن یونیورنڈ فرنٹ جیسے گروپ شامل تھے۔

ایک اور مسئلہ سوئی گیس کا تھا جو نکتی تو بلوچستان سے تھی لیکن استعمال باقی صوبوں میں ہوتی تھی۔ اس کی پکھ رائیتی تو نواب اکبر گنڈی کو ادا کی جاتی تھی اور پکھ بلوچستان کی صوبائی حکومت کو۔ مسلح تنظیموں کا مطالبہ تھا کہ رائیتی و درسے قبائلی سرداروں کو بھی ادا کی جاتی چاہیے اور صوبائی حکومت کی رائیتی کا حصہ بھی بڑھایا جائے تاکہ بیان سے حاصل ہونے والی آمدی کا پیشہ حصہ بیان کے لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو۔ جب ان کے مطالبوں کو مناسب پندرہ ایک نسل کی تو انہوں نے ریل کی بڑیاں اور سوئی گیس کے پاپ اکھاڑے شروع کر دیئے، فوجی قاتلوں پر حملہ کرنے لگے اور سوئی گیس کی تسبیبات کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔ اب مختلف سیاسی رہنماؤں سے مشاورت اور انہیں منانے کا کام تو سیاسی حکومت کا تھا لیکن فوج کو یہ کام سونپنا گیا کہ وہ تجزیہ سرگرمیوں کا قلع قلع کریں اور اسکن و امان بحال کریں۔ اسی پس منظر میں 60 بر گینڈ کو بلوچستان میں تھیات کیا گیا۔

مریٰ فیصلیٰ کھاریاں سے 1971ء میں ہمارے شرقيٰ پاکستان جانے کے بعد سے خان بدھٹوں کی طرح رہ رہی تھی۔ رجمیٰ یار خان میں ایک ریکورڈنگ مکان (Requisitioned House) میں مریٰ فیصلیٰ نے دو سال گذارے۔ مرے پچھے اسکول اور کالج میں تھے۔ ان کی تعلیم کا انتساب ہوا لیکن ان کی حوصلہ مددی تھی کہ انہوں نے اپنی تعلیم تکمیل کر لی۔

مارچ 1975ء تک ہمارے بریگینڈ نے مریٰ علاتے میں اُن وامان بحال کر دیا۔ اس کے بعد جنپی علاتے میں نواب اکبر بھٹی کے گھر کے نزدیک کپ لگایا۔ انہی فوں وزیر اعظم قوٰ الفقار علی یخنوا کا پیغام ملا کہ ہمارے علاتے کا دورہ کرو جائیں جس اور ان کی خواہش ہے کہ ایک بیٹے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ ہم کوئی سیاستدان تو نہیں کہ سیاسی جلس کرتے لیکن حکومت کی تعلیم ضروری تھی۔ دبئے خوبیے پر جسے کھانے کا انتظام کیا اور علاتے کے گھٹٹوں کو وزیر اعظم سے ملنے کی دعوت دی۔ تقریباً 4 ہزار لوگ جمع ہو گئے۔ وزیر اعظم آئے اور بریگینڈ ہیڈ کوارٹر میں بریکنگ کے بعد انہوں نے افسروں اور جوانوں سے ملاقات کی جس کے بعد ہم انہیں جلس کا وہ میں لے گئے۔ انہوں نے خطاب کیا، خوب نظرے لگے۔ وزیر اعظم بھی جوان ہوئے اور یوں لے کر نواب صاحب کے گھر تعریت کے لئے جانا جائے جس (پھوڑ) پہنچے نواب صاحب کے ایک بیٹے کا انتقال ہوا تھا۔ میرے اور ان کا اندر نے منع کیا کہ دہاں تو دو حصائی سو ہتھیار بند کئی موجود ہیں۔ وزیر اعظم نے کہا، "کوئی بات نہیں گمراہے جہاں کو وہ جہاں رکھتے ہیں۔" میں اپنی بیپ میں ان کو نواب صاحب کے گھر لے آیا وہ موجود نہیں تھے ان کے سا جزو اے تھے۔ دہاں سے فارغ ہو کر جب میں انہیں واپس لیتی پڑی تو بے بارہ تھا تو ان سے خاطب ہوا۔

"سر آپ نے دیکھا کہ ہم نے ان علاقوں میں اُن قائم کر دیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ سوں انتظامیہ عوامات کو سنبھالے اور بعد اُنیں قائم ہوں اور سیاسی ملک شروع ہو۔"

ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ بہت بہذا پ کو ادکامات ملیں گے۔"



کمانڈر 60 بریگیڈ، بریگینڈر ایم بیک وزیر اعظم قوٰ الفقار علی یخنوا کے ہمراہ۔



وزیر اعظم قوٰ الفقار علی یخنوا 60 بریگیڈ کے افسروں کے ساتھ (1975ء)

اور وہ کوئی سست پرواز کر گئے لیکن حالات ایسے بدلتے کہ ان کو ادکامات چاری کرنے کی صفات ای نہیں۔

ذیرہ بکھنی سے 60 بر گینڈ سبی آگیا جاں ہم نے پوری گرفتاری خیموں میں گزاری۔ اس موسم میں اکثر گرم ہوا اور ریت کا طوفان سلسلہ ایک ایک بخشنگ چڑا رہتا ہے اور کھانا کھانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ ہم نے یہ وقت صبر کے ساتھ گزارا۔ صبر امندر دیکارہ ہے کہ آٹھ سالوں میں وہ پوچھنکرو ہوئے:

1967- مشرقی پاکستان سے 30 بلوج

1969- 30 بلوج سے 36 بلوج

1970- 36 بلوج سے 9 ڈویژن

1971- 9 ڈویژن کھاریاں سے 9 ڈویژن کو میلا (مشرقی پاکستان)

1971- 9 ڈویژن سے وارکورس روپنڈی

1971- وارکورس سے 20 سندھ

1972- 20 سندھ سے ڈی ایس وارکورس روپنڈی

1973- ڈی ایس وارکورس سے 101 بر گینڈ سیالکوٹ

1974- 101 بر گینڈ سے 60 بر گینڈ

1975- 60 بر گینڈ سے چیف انسرکٹر وارکورس روپنڈی

آٹھ سالوں میں وہ پوچھنگ۔ شاید یہ مری گستاخیوں کی سزا تھی۔ میرے لئے تو مشکل نہ تھا لیکن میری بیوی اور بچوں کے لئے سزا تھی۔ بچوں کی تعلیم تکمیل رہی اور اپنا بھاری سامان جو اپنے گیراج میں رکھ دیا تھا، وہاں میری کتابیں، تصویریں، میری ذگریاں، پرانی یادیں، برسات کے پانی اور دیکن نے چاٹ لیں۔ شاید اللہ کو سبی مخلوق تھا کہ ماہنی کو بھول جاؤ۔ مستقبل پر نہاد رکھو اپنے خوابوں کی سرز میں کو روشن اور تباہ رکھنے کی جدوجہد میں لگ جاؤ۔

جب میری پوچھنگ نیچش؛ یعنی کانج میں بطور چیف انسرکٹر وارکورس ہوئی تو آٹھ

سال کے بعد فیملی کے ساتھیوں سے رہنا نصیب ہوا۔ نیچش؛ یعنی کانج کے کمانڈنٹ جزل ریشم تھے۔ ان کو تجھ ہوا کہ اپنی پوری سردوں میں میں نے کوئی قارن کو رس نہیں کیا تھا۔

انہوں نے سوال کیا:

"کیا پر صحیح ہے؟"

جی ہاں صحیح ہے میں اہل انسانی ہوں اور میری تربیت میں کسی غیر ملکی تعلیم، تربیت کی کوئی آمیرش نہیں ہے"

یہ وقت تھا کہ جب وارکورس کو باہر کے مکون کا دورہ کرنا ہوتا تھا۔ مجھے اس گروپ کا لیڈر بنایا گیا ہے جن میں شاملی کو ریا اور جنوبی کو ریا جانا تھا۔ یہ دورہ ایسا لگا جیسے ایک سہرا خواب ہو۔ اس لئے کہ 1971ء سے لے کر 1976ء تک کا عرصہ میرے لئے بڑا ہی پر آشوب دور تھا۔ سبی وہ دن تھے جب بھنو حکومت کے خلاف احتجاج رزووں پر تھا۔ افواجیں گرم تھیں کہ فوج انقدر سنبھال لے گی لیکن فوج اپنی وقارواری کی یقین دہانی کر رہی تھی۔ وہی جزل نیاء الحق تھے کہ 1975ء میں جب وہ ملکاں کو رکائزیر تھے بھنو صاحب ملکاں کا دورہ کر کے نواب صادق حسین قریشی کے گھر قیام پذیر تھے اور لاہوری میں مطالعہ کر رہے تھے کہ جزل نیاء کا پیغام آیا کہ وہ ملنا چاہتے ہیں۔ بھنو نے کہا، بھی تو وہ ملے تھے اب کیوں آنا چاہ رہے ہیں۔ بہر حال انہیں بلا یا گیا۔ وہ آئے اور دست بست حلقوی عرض کی:

"مری میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر قسم کے حالات میں میں آپ کا وفادار رہوں گا" اور جو ذمہ داری بھی آپ مجھے دیں گے، عمل کروں گا۔" بھنو متاثر ہوئے ساتھ چائے پی اور سوچ میں گم ہو گئے۔ اس کے چند ماہ بعد جزل نیاء کو آری چیف بنا دیا۔ (اس واقعے کا ذکر انہوں نے پر یم کورٹ کے سامنے اپنے آخری بیان میں بھی کیا ہے۔)

بھنو نے جزل نیاء کو آری چیف بنا یا اور آری چیف نے بھنو کو آدم رہ کر کا کرت اچیف بنایا۔ کھاریاں چھاؤں میں ایک زبردست تقریب منعقد کی گئی اور بھنو صاحب کو ایک مرسم

مکوار پیش کی گئی۔ خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے جزل خیاء نے کہا "ہمیں فخر ہے کہ یہ کوار ہم ایک ایسے شخص کو پیش کر رہے ہیں جو خود بھی ذوالقدر طی ہے۔" انہی ونوں بھنو کے خلاف احتجاج شروع ہوا جو شدت اختیار کرتا گیا۔ از مرشل اصغر خان نے "جو احتجاجی جماعتیں میں شامل تھے جزل خیاء کو تفصیل لٹکھا کہ حالات بڑے تا扎ک مقام پر آپکے ہیں اور لازم ہے کہ وہ حکومت کا کنسرول سنبال لیں۔ یہ خط جزل خیاء نے فارمیشن کمانڈروں کو بھیجا، اس کی ایک کاپی مجھے بھی ملی (جو میرے پاس ہے)۔

اس واقعے کے چند دنوں بعد تینوں سردمز چیف (Services Chiefs) اور چیئرمین جوانہت چیف آف ساف کمیٹی (Chairman JCSC) نے ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جس میں یقین دہانی کرائی گئی کہ "اونچ پاکستان ہر حال میں حکومت کے ساتھ ہے۔" اس اعلامیہ کو جاری ہوئے ایک بڑے بھی تباہ کہ جزل خیاء نے بھنو حکومت کا خاتر کر کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے اور اس کے بعد مسکری حکومت کا طویل دور شروع ہوا۔

میں نیشنل ڈیپنس کالج میں ہر یہ تین سال تک اپنی ذمہ داریاں پوری کرتا رہا۔ میرے لئے یہ دست بہت ہی اہم تھی اس لئے کہ خدا علی مسکری اعلیٰ تعلیم سیکھنا اور سکھانا رہا جس کے سبب فوج میں بڑی تبدیلی یہ آئی کہ ہر اعلیٰ سطح پر وار گورس کو الیغا نید (War Course Qualified) آفسرز پوسٹ ہو چکے تھے۔ آرڈنوفرمن وار گورس کیریئر گورس (Career Course) میں چکا تھا اور جب میں تی چھ کو میں تی تی ایس (CGS) پوسٹ ہوا تو انہی آفسرز کے تعاون اور تجربے سے استفادہ کیا اور فوج کی تربیت و ترقی کے لئے تکمیل منصوبہ بندی تیار کرنے میں کوئی مشکل نہ ہوئی لیکن 9 دسمبر 1971ء کے واقعے کی چیزوں پر بیان کرتی رہی، اس لئے کہ جب میں 1971ء میں 9 دسمبر سے لکھا گیا تھا اور فوج کی تربیت و ترقی کے لئے تکمیل منصوبہ بندی تیار کرنے میں کوئی مشکل نہ ہوئی لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منتظر تھا۔

میں نے وار گورس کے از رینکنگ ساف اور اس کے بعد چیف انسٹرکٹر کے طور پر اعلیٰ عسکری تعلیم حاصل کی۔ تقریباً پانچ سال وار کالج میں رہ کر میں نے فوج کی صلاحیتوں اور اس کی کمزوریوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور خصوصاً 65، 6 کی بجگ جو ہم جیت کتے تھے لیکن ناکام رہے اور 71ء کی بجگ جو عسکری منصوبہ بندی کی بدترین مثال تھی جس میں ہم نے آدھا ملک گنو دیا۔ اس بجگ کے لئے تیاریاں عمر تاک حد تک ہاتھ تھیں جس کی مثال میں 71 کی بجگ میں 20 سندھ کی کمائی کے حوالے سے بیان کر چکا ہوں۔

1978ء میں مسجد جزل پر ڈموٹ ہوا اور مجھے 14 ڈویژن کی کمانٹی جوان دنوں اور کاڑہ میں تعینات تھا۔ اس کمانٹ کے مطہری میں اعلیٰ عسکری قیادت (Military Hierarchy) کا حصہ بن گیا اور 1978ء سے لے کر 1988ء تک فوج کے تمام معاملات سے متعلق رہا۔ 14 ڈویژن میان میں تین ہیں 2 کو رکھا ہے۔ جزل خیاء کی حکومت تھی اور دزیرِ اعظم دو انتظامی بھنو کا مقدمہ آخری مراحل میں تھا۔ 1979ء میں پریم گورٹ نے بھنو کو پہنچی کا فیصلہ سنادیا۔

جزل خیاء نے آفسروں اور جوانوں کا رو عمل معلوم کرنے کے لیے تمام گورکمانڈروں کو جائزہ لینے کو کہا۔ ہمارے گورکمانڈر نے سینٹر آفسروں کو بایا اور ان کا ذہن معلوم کرنے کے لئے بہت سے سوالات پوچھے۔ بھی نے کہا کہ بھنو کو پہنچی دینے سے تمہرہ اہبہت رو عمل تو ہو گا لیکن اسے سنجالا جا سکتا ہے۔ میں سب کی باتیں سنا رہا اور بالآخر گورکمانڈر کی اجازت سے اپنی رائے کا اعلان کر کیا۔ میں نے کہا:

"بھنو کو پہنچی دینا بہت ہی ناطق فیصلہ ہو گا، اس کے نتائج تکمیل ہوں گے۔ ایسی سیاسی چیزیں گیاں (Political Abberations) پیدا ہوں گی جنہیں سنجالا مشکل ہو گا۔"

اس عمل سے پنجاب اور سندھ کے لوگوں کے درمیان نفریتیں بڑھیں گی۔

"بہتر ہو گا کہ بھنو کو جاؤں کر دیا جائے۔ فلسطین کے یا سر عرفات، سعودی عرب کے شاہ، ایصل ایسا کے کریں قذافی اور محمد عرب امارات کے نکران ان کی ذمہ

داری لینے کو تیار ہیں۔"

"بھنو ایک اچھے سٹیشن مین (Statesman) ہیں اور ایک بڑی جماعت کے مقبول یونڈر ہیں۔ ہمیں کل ان کی ضرورت پڑے گی۔"

"ہمارے جوانوں اور افسروں کا کیا رو عمل ہو گا؟ میں اس کی حفاظت نہیں دیتا۔

آپ نے دیکھا ہے کہ تھوڑا عرصہ پہلے اسی لاہور میں تین بر گینڈر ہزار ان کی کمان نے احتیاجیوں پر گولی چلانے سے انکار کر دیا تھا۔ کل اگر احتیاج ہوتا ہے تو بہت شدید ہو گا۔ میرے نروپس (Troops) کا کیا رو عمل ہو گا؟ میں ذمہ داری کیسے لے سکتا ہوں؟

میری باتوں پر کو رکاذ راس قدر ناراض ہو گے کہ کافر نس ختم کر دی اور اپنے چیف آف ساف بر گینڈر ہر ہمید گل کو بایا اور حکم دیا:

"نورا مجھے چیف سے ملا کر میں ایسے آفسر کو اپنی فارمیشن میں نہیں رکھ سکتا۔"

بر گینڈر ہر ہمید گل نے کہا:

"سر، اگر اجازت ہو تو میں روپورٹ تیار کر لوں جو چیف کو بھیج دی جائے تاکہ وہ خود فیصلہ کریں۔ فوراً کوئی رو عمل دینا مناسب نہ ہو گا۔"

کو رکاذ نے بات مان لی اور چیف کو روپورٹ بھیج دی گئی مگر جزل نیا اہلیت کی طرف سے فوراً کوئی رو عمل نہیں آیا لیکن شان کر کی دیکھنے کے پڑا۔ بعد مجھے بھی ایچ کیو میں چیف آف جزل ٹاف (CGS) تھیات کر دیا گیا۔ میں نے حق اور اصول کی بنیاد پر بھنو کو چھانی دیکھنے کے فیض سے اختلاف کیا تھا۔ اگر بھنو کو چھانی نہ دی گئی ہوتی تو وہ تمام سیاسی اموری جو دیکھنے میں آئی نہ ہوتی۔ مثلاً جزل نیا کا حادثہ ہوتا نہ جزل مشرف کی حکومت ہوتی نہ بے نظیر کا قتل ہوتا۔

مجھے اختلاف رائے پر ہر چیز اٹھیاں ہوا جب میں نے ایک سفارتکار جناب ایں ایم تریش کا ایک مضمون پڑھا۔ وہ لکھتے ہیں: "بھنو کو چھانی دیے جانے کے دو سال بعد مجھے

بامر عرفات سے معاملات سلجھانے کے لیے بھجا گیا۔ وہ بھنو کو چھانی دیے جانے پر بخت ہار پڑتے۔ میں ان سے ملنے کیا تو انہوں نے بتایا کہ جزل نیا، نے مسجد الحرام میں میخ کر شاہ خالد کی موجودگی میں وعدہ کیا تھا کہ وہ بھنو کو چھانی نہیں دیں گے۔ انہوں نے اپنے وعدے کا پاس نہیں کیا۔

انہی دنوں ہم ڈویژن کا ریز گڈ ڈے (Raising Day) میں کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ جزل نیا نے اس تقریب میں شمولیت کے لئے رضا مندی کا انکلپار کیا تھا لیکن کہاں بھیجا کہ وہ خوبیں آرہے۔ دو دن بعد بھنو کو چھانی دے دی گئی۔ میں نے ریز گڈ ڈے کے حوالے سے ہونے والی تقریبات منسوخ کر دیں۔ صرف بڑا کھانا ہوا جس کا ماحول بہت افسر وہ تھا جو میں آج تک نہیں بھول سکا۔

میں منتظر تھا کہ اب جزل نیا میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ اسی انتظار میں چند ماہ گزر گئے اور میرے تجہب کی انتہا نہ رہی جب میری پوسٹنگ جزل ہینڈوور (GHQ) میں چیف آف جزل ٹاف (CGS) کے عہدے پر ہوئی۔ یہ میرے اور لوگوں کے لیے باعث ہیئت تھی۔ شاید کچھ لوگ اس سے اختلاف کریں لیکن یہ حق تھا کہ جزل نیا پہلیں جیسی فہم و فراست کے مالک تھے جو خود پر تنقید کرنے والوں کو اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ شاید جزل نیا بھی بھیجے اسی لیے اپنے تقریب چاہئے تھے کہ میری بے لائگ، مخلصان اور حقیقت پسندانہ رائے سے فائدہ اٹھائے کیں۔ جیسا کہ آنکھوں صفات سے ظاہر ہو گا۔ حق ہے کہ سچائی کا پہل چاہے دیر سے پکے لیکن ہوتا ہمیشہ مٹھا ہے۔



## باب چہارم

## فوج کے اعلیٰ سلسلہ اختیارات میں شمولیت

14 پریل کی صحیح بھنو کو چنانی دے دی گئی۔ کوئی بڑا رد عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ صوبہ سندھ اور خصوصاً لاڑکانہ میں دکانیں بند رہیں لیکن زندگی معمول کے مطابق روایہ روایہ رہی۔ میں نے بھنو کو چنانی دینے کی خلافت کی تھی جس پر کوئی کمانڈر ناراض ہو گئے تھے۔ اب میں اس انتظار میں تھا کہ کب میری پوسٹنگ آتی ہے اور یہ بھی میں ممکن تھا کہ مجھے قبل از وقت ریٹائرمنٹ دیا جائے۔ اسی شش ویثی میں کئی ماہ گذر گئے کہ سال کے آخر میں پوسٹنگ آئی گئی جو بالکل غیر متوقع تھی۔

میں تھی اسی کیوں میں چیف آف جزل ساف (CGS) پوسٹ ہوا جو سب سے سینز پریل ساف آفسر (PSO) کی پوزیشن ہے لیکن مجھے یقین آگیا کہ میں نے حق بات کی تھی اور حق نے مجھے سرخو کیا ہے۔ 5 سال میں تھی اس کی پوسٹ پر رہا۔ یہ عرصہ میری زندگی کا سب سے اہم اور اطمینان بخش دور تھا۔ آرمی چیف کی طرف سے مجھے کھلی آزادی ملی کہ میں فوج کو جدید ترین خطوط پر استوار کر سکوں پر اپنے تھیاروں کو جدید ترین تھیاروں سے بدل سکوں اور فوج کی دفاعی پالیسی نے انداز سے مرتب کر سکوں۔ اس کی تفصیلات بعد میں بیان کروں گا۔

جی اسی کیوں کئی پریل ساف آفسرز ہوتے ہیں جو چیف آف آرمی ساف کے دست و بازو ہوتے ہیں اور فرانکن کی ادائیگی میں انہیں معاورت و معاونت فراہم کرتے ہیں۔ ایڈ جوائز جزل (AG) جو فوج میں افرادی قوت کی فراہمی ان کی فلاح و بہبود اور انعام و ضبط قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ملٹری سیکرٹری (MS) افراد کے کیریئر پلانگ اور

پوسٹنگ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ کوارٹر ماسٹر جزل (QMG) فوج میں ضروریات زندگی کی فراہمی، رہائش اور سرکاری عمارت کی تعمیر، فراہمی اور انتظامی معاملات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ انپکٹر جزل ترینگ اینڈ ایوبیلویشن (IGT&E) فوج میں تعلیم و تربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ تمام تعلیمی ادارے ان کے ماتحت ہوتے ہیں۔ سینز ترین پریل ساف آفیسر چیف آف جزل شاف ہوتا ہے جو آپ پریل معاملات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ملٹری انسٹی گنس ڈائریکٹریٹ بھی اسی کے ماتحت ہوتا ہے اور آرمی چیف کے رابطہ کار (Coordinator) کا کام کرتا ہے۔ ہر ہفت تمام ڈائریکٹریٹوں کی کانفرنس میں آرمی چیف کے احکامات پر عمل درآمد کا جائزہ لیتا ہے۔ مجھے تھی تھی اسی بنے کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ ایران عراق جنگ پر کہنٹ پوسٹنگ بانی گئی اور مجھے وفاقی کامیابی کے اس اہم اجلاس میں شرکت کرنے کا حکم ملا جس میں عراق ایران کے مابین شروع ہونے والی جنگ میں پاکستان کے کردار کے بارے میں غور و تکریزاں تھا۔ اس اجلاس میں تھے اور پرانے سفارتخانگی شریک تھے۔ جنگ شروع ہوئے دو دن ہوئے تھے جس کے تاخیج کے حوالے سے پالیسی فیصلے کرنے تھے۔ کوئی تین گھنٹے تک تفصیلی بحث ہوئی اکثریت کی رائے تھی کہ چند ہی دنوں میں عراق کی فوج ایران کے پیش ملاقوں پر قابض ہو جائے گی ایران جنگ ہار جائے گا، جنگ بندی ہو گی اور دو دنوں ممالک کے درمیان اس قائم رکھنے کے لئے اتوام تحدہ کی فوج اعینات کی جائے گی اور زیادہ امکان اس بات کا تھا کہ اس کے لئے پاک فوج کا انتخاب کیا جائے گا جس کے لئے ہمیں ابھی سے تیاری کر لئی چاہیے۔ جب سب شرکاء اپنی بات کہہ چکے تو میں نے درخواست کی کہ مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔ صدر نے مجھے اجازت دی تو میں نے کہا:

جنین کے ایک دانشور کا قول ہے کہ "کسی انقلابی سے مت نکراہ، جب تک جہیں یقین نہ ہو کہ تمہارے نظریات انقلابی کے نظریات سے بہتر اور اٹلی ہیں۔"

صدام کے بھٹی (Bathist) نظریات ایران کے اسلامی نظریات کے مقابلے میں بہت کم تر ہیں۔ صدام ہار جائے گا۔

- یہ جنگ چند دنوں ہمتوں یا مہینوں میں ختم نہیں ہوگی بلکہ کئی سالوں تک چلے گی اور اس میں لاکھوں لوگ مارے جائیں گے۔

- ایرانیوں کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی ان پر حملہ ہوا ہے وہ باہمی اختلافات بھلاکر حملہ آور کے خلاف سینہ پر ہوئے ہیں۔

- آج شہنشاہ کی فوج پر کوئی میں قید ہے لیکن وہ جلد لٹکی گی سرحدوں پر پہنچے گی اور دشمن کا مقابلہ کرے گی اور ایرانی انتقامی گارڈ زبانی فوج کی حمایت میں اندر وطن ملک انقلاب کو محکم ہائے گی اور اس کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں وہ ناکام ہوں گی۔

- عراق کی فوج عسکری ساز و سامان کے حوالے سے مضبوط ضرور ہے لیکن اس کی اعلیٰ قیادت کمزور ہے۔ وہ جرس جزء انساف کی طرح نہیں ہے کہ جس نے دوسری جنگ فلسطین میں فرانس کی وفاqi لائن عبور کر کے شہر و نکر کا علاقہ فتح کر لیا تھا۔

- یہ جنگ سرحدوں تک محدود رہے گی لیکن دو توں طرف بڑی بلاکسیں ہوں گی۔

- عراق کا بنیادی مقصد ہے کہ چند دنوں میں ایران کو نکلت دے دے لیکن یہ ممکن نہیں ہے اور جب جنگ طویل ہوگی تو بنیادی مقصد فوت ہو جائے گا اور بے مقصد جنگ ناکام ہوگی۔ اس کے بعد اسیں ایک بامقدمہ جنگ لڑ رہا ہوگا، یعنی جاریت کا ارتکاب کرنے والے دشمن کو نکلت دینا اور وہی کامیاب ہوگا۔

- میرا مشورہ ہے کہ دوتوں امکانات کو ذہن میں رکھ کے پالیسی بنائی جائے، یعنی ایک طویل جنگ کے لئے جس میں ایران کامیاب ہونا اور ایک چند دنوں اور ہمتوں کی جنگ جس میں عراق کامیاب ہوگا۔

- جزء فیاء تھوڑی دی سوچتے رہے پھر یہ لے۔ "جزء بیک کی ہاتوں میں بڑا وزن ہے۔ ہمیں دوتوں امکانات کی بنیاد پر پالیسی بنائی چاہیے" اور اسی فیصلے پر عمل ہوا۔

ایران، عراق جنگ کو دوسال ہو سکتے تھے۔ اسی دوران مجھے ایران سے جنگی تھیاروں کے سہر پارٹی اور دوسرے سامان کی ایک فہرست ملی جس کی ایران کا شد ضرورت تھی۔ میں

نے وہ فہرست جزء فیاء کو پیش کی اور انہوں نے اس پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد ایرانی صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی پاکستان کے دورے پر آئے۔ ان کے آئے کا بڑا مقصد اس معاملے پر پیش رفت کا جائزہ لینا تھا۔ ہماری جانب سے وعدے تو کے گئے لیکن ان کی پاسداری نہیں کی گئی۔ جناب رفسنجانی کے رفقاء میں سے ایک نے اپنی ضرورت کا اعلیٰ باران الفاظ میں کیا:

دست آں باشد کہ گیرد دست دست  
در پریشان حال د درمانگی

لیکن افسوس کے امریکہ کی خوشودی میں ہم نے ایران کے ساتھ حق دوستی ادا کیا۔ ابھی اچاۓ جاری تھا کہ مغرب کی اذان کا وقت ہو گیا۔ جزء فیاء نے اسی صدر ہاشمی رفسنجانی سے نماز پڑھانے کی درخواست کی اور انہوں نے عین اسی طرح نماز پڑھائی جس طرح ہم پڑھتے ہیں۔ اس اچاۓ کا میڈیا میں بہت چرچا ہوا اور ایسا تاثر دیا گیا کہ ہم ایران کو ایسی بینکاری کا نتھیں کر رہے ہیں۔ چند صحافیوں اور نیم و انشروں نے "جن میں سین جنگی" سفر ہرست تھے، اس حد تک افواہیں پھیلادیں کہ پاکستان سے ایسی بینکاری حاصل کرنے کے لیے ایران، پاکستان کو دس ملین امریکی ڈالر دینے پر آمادہ ہے اور یہ کام اسلام بیک کی معادلات سے ہو رہا ہے۔ یہ محض افواہیں تھیں۔

یہ جنگ آنحضرت سال تک جاری رہی جس میں لاکھوں لوگ بلاک ہوئے۔ سلامتی کو نسل میں جنگ بندی کرنے کے لئے ایک قرارداد بھی پیش ہوئی جس میں دوتوں ممالک سے فوری طور پر جنگ بند کر کے افیام و فنیم کے ذریعے اپنے معاملات سلمجانے کی تجویز پیش کی گئی تھی لیکن ایرانی نمائندے کا موقف تھا کہ دوتوں کو ایک ہی لائٹی سے ہائکنگ کی وجہے یہ طے کیا جائے کہ جاریت کا ارتکاب کس نے کیا ہے اور اگر یہ طے ہو جائے کہ عراق بارج ہے تو اس کی نہادت کی جانی چاہیے۔ سلامتی کو نسل کا اچاۓ قرارداد مختار کے بغیر ملتوی ہو گیا۔ اس معاملے میں اسلامی ملکوں پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ دشمن طاقتوں کے

خلاف تھد ہوتے جو ایک ایک کرگے اسلامی ملکوں کو تباہ کر رہے تھے۔ لیسا، یمن، سودان اور صومالیہ کو وہ تباہ کر پچے تھے۔ عراق ایران جنگ شروع ہوئی تو امریکہ کے سکریٹری برائے امور خارجہ ہنری کسپنر نے کہا تھا "میری خواہش ہے کہ دونوں ملک باہم لڑ کر ایک دوسرے کو ختم کروں۔"

اسلامی ملکوں پا ایک اجلاس سعودی عرب کے شہر طائف میں منعقد ہوا اور اس میں جزل نیاء، افغانستان کی سربراہی میں تو افراد کی ایک کمیٹی بنائی گئی تاکہ وہ دونوں ملکوں کی قیادت سے رابطہ کرے اور جنگ بند کرنے کی کوشش کریں۔ 28 دسمبر 1980ء کو جزل ضایا، دران جنگ نی تہران کے میر آباد ہوائی اڈے پر اترے۔ اسلامی کافرنز کے جزل سکریٹری یونس کے عجیب قحطی بھی آئے۔ وہ صدر ابوالحسن بنی صدر، امام روح اللہ شفیعی اور دوسرے رہنماؤں سے ملے۔

ایرانی رہنماء آیت اللہ شفیعی نے انہیں سورۃ الحجرات کی آیت سنائی جس کا مطہریم یہ ہے کہ "اگر مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر ایک نے دوسرے پر جاریت کا ارتکاب کیا ہو تو اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کو مان لے۔ پھر ان میں عدل کے ساتھ صلح کراؤ۔" ان کا کہنا تھا کہ عراق نے ہمارے خلاف جاریت کا ارتکاب کیا ہے تو آپ اس جاریت کی نعمت کریں اور اس کے خلاف ہمارا ساتھ دیں۔ ایرانی رہنماؤں سے مذاقات کے بعد جزل نیاء، گوہت کے راستے بغداد گئے اور صدر صدام حسین سے مذاقات کی تکمیل اس کا کچھ تینجہ نہ کیا اور جنگ آنحضرت ملک جاری رہی۔

آخر کار ایران نے شط العرب بیور کر کے اپنی فوج قاہ کے علاقے میں جمع کی اور بصرہ کی سمت پیش قدی شروع کی تھی کہ صدام نے کمیکل بھیاروں سے حملہ کیا اور چشم زدن میں بڑاروں لوگ بلاک ہو گئے۔ یہ کمیکل بھیاروں کو مغربی دنیا نے دیے تھے۔ ایران کے پاس کمیکل بھیاروں کے خلاف دفاعی صلاحیت نہ تھی لہذا سیز قاہر ہوا اور جنگ ختم ہو گئی۔ ایک سازش کے تحت کہ پاکستان اس جنگ میں شامل نہ ہو جائے ملک میں فرقہ وارانہ

فراوات کرائے گے اور جگہ توظیں ہانے کی اجازت دی گئی مٹا پاہ صحابہ، انکر تھنگوی سپاہ محمد غیرہ جنہیں جنگ ختم ہونے پر دہشت گرد قرار دے کر ہم نے اپنے سروں پر دہشت گردی کی ایک نئی تواریخی کامیابی ہے۔

امریکہ نے 1979ء سے لے کر اب تک ایران کے خلاف تمام حریبے استعمال کر لئے، معاشری اور اقتصادی احتبار سے اس کی معیشت کو مظاہر کرنے کی تمام سازشیں کر لیں یعنی ایرانی قوم نے بڑی بہت اور دشمنی سے ان سازشوں کا مقابلہ کیا اور آگے ہی بڑھتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ آج اس کا اثر ورثوغ ایران سے آگے 'شام، عراق، بحرین، لبنان' تکن اور افغانستان تک پہنچ چکا ہے جس کی وجہ سے امریکہ اور اس کے اتحادی پریشان ہیں۔ اسی خطرے کے خلاف وارسا (Warsaw) میں امریکہ، اسرائیل، بھارت اور سعودی عرب نے حال ہی میں ایران کے خلاف بھرپور اقدامات کرنے کی حکمت عملی ہائی ہے اور اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔

سوال: ..... پاکستانی فوج کا تزویجی پروگرام اور اس پر عمل درآمد بھر ان کن ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوا؟

جواب: ..... میں خوش قسم تھا کہ جزل ضایا کی سرپرستی میں واکس چیف آف آرمی شاف فوج کی انتظامی و انصاری ذمہ داریاں سنبھالتے تھے اور میں بطور چیف آف جزل شاف فوج کے تزویجی پروگرام پر توجہ مرکوز رکھتا تھا۔ مجھے ہزار افسوس اور واحد مشن ملا تھا: "فوج کی ترتیب تو اس امداد سے کی جائے کہ وہ 2000ء کی مت سے آگے تک ہماری فوج ملک کے بیرونی اور اندر وطنی خطرات سے منشی کی بھرپور صلاحیت حاصل کر لے۔"

اس مشن کے تحت ہم نے اپنے کام کا آغاز کیا جنکہ ہمیں واکس چیف آف آرمی شاف (VCOAS)، جزل سوارخان اور ان کے بعد جزل خالد محمود عارف کی کمیل پدالیات اور سپورٹ حاصل رہی۔ ان کی سرپرستی ہماری کامیابی کی ضمانت ہی۔

1980 کے آغاز میں ہم نے اپنے وائس چیف آف جنرل شاف (VCGS) ممبر جنرل محمد افضل کی سربراہی میں آرمی ماؤڑناائزشن کمیٹی بنائی اور انہیں اختیار دیا کہ تجویز ہنانے میں متعلقہ حاضر و رینزرو ڈسٹریکٹ فرسز سے ضرور جو عن کریں اور فوج کے تربیتی و تعلیمی اداروں، سکول آف انسلکشن (Schools of Instructions) کے سربراہوں سے بھی مشورہ کریں۔ انہوں نے ذیلہ سال کی انتخابی محنت کے بعد تجویز مکمل کیں اور انہیں حقیقی شکل دینے سے پہلے پی ایس اوز (PSOs) کانفرنس میں اس کی تفصیلی پریمیشن (Presentation) دی۔ بحث و تجھیص کے بعد کمزوریوں کو دور کر کے حقیقی شکل دی گئی اور اس پوری منصوبہ بندی کو جنرل نیاہ کے سامنے پیش کیا گیا اور ان سے منظوری لی گئی۔ اس طریقہ کار کا قائد یہ ہوا کہ جتنی بھی تجاویز پر عمل شروع ہوا ان میں ہمارے متعلقہ آفسرز کا مشورہ شامل رہا اور اس طرح ماؤڑناائزشن پروگرام کے حوالے سے چودہ مختلف کانپیس (Concepts) بھی وضع کئے گئے جن کا عملی تجربہ ضرب مومن مختاروں کے دوران کیا گیا اور انہیں قابل عمل پایا گیا۔

1981ء میں فوج کے تربیتی پروگرام پر عمل درآمد کا آغاز ہوا۔ آرمی ماؤڑناائزشن کمیٹی کی تجویز کے تحت فوج کے اندر متعدد اصلاحات (Structural) اصلاحات لائی گئیں۔ ان اصلاحات میں سے ایک اہم اصلاح آرمی ارڈننس کمانڈ کا قیام تھا جو ایسے عمل میں آیا کہ فیلڈ آئرلری اور ارڈننس آئرلری کو اونگ کر دیا گیا اور اس طرح ہماری ہر سڑائیک فورس کو ایک آئرلری ڈویژن کے ساتھ ساتھ Dedicated ارڈننس ڈویژن کی سپورٹ حاصل ہوئی ہے۔ نئے میز انکوں اور بھیاروں سے مسلح کیا جا چکا ہے۔ اس ارڈننس سپورٹ سسٹم کو منتظم کرنا ایک پیچیدہ کام تھا جو مجرم جنرل آغا مسعود احمد کی کمان میں مکمل ہوا۔ فوج کی صلاحیت کو ہر ممکن طریقے سے نئی جگہ دی گئی۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ ہماری جنگی حکمت عملی جو وقاری حکمت عملی تھی وہ جارحانہ و فاقعی حکمت عملی میں تبدیل ہو چکی ہے اور یہی وہ صلاحیت ہے جو ایک منبوط اور قابل اعتماد مراحت (Deterrrence) کی بنیاد ہے۔

سوال: ..... فوج میں افسروں کی اعلیٰ تعلیم کا دور 1971ء کی بنج کے بعد شروع ہوا جو اہم صلاحیت تھی۔ اس نئی صلاحیت سے آپ کے تربیتی پروگرام کو کیا سپورٹ ملی؟

جواب: ..... فوج کو دور حاضر کے تقاضوں کے تحت منتظم اور منبوط ہنانے میں وار کالج (War College) کے پانچ سال کا اعلیٰ تعلیمی دورہ برے لئے بڑا اہم تھا اس نے کہ میرے فیلڈ کمانڈر اور اسٹاف افسران جو وار کورس کے تعلیم یافت تھے میرے اس میں بڑے معادن و مددگار نتائج ہوئے۔ ہم نے "آرمی ماؤڑناائزشن پروگرام برائے سال 2000ء اور اس سے آگے" پر کام شروع کیا اور اخبارہ مہینوں کی محنت سے ایک جام منصوبہ تیار کر لیا۔ میرے قاریمیں کمانڈر اداروں کے سربراہوں اور اسٹاف افسروں نے تمام منصوبے بنائے اور مختلف کانپیس (Concepts) وضع کے جو سب کے سب قابل عمل ثابت ہوئے۔

ہمارا طریقہ کار یہ تھا کہ بذریعہ ہم اپنے تربیتی پروگرام مرتب کر کے مرحلہ وار تمام خسارات پیچیں آف آرمی نیاف کے سامنے پیش کر کے منظوری لیتے تھے۔ یہاں تک کہ تو کام آسان تھا جیسے کہ اس وقت پیش آئی جب اپنے پروگرام کو مکمل کرنے کے لیے بھیاروں اور جنگی ساز و سامان کی فراہمی کا مسئلہ درپیش ہوا۔ سب سے پہلے اپنی نیم لے کر میں امریکہ گیا لیکن امریکہ زیادہ تر اپنا پرانا سامان پیچنے میں دچکپی رکھتا تھا اور جنگی مہارت دینے پر تیار نہ تھا۔ یہی حال یورپی ممالک کا بھی تھا۔ بالآخر ہم نے جمیں کا رخ کیا اور جمیں ہمارا قابل اعتماد دوست نتائج ہوا۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے ایسی آسانیاں میبا کر دیں جس سے میرا کام آسان ہوتا گیا، مثلاً:

- پی اد ایف واہ کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل صبح قمر انزمان نے نئی تینکنا لوچی اور اس کی ڈیوپلمنٹ کی پوری ذمہ داری اتحادی اور بغیر کسی دفتری رکاوٹ کے کام کی رفتار تیز رہی۔ وزارت دفاع سے ہمیں پوری سپورٹ ملی۔ جنگی سامان کی رقم کی ادائیگی میں کوئی مشکل نہ ہوتی۔

- جمیں نے ووہی کا حق ادا کیا۔ ہماری ضروریات پوری کیس جدید تینکنا لوچی وی!

## اقدار کی موجودیاں

پنجے جہاں ہمارا پر تپاک خیر مقدم کیا گیا اور ہمیں ایک کانفرنس روم میں لا یا گیا جہاں سول کپڑوں میں لمبیوں متعدد چینی بزرگ ہستیاں ہماری منتظر تھیں۔ میں نے اپنے میزبان سے پوچھا:

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ ہمیں غلط جگہ پر لے آئے ہیں؟"

"نہیں بلکہ ہم آپ کو اپنی معروف و فائی پیداواری کمپنیوں کے سربراہوں سے ملاقات کے لئے یہاں لائے ہیں جو آپ کو بتائیں گے کہ ان کے پاس آپ کو دینے کے لئے کیا کچھ ہے۔"

اور کب تک وہ آپ کو مطلوبہ سامان حرب دے سکیں گے۔"

ہمیں اطمینان ہوا اور اجلاس شروع ہوا۔ سامان کی فہرست جو ہم نے گذشتہ ان کے حوالے کی تھی اس پر بات چیت کرنے میں ایک گھنٹہ لگا اور وہ ہمارا تمام مطلوبہ سامان بغیر کسی پیشگوئی شرط کے دینے پر رضا مند ہو گئے۔ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پیشتر اس کے کام رخصت ہوتے ہمارے میزبان نے پوچھا:

"کیا آپ کو یہی کچھ چاہیے تھا یا کچھ اور بھی ہے؟"

میں نے جواب دیا:

"ہمیں چاہیے تو اور بھی بہت کچھ لیکن ہمیں اپنے وسائل کے اندر رہ کر خریداری کرنی ہے، یعنی 600 ملین ڈالر جو ہمیں فراہم کئے گئے ہیں۔"

"لیکن ہم آپ کے مطلوبہ سامان کی فہرست دیکھنا چاہیں گے۔"

میں نے فہرست نکالی اور ایک ایک آئیم (Item) پر بات شروع ہوئی۔ ہمارے چینی دوستوں نے ہر مطلبے کو خوش دلی سے قبول کیا لیکن جب حساب کتاب کیا گیا تو معاملہ 1.7 ملین ڈالر کے جائز تھا۔

میں نے کہا:

"ہم اتنی ہماری رقم کیسے ادا کریں گے؟"

فراہم کردہ بھیساروں اور نیکنالوچی کو استعمال کرنے کی مہارت دی اور ہمارے افسروں اور جوانوں کو تربیت دی۔ صحیح معنوں میں اس تعاون سے دونوں ملکوں کے درمیان تذویری ای تحریر (Strategic Pivot) قائم ہوا جس کی بنیاد پر اب کی پیک (CPEC) کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے۔

اس طرح چین کے ساتھ ہماری وفاقی شرکت کی بنیاد پر ہی اور ہماری جنگی صلاحیت میں اضافہ ہوا۔ چین کے ساتھ ہماری وفاقی شرکت مثالی ہونے کے ساتھ ساتھ منفرد نوادریت کی بھی ہے۔ اسی شرکت کی بدولت ہماری مسلح افواج اور بالخصوص بری فوج 1971ء کی جنگ کے بعد اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ ہمیں اپنی فوج کی کمزوریوں کو دور کرنے اور مستقبل میں مسلح افواج کو جدید تھانوں کے مطابق ترقی دینے کی شدید ضرورت تھی۔ خوش قسمتی سے 1980ء کا یہ وہ وقت تھا جب بری فوج کو مستقبل کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے ہماری عسکری تیادت اعلیٰ عسکری تعلیم سے ہرین تھی اور ساتھ ہی ہمیں چین کی غیر شرط مدد بھی حاصل تھی ہے۔ ہم رحمت ایزدی کھلتے ہیں۔ یہی وہ عوامل تھے جن کی بدولت پاکستانی فوج دنیا کی جدید ترین فوج بننے کے اهداف حاصل کر سکی اور تو نے فیصلہ کی خود انحصاری حاصل ہوئی۔ جنگ لانے کی صلاحیت میں بے پناہ اضافہ ہوا اور اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ اگر ہم پر جنگ سلطان کی گئی تو نہ صرف کافی دیرینگ اپنا دفاع کر سکتے ہیں بلکہ متوثر جارحانہ کارروائی کے مل میں سے دشمن کے منصوبوں کو ناکام ہاتھ کتے ہیں۔ الحمد للہ ہماری مسلح افواج جدید ترین زر اکاؤنٹ ہیں جن کا شمارہ دینا کی بہترین مسلح افواج میں ہوتا ہے۔

چینی دوستوں کی فراخیلی مثالی ہے۔ ایک دلچسپ حقیقت ہے جو میں یہاں کرتا چاہوں گا۔ 1982ء کے اوائل میں ہم نے مطلوبہ سامان کی تلاش کے لئے چین کا پہلا دورہ کیا۔ ہمارے پاس مطلوبہ سامان کی ایک فہرست تھی اور ہمیں 600 ملین ڈالر کے اندر رہتے ہوئے خریداری کرنی تھی۔ ہماری چینی حکام کے ساتھ تین ملاقاتیں ہو گئیں اور ہمیں بتایا گیا کہ معاملات کو جتنی تکلیف دینے کے لئے ہم چار دنتوں بعد دوبارہ آئیں۔ اگلے ماہ ہم پھر چین جا

بسم جواب علی:

"آپ اپنی سہولت کے مطابق چیزے چاہیں آئندہ پھریں برسوں میں برائے نام  
سرورِ چار جزر کے ساتھ ادا گیں کریں۔"

ہماری خوشی کی انجمنت رہی اور پورے اتحاد کے ساتھ وطن و اپس لوٹے اور کامیابی کی  
کہانی چیف آف آری ساف اور ساتھیوں کو سنائی۔ ہماری زندگی کا یہ ایک یادگار دن تھا۔  
ہماری خود انجصاری کے حصول کا آغاز ہمیں سے ہوتا ہے جب فوج میں میکنالوجی کی  
مختلی خود انجصاری اسلو سازی کے نظام کی وسعت، بحیاروں اور میزائل کے نظام کی ترقی اور  
مکمل سٹریٹیجی مگ کے شعبہ کی ترقی کے نئے دور کا آغاز ہوا، جس کی بدولت ایک دہائی سے  
بھی کم مدت میں ہم نے بھرپور صلاحیت حاصل کر لی۔ جہاں مشکل پیش آئی وہاں غلبہ  
سامنہ داں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی زیر قیادت ماہر سائنسدانوں کی ایک بڑی جماعت موجود تھی  
جو ہر پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچاتی رہی۔

1988ء میں ہم نے الفالد نینک کا تحریر کیا جس نے "پانچ تحریاتی مرحلہ" میں امریکہ  
کے بہترین نینک ایم ون اے ون (MIA1) کو مات دی۔ اسی طرح ہم نے اعلیٰ عینیکی  
بحیاروں، عسکری ساز و سامان اور گولہ بارو دیار کرنے کے میدان میں نوے فیصد (90%)  
تک خود انجصاری حاصل کر لی جو ایک خوب تھا، جس کی تعمیر چین کی عسکری قیادت اور اس کی  
دقائقی پیداواری صنعتوں کی غیر شروع مدد سے ممکن ہوئی۔ کوئی اور ملک اس حد تک ہماری مدد  
نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ان کا منہاد حصہ فوجی ساز و سامان فروخت کر کے پیسے بناتا ہوتا ہے۔  
سوال: چین نے جس طرح ہماری توقع سے بڑھ کر مدد کی اس کے بارے کچھ کہنا  
چاہیں گے؟

جواب: چین کے عوام انجمنی قلاع اور کھلے دل کے لوگ ہیں۔ انہوں نے کبھی  
ہماری اندر ونی سیاست میں دل اندازی نہیں کی تھی وہ ہماری حکومتوں کو گرانے اور ہاتھ  
کے کروں کھیل میں ملوث ہوئے ہیں اور نہ ہی ہماری فوجی یا سولیجن حکومتیں ان کی ترجیحات

میں شامل رہی ہیں۔ ان کی واحد ترجیح پاکستانی عوام کی بھائی ہے اور یہی وہ اتعلق ہے جس کی  
 وجہ سے دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے ہیں ایسا  
احتراام جو کسی اور ملک کے نسبت میں نہیں ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اسی  
دقائقی اشتراک نے ہمیں الفالد جیسا نینک کیش اچھی کردار کا حال بنتے ایف-17 تھندر طیارہ  
اور جدید ترین فریگریٹ ایف-22 بھری جہاز دیے ہیں اور ایسی سب میرین بنانے کا کام بھی  
شروع ہو چکا ہے۔ اسی تعلق کی بنیاد پر آج پاک ٹیکنیکی اقتصادی رہنمائی (CPEC) کے  
ضمنوں کی غارت تقریر ہو رہی ہے۔ یہ کامیابی نہ صرف پاکستان کے لئے ترقی و امن کی  
ہماتن بُلکہ پورے خلیل کی اقتصادیات میں انتساب لانے کا پیش خبرہ ٹابت ہو گی۔  
وہ ملکوں کے اشتراک سے ہمارا مذہبی اتنی محور تھم ہوا۔ عسکری تعاون کا یہ عمل ایک  
مذہبی اتنی حقیقت ہے جو دشمنوں کے عزم کے خلاف ایک مضبوط چنان ہے تو یہی سلاحتی اور  
ترقبی و کمال کی ہماتن بھی ہے۔ دونوں ملکوں کا یہ اشتراک ہمارا مذہبی محور (Strategic  
Pivot) ہے۔ الحمد للہ، ہم نے اب وہ صلاحیت حاصل کر لی ہے جس کی بدولت اپنی  
مذہبی اتنی سوچ کو جنگی مضمونوں سے ہم آہنگ کیا ہے، یعنی پہلے عمل کرنے (Pre-emption)  
اور جارحانہ دفاع کی صلاحیت (Offensive Defence) میں حقیقت کا رنگ بھرنے اور حربی  
قوت کے خلاف فیصلہ کن جنگ لانے کی صلاحیت میں اہداف حاصل کئے ہیں۔ یہ ایسی  
صلاحیت ہے جو بذات خود "مزاحمت" بھی ہے اور جنگ شروع ہونے سے پہلے یہ فتح یا ب  
ہونے کی نوید بھی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ کپیوٹر میکنالوجی پر کام شروع ہوا۔ ڈاکٹر اکرم چوہبدی (مرحوم) جو  
چکری گاؤں سے تعلق رکھتے تھے، ان کا امریکہ کی سکون ویلی Silicon Valley میں بڑا کاروبار  
تھا، ان سے معاہدہ ہوا۔ میں ایران گیا اور وہاں سے چند چھوٹے بحیاروں کی میکنالوجی جو  
ہمارے پاس نہیں تھی وہ لے آیا۔ اس طرح کوئی گیارہ مختلف پروجیکٹس (Projects) پر کام  
چاری رہا۔ اسی دوران ان ایک مربوط مضمونے کے تحت ہم نے مختلف مضامین میں جو ہمارے

تریکی پروگرام کے لئے ضروری تھے اپنے آفسرز کو امریکہ اور دوسرے ممالک میں تعلیم کے لئے بیجا اور 1990ء تک گیارہ پی ایچ ڈی (Ph.D) اور 170 کے قریب ایم ایس سی (M.Sc) اور گرینویشن نے تعلیم کمل کر لی۔

یہ سلسلہ اس کے آگے بھی جاری رہا۔ ہمارے نوجوان آفسرز ہر بڑے بصلاحیت ہیں وہ جو دن ملک (Foreign) گورنری میں ناپ پوزیشن حاصل کرتے رہے جنہیں ہر چھ ماہ بعد میں خود انعام دیتا تھا۔ ان کی کارکردگی کی بدولت ہمارا مازراتیزیشن پروگرام صحیح معنوں میں ہائج پیسٹ (Knowledge based) (Knowledge based) پروگرام بن گیا جس کی افادیت انشاء اللہ 2025ء تک قائم رہے گی۔ یقیناً ہمارے سائنسدان اور افسر اس پر مزید کام کرتے رہیں گے اور جدید ترین تکنالوژی کو دفاعی نظام میں شامل کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ پاک فوج ناقابل تغیر رہے گی۔

جزل نیا نے 1985ء میں ایک نیا سیاسی نظام لانے کا ارادہ کیا۔ ان کی حکومت کو 9 سال ہو چکے تھے جب انہوں نے ملک میں سیاسی نظام بحال کرنے کا فیصلہ کیا۔ مجھے اور جزل حیدر گل کو یہ ذمہ داری دی کہ "ملک کے سیاسی ماحول کو نظر میں رکھتے ہوئے تحریک کیا جائے کہ سیاسی نظام کی بحالی کے لئے طریقہ کار کیا ہوتا چاہیے اور کب اس پر عمل کیا جائے۔" ہم یعنی گئے، تفصیلی جائزہ لیا اور وہ نئے بعد پورت جزل نیا، کو چیز کرو دی۔ انہوں نے ہمیں بایا، بحث ہوئی۔ شمارشات پر ہمیں جن کا خلاصہ یہ تھا:

"ای وقت آگیا ہے کہ صاف سخنے ایکیش کرا کے اقتدار عوای منصب نمائندوں کو منتقل کر دیا جائے اس عمل سے قوم آپ کو اچھے الفاظ میں یاد رکھے گی۔"

پھر وہ سوچتے رہے، پھر بولے:

"چاہیے ہو کہ بچانی کا پہندا میرے گے میں ہو۔"

میں نے کچھ معمولی خاتمیں ٹھیٹ کرنا پاچا ہیں لیکن اجازت دیلی۔ ہم خاموش ہو گئے۔ جزل نیا نے غیر بہامی بنیادوں پر انتخابات کرائے جن میں پاکستان ہیپز پارٹی نے

حدس۔ نہیں لیا اور نگہ خان جو نجی کی حکومت قائم ہوئی۔

اسی دوران میری پوسٹنگ تھی ایچ کیو سے پشاور 11 گورنمنٹر کی حیثیت سے ہو گئی۔ انفاسان پر روتی باریت کی وجہ سے اس کو کی بہت اہم ذمہ داریاں تھیں۔

1986ء میں بھارت کے چیف آف آرمی نائب جنرل کرٹھا سواہی سندھی نے براہ میک (Brasstack) مشقیں شروع کیں جو ان کی دیشان کمانہ کے ذمہ داری کے علاقے میں شروع ہوئیں جو بھارتی مشرقی سرحدوں سے متصل ہے۔ ان مختوقوں کے لئے ان کی کتنی لاکھ فوج راجستان میں پختہ ہوئی۔ ہزاروں نیک اور بکتر بندگاڑیاں بھی سرحدوں کے قریب پہنچا دی گئیں۔ ان کے چند بھرپور جہاز بھی کوئی کریک کے ارد گرد منڈلاتے پائے گئے۔ بھارتی عسکری قیادت کے مطابق ان مختوقوں کے دو مقاصد تھے:

۱۔ وہ اپنے میکانگی وستوں کی صلاحیتوں کا چائزہ لیتا چاہتے تھے۔

۲۔ فضائی اور بھرپور جہازوں کی مشرک مختوقوں میں بری فوج کی صلاحیت پر کھانا چاہتے تھے۔

سکیورٹی انفارمیشن کی ویب سائیٹ گلوبل سکیورٹی نے اسے دوسری جنگ عظیم کے بعد فوجوں کا سب سے بڑا اجتماع قرار دیا اور کہا کہ نارتھ ایلانک ٹرینی آر گنائزیشن (نیو) کی کسی بھی فوجی مخفی کا جنم براسٹیک کے جنم کے برابر نہیں تھا۔ نیو کی قیادت کا خیال یہ تھا کہ گرچہ بھارت کی عسکری قیادت بھی کہتی رہی کہ وہ اپنے حرربی مخصوصوں میں نئی حکمت عملی کو آزمائے کے لیے ان مختوقوں کا اہتمام کر رہے ہیں لیکن بھارتی فوج کے چند سیکرٹ کمانڈروں نے ان مختوقوں کے مقاصد کو ایک نیا رخ دینے کی کوشش کی جبکہ بھارتی آرمی چیف سندھی کا بیانیادی مقصد فوج میں تنفسی اصلاحات اور نئے کاپسٹس (Concepts) کا تجویز کرنا تھا۔ ہماری ایئلی جنس ایئنسیاں اور وزارت خارجہ بھی چوکس تھیں۔ وزارت خارجہ نے بھارتی غیر ایس کے ٹانکوں کو طلب کیا۔ وزیر ملکت برائے امور خارجہ زین نورانی نے ایسیں صدر پاکستان کی طرف سے یہ پیغام دیا کہ اگر پاکستان کی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق ہوا تو پسندوستان کو ناقابل تلافی نہیں پہنچے گا۔ یہ تھے وہ حالات جب جزل نیا نے مشاورت کے لئے جی

اچ کیوں اجلاس طلب کیا۔

ہماری ائمی جنس کے نمائندوں کی مختصر رائے تھی کہ صورت حال بہت خطرناک ہے۔

بھارت کی نیت خراب ہے اور اس کے لئے پاکستان کو فوری طور پر وقاری اقدامات لینے چاہیں۔ میں نے اس تجزیے سے اختلاف کیا اور اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ:

”بھارت کی اتنی بڑی فوج کا ایک جگہ اکٹھا ہونا دشمنی نہیں ہے۔ یہ سارے اٹھے ایک ہی توکری میں رکھنے والی بات ہے۔ اس کے چیچے کوئی جگلی مقاصد ہیں تو ہمیں چاہیے کہ رادی چناب کے دو آبے میں ہم اپنی جارحانہ فورس (Strike Force) بحیثیت دیں اس سے بھارت کا کشمیر سے رابطہ منقطع ہو جائے گا اور پھر بھی ہمارے پاس اتنی صلاحیت موجود ہو گی کہ اپنی سرحدوں کی موثر حفاظت کر سکیں گے۔“

لیکن اکثریت کی رائے تھی کہ بھارت کی فوج پاکستان کے خلاف بھرپور جگہ کی تیاری کر چکی ہے لہذا اس سوچ کے تحت فوج کو آپریشن پلان کے مطابق سرحدوں پر بھج دیا گیا۔ سب سے پہلے 5 کور کو ڈپلائے (Deploy) کیا گیا۔ بکتر بند دستے اور میکلوں کی یونیٹ ان کی زمین کمان کروئیں گے۔ جنوبی فضائی کمان کو چوکس کر دیا گیا۔ پاک نیوی کے جگلی جہاز اور آپریشنی نیکانوں سے نکل کر بحر عرب کے کھلے سمندر میں پہنچ گئیں۔ ان اقدامات کا رد عمل یہ ہوا کہ بھارت نے اپنی مشقیں روک دیں اور فوراً دو افسوسی ڈویژن رادی چناب کاریزہ درمیں بھیج کر سے محفوظ کر لیا۔

بھارت کے ان اقدامات سے یہ بات واضح ہوئی کہ سندرتی کا مقصود پاکستان کے خلاف جگہ کرنا نہیں تھا ورنہ اپنی مشقیں روکنے کی بجائے بھارتی فوج ہماری سرحدوں کی جانب پہنچنے۔ ہماری اس حکمت عملی کے سبب ہمارا نقصان یہ ہوا کہ ہمارا دار پلان (War Plan) افشا ہو گیا۔

رنیائزمنٹ کے کچھ سالوں بعد میں ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے نادوے (Norway) گیا۔ وہاں جنگ سندرتی بھی موقوتے۔ ان سے بڑی ولپھپ باتیں ہو گیں۔

لوگ جریان تھے کہ یہ دونوں گھنٹم تھا ہونے کی بجائے مسلسل باتوں ہی میں لگے ہوئے ہیں۔ براں نیک مشقوں کے متعلق انہوں نے خود واضح کیا کہ ”جگہ ہمارا مقصود نہیں تھا۔ ہمیں تو تنقیٰ اصلاحات کا تجربہ کرنا تھا، سالہا سال کے وجود کے بعد یہ مشقیں ضروری تھیں۔“ روس نے 1980ء میں افغانستان پر حملہ کیا جو اس کی تذویری ای مجبوری تھی کیونکہ تمام تر جغرافیائی وسعت کے باوجود اس کے پاس کوئی ایسی بندرگاہ نہیں ہے جو سارا سال کھلی رہے۔ ان کی تمام بندرگاہیں سردیوں میں بر قراری کی وجہ سے کئی کئی میکنیوں تک بند رہتی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی بندرگاہ مشرق میں لاڈیو اسٹک ہے جہاں سردیوں میں درجہ حرارت نظم انجام دے سے بھی نیچے گر جاتا ہے اور بندرگاہ کو کھلا رکھنے کے لیے برف ٹکنیں مشینوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس کے پر یکس امریکہ کے شرق میں نیویارک کی بندرگاہ ہے جو خط استوایے اتنی سی دوری پر واقع ہے جتنی لاڈیو اسٹک لیکن قدرت نے اس پر یہ احسان کیا ہے کہ اس کے شرق میں بحر اوقیانوس میں گرم پانی کی ایک روہتی ہے جو قدرتیاً تمدنِ سویں صدی چڑھ دی ہے۔ اس کی وجہ سے نیویارک میں سردیوں میں بھی درجہ حرارت نظم انجام دکنے میں پہنچتا اور بندرگاہ سارا سال سکھل رہتی ہے۔

اس مسئلے کے حل کے لیے روس کی بیویٹ سے یہ خواہش رہی ہے کہ وہ گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرے۔ اور ہر مفری طاقتیں اور برطانیہ کو بھی اس کا بخوبی اندازہ تھا۔ برطانیہ نے برصغیر پر قبضے کے بعد پشاور اور لندن کوں تک جور ملے لائیں بچھائی تھی اس کا مقصود یہاں کے لوگوں کو سہوئیں فراہم کرنا تھا مگر اس کا مقصود یہ تھا کہ بوقت ضرورت وہ اپنی فوجیں اور اسلحہ تیزی سے شمال کی طرف پہنچائیں اور روس کی مکانیوں پیش قدمی روک لیں گے۔

سوال:..... روس کو گرم پانیوں تک پہنچنے کی ضرورت تھی لیکن کچھ تدبیریں امریکہ نے بھی کیں جس سے روس کی جانب سے جاریت کی ترغیب ہوئی اور امریکہ کی سازش کا میاب ہوئی۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب:..... سازشیں اور جوڑ توڑ تو ان بڑے مکملوں کا وظیرہ رہا ہے لیکن اس سازشی حکمت

عملی کو امریکہ کے دانشور اور حکومت کے مشیر برائیں نے اپنی کتاب گرینڈ جس بورڈ (Grand Chess Board) میں لکھتے ہوئے گیم پلان (Game Plan) بھی دیا ہے: "یوریشیا پر جس کا کنٹرول ہو گا وہ پوری دنیا پر دسروں حاصل کرے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ یوریشیا میں امریکہ کا کوئی مدتقل سامنے نہ آتے پائے جو امریکے کی بالادستی کو چیلنج کر سکے۔"

امریکہ نے اس منصوبے پر عمل کیا اور افغانستان میں ایسی سیاسی تبدیلیاں پیدا کیں جو روس کے مفادات کے خلاف تھیں اور روس اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر افغانستان پر حملہ آور ہوا۔ اس چاریت کے خلاف پاکستان بھی امریکہ کا ہم نواہن گیا۔ امریکہ نے مجاہدین کو استعمال کیا جو روسی استعمار کے خلاف برسر پیکار ہوئے۔ صدر جزل نیا، الحن نے امریکہ کے ساتھ عمل کر رہی چاریت کے خلاف جنگ کا فیصلہ کیا۔ اس جنگ کی اصل قوت وہ جہادی تھے جو افغانستان و پاکستان کے پختونوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے ستر ممالک سے آئے ہوئے سرفوش تھے جنہوں نے روس کو ٹکست دی۔

دس سال کی طویل نیکھش کے بعد روس کو حساس ہوا کہ وہ افغانستان کی جنگ نہیں جت سکتا۔ اس جنگ نے ان کی میویٹ کو برپا کر دیا تھا اور خود ان کی فوج ان پر بوجھ بیٹھی تھی۔ میخانہں گورباچوف جب کیونٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری جزل مقرر ہوئے تو انہوں نے روی فوجوں کو افغانستان سے نکالنے کا فیصلہ کیا جس کے لئے انہیں کسی آبرومندانہ ذریعے کی تلاش تھی۔ اسی دوران 14 اپریل 1988ء کو جنہوں میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں امریکہ، روس، افغانستان اور پاکستان شامل تھے۔ اس معاہدے کے مطابق روس نے افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لیئی تھیں اور افغانستان میں ایک محکم حکومت قائم کرنے کی کوششیں کی جانی تھیں۔ روی کوششوں سے افغانستان کے صدر ہیرک کارل کو بنا کر نجیب اللہ کو جو افغانستان کی کیونٹ پارٹی کے سکریٹری جسل تھے افغانستان کا صدر بنادیا گیا جو روس کے خیال میں زیادہ موثر تھے اور روی فوج کے انخلاء کے دوران اُن وامان قائم رکھ سکتے تھے۔ 15 مئی 1988ء

کور دی فوج کا انخلاء شروع ہوا اور 15 فروری 1989ء کو یہ انخلاء کامل ہوا جو غیر متوقع تھا۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ 1987ء میں افغان جنگ میں اہم موڑ آیا تھا جب افغان چادریوں کو امریکی سٹنکر میزائل ملے۔ روی چاریت کے خلاف جنگ جاری تھی۔ رویوں نے نیلی بورن (Heliborn) کامنز و بریگیڈ (Spitnaz Brigade) جنگ میں شامل کر دیے تھے جس سے مجاہدین کو مشکل کا سامنا تھا۔ میں گیارہ کور کی کمانڈ کر رہا تھا جو پشاور میں اقیانسات تھی۔ اس جنگ سے قطعاً ہمارا کوئی تعلق نہ تھا لیکن سرحد پار حالات پر انظر رکھنا ہمیزی ذمہ داری تھی۔ امریکی بیٹت کام Centcom سے جزل کریسٹ (Christ) دورے پر آئے۔ انہوں نے ہمارے کوہہین کو اور ترک کا بھی ذمہ دارہ کیا جہاں میں نے انہیں برپنگ دی اور ہتایا کہ روی کمانڈوز کے آئے کے بعد سے مجاہدین سخت دباؤ میں ہیں نارکا رہے ہیں اور اگر یہ سلسلہ چاری رہا تو ان کے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔"

ان کو حیرت ہوئی، ہر زاویے سے سوالات کے اور اسلام آباد جا کر متعلق لوگوں کو خبردار کیا۔ ہندوستان بھی یہ خیر پیشی تو جزل دکم (General Wikham) پاکستان کے دورے پر آئے۔ میرے کوہہین کو اور ترک کو ذمہ دارہ کرنا چاہتا کہ تمام امور پر تفصیلی معلومات حاصل کر سکیں لیکن ان کے دورے سے پہلے وزارت دفاع سے جزل رہبہ محمد اقبال تفصیلی برپنگ لے کر آئے۔ میں نے پڑھا اور ان کو ہتایا کہ:

"یہ برپنگ درست نہیں ہے میں وہ برپنگ دوں گا جو میں درست سمجھتا ہوں۔"

بولے "آپ کو معلوم ہے یہ برپنگ جزل نیا نے پیش کیا ہے۔" میں نے کہا "تو جزل نیا کو بتا دیجئے کہ الٰم یہ اپنی برپنگ دے گا جو وہ صحیح سمجھتا ہے۔"

اس طرح جزل و کیم کی برپنگ کیسل ہو گئی۔ ان با توں کا اثر یہ ہوا کہ امریکہ نے مجاہدین کو سٹنکر میزائل دینے کا فیصلہ کیا جن کی مدد سے روس کے گن شپ نیلی کاپڑوں کو نشانہ نہیا جاسکا۔ ان میزائلوں کی فراہمی سے جنگ کا

نقش بدل گیا۔ اس طرح روس کی تھکست میں میرا بھی روں ہے۔ اسی کے بعد روں نے اپنی تھکست کو مانتے ہوئے دہان سے نکل جانے کا انسداد فیصلہ کیا۔ اسی فیصلے کا نتیجہ ہے کہ آنے والے افغان طالبان کا قابل اعتماد دوست ہے۔ اور اس کے عکس امریکہ تھکست کھانے کے باوجود بھی سازشوں میں لگا ہوا ہے۔ طالبان کی مراحت کے سامنے بے بس اور مجبور ہے۔ یہ صورت حال امریکہ جیسی عالمی طاقت کے لئے کسی الیے سے کم نہیں ہے۔

سوال: غالباً اسی سوچ کا نتیجہ ہے کہ امریکہ اور بھارت کی اسٹریجیک پارائزپ کو عملی عمل وی گئی ہا کہ جن کا گھر اڑ کیا جاسکے اور پاکستان کو بھی دباؤ میں رکھا جاسکے۔ اس منصوبے کو قابل عمل بنانے کے لئے امریکہ نے اپنی عسکری قوت کو یورپ سے شرق بحیرہ کے علاقوں تک منتقل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان عالمی شطرنجی چالوں کے تاثر میں افغانستان کے حالات اور فریقین کی جگہ تیاریاں اور بھی اتم ہیں۔ امریکہ کے ساتھ دوائی مذہبی ای ای شرکت (Strategic Defence Partnership) کے بعد بھارت کو علاقے میں بالادستی حاصل ہو گی جس طرح امریکل کو مشرق وسطی میں حاصل ہے۔ فوجی اہمیت کے ہائی تکمیل تھیار اور حریقی سامان امریکل کے ہاتھوں بھارت کو مانا شروع ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں پاکستان کی حکمت عملی کیا ہوئی چاہیے؟

جواب: یہ وقت پاکستان کے لئے بڑا اہم ہے۔ ہمیں فہم و فراست سے کام لینے کی ضرورت ہے اور یہ سمجھنا لازم ہے کہ افغان قوم نے اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کیا ہے۔ ان کی کامیابیوں کے سامنے عالمی طاقتیں پڑوی ممالک اور دشمن مجبور و بے بس نظر آتے ہیں۔ مشیت ایزدی نے طالبان کے مسلم ارادوں کی عقیم الشان کامیابیوں کا تعین کرتے ہوئے اس پیغام کو تقویت پہنچائی ہے کہ بخش سامان حرب کی فرداوی کامیابی کی شہادت نہیں ہوتی۔ اصل کامیابی ان لوگوں کے اخلاقی طابطوں پر محصر ہے جو اصولوں پر سودے بازی نہیں کرتے اور اپنی بھٹکوں کا نشان ہاتا جاتے ہیں۔ طالبان نے قادر مطلق کی مدد پر بھروسہ کیا ہے جس کے سامنے آج دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں بے بس ہیں۔ امریکہ نے تمام حربے استعمال

کرنے لگن طالبان کو ان کے موقف سے بچنے پر مجبور نہیں گر سکا ہے۔ طالبان کا مطالبہ ہے کہ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارے ناپاک قدم افغانستان کی سر زمین سے کب فلکیں کے بھی مذاکرات شروع ہو سکتے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے تمام ترمذی بخشندهوں اور سازشوں کے باوجود طالبان کے حملے چاری ہیں جو امریکہ کے لیے جانکاہ ثابت ہو رہے ہیں۔

تو موں کے عروج وزوال اور عالمی طاقتیں کی جنگوں کا مطالعہ کریں تو افغانستان اور دنیا کی دو پر پادر یعنی روں اور امریکہ کے خلاف افغان جنادیوں کی کامیابی نہ صرف مثالی ہے بلکہ عبد ماخی کی جنگوں سے مماثلت بھی نظر آئے گی۔ مثلاً 1683ء میں سلطنت ٹھانیہ کے لشکروں نے ویانا(Viana) کے حصار کو دوسری بار توڑنے کی کوشش کی تو بری طرح ٹھانیہ کی ہوئی اور پھر نہیں سے اس کی ناکامیوں کا سلسلہ شروع ہوا جو سلطنت ٹھانیہ کے زوال کا سبب ہوا۔ اسی طرح کامل اور ویانا میں ایک مماثلت نظر آتی ہے۔ 1990ء میں کامل سے سوویت یونین کی تھکست و ریخت کا منظہ ساری دنیا نے دیکھا اور آج ہم امریکہ کی تھکست اور اس کی اخباروں سالوں کی ناکام جنگ کا حشرد کیوں رہے ہیں۔ امریکہ امن کی بھیک مانگ رہا ہے اور افغانیوں کا مطالبہ ہے کہ "یہاں سے نکلو" تم نے اور پاکستان نے 1990ء میں ہمیں دھوکہ دیا جب کہ فائح کی حیثیت سے ہمارا حق تھا کہ ہم امن کی راہوں کا تعین کرتے۔ اللہ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے کہ "خواہ تمہارا دشمن طاقت میں تم سے کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور اگر تم ثابت قدم رہے تو تمہارا دشمن پہنچنے پھر کر بھاگ جائے گا۔" دشمن ناکام ہے اپسًا ہو چکا ہے، صرف اس کی سازشی دم اُنکی ہوئی ہے۔

روں کی تھکست اور پسپائی کے بعد افغان مجاهدین کو اپنی حکومت بنانے سے روکا گیا اور اسی حکومت ہائی گئی جس میں مجاهدین افغانستان کا کوئی حصہ نہ رکھا گیا۔ شمالی اتحادی حکومت ہندی گئی اور انہیں کامل لا کر اقتدار سونپ دیا گیا۔ اسی سبب خانہ جنگی شروع ہوئی اور افغان مجاهدین دہشت گرد کہے جانے لگے۔ اس جنگ کے سبب افغان مجاهدین کے اندر سے نوجوان قیادت ابھری ہے طالبان افغانستان کہا گیا۔ اگست 1994ء میں قندھار کے مشافعات کے

ایک مرد سے کے سر بر او ملا عمر کی زیر قیادت صرف 45 افراد پر مشتمل گروہ نے مقامی آبادی اور دیگر ملک بائے زندگی کی مکمل تائید سے 1994ء میں قلعہ خار پر قبضہ کر لیا۔ 1994ء اور 1995ء کی مدت میں طالبان کو افغان عوام کی جانب سے حیران کن پڑیا۔ میں جس سے طالبان کو مزید آگے بڑھنے کا حوصلہ ملا۔ ان کی کامیابی کا اراز بھی تھا کہ تمام مدنی طاقتیوں نے اپنے آپ کو اعلیٰ سیاست ان کے حوالے کر دیا تھا۔ صرف ان مقامات پر ان کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا جو احمد شاہ مسعود اور رشید دوست کے زیر کنٹرول تھے۔ ایک ایک کر کے طالبان ان کو قبضہ دیتے گئے اور 2001ء میں افغانستان کے زیادہ تر ملکے ان کے تسلط میں آ گئے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ طالبان کی تحریک کا وجد جو میں آتا اندر وون ملک موجود سماجی برائیوں کے خلاف جماد کا عمل تھا۔

افغانیوں کے ایمان و ریقین کی یہ بلندیاں ہیں جو ان کے نظریہ حیات کو جلاہ بخشتی ہیں پاکستانی قوم کو سبق درہنمائی دیتی ہیں جس طرح سے مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کی روشنی خلق خدا کو تباہت بخشتی ہے۔

افغان جماد کے دوران جزل نیاء کا گردوارہ بڑی اہمیت کا حامل تھا اور رویوں کی پہلی کے بعد ان کا مقام جمادیوں کے دوست اور مد دگار کے لحاظ سے بڑا اہم تھا اور یہ صورت حال امریکہ کی بدی ہوئی حکمت عملی کے سامنے رکاوٹ تصور کی جاتی تھی۔ دراصل رویوں کے انخلاء کے بعد امریکہ نے یونیون لے لیا۔ مجاهدین دہشت گرد کہے جانے لگے جو جیتنی ہوئی قوت تھے اور انہی کا حق بنتا تھا کہ وہ مستقبل کی امن کی راہوں کا تینیں کرتے اور انتقال اقتدار کی ذمہ داریاں پوری کرتے لیکن سازش کے تحت شاہی اتحاد کو اقتدار سونپ دینے کی تیاریاں شروع ہوئیں جو خانہ جنگی کا سبب بنیں۔ یہ سارا مکمل ایک فریب تھا جو امریکہ نے کھیلا۔ وہ خیس چاہتا تھا کہ افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہو اور پاکستان، ایران اور وسطی ایشیا کے ممالک پر امن ہوں۔ مسکنم ہوں اور آج بھی یہی وہ سازش ہے جو خود امریکہ کی شرمناک قبضت کے بعد طالبان کے خلاف جاری ہے۔

سوال:..... امریکہ کی سازشوں کے نتیجے میں افغان خانہ جنگی کے طالبان ایک قوت بن کر ابھرے ہیں جنہوں نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو قبضہ دی ہے۔ یہ قابل قبضہ طاقت کیا ہے؟

جواب:..... طالبان افغان قوم کی اجتماعی مدنیتی قوت کا نام ہے جس کے سامنے دنیا کی دو پر طاقتیں قبضہ کھا چکی ہیں اس لئے ان کو سمجھتا اور ان کی سوچ اور عمل کو جانا ضروری ہے۔ افغانستان اور اس کے ملحق علاقوں کی سلامتی اور اہم کا تصور طالبان کی سوچ اور ترجیحات کو سمجھے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں طالبان سے متعلق بڑی تاثر فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ لہذا طالبان کی اصلیت جانے کے لئے ان کا پہ منظر ہیاں کرنا ضروری ہے کہ وہ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اور کس طرح افغانستان کے سیاسی افق پر چھا گئے ہیں؟

طالبان کا مطلب ہے طالبان علم۔ موجودہ طالبان کی جزوی خراسان (فارس) کی تاریخ سے ملتی ہیں جو خلافت بنداد کا ایک صوبہ تھا جس کی سرحدیں افغانستان تک تھیں۔ افغانستان کی تاریخ میں طالبان کی موجودگی گذشتہ کئی صدیوں پر محیط ہے۔ ان کے لئے ”معلمین اور طالبان“ یعنی القابات عموماً استعمال ہوتے ہیں جن کو معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے ماہی میں ہر مشکل وقت میں یہ رونی چاریت اور معاشرتی مذاہ پر متعدد اصلاحی کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ سو دیت یونیمن کی چاریت کو روکنے کے لئے انہی طالبان نے اپنے اساتذہ کی زیر کمان ہر اول دستے کا گردوارہ ادا کیا تھا۔ یہ ان مدرسوں کی پیداوار ہیں جو افغانستان کی نظریاتی، معاشرتی اور قومی قدر دوں کا تینیں کرتے ہیں۔ تویں صدی ہیسوی میں جب خراسان میں اسلام کا سورج طوضع ہوا تو اسی وقت مدرسون کا قیام عمل میں آیا جہاں سے سلسلہ تعلیم و تدریس شروع ہوا جس طرح موجودہ دور کی یونیورسٹیاں ہیں۔ ان مدارس نے ملکہ دانشور ریاضی دان، حکماء اور مسکری ماہرین پیدا کئے۔ مولا ناروں، فردوی، جائی، اہن، بینا، امام، بخاری اترنڈی اور دیگر بے شمار شخصیات ان ہی مدارس کے قارئ اتحصالیں تھے۔ نامور مسکری ماہرین شہاب الدین غوری، محمود غزنوی، احمد شاہ عبدالی اور نامور بزرگان دین ملی ہجویری

(داتا کنچن جنگ) خوبی میں الدین حشی حسی جید ہستیاں انہی مدارس سے تعلق رکھتی تھیں۔

الفرش مدارس نے مذہبی اور دینی ادبی تعلیم کا حسین نمونہ بیٹھ کیا جس کو "دعاۃ اور جہاد" سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جس کا مظہر ہے علم حاصل کرنا اور نا انسانیوں اور مظلوم کے خلاف چدو جہد کرنے کی ترغیب دینا۔ یہ امر دلچسپ ہے کہ احادیث اور قرآنی معرفت کیا ہیں صحیح ہتھ اور اس خراسان کے مدارس میں امام ہفاری، ابو داؤد امام ابن ماجہ، امام مسلم اور امام ترمذی جیسے نامور علمائے دین اور دانشوروں نے ہی لکھی تھیں۔ یہ مدارس محض حصول تعلیم کا ذریعہ ہی نہ تھے بلکہ عسکری تربیت کے مرکز بھی تھے جہاں تھیاروں کے بغیر جہاد کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نوجوان نسل کے دلوں کو خدا کی وحدت سے اُن مدارس نے روشناس کرایا جو کہ ہر مسلمان کی نظریاتی اساس ہے۔

قیام پاکستان سے پورے دو سو سال پہلے 1747ء میں احمد شاہ درانی نے مملکت افغانستان کی پیغادی اُولیٰ ایران کی طرح افغانستان بھی ان مدارس کے نظام سے ملک رہا ہے جو کہ اسلامی سوچ کا محور اور اندر و بیرونی جاریت نا انسانیوں اور ہر قسم کی برائیوں کے خلاف کر رہتے ہیں کی ترغیب دھتا ہے۔ اسلامی انقلاب ایران 1978ء کے مрукب میں مدارس بنے جہاں سے برائی کے خاتمے کے لیے نظریاتی تحریک و دو کامل شروع ہوا اور انہی مدارس کے عالم دین آیت اللہ سید روح اللہ فہمنی اور ان کے رفقاء نے اسلامی انقلاب ایران کو قیادت مہیا کی۔

ماضی میں افغانستان کے طالبان نے پیادہ سپاہیوں کی حیثیت سے محمود غزنوی شہاب الدین غوری اور احمد شاہ ابدالی کے جنڈے تکے جنگلوں میں حصہ لیا جبکہ مااضی قریب میں انہوں نے "روشنی تحریک" کے نام سے (75-1525) میں شاہ محمود کی زیر کمان صفوی شہنشاہیت (15-1710) کے خاتمے میں اتم کر دار ادا کیا۔ یہی دہلا اور طالبان تھے جنہوں نے برطانیہ کے جنڈے تکے لازمے والے ہندوستانی فوجیوں کو افغانستان کی طرف پیش کی قدری سے روک دیا تھا۔ ملک شور بازار نے برطانیہ اور افغان شہنشاہ لامان اللہ کے خلاف مراجعت

کرنے پر بڑی شہرت حاصل کی۔

افغانستان پر روسی جاریت کے خلاف طالبان نے مراجعت کی تھی تاریخ رقم کرتے ہوئے روسی عالمی سپر پاور کو شرمناک تھکت سے دو چار کیا۔ افغان جہاد میں ستر مہماں کے آئے ہوئے جہادی شامل ہوئے جنہیں امریکہ، پاکستان اور دوسرے اتحادیوں نے سودویت یونین کے خلاف سکھلے عالم استعمال کیا۔ جب افغانستان پر روس کے قبیلے کے وقت یہ مدارس جبرا بند ہو گئے تو تزاہہ تر طلبہ پاکستان کی طرف ہجرت کر کے یہاں مدرسیوں میں مقیم ہو گئے۔ جب اس حقیقت کا اور اک ہو گیا کہ روسیوں کو افغانستان سے ہاتھ انہیں نکالا جا سکتا تو سعودی حکومت کی مالی مدد اور پاکستان اور امریکہ کی مشترکہ تائید سے پاک افغان مرحد کے ساتھ ساتھ "نظریاتی تحفظ" کے لیے مدارس کا ایک سلسلہ قائم کیا گیا اور انہی مدارس نے جہاد کے لیے بنیادی مدرسیوں کا کردار ادا کیا۔ لہذا ان مدارس کو پاکستان پہنچ پارٹی، جمعیت علماء اسلام یا آئی ایس آئی کی پیداوار ترقار دینا قلعی خاطر ہے۔

بعد ازاں طالبان اپنے سرداروں کی زیر کمان مجاهدین کے ساتھ مل گئے۔ مثلاً پروفیسر بربان الدین ربیانی، عبدالرب رسول سیاف، صحبت اللہ مجددی، غلیلی، یوسف خالص، نبی محمدی، انجینئر گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود نے ان کی قیادت کی۔ 1989ء میں افغانستان سے روسیوں کے اختفاء کے بعد اکثر دیشتر طالبان سلسلہ تعلیم جاری رکھنے کے لیے افغانستان واپس چل گئے جہاں مدارس دوبارہ کھل گئے اور جو مدارس پاکستان میں کھولے گئے تھے وہ بھی اپنے قلعی مسٹانگ میں مصروف رہے۔

سوال: ..... افغانستان میں روس کی پسپائی کے بعد بھی اُن قائم نہیں ہو سکا، اس کی کچھ دو جوہات تو آپ نے بیان کر دی ہیں۔ امریکہ کا افغانستان کی موجودہ صورت حال میں کیا کروار ہے اور حکومت پاکستان کی کیا پالیسی ہوئی چاہیے؟

جواب: ..... امریکہ افغانستان میں رہتے ہوئے اپنی سازشوں پر عمل درآمد کر رہا ہے تاکہ عالمی جہاد کے نتیجے میں انہری ہوئی طاقتیوں کو دبا سکے۔ کئی طاقتیں جن کا تذکرہ اور پر بیان

آئی۔ عرب ممالک کے دلوں میں ایران کا خوف بخواہ کر اسرائیل کو تباہ کیا گیا کہ جنگ کی حکمت عملی ہائے کہ کس طرح ایران کو طاقت کے زور پر تباہ کرو۔ امریکہ اور اتحادی اس کی ہر طرح کی مدد کریں گے۔ اس دہشت گردی کا سلسلہ جاری تھا کہ ایران نے سازش کو ناکام ہاتے گے لئے یمن کی جانب سے سعودی عرب کی تیل کی تحریکیات پر میزائل اور ڈرون سے تملک کر دیا جس سے بڑی چائی آئی۔ امریکہ اور سعودی عرب مزید چائی کے امکان سے ڈر گئے اور ایران پر دباؤ میں کی آئی۔ ایران کی اس حکمت عملی کو فوتی اصطلاح میں Fundamental Blow یعنی ضرب کاری کا نام دیا جاتا ہے ہے صحیح وقت پر استعمال کر کے مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہ پاکستان کے لئے بھی ایک مثال ہے کہ تم کیسے اس طرح کی حکمت عملی پر عمل کر کے قومی مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک بڑی سازش جو دنیا کے اسلام کے خلاف روز بروز واضح ہوئی جا رہی ہے وہ شیعہ سنی فرقوں کے درمیان تقسیم اور برصغیر ہوئی نفرت ہے۔ ایران کے خلاف 1979ء سے لے کر اب تک سنی مسلمانوں کے دلوں میں نفرت پھیلانی گئی ہے۔ ایران و عراق کے درمیان جنگ کرائی گئی۔ شام میں تباہ کن جنگ ہوئی اور اب وارسا پلان (Warsaw Plan) کے منصوبے کے تحت امریکہ، سعودی عرب میں اپنی پندرہ ہزار فوج اتارے گا تاکہ پورے مشرق وسطی میں بننے والوں کی زندگی حرام کر دے۔ افغانستان سے نکلنے سے پہلے امریکہ نے اسرائیل کو ذمہ داری دی ہے کہ وہ ایران کے بڑھتے ہوئے اثر و سوخت کو مدد و کرے گا کہ پورے علاقے میں اسرائیل کی بالا دتی اور امریکی مذاہلات کو تختہ میا کر سکے۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں ہے حق  
نے الہ مسجد ہوں نہ تبدیل کا فرزند

کیا گیا ہے۔ پہر پاور سو دیت یونین امریکہ اور یورپی یونین کے خلاف عامی جہاد کی کامیابی کے بہ مرض وجود میں آئیں جو عامی استعماری قوتوں کے مقابلہ میں نجیس مثلاً۔ ایک مدافعتی قوت پیدا ہوئی جو پاکستان کی سر زمین سے لے کر افغانستان میں آمودریا کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اسے پکنون پادر کہتے ہیں۔ امریکہ کے نزدیک اسے کمزور کرنا ضروری تھا۔ سو دیت یونین کے پہاڑ ہونے کے بعد اسی قوت کے سبارے "اسلامی مملکت افغانستان" کا قیام ناگزیر تھا جسے روکنا امریکہ کے لئے انتہائی ضروری تھا۔

مملکتِ اسلامی افغانستان کے قیام کے بعد انقلابی ایران اور اسلامی پاکستان پر مشتعل رہیئے اسلام کے اتحاد سے اسکی مرکزی تزویری آئی گہرا تی کا تصور حقیقت ہن جاتا۔ اسے روکنا ضروری تھا۔ پاکستان کے خلاف قوم کی نظریاتی اس کو کمزور کرنے کی سازش 2008ء میں شروع ہوئی جس کا نام "پاکستانی (Perception Management of Pakistani Nation)" تھا جو اس وقت سے اب تک جاری ہے اور اس کا ہر پیلسما جا رہا ہے۔

پاکستان کا سکریٹری ادارہ آئی ایس آئی کر جس نے ہی آئی اے کے ساتھ مل کر یہ کارنامہ انجام دیا تھا وہ خطرناک حد تک صلاحیت حاصل کر چکا تھا۔ اسے کمزور کرنا ضروری تھا۔ لہذا اکچھو عرصہ بعد آئی ایس آئی کو ایسے افران اور کارکنوں سے پاک کر دیا گی جن کا تعقیل افغان جمادیہ میں سے تھا۔

عراق اور ایران آٹھ سال کی طویل جنگ کے بعد بولہمان تو ہو گئے تھے لیکن دونوں عسکری قوت بھی ہن پچھے تھے۔ یہ صورت حال امریکہ کے مقابلہ میں نہیں تھی۔ عراق کے خلاف سازش شروع ہوئی۔ اس پر ایشی تھیار ہانے کا الزام لگاتے ہوئے پوری طاقت سے جمل کر کے ملک کو تباہ کر دیا گیا۔

ایران کے خلاف ٹلم و زیادتی جو 1979ء سے جاری تھی اس میں مزید شدت

اپنے بھی خواجہ سے بیگانے بھی ناخوش  
میں زہر بلاں کو بکھی کہہ نہ سکا قند

طالبان کی اس تحریک کو بجا طور پر افغانستان کی اپنی پیداوار کہا جا سکتا ہے جس نے چھ سال کے معمولی عرصے میں باہمی اتحاد سے حیران گن کامیابیاں حاصل کیں۔ 1995ء میں رہانی حکومت کے ناتے کے بعد اسامہ بن لادن افغانستان واپس آگئے۔ طالبان نے جہاد میں ان کی خدمات کو سراحت ہوئے اُنہیں افغانستان میں پناہ دی۔ اسامہ نے غالباً اسلامی حیاد سے اپنے روایطاً از سر نو منظم کے اور افغانستان سے باہر تحریک رہے۔ 1998ء میں جلال آباد میں ان کا کپ اور سوانی میں واقع ان کی دو اساز فیکٹری امریکی میزائلوں سے تباہ کردی گئی اور طالبان حکومت پر بخت پاندیاں لگا دی گئیں جس کے نتیجے میں القاعدہ کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا اور اس کی سرگرمیاں کافی حد تک محدود ہو گئیں۔



Kutubistan.Blogspot.Com

## باب پنجم

## صلح افواج کا اہم ترین فیصلہ

1987ء میں، میری واکس چیف آف آرمی ساف کے عہدے پر ترقی ہوئی۔ ہمارے واکس چیف آف آرمی ساف جزل نالہ محمد عارف کی مدت مازمت پوری ہو چکی تھی۔ جزل نیا نے لیفٹینٹ جزل زاہد علی اکبر کو VCOAS بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وزیر اعظم محمد خان جو نجیو کی منتظری کے لئے جب پر فیصلہ ان کے پاس بیٹھا گیا تو انہوں نے چاروں سینئر افسران کا ڈویزئر Dossier دیکھا اور جزل نیا نے ملے اور کہا کہ "اُسلم بیک سب سے سینکر ہے، کماٹ اشاف اور انٹریکشن (Instructional) تحریز زیادہ رکھتا ہے ان میں کیا کمزوری ہے کہ پر موٹ (Promote) نہ کیا جائے" جزل نیا نے قائل ہو گئے اور مجھے VCOAS کا عہدہ مل گیا۔

سچے معنوں میں یہ مداخلت ایزو دی (Divine Intervention) تھی۔ ڈیڑھ سال بعد میں اسی گھر میں آگیا جہاں سی جی ایس کی حیثیت سے 5 سال رہا تھا اور جب میں چیف آف آرمی ساف بنا بھی وہیں رہا جو چار بیڈ روم اور ایک سڑی روم پر مشتمل تھا۔ میری گارڈ دس (10) جوانوں پر مشتمل تھی جس کا کمانڈر ایک جے سی او (JCO) تھا۔ واکس چیف اور چیف آف آرمی ساف بننے کے بعد بھی نیوٹا کراون 1600 کی گاڑی استعمال کی۔ یہ وزیر اعظم محمد خان جو نجیو کا حکم تھا اور مرسل ہر 500 ماڈل 1955 جو جزل ایوب خان اور ان کے بعد آئنے والے تمام آرمی چیفس کے استعمال میں رہی تھی اسے ہاتھ نہیں لگایا۔

1988ء میں دوبارہ جزل نیا نے ذہن میں ایک نئے سیاسی نظام کا تصور انجھرا۔ انہوں نے مجھے اور جزل حیدر گل کو دوبارہ بیانی اور ایک روپرٹ تیار کرنے کو کہا جس میں یہ واضح ہو کہ "نئے سیاسی نظام کی ترجیحات کیا ہوئی چاہیں جو وقت کے قاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔"

ہم نے عرق ریزی کے بعد پورٹ تارکی اور انہیں پیش کر دی۔ ہمیں بایا گیا، بھت ہوئی اور پورٹ کا خلاصہ میں نے پڑھا:

"اللہ آپ پر براہم بران ہے۔ 1985ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا تھا کہ آپ تاریخی فیصلہ کرتے۔ لیکن آپ کی ترجیحات کچھ اور تحسیں اور اب دوسرا بار اس کا کرم ہے کہ آپ ایک بڑا تاریخی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ لیکن کرائے اور اقدار سے الگ ہو جائیے تاکہ قوم ان مشکل حالات کا مقابلہ کر سکے۔ تاریخ آپ کو ایک (Benovolent) ذکریز کے نام سے یاد کرے گی۔"

بولے "آپ نے بہت سچ کہا ہے لیکن اقدار کی کچھ مجبوریاں ایسی ہوتی ہیں کہ فی الوقت یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔"

بات ختم ہو گئی۔

1988ء کا سال شروع ہوا تو افغانستان کی جگہ اختتام کے قریب تھی۔ ایران، عراق، یمن، آنحضرت سال کے خروزی، تصادم کے بعد ختم ہو چکی تھی۔ پاکستان کے اندر دنیا جہاں کے جنادیوں کا اٹھ دبام تھا۔ ہماری بڑی فوج کے نئے تحسیروں اور جنگی سامان کی تیاریاں عروج پر تھیں، ہمارا ماؤنٹنائزیشن پروگرام (Modernization Programme) تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔

ہمارا اہم تحسیار میں ڈیل نینک (Main Battle Tank)، 'اللہ کا پراؤ' نام پر (Proto Type)، چین اور پاکستان کی مشترک کوششوں سے مکمل ہو رہا تھا جس کے ساتھ ترائل (Trial) کے لیے امریکہ کا ایم ون اے دن ابراهام (MIA1 Abraham) نینک پاکستان لانے کی تیاریاں تھیں۔ ہمارے سینٹر افسروں کو اور خود جرزل خیاء کو تعلیمیں دیں تھیں کہ ہم کوئی ایسا نینک بنائیں گے جو دور حاضر کے جنگی تقاضوں پر پورا اتر سکے۔ ایم ون اے دن نینک کی لابی بڑی مشبوط تھی اور صحیح بھی تھا کہ اس وقت نیٹ آف دی آرٹ (State of the Art) نیکنالوگی کے حوالے سے یہ بہترین نینک تھا۔

بھارت نے بھی نینک بنانے کی کوششیں کیں لیکن ان کی ساری کوششیں اب تک ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ ہم نے ان کی ناکامیوں کا بغور جائزہ لیا۔ پڑھا کہ وہ نینک اور اس میں نصب تمام نظاموں (Systems) کو خود بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ نینک کا ایک بیرونی ڈھانچہ یا فرمیم ہوتا ہے جو اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ اس پر چھوٹے موٹے تھیارے اثر ہوں۔ پھر اس کا فریک جس پر نینک چلتا ہے یہ اتنا مضبوط اور پلکدار ہونا چاہیے کہ چھوٹی موٹی رکاوٹوں، کھائیوں کو عبور کر سکے، کچھر، ولدی ریت میں پھنس نہ جائے۔ اس کا انہیں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ پچاس سانچھوں کے نینک کو چلاتے ہوئے یہ اور ہیئت ہو جائے تو رک جائے گا۔ اس کا ایک برقی نظام ہوتا ہے اور فائر کنٹرول کا ایک نظام ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ الحالہ نینک سے پہلے ہمارے ہاں نینک کے بیرونی ڈھانچے (Hull) اور فریک وغیرہ T-59 نینک کے پروگرام کے تحت بن رہے تھے۔ باقی نظام ہم نے جسمی اور پورپ سے لئے۔ جسمی سے ان کے نینک پانزر 2 (Panzer II) کا انہیں لیا اور پورپ سے فائر کنٹرول کا نظام لیا۔

یہ تمام نیکنالوگی تو بازار میں بکتی ہے جو ہم نے خریدی لیکن اصل کمال ہمارے اور جیتنی ماہرین کا ہے جنہوں نے جزو توڑ کے ایک بہترین نینک کی تکلی دے دی اور اس میں وہ تمام عوامل شامل کر دیے جو ہماری ضرورت تھی۔ ماشاء اللہ، مجتھر یہ کہ ہماری حکمت عملی کا میاں ہوتی۔ الحالہ نینک کے تمیں ٹھونے (Proto Types) تیار ہوئے اور جسمی نیٹ کے لئے ایجاد اور ایم ون اے دن نینک مہمان پہنچ گئے۔

ملکاں سے بہاولپور لے جانے کا انتظام کیا گیا، جہاں تاے والی فیلڈ فائرنگ ریٹ پر نیٹ ہونے تھے۔ بہاولپور جانے کے لئے ہمیں کیوں نے اہم شخصیات اور متعلقات افران کی دو فہرستیں تیار کیں۔ ایک جرزل خیاء کا گروپ تھا اور دوسرا جیھر میں جو اسٹٹ چیف آف ساف کمپنی جرزل اختر عبدالرحمن کا۔ دوسرے گروپ نے تین دن بعد ترائل (Trial) دیکھنا تھا۔ 17 اگست کو پہلا ترائل تھا، اس سے ایک دن پہلے جرزل اختر عبدالرحمن مجھے گاٹ کو رس پر ملے

اور شکایت کی کہ انہیں پہلے گروپ میں کیوں نہیں رکھا۔ میں نے کہا:  
”اصل کے تحت سب سترافران ایک جہاز میں سفر نہیں کرتے۔“  
وہ خاموش ہو گئے۔

سرہ آگٹ کو جزل نیا، اون تقریباً گیارہ بجے اپنے قاتلے (Entourage) کے ساتھ اپنے خصوصی جہازی ون تھرٹی (Pakistan-One, C-130) سے بہاولپور اڑ پورٹ پرورث پہنچے۔ ان کے پہنچنے سے پہلے میں اپنے جہاز میں ان کے استقبال کے لیے بہاولپور اڑ پورٹ گیا تھا۔ جب وہ آئے تو ان کے ساتھ جزل اختر عبدالعزیز، امریکی سفیر، ان کے ملزی سکرری اور دیگر مختلف افران بھی تھے۔ الیوان صدر سے یہ نام شامل کئے گئے تھے۔

میں نے اور کورسمنڈر لیٹننٹ جزل محمد شفیق نے ان کا استقبال کیا۔ وہی اڑ پورٹ کے لاڈنگ میں فریش اپ (Fresh-up) ہوئے اور دو بیلی کاپڑوں میں نائے والی رش کی طرف روان ہوئے۔ تراکل ٹیم کے سربراہ میجر جزل محمود درانی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دبا موجود تھے۔ تراکل شروع ہوا جو تقریباً ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ اخالت میں تمام نیشنوں میں کامیاب ہوا۔ امریکی ایم ون اے ون (MIA1) میںک صرف چند ایک میٹ میں کامیاب ہوا۔ اس کے نتیجے پر سب کو حیرت ہوئی لیکن اپنی آنکھوں سے دونوں ہنگوں کی کارکردگی دیکھنے کے بعد کسی کو تسلی و شہی کی گنجائیں نہیں رہی۔ وہاں سے تقریباً ڈریڈ بجے بہاولپور کے لئے روان ہوئے۔ کورسمنڈر کوارٹر میں تمام شرکاء کے لئے کھانے کا انتظام تھا۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد دباں موجود بہاولپور کی کچھ شخصیات کے ساتھ جزل نیا ائمہ ملاقات کی۔ تقریباً ساڑھے چار بجے بہاولپور اڑ پورٹ کے لیے روانہ ہوئے۔

میں جزل نیا کے ساتھ تھا اور انہیں جہاز تک چھوڑنے آیا۔ سب لوگ جہاز میں بیٹھے چکے تھے جہاز میں داخل ہوتے ہوئے انہوں نے کہا:  
”آپ بھی آرہے ہیں آئیے مگر آپ کا تو اپنا جہاز ہے (جو سامنے کھڑا تھا)۔“  
”جنی بانی میں اپنے جہاز سے آؤں گا‘ اللہ حافظ۔“

ان کا جہاز تک آف (Take-off) کر گیا اور اس کے بعد میں بھی روان ہوا۔ ابھی کوئی دس منٹ ہوئے تھے کہ میرے پائلٹ کریل منہماں نے پریشانی کے عالم میں بتایا: ”سر اسلام آپاد کنٹرول کا پاکستان-ون (Pakistan-One) سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ میں بھی کوشش کر رہا ہوں لیکن کوئی ریسپانس (Response) نہیں ہے۔“

”الذرجم کرے کیا ہو سکتا ہے۔“

ہم سب دعا میں پڑھنے لگے پائلٹ نے بتایا:

”وہ سامنے دھواؤ نظر آ رہا ہے اور دوسرے لئے ہمارا جہاز اس کے زندگیک پہنچ چکا تھا۔ نیچے ایک بیلی کا پیڑ بھی اتر رہا تھا جو ملٹان چارہ تھا۔ ہمارا جہاز اور چکر لگاتا رہا۔ بیلی کا پیڑ کے پائلٹ سے رابطہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہی ون تھرٹی کریش (Crash) ہو گیا ہے۔ آگ لگی ہوئی ہے کوئی زندہ نظر نہیں آ رہا۔“

اس قسم کے انجامی محدود لمحوں میں مجھے اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کرنا تھا۔ اگر واپس بہاولپور جا کر جائے حادث پر پہنچتا ہوں تو رات ہو جاتی ہے اور اگر جائے حادث پر پہنچنے بھی جاتا تو کچھ کرنے پاتا۔ نیچے رابطہ کیا تو بتایا گیا کہ ”سب کچھ جمل کے ناک ہو چکا ہے۔“ میں نے پائلٹ کو کہا:

”سید ہے راولپنڈی چلو۔“

تجی ایچ کیو (GHQ) رابطہ کیا، دباں حالات پر سکون تھے۔ حکم دیا ”فارمیٹر فوریتی (Formation) کو رویہ ارت (Red Alert) کرو اور اگلے حکم کا انتشار کرو۔“

اس دن بہاولپور سے واپسی پر مندرجہ ذیل افسران میرے ساتھ جہاز میں سوار تھے:

- بریگیڈر ایگز ایجڈ میرے پرائیوریٹ سکرری

- کریل منہماں جہاز کے پائلٹ

- کیپٹن عمر فاروق درانی میرے اے ڈی سی

۔ کمپنی عبد القادر چشتی نیرے پلک ریلیشنگ آفیسر میرے ساتھ جہاز میں بیٹھے ہوئے آفسرز میری طرف دیکھ رہے تھے اور میں گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ مجھے فیصلہ کرنا تھا کہ اقدار اپنے ہاتھوں میں لے لینا ہے یا اسے دینا ہے جس کی امانت ہے۔ ذہن میں والد محترم کی فصیحت گون خوبی تھی "حددار کو اس کا حق دے دینا۔" اسی سوچ کے مطابق میرزا ذہن بھی ہنا ہوا تھا کیونکہ 1985ء کے بعد 1988ء میں بھی میں نے جزل نیا، الحق کو مشورہ دیا تھا "ایکشن کرائیے اور اقدار عوام کو سونپ دیں۔"

اب جب حالات نے مجھے اس مقام پر لاکھڑا کیا تھا اور مجھے خود فیصلہ کرنا تھا تو دیے گئے مشوروں کے بر عکس فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ "اقدار عوام کی امانت ہے اپنی کو دیا جائے گا جن کا آپ تھے۔" اس فیصلے سے دل و دماغ کو سکون ملا ذہن پر چھائے ہوئے خوف اور بے یقینی کے بادل چھٹ گئے۔ اسی سوچ میں گم تھا کہ ہم قاسم ایوبی ایشیں میں دھمکاں پڑھتے گئے۔ 10 کوڑے کماں دریخشیت جزل عمران اللہ مجھے یعنی آئے تھے ہم سیدھے جی اسی کو پہنچے جہاں سب حیران دپریشان ہمارے منتظر تھے اور دکھ بھری نظرؤں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔

جی اسی کیوں چھپنے سے پہلے میں نے چیف آف نیول شاف الیورل سعید احمد خان اور چیف آف ارنساف ائر مارشل حکیم اللہ کو پیغام دیا کہ وہ فوراً جی اسی کیوں پہنچیں ؟ ائر بیکر جزل آئی ایس آئی لیخنیت جزل حمید گل اور جی ایڈ ووکٹ جزل بریگینڈ رز عزیز احمد خان کو بھی بایا جگا۔ آدمیتے گئے کہ اندر چاروں حضرات پہنچ گے۔ میں نے ساری صورت حال انہیں پہنچی اور مشورے کا طالب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ بھی نے وہی مشورہ دیا جو میرے دل میں تھا۔ منتظر فیصلہ تھا کہ آئین کے مطابق چیزیں بینیت غلام اختر خان کو بایا جائے اور اقدار کی ذمہ داریاں ان کو سونپ دی جائیں۔ جتاب غلام اختر خان کو پیغام دیا اور وہ بھی پہنچ گئے۔ وہ حیران رہ گئے جب ان کو میں نے کہا:

"اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھاری ذمہ داری دی ہے جو آئین

میں بھی آپ ہی کی ذمہ داری ہے کہ آپ معاملات کو سنبھالیں گے۔ ہماری طرف سے صرف یہ عرض ہے کہ ضروری انتظامات کرنے کے بعد نوے (90) دنوں کے اندر اقدار عوام کے نمائندوں کو سونپ دیا جائے۔ آپ کے اس کام میں آپ کو ہمارا مکمل تعادن حاصل ہوگا۔ ہماری دعا میں آپ کے ساتھ ہیں۔" امید و نیم اور بے یقینی کے آثار جو ہم نے ان کے چہرے پر دیکھے وہ بیان نہیں کر سکتا۔ وہ رخصت ہوئے تو تقریباً رات کے آٹھ بجے رہے تھے۔ 10 بجے تک صدر غلام اختر خان نے تو یہ نشریاتی رابطہ پر قوم سے خطاب کیا اور اس فیصلے کا اعلان کیا۔ یہ ایسا فیصلہ ہے کہ دور حاضر میں اس کی مثال نہیں ہوتی۔ ماشاء اللہ۔

- جزل نیا، کے انتقال کے تین گھنٹوں کے اندر امداد آئیں: بھال ہو چکا تھا۔

- انتقال اقدار کی کارروائی کا آغاز ہوا تھے 90 دنوں میں مکمل ہوتا تھا۔

- یہ افواج پاکستان کا فیصلہ تھا۔

سوال: ..... 17 اگست 1988ء کو طیارے کا حادثہ فوج کا بہت بڑا انتصان تھا۔ آپ نے فوج کی قیادت سنبھالنے کے بعد اس حادثے کی تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی؟ یہ ایک عظیم قومی سانحہ تھا جس کی تحقیقات ضروری تھیں مثلاً:

☆..... آموں کی پہنچیاں کون لایا تھی؟ بغیر چیکنگ کیے یہ پہنچیاں جہاز میں رکھ دی گئیں؟ اس غفلت کا ذمہ دار کون تھا اور اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

☆..... اس سلسلے میں پاریمانی کی پہنچ بھی بنا تھا اور آپ بھی اس میں پہنچ ہوئے تھے۔ آپ نے کیا موقف اختیار کیا اور کیسٹن کی روپورٹ کے بارے میں آپ کو کوئی علم ہے؟

☆..... حادثے میں شہید ہونے والوں کا پوٹ مارٹنیں کرو دیا گیا جس سے حادثے کے سبب سے متعلق کچھ نہ کچھ سراغ مل سکتا تھا۔ کیا آپ کے حکم سے سب کو بغیر پوٹ مارٹن دنا دیا گیا؟

جواب: ..... راول پینڈی ہنچ کر سب سے پہلے میں نے لیخنیت جزل محمد شفیق بہاولپور

کے کوئی نہار سے رابطہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ بلاک ہونے والوں کی شناخت مشکل ہے۔ جزل ضیاء کی کچھ باقیات میں ہم جمع کر رہے ہیں تاکہ ان کی میت کو تیار کیا جائے۔ بہاں ہی ایم ایچ کے ڈاکٹروں کی نیم موجود ہے جو پشاورم کے لئے اعضا اکٹھے کر رہی ہے۔ جزل ضیاء کی میت دوسرے دن را پہنچی پہنچی۔

دوسرے دن میں نے جزل شفیق سے تفصیل سے بات کی۔ میں نے پشاورم روپورٹ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ سی ایم ایچ سے روپورٹ کا انتظار ہے۔ چند دنوں بعد روپورٹ میں میں کسی قسم کے بیکیل کی شناختی نہیں ہوئی اور چند ہفتوں بعد جب امریکہ سے روپورٹ آئی تو اس میں بھی کسی قسم کی آلاش نہیں پائی گئی۔ البتہ آدمی سے زیادہ جسموں کے نکوٹے انہوں نے واپس کر دیے تھے جو امریکیوں کے نہیں تھے۔

جادوٹ کے دوسرے دن ڈی جی ملٹری ائیلی چنس کو ہدایت دی کہ بڑی مستعدی کے ساتھ انکو اڑی کریں اور تباہی میں چھپ کریں۔ صدر غلام احسان خاں سے بات کی کہ جادوٹ انکو اڑی کا حکم چاری کریں اور ساتھی ڈی جی آئی ایس آئی کو حکم دیں کہ وہ اپنی روپورٹ الگ تیار کریں۔ پاکستان ائر فورس نے پہلے ہی اپنی انکو اڑی کمپنی متحرک کر دی تھی جس نے جادوٹ پر تھنچ کر اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ ان تمام روپورٹوں کی تفصیل تم ہفتوں کے اندر حکومت کوں بھی تھیں۔ اس کے بعد حکومت وقت کی ذمہ داری تھی کہ انگلے اقدامات کا حکم نامہ جاری کرتی۔

"سی 130 ہوائی جہاز پاکستان - ون" جو صدر مملکت کے لئے خصوصی جہاز ہوتا ہے اس کی ذمہ داری پاکستان ائر فورس کی ہوتی ہے۔ اس کے نزدیک کسی اور کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جو سامان بھی جہاز میں رکھا جاتا ہے اس کی تلاشی ہوتی ہے۔ البتہ جو مینیفت (Manifest) بتاتا ہے، یعنی مسافروں کی لست نہیں ہے وہ صدر کے آفس کی ذمہ داری ہوتی ہے جیسا کہ میں نے پہلے ہیان کیا ہے کہ جزل اختر عبدالرحمن نے ایک دن پہلے مجھ سے شکایت کی تھی کہ میں نے صدر کے ساتھ ان کا نام کیوں نہیں رکھا۔ میں نے اُنہیں وہ بتائی تھی

لیکن پھر بھی انہوں نے صدر کے ملٹری بیکری سے کہہ کے اپنا نام ڈالوایا تھا۔

چار ہفتوں کے اندر اندر پاکستان ائر فورس کی انکو اڑی اور تینوں دوسری انکو اڑیوں کی تحقیقات کے مطابق یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ:  
کسی بیکیل یا گیس کی کوئی بھی نشانہ ہی نہیں ہو سکی۔

جب جہاز ڈگ کرنے لگا تو اندر سے کسی نے پاکٹ کا نام لے کر پکارا تھا کہ "کیا ہو رہا ہے۔"

لیکن پاکٹ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ بیک بس سے اس بات کی تصدیق بھی ہوئی۔ غالباً کسی (Crew Member) نے یہ بات کی ہونے مانیزگ ڈیک نے سنا ہوا۔ پاکٹ نے ائیں اول ایس (SOS) بھی نہیں مان لگا۔ انہی باتوں سے پہ ہوتا ہے کہ شاید اس حادثے کے پیچے کوئی سازش تھی۔

محترم بے نظر بخوبی جب وزیر اعظم نہیں تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اس حادثے کی کریمیل انکو اڑی (Criminal Inquiry) کرائیں ہا کہ حقائق سامنے آسکیں۔ انہوں نے بذریاں کیش ہالا جس کی روپورٹ یہ تھی کہ "It was an act of good riddance" یعنی ایک ڈائیٹر کا بھی انجام ہوتا ہے جس نے ان کے والد کو بچانی دی تھی۔

جب نواز شریف وزیر اعظم بنے تو ان سے بھی میں نے یہی درخواست کی۔ انہوں نے بھی جسٹ شفیع الرحمن کے تحت ایک جوڑیل کیش ہالا۔ میں بھی اس کے سامنے پیش ہوا لیکن اس کیش نے بھی اس واقعے کو حادثہ قرار دیا۔ امریکہ اور یونیورسٹی جہاز بنانے والی کمپنی کے مطابق جہاز کے اندر بھیکی خرابی کے سبب یہ حادثہ پیش آیا ہے۔

دوسرے دن میں نے جی ایچ کیوہ بال میں تمام گیریز ان فروں سے خطاب کیا۔ بہت سی باتوں کے علاوہ خطے کی تذویراتی تبدیلی کا ذکر کیا اور اسی حوالے سے تذویراتی گہرائی (Strategic Depth) کا تصور بھی پیش کیا۔ یہ ایک تفصیلی خطاب تھا جسے آئی ایس پی آر (ISPR) نے ریکارڈ کیا تھا۔ میں صرف چند باتیں بیان کرنا پا ہوں گا:

"یہ امر باعث اطمینان ہے کہ مشکل کی اس گھری میں ہم تباہ نہیں ہیں، ہماری قوم ہمارے ساتھ ہے جس نے انجائی مشکل حالات کا نہ صرف مردانہ وار مقابلہ کیا ہے بلکہ فزت وقار کے ساتھ زندگی گزارنا بھائی ہے۔ اس وقت ہمارے اور گروہ ایک نئی حقیقت روپما ہو رہی ہے جو قابل غور ہے۔ ہماری مغربی سرحدوں پر افغان حربت پسندوں کی جدوجہد آزادی اپنے مطلقی انجام کے قریب ہے۔ وہاں آزاد اسلامی حکومت قائم ہو گی۔ پس پاؤ روز کے تو سچے پسنداد عزم کے دن گزر چکے ہیں۔ ہمارے ملک میں جمہوریت کی ترویج کی کوششیں شروع ہو چکی ہیں۔ ہمارے پڑوں میں ایرانی قوم نے عراق کی جانب سے کی جانے والی چاریت کو چذبہ حربت سے پکچل دیا ہے۔ اس طرح ہمیں اسلامی ممالک میں اسلامی قوتوں نے اپنی جڑیں گھری کر لی ہیں۔ بالفاظ دیگر ایک نئی صبح طلوع ہو رہی ہے جو ہمارے لئے بڑی اہم ہے۔ پاکستان ایران اور افغانستان ہمیں ممالک کے لئے باہم تحد ہو کر پر عزم انداز سے مشترکہ منزل کی جانب پڑھنے کا وقت ہے۔ ان ہمیں ممالک پر مشتمل عالم اسلام کا اتحاد "تمذوبیاتی گہرائی کا نظریہ" ہے۔ اس اتحاد سے ہماری سلامتی کے قاضے ملکم ہوں گے اور کسی دشمن کو ہمارے خلاف آنکھ اٹھانے کی جرات نہیں ہو گی۔"

یہ بات ہمارے آقاووں کو ناگوار گذری اور اس کے نورا بعد ہی ان کے ہمدواؤں نے اس سوچ کو ائے سیدھے متنی پہنانے شروع کر دیے اور اب پالیس (40) سالوں کے بعد سازشوں کے گرداب سے نکل کر ہم پھر اسی مقام پر آگئے ہیں جہاں تمذوبیاتی گہرائی کا نظریہ حقیقت کا روپ دھارنے کا منتظر نظر آتا ہے۔ 1988ء کے بعد امریکہ نے فصلہ کر لیا تھا کہ افغان مجاہدین کو حکومت ہانتے کا اختیار نہیں دیا جائے گا۔ اگر انہوں نے حکومت ہاتی تو جہادی افغانستان، انتاہی ایران اور اسلامی پاکستان مسلمانوں کی طاقت کا محور اور منبوط قلعہ بن جائے گا۔ اس لئے سازشوں کا سلسہ شروع ہے۔ افغان جہادی دہشت گرد

ہیں گئے اور شانی اتحاد کو کابل لا کر ان کی حکومت بنا دی گئی اور یہیں سے خانہ جنگی کا سلسہ شروع ہوا اور آخوند کار افغان تو جوانوں نے تحریک کی قیادت سنگاں لی جو طالبان کے ہام سے آہست آہست پورے افغانستان پر حادی ہو گئے۔ یہ ایک ایسی صورت حال تھی جو امریکی مفادات کے خلاف تھی۔ ان حالات سے نہیں کے لیے نئی سازشوں کا دور شروع ہوا اور سانحہ ہائیکوں (11/9) کا بہانہ ہا کر افغانستان پر حملہ کر دیا گیا۔

الخلد نیک کے کامیاب نرائل کے بعد ایک سازش کے تحت امریکہ نے جرمی پر پابندی رکاوی کر دے اپنے پائزر (Panzer II) نیک کا مطلوبہ نظام ہمیں نہ دے۔ اس پابندی کی وجہ سے الخلد نیک کی پیداوار کا عمل تین سال تک رکا رہا۔ اس سلسلے میں ہم نے یہ کہاں سے بھی بات کی تھی یہیں ان کی شرط تھی کہ ہم ان سے مطلوبہ نظام کے ساتھ ساتھ ان کے تین سو نیک بھی خریدیں۔ اگر ہم نے ان سے تین سو نیک خریدنے سے تو ہمیں الخلد نیک بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں الاقوامی تعلقات میں ایسا ہوتا رہتا ہے ہر ملک کو اپنا مفاد عزیز ہوتا ہے اور اپنے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے ہی شرائط طے کی جاتی ہیں۔ الفرض ہماری کوششیں جاری رہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی ہمارا مقدر ہتی۔

شان کریگی ہے کہ تین دبایاں گذرنے کے بعد بھی الخلد نیک 'نیکنا لو جی' اور صلاحیت کے لحاظ سے ہماری فوج کا مایہ ہاڑ Weapon System ہے جو پاکستان اور یمن کے ہنرمندوں کی اعلیٰ صلاحیتوں کی درخشندہ تصویر ہے۔

— — —

## فوج کی قیادت سنجالنے کے بعد اہم اقدامات

1980ء کی دہائی کے آٹھ سال پاک فوج کے ترقیاتی منصوبے کمل کرنے میں لگے جس کے بعد ضروری سمجھا گیا کہ مربوط طریقے سے ان منصوبوں کی افادیت کا اندازہ کیا جائے اور متعدد نئے کانپس (Concepts) کو سمجھ آزمایا جائے کہ وہ کہاں تک قابل عمل ہیں۔ اس لئے جی اچ کیوں وار گیمز (War Games) شروع کئے گئے تاکہ وہی طور پر صحیح اندازہ ہو سکے کہ ترقیاتی عمل اور ہماری جنگی ترجیحات ایک درست سے کہاں تک ہم آہنگ ہیں۔ ایسے ترجیبات ایک سال تک جاری رہے۔ اس کے بعد عملی طور پر تحریر کرنے کے لئے ضرب مومن مشقوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ پاکستان میں پہلی بار اتنی بڑی مشقوں کا فیصلہ کیا گیا جس میں پاک فوج کی پوری نظری کے تقریباً پچاس فیصد سے زیادہ نے حصہ لیا۔

نئے حقائق کا دراکرتے ہوئے ابادغ عامہ کے کردار کو حلیم کیا گیا اور گلاس ناست (Glossnost) کی پالسی اختیار کی گئی تاکہ سلسلہ افواج کے بارے میں جو اطلاعات وہ حاصل کرنا چاہیں، انہیں فراہم کی جائیں اور عوام کو عملی و فاقی معاملات سے باخبر رکھا جائے۔ اس مقصد کے لئے آئی ایسی آرکو خصوصی مشن سونپا گیا اور تین سالوں تک مختلف شہروں میں وفاقی معاملات پر سیمینار منعقد کروائے گئے جن میں وانشوروں، صحافیوں، سابق سپریوس اور سابق فوجی افسروں نے بھرپور شرکت کی اور واقع کے مختلف پبلوؤں پر اپنی آراء کا اظہار کیا، آگئی پیدا کی گئی تاکہ سول ملڑی تعلقات بہتر ہوں۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان نے جو تین جنگیں لڑی ہیں ان پر سیمینار کروائے جائیں اور ان میں ایسے افراد اپنے خیالات کا اظہار کریں جنہوں نے ان جنگوں میں عملا حصہ لیا تھا۔ اس سلسلے میں 1948ء کی جنگ کے بارے میں سات سیمینار منعقد کروائے گئے جو راولپنڈی کراچی، لاہور، پشاور، ملتان، آباد، بھبھرا اور سکردو میں منعقد ہوئے۔ ان سیمیناروں میں 1948ء

کے چہاد کشیر کے بہت سے اہم پبلو سامنے آئے جو اس سے پہلے منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ مثلاً عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس خبر کے متعلق پر کے بھارتی فوج سری گھر میں اترنے کو ہے، قائد اعظم نے اس وقت کے کمانڈر اچیف جزل ڈیکس گرسی کو حکم دیا تھا کہ وہ دو بریگیز فوج جوں اور سری گھر بھیج دیں لیکن جزل گرسی نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ مظفر آباد میں ہونے والے سیمینار میں مجرم جزل (ریٹائرڈ) وجہت حسین نے جو 1948ء میں قائد اعظم کے اے ڈی سی تھے ایک مختلف کہانی بیان کی جو سیاق و سماق میں درست معلوم ہوتی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جو لوگ قائد اعظم کو قریب سے جانتے ہیں وہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ اگر جزل گرسی نے قائد اعظم کی حکم عدالتی کی ہوتی تو قائد اعظم انہیں فوراً بطرف کر دیتے۔ قائد اعظم نے تو برطانیہ کے دائرے کی بات نہیں مانی تھی۔ لارڈ ماڈٹ بیشن کی خواہش تھی کہ وہ آزاد ہونے والے دونوں صدیک پاکستان اور ہندوستان کے گورنر جزل بیشن۔ پہنچت جواہر لال نہرو نے ان کی بات مان لی تھی لیکن قائد اعظم نے صاف انکار کر دیا تھا۔

ماڈٹ بیشن اس پر بخت ناراض تھا۔ اس نے قائد اعظم کو دھمکی دی کہ "آپ کو اس کا اجسام معلوم ہے؟" قائد اعظم نے جواب دیا تھا "چند سو میلن ڈالر کے اہاٹے۔" ان کا اشارہ تقسیم کے وقت دونوں ملکوں کے درمیان اتنا ٹوں کی تقسیم کی طرف تھا۔ تو ایسے آئتی ارادے اور مختبوط کردار کے مالک سے یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے ماتحت کمانڈر اچیف کی حکم عدالتی برداشت کر لیتے بلکہ تین سالوں تک انہیں عبدے پر برقرار بھی رکھتے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ نہ صرف وہ اپنے عبدے پر برقرار رہے بلکہ تین سالوں تک کمانڈر اچیف کے طور پر پاکستان ہی میں رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حقائق کچھ اور تھے۔

جزل گرسی کی جانب سے قائد اعظم کی حکم عدالتی کی بات سب سے پہلے ایک کتاب "مشن دو ماڈٹ بیشن" (Mission with Mountbatten) میں لندن سے شائع ہوئی۔ جب جزل وجہت نے یہ بات جزل گرسی کو بتائی تو وہ نہیں اور انہوں نے اس



شانی علاقوں کی آزادی کی بھج پر سکروں میں ہوئے والے سیناڑ کے مقررین  
مہارجہ کی طرف سے مقرر کردہ گورنر یونیورسٹی نگنساڑ اعلیٰ کو گرفتار کر لیا۔ پھر گورنر کی  
طرف سے ایک پیغام بھی میں موجود بھارتی یونٹ 6 جموں ایڈ کشمیر بھائیں کے کمانڈنگ  
آفسر یعنی نیشنل کریل مہارجہ کو بھیجا کر دو فوراً گلکت آئیں۔ وہ گھوڑے پر سوراً گلکت پہنچے تو  
صوبیدار نجہر ہادر نے ان کا استقبال کیا اور گھوڑے کے ساتھ ساتھ پہنچے ہوئے انہیں بتایا کہ

الoram کی تزویہ کرتے ہوئے وضاحت کی کہ

"انہیں قائدِ اعظم کی طرف سے یہ احکامات ملے ضرور ہتھ لیکن جب انہوں نے  
قائدِ اعظم کو اصل صورت حال سے آگاہ کیا کہ پاک فوج کو جواہر اور جوان  
میں ملے تھے وہ اس وقت تک بھارت میں پہنچنے ہوئے تھے۔ لٹ پٹ کر جواہر  
پاکستان بھی رہے تھے انہیں مختلف یعنی اور فارمیٹھوں میں احتیات کیا جا رہا تھا  
لیکن نظری پوری نہیں تھی۔ پوری فوج منتشر حالت میں تھی۔ انہیں دنوں سیاہ کی  
جگہ کاریوں نے قیامت برپا کر رکھی تھی۔ سیاکلوٹ بریگیڈ کی پوشش سیاکلوٹ  
سے لے کر جیانوائی سکھ پہلی ہوئی تھیں اور پہلی ہر یونیورسٹی کی پوشش مردانہ  
سرگودھا اور لاہل پور ( موجودہ نیصل آباد) تک پہلی ہوئی تھیں اور سیاہ زدگان  
گی امداد میں مصروف تھیں۔ کوئی ایک یعنی بھی سالم حالت میں موجود نہیں تھی۔  
میں نے یہ ساری صورت حال قائدِ اعظم کو بتائی تو وہ خاموش ہو رہے ہیں۔"

ولیپر ترین سیماں کر سکوں میں منعقد ہوا۔ شانی علاق جات جنہیں اب گلکت بھٹان  
کہا جاتا ہے کشمیر کا حصہ تھے اور چونکہ یہاں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل تھی اس لئے مومن  
کی خواہش پاکستان میں شمولیت کی تھی لیکن جب مہارجہ کشمیر نے بندوستان سے الخاق کا  
فیصلہ کیا تو گلکت بھٹان کے لوگوں نے اپنے طور پر آزادی کی بھج کر شروع کر دی۔ گلکت  
میں موجود گلکت بھٹان کے دلیر صوبیدار نجہر محمد بادر نے اپنے کمانڈنگ آفسر اور سینیٹ ان  
کمانڈو جو کوئی میں بند کر دیا۔

## اقدار کی مجبوریاں

گزرنے والے دستے کے لئے الزم ہو جاتا ہے کہ وہ بیہاں سے گزرنے کے لئے سوت جائیں۔ میں نے حوالدار نذری احمد کو ایک مشین گن دے کر اس جگہ "سالپک پا ائٹ" بنانے کا حکم دیا کہ دشمن کے کسی شخص کو اس جگہ سے آگے نہیں جانے دیتا۔ بھارتی دستے کے امارات ۱۹۷۸ء کو گھات والے علاقے میں داخل ہوئے۔ بیہاں رک کر پہلے انہوں نے کھانا کھایا اور پھر یہ بجھ کر کے ان کے سفر کا مشکل ترین راستہ تو طے ہو چکا۔ وہ لاپرواہی سے سکردو کی طرف بڑھنے لگا۔

بچے ہی ان کے آگے چلنے والے افراد "سالپک پا ائٹ" پر پہنچے حوالدار نذری احمد نے مشین گن سے فائر گگ شروع کر دی۔ یہ باقی لوگوں کے لئے بھی سخت تھا کہ وہ فائر کھول دیں۔ دریا پار تھیں دونوں پانوں نے فائر کھول دیا۔ بھارتی فوجیوں کو جوابی کارروائی کا موقع ہی نہ مل سکا۔ وہ اندر ہدھنہ اور ہر بھاگنے لگ لیکن کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ زیادہ تر فوجی ہلاک ہو گئے: صرف وہ چند افراد بچ گئے جو بالکل آخر میں تھے۔ وہ بھاگ کر گھات کے علاقے سے نکل گئے۔ ان میں بریگیڈر ففیر سنگھ بھی شامل تھا۔ مجاہدین کے ہاتھ لگنے والی چیزوں میں ایک لاکھ گولیاں مارنے تو پہنچنے گئیں اور اشیائے خود و نوش کی بڑی مقدار شامل تھی جو وہ سکردو میں محصور فوجیوں کے لئے لارہے تھے۔

بھارتیوں نے سکردو گیریشن کی رہائی کے لئے ایک اور کوشش کی اور ایک دوسرا بریگیڈ مختلف راستے (براست استور) پہنچنے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ وہ زیادہ محتاط اور چوکے تھے لیکن یونیٹ محمد خان جرال ان سے زیادہ مستعد اور ہوشیار تھے۔ انہوں نے گھات لگائی اور دشمن کو کافی جانی اقصان پہنچا کر راه فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

گروپ کیپٹن شاہ خان 1948ء میں یونیٹ تھے۔ جب یہ خبریں میں کہ بھارت کا ایک بریگیڈ کا رگل دراس میں مجتمع ہو رہا ہے اور برف کچھلے پر درہ بربز کو عبور کر کے استور کے راستے گلگت، سکردو آئے گا اور مجاہدین کو اقصان پہنچائے گا۔ مسجد اسلام نے یونیٹ شاہ خان کی قیادت میں 600 افراد اکٹھے کئے اُنہیں "اسکسونورس" کا نام دیا گیا۔

گلگت سکاؤش کے کمانڈنگ آفیسر مسجد اسلام اور سینڈ ان کمانڈ کیپٹن میتھی کو بیر کوں میں بندر کر دیا گیا ہے اور گورنمنٹ اسٹبلیو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گواں بھارت سے آزادی چاہتے ہیں اور اب آپ ان کی رہنمائی کریں۔

کرنل عبدالجید نے صوبیدار مسجد کو ڈاٹ پائی کہ یہ کیا پچھوں میتھی باتیں کر رہے ہو۔ بھارت ایک بہت بڑی قوت ہے اور اس سے لڑنا تھا تھا ہو گی۔ یہ سن کر صوبیدار مسجد بابرے نے مجاہدین کی آمد کا حدا کھڑا کر کے ہندو اور سکھ افراد کو بارود پر بیتش کر لیا۔ پاکستان آرمی کی طرف سے مسجد اسلام کو گلگت سکاؤش کا آفیسر کمانڈنگ پوسٹ کیا گیا اور انہی کے بھائی مسجد انور کوڈی کیو پوسٹ کیا گیا۔ مسجد اسلام نے 6 جموں اینڈ کشمیر ہائیلین کے مسلمان افراد کے ساتھ کر منصوبہ بندی کی اور 28 ہزار مرلین میل کا علاقہ آزاد کر لیا۔ جزل گریسی نے ان آپ نیشنز پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں پنڈلین بونا پاٹ کے بعد جلی اصولوں کے استعمال کی بہترین مثال قرار دیا۔ سیمار میں بریگیڈر اسلام بھی موجود تھے مسجد انور بھی اور وہ افسر بھی جو بھارتی یونٹ سے ان کے ساتھ آشامیں ہوئے تھے، جسے گروپ کیپٹن شاہ خان مسجد محمد خان جرال اور بہت سے نان کیشنا آفیسرز اور سولیمین جنہوں نے بھادری کی نئی واسτانیں رقم کیں۔ مسجد محمد خان جرال نے دو مختلف موقعوں پر سری گرے آنے والے دو بریگیڈ فوج کو آگے بڑھنے سے روکا تھا۔ مسجد (اس وقت یونیٹ) محمد خان جرال اس فوجی دستے کے کمانڈر تھے جس نے سری گرے بریگیڈر ففیر سنگھ کی قیادت میں آنے والے بریگیڈ کو گھات لگا کر جاہ کیا۔ انہوں نے اس واقعے کی تفصیلات سنائیں:

مجھے دو پانوں دے کر یہ مشن سونپا گیا کہ بریگیڈر ففیر سنگھ کی قیادت میں آنے والے بریگیڈ کا راستہ روکوں جو سکردو میں محصور بھارتی فوجیوں کی مدد کے لئے آ رہا تھا۔ میں نے علاقے کی ریکی کی اور سکردو اور گول کے درمیان ایک جگہ "تو روگ پڑی" میں گھات لگانے کا فیصلہ کیا۔ اس جگہ دریا یکدم پڑتا ہے اور اس کے کنارے کا راست بھی نہ گہر جاہ ہے۔

ان کے ساتھ 150 بوجہ اخنانے والے افراد بھی تھے جنہوں نے ایکونیشن کے 130 بکس مارٹ کے 6 بکس اور ایک میٹین گن اخنانی۔ ہر ٹھنڈس نے تمدن دن کا کھانا اور 150 گولیاں اخنانی ہوئی تھیں۔ بے سر و سامانی کا یہ عالم تھا کہ جوتے تھے تو جراحتی نہیں تھیں۔ قبیل تھی تو سو برٹنیز تھا۔ آئے میں خوبیاں وغیرہ ماکروڈیاں بنائی گئیں تھے مقامی زبان میں "چتی" کہتے ہیں وہ کھانے کے طور پر جوانوں میں تقسیم کردی گئیں۔ بھوک کے وقت اس پہنچ کو تھوڑا تھوڑا کر کے کھانا تھا اور پیاس کی ٹھل میں برف پہنچتی تھی۔ آئے کی بوریوں کو چڑا کر اس کے نگلوے جوانوں میں تقسیم کر دیے گئے جوانہوں نے اپنے جیروں پر لپیٹ لئے۔ ایک اور مسئلہ وحش سے بچنے کا تھا جب برف پر سورج چلتا ہے تو اتنی زیادہ چمک پیدا ہوتی ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ شہرت کے چوں میں چھوٹے چھوٹے سوراخ کر کے پچدار شاخوں کی مدد سے کمانیاں بنائی گئیں اور انہیں عینکوں کے طور پر استعمال کیا گیا۔

اس "تیاری" کے ساتھ "ایکسیفوورس" کو درہ برزل عبور کر کے کارگل کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ راستے میں کوئی ورخت، محاذی یا غار نہیں تھی جیسا ستانے کے لئے قیام کیا جائے۔ حکم یہ تھا کہ چلتے رہنا، چلتے رہنا۔ مسخر اسلام نے ہدایت کی تھی کہ رات کے وقت اور صبح سوریے برف نکت ہو گئی اور اس پر چلانا آسان ہو گا۔ جو بات نہیں ہتاں تھی تھی یہ تھی کہ جب سورج اٹھتا تو برف اتنی زم ہو جاتی کہ لوگ کر کر سکتے ہوں جس جاتے لیکن چلتے رہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

تمدن دن تک وہ چلتے رہے، چلتے رہے۔ لگڑی پہنچنے تو مقامی لوگوں نے کھلی بانہوں سے ان کا استقبال کیا، جس کے پاس جو کچو تھا لا حاضر کیا۔ آنا، گھنی، سوچی! ایک ٹھنڈس نے آئے کا ایک کنٹر جاہدین کے لئے بچا کر کھا تھا، وہ خود بھوک سے مر گیا لیکن اس نے آئے کو باخونیں لگایا۔ یہ تھا گلگت بلستان کے لوگوں کی قربانیوں کا عالم، جنہیں ہم نے سانحہ سالوں تک ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا اور پاکستان کے کسی فرم پر مناسب نمائندگی

تک نہیں دی۔

بہت سے لوگوں کی آنکھیں برف سے منکس ہوتی ہوئی تیز کرنوں کی وجہ سے سوت گئی تھیں۔ اس کا یہ علاج کیا گیا کہ چائے بنا کر لوگوں کو پائی گئی اور چائے کی پتوں کا پلٹس ہنا کر بند آنکھوں پر رکھ دیا گیا۔ اللہ کے فضل سے ایک ہی رات میں اکثریت کی آنکھیں نہیں ہو گئیں۔ ایک دن آرام کے بعد یہ فورس کارگل اور دراس کی طرف پہنچی۔ بھارت کے زدوں بر گینڈ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ فروری کے میانے میں کوئی فورس درہ برزل کو عبور کر لے گی۔ وہ بے خبری میں مارے گئے۔ ایکسیفوورس نے جراحتی (Surprise) کے جتنی اصول پر عمل کرتے ہوئے پورا بریگیڈ جاہ کر دیا۔ صوبیدار انصبہ علی اپنے ساتھیوں سمیت سکردو سے بہت دور زا سکر میں مصروف کا رہتے۔ گلگت سکاؤٹس کی کمان میں تبدیلی کے بعد نئے کمانڈر نے معاملات کو سمجھنے تک تمام کارروائیاں روک دیں اور کارگل اور لداخ میں مصروف کا رفتہ دستوں کو واپسی کا حکم دیا۔ اس کے نتیجے میں زا سکر کے فوجی وسیت تھارہ گئے اور انہیں دشمن نے چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ صوبیدار انصبہ علی ان محصورین میں شامل تھے۔ انہوں نے واقعہ تفصیل سے ہتایا سامنہ گوشہ رہ آواز تھے۔ انہوں نے بتایا۔

"ہم پرم ہی میں محصور تھے جب دونوں ملکوں میں جنگ بندی ہو گئی۔ ہمیں اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ہندوؤں نے صورت حال کا فائدہ اخناٹے ہوئے ہمیں لکھا کر گلگت تک کا علاقہ بھارت میں شامل ہو چکا ہے اور مزید مزاحمت کا کوئی فائدہ نہیں، بھتیجا ڈال دو۔ ہم سے وعدہ کیا گیا کہ ہمیں بخفاہت دہلی بھجوادیا جائے گا۔ ہم نے جواب دیا کہ اگر پوری دنیا بھی بھارت میں شامل ہو جائے پرم پاکستان کا حصہ ہی رہے گا۔"

ہمیں خدا ہوا کہ کہیں ہماری حکومت یہ نہ سمجھ لے کہ ہم مارے گئے ہیں، ہم نے صوبیدار غلام علی کو دو جوانوں کے ساتھ پاک فوج کی طرف بھیجا کر وہ انہیں ہمارے حال سے مطلع کریں۔ تو مہینوں کے بعد مسخر غلام مرثیہ ہمیں لینے آئے اور ہمیں ٹال کر پیارے

☆ دفاعی حکومت علی (Defensive Strategy) کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا جائے۔  
☆ دفاعی حکومت علی (Offensive Defense Strategy)

☆ پاکستانی قوم کو فوج کی نئی صلاحیتوں کا اچھی اندازہ ہو سکے جو 1971ء کی جنگ کے بعد ملکوں ہو گیا تھا۔

☆ دشمنوں کو بھی واضح پیغام دیا جائے کہ پاکستانی فوج ملک کی مرحدوں کی حفاظت کی بھرپور صلاحیت حاصل کر چکی ہے۔

پاکستانی قوم کو اپنی فوج کی نئی صلاحیتوں سے آگاہ کرنے کے لئے میڈیا کا بھرپور سبھارا لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ایک سو (100) نوجوان صحافیوں کو ضرب مومن مشقوں میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ یوں "ضرب مومن" کے نام سے نومبر 1989ء میں مشقوں کا آغاز ہوا۔ ان نوجوان صحافیوں کو پہلے مختلف یونیوں اور ہیڈ کوارٹروں کا دورہ کرایا گیا تاکہ وہ فوج کی تنقیم اور طریق کار سے اچھی طرح واقف ہو جائیں پھر انہیں بلیویں اور فوکس لینڈ کی مختلف یونیوں سے منسلک کر دیا گیا۔ انہیں وردیاں مہیا کی گئیں اور سرد یوں کی مناسبت سے جنگیں بھی فراہم کی گئیں ہوتی اور فیلڈ کٹ بھی دی گئیں۔ انہی کے ساتھ میرے بیٹے مرزا وجہت مصطفیٰ بیک نے بھی جوانوں کے ساتھ تین بخت گزارے۔

اگرچہ نوجوان صحافیوں کی ایک بڑی تعداد نے بڑے جوش و خوش سے مشق میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ پریس میں سوالات کی بارش شروع ہو گئی:  
☆ مشقیں تو ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کی نمائش کا ایسا اہتمام اس سے پہلے بھی دیکھنے میں نہیں آیا؟

- ☆ ان مشقوں کے پس پر دو کون کی مشقیں ہو رہی ہیں؟
- ☆ فوج کو گاہس ناست کی ضرورت کیا ہے؟
- ☆ اس سے کیا حاصل کرنا مقصود ہے؟
- ☆ اتنے زیادہ اخراجات کی کیا ضرورت تھی؟

پاکستان کی آزاد سر زمین میں لے گئے۔ بعد میں گلگت میں وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان سے ہماری ملاقات کرائی گئی جنہوں نے شاندار الفاظ میں ہماری خدمات کو سراہا۔

گفت: پاکستان کی آزادی کی جنگ کے ایسے کئی واقعات ہیں جو کہیں ریکارڈ پر نہیں آسکے۔ آئی ایس پی آر کے زیر انتظام ہونے والے مذاکروں کی کارروائیاں "ڈینس اینڈ میڈیا" (Defence & Media Journal) میں شائع ہوتی رہی ہیں جسے راتم المعرف نے مرتب کیا تھا اور یہ جریدے اس وقت کے وزیر ایکٹر آئی ایس پی آر بریگیڈر سید محمد اقبال اور وزیر ایکٹر ہرzel مجرم جعل ریاض اللہ کی سرپرستی میں شائع ہوئے تھے لیکن عام آدمی کی ان سمجھ رسانی نہیں ہوتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ کارروائی اردو میں شائع کی جائے تاکہ گفتگو پاکستان اور پاکستان کے خدام شجاعت و دلیری کی ان داستانوں سے آشنا ہو سکیں۔ ہماری رائے تو یہ ہے کہ اسے گفتگو پاکستان کے تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

آزادی کے بعد گفتگو میں ایک "انقلابی کونسل" قائم کی گئی جس کے سربراہ گفتگو کے رہبہ شاہزادیں خان تھے۔ انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ پشاور کے راستے قائد اعظم کو ٹیکلکرام دیا کر ہم نے اس علاقے کو آزاد کر لیا ہے یہ پاکستان کی امانت ہے آپ اپنے کسی غماں نہ کو بھیجیں جو آکر بیباں کا انتقام و انصرام سنجائے۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکومت پاکستان کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا کہ آپ ہی پاکستان کے غماں نہ ہو آپ ہی کاروبار حکومت بھی چاہیں لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک بیورہ کریٹ سروار عالم خان کو پٹچکل اجٹ کے طور پر بھیجا گیا۔ اس کے بعد کی کہانی ایک دوچھری داستان ہے کہ ان علاقوں کے عوام کو کہیں غماں نہیں ملی۔ پٹچکل پارٹی کے دور میں انہیں متحاذی سٹریٹ پر اپنے غماں نہ کے چلتے اور اپنے محالات خود چلانے کا اختیار حاصل ہوا۔

پاک فوج کی قیادت سنجائے کے فوراً بعد میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پاکستانی فوج کی ترتیب نو اس طرح کی جائے کہ ملکیت 2000ء اور اس سے آگے بھی وہ اپنی دفاعی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دے سکے اور مندرجہ ذیل اهداف بھی حاصل کر لے:

اہل اور بہت سے سوالات۔

اس طرح کے بہت سے سوالات کے جواب دینے کے لئے پرنس کانفرنس بانی گئی جو 13 ستمبر 1989ء کو آرمی آڈینریم میں منعقد ہوئی؛ جس میں قومی اخبارات اور ممتاز رسائل کے ائمہ یہود، کالم بگاروں، قلمکاروں اور سینئر پورزوں نے شرکت کی۔ اس برٹنگ کا مقصد اخباری دنیا سے متعلق افراد کو اس مشق کے مقاصد اور وسعت سے آگاہ کرنے کے علاوہ فوج میں افرادی قوت کی تحریت، تربیت، کیرری کی منصوبہ بندی، اسلوکی فرائیں اور بجٹ کی تفصیلات سے متعلق اطلاعات فراہم کرنا تھا۔ اس موقع پر مندرجہ ذیل موضوعات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی۔ متعلقہ پی ایس اوز (PSOs) اور ڈائریکٹر جنرلز (Director Generals) نے خود برٹنگ کی:

(۱) فوجی مشق ضرب مومن: انپر جزل نرینگ ایڈیشن یونیورسٹی نرینگ جزل  
مارف بگش

(۲) فوج میں افسروں کی تربیت: ڈائریکٹر جزل ملٹری نرینگ سمجھ جزل نصیر اختر

(۳) کیرری پیچھت: ملٹری بیکری یونیورسٹی نرینگ جزل فرخ خان

(۴) اسلوکی خریداری: ڈائریکٹر جزل کمیٹ ڈیپلٹ سمجھ جزل ایم اے طارق

(۵) آرمی میں بجٹ کی تیاری: ڈائریکٹر جزل بجٹ سمجھ جزل عزیز محمد خان

اس کے بعد میں نے صحافیوں سے خطاب کیا۔ مختصر متن پیش خدمت ہے:

جناب میر غلیل الرحمن صاحب پریز پرنسپل آئل پاکستان نیوز ہیئریز سوسائٹی

معزز خواتین و حضرات:

السلام علیکم

میری دعا ہے: "اے میرے رب! میرا سینہ کشادہ گردے اور میرا کام آسان ہادے  
اور میری زبان سے گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔"

میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ میں آئن یہاں نامور صحافیوں اور اہل قلم کے

درمیان ہوں۔ بالخصوص میرے کچھ سینئر ہی یہاں تشریف فرمائیں جو میرے لئے حوصلہ افزائی اور اعتماد کا باعث ہے۔ جس خوشی کے ساتھ آپ نے ہماری ان مشتوں کے والے سے ہمارا ساتھ دیا ہے میں اس کے لئے اپنے تمام رفتاء اور اپنی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ امید رکھتا ہوں کہ ہماری یہ چدو جدد آپ کی توقعات پر پوری اترے گی۔ اسی طرح کی ایک برٹنگ چند ماہ پہلے منعقد ہوئی تھی۔ متعدد یہ تھا کہ اس خلا کو پر کیا جائے جو سچے اخواج اور قوم کے درمیان موجود ہے۔ انشاء اللہ آپ کی رہنمائی اور حمایت سے ہم یہ خلا پر کر سکیں گے۔ اخواج پاکستان اور پاکستان کے عوام کے درمیان مکمل ہم آہنگی اور معاہمت ہوئی لازم ہے۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کو سوالات کی دعوت دوں، میری گزارش ہے کہ سیاسی سوال سے گریز کیجئے گا۔ ہمارا مشن بالکل واضح ہے کہ ہم ملک کو اندر وطنی اور بیرونی چاریت کے خطرے سے محفوظ رکھیں۔ آپ ہمارے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے 17 اگست کے واقعات کو ضرور مد نظر رکھیں جب ایک ایسا الیہ رونما ہوا جس میں ہمارے صدر ہماری فوج کے چھپ آف آرمی سنا ف اور کئی سینئر ساتھی لئے اجل بن گئے۔ اس صورت حال میں ہم نے جو فیصلہ کیا وہ یہک نئی پرمنی تھا۔ اسے ملک کے اندر اور باہر سر لایا گیا۔ اس فیصلے کے سچھ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس سے آج فوج کا وقار بلند ہوا ہے اور ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اس فیصلے کا پاس رکھیں اور اس کی اس حد تک تائید کریں کہ ہم ان مقاصد کو حاصل کر سکیں جو ہمارے ذہن میں ہیں کہ ہم ملک کو اندر وطنی اور بیرونی خطرے کے خلاف مضبوط خانہ تھی چھاتے مہبا کریں۔

سوال:..... جزل صاحب! میرا سوال ہے کہ ضرب مومن کا مرکزی خیال اور مقاصد کیا ہے اور کیا پاکستان کو دشمن کی طرف سے درپیش کسی مخصوص خطرے سے اس کا تعلق ہے؟

جواب:..... جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ ضرب مومن سے ہم سلامتی کے بدالے ہوئے ماحل میں ایک فورس کی جیشیت سے اپنی جانشی پر تال اور آزمائش کرنا چاہیے ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب ہمیں وہ طرفہ جنگ کا خطرہ درپیش نہیں ہے۔ اگرچہ افغانستان کے سائل

اہمی سکھل نہیں ہوئے لیکن فوجی خطرہ بڑی حد تک کم ہو گیا ہے۔ مغربی معاذ پر جو کچھ تھا اس میں سے بہت کچھ بہیں اب میرے ہے۔ الحمد للہ آج ہمارے ہاتھ میں ریز روکی ایک بڑی تعداد ہے جسے ہم اپنی مشبوط جنگی حکمت عملی بنانے کے لئے استعمال کریں گے۔

ایک چھوٹے ملک کے لئے جس کے وسائل بھی کم ہوں، فوجی حکمت عملی اختیار کرنا ٹکتے کے سڑاک ہے۔ ہمیں اس پر عمل ہوتا آیا ہے۔ اب ہماری سوچ میں بہت بڑی تبدیلی آتی ہے اور وہ ہے جارحانہ دفاع کی پالیسی۔ اس لئے مجھے یہ سوچنا تھا کہ اس پالیسی کو عمل جعل کیسے دی جائے۔ ملتوں کا ایک بڑا مقصد بھی ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے سات آٹھ برسوں میں ہم نے بھارتی تعداد میں بیان اسلحہ اور ساز و سامان حاصل کیا ہے جس کا نیٹ ٹروپری ہے اور وہ بھی ہمارے تزویراتی نیشن کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ ہم نے فوج میں تنکی تبدیلیاں بھی بہت کی ہیں۔ اس مشق میں ان کا اتحان بھی ہو جائے گا لیکن میرا اہم سرمایہ میرے سینٹر افسران ہیں جو ماہی کے کمائدوں سے بہت مختلف ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ زیادہ پڑھے کلکھے ہیں؛ بہتر تربیت یافتہ اور بہتر پیشہ ور ہیں انہوں نے ایک نظم کے تحت تعلمیم و تربیت کمل کی ہے۔ اس لئے ہماری تمام ترجیحات اور اقدامات knowledge based ہیں۔ نیچھیں و نیچس کا لججہ ہے اور اے میں ہمارے سینٹر افسروں کی تربیت ہوتی ہے۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر یہ افسرا پہنچنے میں زیادہ مہارت رکھتے ہیں اور جنگی مخصوصے سوچنے اور ان پر عمل ہجرا ہونے کے ماہر ہیں۔ فوجی حکمت عملی ہاتھی ہیں اسٹریٹجی اور Tactics کو آپس میں مریبوط آگر کے وار پلان تیار کر سکتے ہیں۔ بڑی فاریش اور فوج کو کمزور دل کر سکتے ہیں۔ میں ان کی اس صلاحیت پر فخر کر سکتا ہوں۔ اسی لئے یہ مشقیں منعقد کرنے کے بارے میں پر اعتماد ہوں۔

سوال:.....آپ براد کرم اپنی اس اسٹریٹجی اور نظریے کی تشریع کریں جسے آپ مشق میں نیٹ کرنا پاچا جے ہیں۔ اس بڑی مشق کے لئے بے شمار انتقامی مسائل درپیش ہوں گے۔ آپ ان پر کیسے قابو پائیں گے۔ آپ کو اور کن معاذوں سے جاریت کا خطرہ درپیش ہو گا؟

جواب:..... ہمارا بینا دی مقصد جارحانہ دفاع (Offensive Defence) کی حکمت عملی اپنا ہے جس کے لئے ہمیں بہت سی تنکی تبدیلیاں کرنا پڑی ہیں۔ نئی یونیٹس اور فارمیشن تشكیل دی ہیں پوچھ مخفف جنگی مخصوصے (Concepts) و نیٹ کے ہیں۔ وار گیم (War Gaming) کی ہے اور اب ان ملتوں کے ذریعے ان کا نیٹ (Concepts) کا تجویز کر سکتے گے۔ انتظامی اور دفاعی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نے دفاعی معاذوں پر فوج کو چوکس رکھا ہے اور ہمارا پورا لا جنک سپورٹ سسٹم (Logistic Support System) ان ملتوں میں شامل ہے۔ ان ملتوں میں پہلی و نفع تمام شعبوں کی صلاحیت کو پرکھا جائے گا اور پہلی و نفع ہمارے گورنمنٹریک کی صلاحیتوں کو آزمایا جائے گا۔

سوال:..... 29 سال پہلے "تیز گام" ملتوں کے بعد یہ فوج کی پہلی بڑی مشق ہے۔ یہ تیز گام سے کتنی مخفف ہے؟

جواب:..... پہلی بات تو یہ ہے کہ "تیز گام" اور اس مشق کا کوئی مقابلہ نہیں۔ "تیز گام" مشق میں ایک ڈوڑن سے کچھ زیادہ فوج نے حصہ لیا تھا، جبکہ ضرب مومن ملتوں میں 5 کوریں اور فوج کا پورا لا جنک سپورٹ کا نظام شامل ہو گا۔ اس مشق کی وجہ اس کا تصور مختلف ہے اور اس میں ایک بالکل مختلف سڑستی کو نیٹ کیا جائے گا۔

سوال:..... پاک فضائیہ کا ضرب مومن میں کیا کردار ہو گا۔ دوسرے بھری کو مشق میں شامل کیوں نہیں کیا گیا جبکہ بھارت کی طرف سے بھری خطرہ کی گئی ہو چکا ہے؟

جواب:..... فضائیہ ایک جارحانہ قوت ہے۔ ہم نے فضائیہ کو محمد وحدت شال کیا ہے اس لئے کہ وسائل کی کمی تھی۔ حکومت نے ہمیں صرف بارہ کروڑ کی رقم دی ہے اور انہی حدود میں رہ کر ہم اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسی سبب بھری بھی ان میں شامل نہیں ہے لیکن اس ضرورت کو ہم War Gaming کے ذریعے پورا کرتے ہیں جو Tri Service وار گیم کی تھل میں منعقد ہوتی رہی ہیں۔

سوال:..... 1965 اور 1971 کی جنگوں میں ہمیں جو تجویز ہاصل ہوا تھا کیا وہ ہماری

مستقبل کی منصوبہ بندی میں مددوے گا۔ آپ نے اس مشق میں ان تجربات کو کس حد تک مد نظر رکھا ہے؟

جواب: ہم نے 1965 اور 1971ء کی جنگیں کسی فوجی منصوبے کے بغیر لائیں۔ وارکروں کے نصاب میں ان جنگوں کا گہرا ای سے تجزیہ کیا جاتا ہے جس سے بڑی دروداں کہانی سانے آتی ہے۔ یہ تجزیے ہمیں یہ سمجھاتے ہیں کہ جنگیں ایسے نہیں لڑی جاتیں۔ 65ء میں ہم نے بڑی ہمت سے جنگ لڑی لیکن اسٹریٹجی کی سطح پر فائدہ اخنانے میں ناکام رہے۔ اس طرح 71ء میں ہمیں بڑی شرمناک تجربہ ہوئی اور اب ہم نے اس بات کو قبضی ہیا ہے کہ ہم ایسی غلطیاں نہیں کریں گے۔ ہم نے مربوط جنگی منصوبے تیار کئے ہیں۔ جنگ لڑنے کا بنیادی تاثر یہ ہے کہ دفاعی جنگ اس طرح لڑی جائے کہ جاریت کی حکمت عملی آسان ہو جائیں (Offensive Defence) کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔ ماشاء اللہ آج ہمارے پاس ایک فوجی منصوبہ ہے ایک ایسا تصور ہے جس سے جنگی فوائد حاصل ہوں گے۔ وہ اس لئے ممکن ہے کہ اب ہماری اعلیٰ تربیت یافتہ قیادت تویی سطح پر جنگی منصوبے ہونے اور وسائل مہما کرنے کی بھروسہ صلاحیت رکھتی ہے۔

اعلیٰ بینالوقتی کے میدان میں ایکشون و بیک جنگ کا خطرہ درجیں ہے۔ اس شبے میں ہم نے قابل ذکر پیشرفت کی ہے۔ آج کی دنیا میں اعلیٰ بینالوقتی اور ایکشون و بیک کی جنگ لڑی جاتی ہے راڈار استعمال ہوتے ہیں اسکے ساتھ ہائیڈن فلائن نظام کام کرتا ہے ایکشون و بیک موافقانی نظام زیر استعمال آتا ہے اور یہ بھی ممکن ہو گیا ہے کہ مواحدات کو مظاہر کر دیا جائے راڈار کو جام کر دیا جائے میراںکوں کا گامڈنس سسٹم چاہ کر دیا جائے۔ ہمیں ان خطرات کا جواب دیافت کرنا ہوتا ہے دشمن کی اس صلاحیت کا توزیع کرنا ہے اور اسے ناکارہ ہانا ہے اس کی صلاحیت کم کرنی ہے۔ ہم جو تیاریاں کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں وہ انہی مسائل کا احتاط کرتی ہیں۔

سوال: یہ مشق بھارت کی براس فیک مشتوں سے کتنی مختلف ہے؟

جواب: ..... ہم نے ان کی طرح اس مشق کو خفیہ نہیں رکھا۔ انہوں نے جب یہ مشق کی تو ہمیں قطعاً نہیں بتایا کہ اس مشق کا جنم کیا ہے یہ مشقیں کہاں ہوئی ہیں اور ان کے کیا مقاصد ہیں۔ ہماری مشقیں ہر قسم کے تھے وہی سے بالآخر ہیں۔ ہم نے انہیں پوری طرح بالآخر رکھا ہے۔ آج چجھی ہمارے ڈائریکٹر جنرل ملٹری آپریشن نے بھارتی ہم منصب سے بات کی ہے اور انہیں مشق کی تفصیلات بتائیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں ہماری مشق کے بارے میں کوئی شبہ یا تشویش نہیں ہوئی چاہیے۔

سوال: ..... آپ ان مشقوں کے اخراجات کا براس فیک سے کیسے موازنہ کریں گے؟

جواب: ..... آپ ہماری مشق کے اخراجات کی تفصیل من کر جران رہ جائیں گے۔

بھارتیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی مشقوں پر تمکن ارب روپے خرچ کئے۔ ہمارا خرچ اس کا عشرہ بھی نہیں ہے۔ حکومت نے ہمیں اس کے لئے صرف 12 گروز روپے دیے ہیں اور دو سال کی فریضگاریت ہم نے بھائی ہے۔ انہی میوسوں سے ہم نے آرمی لا جنگ پروگرام سسٹم کے اخراجات جوانوں اور افسروں کے روزانہ الاؤنسز کی انوں کو تباہ قبولوں کا معاوضہ 23 ملکوں کے وفادی کی مہمانداری اور درسرے متفرق اخراجات پورے کرنے ہیں۔

سوال: ..... کیا آپ جہاد افغانستان پر تبصرہ کریں گے؟

جواب: ..... میری خواہش ہے کہ میرے پاس اتنا وقت ہوتا کہ اس سٹے پر آپ سے تفصیلی بات کرتا کیوںکہ میں نے افغان جنگ کا مطالعہ اور تجزیہ بڑے قریب سے کیا ہے۔ 1980ء میں چیف آف جنرل ساف اور اس کے بعد پشاور کورکانڈر کی حیثیت سے مجھے قریب سے جنگ کو دیکھنے کا موقع ملا ہے اور جران کن امر یہ ہے کہ بعض اوقات میرے تبصرے اور تجزیے سرکاری نظریے اور تجزیات سے مختلف ہوا کرتے تھے اور میں یہ کہنے میں خخر محسوس کرتا ہوں کہ میرے اکثر تجزیے درست ثابت ہوئے ہیں۔ افغان جہاد اور اسے کنٹرول کرنے کی ہماری صلاحیت کو کچھ کے لئے میں گذشتہ سال کے اوائل کے واقعات کا تذکرہ کروں گا جب روس نے افغانستان سے فوجیں واپس لے جانے کا غیر متوقع فیصلہ کر لیا تھا۔

اس غیر موقن فیصلے اور روس کی افغانستان سے پسپائی میں مجھ تاچیر کا بھی حصہ ہے۔ واقعہ ہے کہ 1986ء میں رویسوں نے افغانستان کی جگہ میں بیلی بورن کمانڈو بریگیڈ شامل کر دیئے تھے جس کے سبب مجاہدین کو بری طرح مار پڑ رہی تھی۔ اسی دوران امریکہ کی نسل کمانڈ کے جزل کرست (Christ) آئے انہیں میں نے بریانک (Brick) دی۔ وہ جیران تھے کہ ایسا تو انہیں کسی نے بھی نہیں بتایا۔ وہ واپس گئے تو درسے نئے امریکی فوج کے کمانڈر جزل ویک (Wikham) آئے۔ انہوں نے بھی حالات کا جائزہ لیا اور واپس جا کر مجاہدین کو اسٹری میر اسٹری وینے کا فیصلہ کیا اور چند میتوں میں مجاہدین نے سات روی بیلی کا پڑ مار گرائے۔ اس طرح رویسوں کا آخری جنگی حرث بھی ناکام ہو گیا۔ وہ ہار مان گئے اور مجاہدین سے اجازت مانگی کہ ان کی فوج کو افغانستان سے نکل جانے کی اجازت دی جائے۔

یہ فرقہ بے روی اور امریکہ میں کہ جگہ بار جانے کے باوجود امریکہ افغانستان سے نکلا گیا۔ چابتا اور 1990ء کی طرح اپنی سازشوں میں صروف ہے۔ رویسوں کی پسپائی کے بعد افغانستان میں ایک خطرناک صورت حال پیدا ہوئی ہے کیونکہ امریکہ نے افغانستان کے معاملات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں اور پاکستان کو الگ کر دیا ہے۔ مجاہدین کو اقتدار سے دور رکھ کر اپنی مرشی کی حکومت بنانا چابتا ہے۔ مجاہدین کو آپس میں لڑانے کا منصوبہ ہے۔ ہرے خطرناک عرامم ہیں۔ اللہ ہم پر حرم کرے۔

سوال: پاکستان میں کتنی لوگوں کا خیال ہے کہ سیاچین کی جگہ بے مقصد ہے جہاں آخری فوج موسم کی ہوگی۔ سیاچین میں صورت حال کیا ہے؟

جواب: اس سے پہلے کہ میں آج کی صورت حال بیان کروں میں آپ کو سیاچین کے جھلوکے کا پس مظہر تباہا چاہوں گا۔ 1982ء میں میں چیف آف جزل ٹاف خاچب یہ مسئلہ بیلی بار کھڑا ہوا۔ ہم نے اس مسئلے کے تمام پیلوؤں کا جائزہ لیا اور پھر کچھ فیصلے کئے۔ ان فیصلوں کے باوجود ہم وہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہے جو ہم حاصل کرنا چاہتے تھے۔ 82ء میں ایک پہاڑ کے بھارتی سیاچین کے علاقے میں آتے رہے ہیں۔ انہوں نے سیاچن

کے راستے اندر رکوئی کی طرف ایک ہم جو پارٹی رواد کی تھی۔ اسی سال جنوری میں ہم نے مقامی کو کمانڈر سے کہا کہ فوجی دستے بھیج کر پہ چالا جائے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ خراب موسم اور ضروری ساز و سامان میرشد ہونے کی وجہ سے ہمارے دستے ساتھ درج کو میورن کر کے اور یوں دشمن کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

اگلے برس 1983ء میں جی ایچ کو نے فیصلہ کیا کہ سیاچین میں ایس ایس جی کی ایک نیم بھیجی جائے۔ اگست 1983ء میں ایس ایس جی کی ایک کمپنی حرکت میں آئی۔ یہ کمپنی سیاچن کو ہبور کر کے سیاچن میں داخل ہو گئی۔ جب وہ مشرق کی طرف پیش قدی کرتے ہوئے گلیشنر کے جگشن پر پہنچنے تو انہیں کچھ فوجی کپ لگے ظراہر۔ ہمارے جوانوں نے ہر یہ ہدایات مانگیں۔ ہم نے انہیں کہا کہ وہ آگے بڑھیں اور انہیں علاقے سے باہر نکال دیں۔ جب ہمارے جوان آگے بڑھے تو دشمن راہ فرار اختیار کر گیا۔ وہاں سے جو کاغذات اور دوسرا سامان ملا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا تعلق لداخ اسکاؤنٹ سے تھا۔ وہ ہمارے جوانوں سے مذہبیز کے بغیر پسپا ہو گئے۔ ہمارے دستے وہاں دل تحریک رہے۔ اس وقت موسم خراب ہونے کا تو ہم نے انہیں کہا کہ واپس آ جائیں وہ بیان فونڈلا کے راستے واپس آگئے۔

اطلاعات کی بنیاد پر ہم نے منصوبہ بندی کی اور حکومت کو یہ تجویز دی کہ اگلے سال اس علاقے میں فوج بھیجی جائے۔ ہمارا یہ فیصلہ کر اگلے سال فوج بھیجی جائے تلاط تجربے پر منی تھا۔ اتنی سردی بھی وہی سردویں کے مہینوں میں فوج کے لئے مستقل قیام ممکن نہ تھا۔ اس سوچ کو تقویت اس لئے بھی ملی ہے کہ ایل اوی (LOC) کے پار وہ پیازی سلسلہ جو پورہ ہزار فٹ سے بلند ہے، انہیں بھارتی فوج بھی سردیوں میں خالی کر دیتی تھیں۔ یہی وہ خالی پیازیاں تھیں جن پر جزل مشرف نے کارگل آپریشن کے تحت قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو بے شکن و مرام چھوڑ دیا۔ ایک بے مقصد آپریشن جو ہماری بدلتی کا سبب ہا۔

یہی وہ غلط فیصلہ تھا جس پر ہم نے اپنا منصوبہ بنایا اور اسے ذی ہی ذی یعنی گینٹ کیٹنی کے سامنے رکھا۔ جی ایچ کو میں دو مرتبہ اس منصوبے پر بحث ہوئی اور خاصے

غور و خوض کے بعد بھرپور تیاری شروع کی۔ بھارت کو ایک اور فائدہ میر تھا ان کے پاس لامہ بیلی کا پڑبھی تھے جو ان کے فوجیوں کو بلند چوٹیوں پر اتارتے تھے۔ چنانچہ وہ ہم سے چند دن آگے تھے۔ ہماری جانب سے چلو سے آگے گز کیس نہیں تھیں صرف پیدل چلنے کے راستے تھے۔ اس لئے ہم چند دن پیچے رہ گئے۔ بھارتی فوج بیلی کا پڑوں کے ذریعے ہم سے پہلے دروں پر پہنچ گئی اور قابض ہو گئی۔

یہ انتظام و انصرام کی جگہ ہے اور اس معاملے میں اب ہم ان سے بہتر ہیں۔ ہم بھر پوزیشن میں اس لئے ہیں کہ ان پانچ برسوں میں ہم نے اپنے اگلے مورچوں اور توپوں کی پوزیشن تک تک اور جیپ چلنے کے قابل مزکیں تعمیر کر لی ہیں۔ ہمیں بیلی کا پڑا استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی سوائے یہ کہ کسی رُخْنی کو اٹھانا ہو یا کوئی ہنگامی صورت حال ہو۔ بھارتیوں کو اس علاقوے میں اپنی فوج پر روزانہ اوسٹا ایک کروڑ روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں جبکہ ہمارا سال بھر میں خرچ صرف 30 سے 40 کروڑ روپے ہے۔

سوال: ..... بھارت کو سیاچن میں ہمارے مقابلے میں زیادہ جگلی فوائد اور برتر پوزیشن میر ہے۔ کیا ہمارے اندر یہ صلاحیت ہے کہ ہم مقبضہ علاقوں سے انہیں اٹھا کر باہر پیچنے سکیں؟

جواب: ..... یقیناً ہم انہیں اٹھا کر باہر پیچنے سکتے ہیں جس کے لئے وسائل کی ضرورت ہو گی اور جانی انسان بھی زیادہ ہو گا۔ میں تو چاہوں گا کہ بھارت اس نامہ فائدہ فائدہ سے دبا رہنے کا فیصلہ کرے۔ انہیں کوئی جگلی فائدہ میر نہیں ہے۔ انہیں صرف یہ سایی فائدہ حاصل ہے کہ انہیں نے ہمیں چین کے ساتھ ہماری 70 کلومیٹر کی مشترک سرحد سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر رکھا ہے۔ ان کی طرف سے ہر یہ ٹھیں قدی اور کوئی بھی ہم جوئی نہیں ہمات ہو گی۔ وہ جتنی زیادہ فوج کھپائیں گے اتنا ہی زیادہ پیختے چلے جائیں گے۔

سوال: ..... بھارت نے 74ء میں اپنی دھماکہ کیا تھا اور آج ان کے سامنے اپنی جگہ کا راستہ کھلا ہے۔ کیا آپ نے ضرب موت کی مشق میں اپنی جگہ کے امکان کو مد نظر رکھا ہے۔ کیا پاکستان اپنی صلاحیت کا مالک ہے؟

جواب: ..... ایشی امکانات پر بات کرتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر بھٹونے کافی کچھ کہہ دیا ہے۔ یہ حقیقت کہ اب لوگوں کو یقین ہے کہ ہم اپنی صلاحیت کے مالک ہیں جو Deterrance ایضًا خطرے کو نالئے کام دے رہی ہے۔ ان مخصوص میں اپنی جگہ کے امکانات کو ڈھنیں رکھا گیا ہے۔

سوال: ..... میر انکوں کی تیاری میں پاکستان پر بھارت کو اپنی خاصی بہتری حاصل ہے۔ ہماری صلاحیت کیا ہے اور آپ وہ کیا اقدامات تجویز کرتے ہیں جن سے بہتر توازن قائم رہے؟

جواب: ..... میر انکوں کے شعبے میں بھارت کو جو فائدہ میر ہیں وہ نہیاں ہیں۔ گذشتہ سال فروری میں انہیوں نے "پر تھوی" کا تحریر کیا جس کی رٹن 250 کلومیٹر ہے اور ہمارے پاس اس کے جواب میں پچھنہ تھا۔ خوش قسمتی سے کئی سال سے ہم اپنے ایک پروگرام پر عمل چراہیں۔ یہ مکمل طور پر ملکی پروگرام ہے۔ ہمیں قدرے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس دن میراں کا تحریر کرنے کو تیار تھے جس دن مسٹر راجو گاندھی پہنچی بارہ ہمارے ہاں آئے تھے۔ یہ تحریر کسی فتنی خرابی کی وجہ سے ناکام رہا۔

بالآخر آپ نے اپنی خبر سن لی کہ ہمارے پاس بھی یہ صلاحیت ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری یہ صلاحیت مکمل طور پر ہماری اپنی ہے۔ ہمارے پاس دو قسم کے میراں ہیں۔ ایک جو 80 کلومیٹر تک اور دوسرا 300 کلومیٹر تک مارکر سکتا ہے۔ اب جو تسریاں رہا ہے اس کی مار 600 کلومیٹر تک ہو گی۔ بھارت نے 2500 کلومیٹر رٹن کے "اُنی" میراں کا بھی تحریر کر لیا ہے جو ہمارے لئے کوئی بڑا خطرہ نہیں ہے کیونکہ اس سے وہ ایسے نارگٹ کو نشانہ ہنا سکتے ہیں جو پاکستان سے باہر ہوں گے۔ صلاحیت میں ہر ایہ ہونے کے لئے ہمیں اپنی کافی محنت کرنا ہو گی۔ ہماری پاس جو صلاحیت ہے وہ ڈیڑھ کام دے رہی ہے۔

سوال: ..... آپ نے جلدی کی بات کی ہے اور پہلی قدمی کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ خطرے کو روکنے کے لئے کارروائی کی جائے۔ آپ کا کیا مطلب ہے؟

جواب:.....حملہ روکنے کی کارروائی کا آپشن تو ہمیشہ کھلا رہتا چاہیے لیکن یہ ایک سیاسی فیصلہ ہے چنانچہ اگر حکومت کا دل بڑا ہو تو وہ بارہانہ تھے کافی مدد کر سکتی ہے قبل اس کے کہ دشمن جنگ کا آغاز کرے اس کے خلاف Pre-emptive Strike کریں لیکن جب ایک دفعہ جنگ شروع ہو جائے تو پھر فیصلے فوجی بائی کمان کے ہاتھ میں پہلے جاتے ہیں۔ میں اس صورت حال میں کہہ رہا ہوں کہ دشمن کے بارہانہ الدام سے پہلے ہمارے اندر پھر پورا عمل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

سوال:.....آپ نے صرف ایک سال میں اٹلی پیشہ وار افراد کی نیم کیے تیار کر لیے ہے؟

جواب:.....اگر میں نے یہ تاثر دیا ہے کہ یہ سب کچھ چھٹے ایک سال میں حاصل کیا گیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ ایک سال میں افسر کی تربیت نہیں ہو سکتی اس کے لئے کئی عشروں کا وقت چاہیے۔ غاص طور پر جواہی نظام تعلیم ہم نے اپنا رکھا ہے۔ یہ سلسلہ 1971ء میں شروع ہوا تھا جب بخشش ڈینس کا جو راولپنڈی مختلف ہو چکا تھا۔ اس مدت میں ہمارے کریل اور بر گینڈر کے عہدے کے دار کورس کے تربیت یافت افسران آج ہر اہم عہدے پر مستحسن ہیں اور یہی وہ حقیقت ہے جو ہماری فوج کے تزویجی پروگرام کی کامیابی کی بنیاد ہے ورنہ ایک لامیا میں اور یہرے چند سال تھی وہ مقاصد حاصل نہ کر پاتے جو آج ہماری فوج کی پیشگوئی میں اور یہرے چند سال کے منصب پر فائز ہوں جب کہ میرے پاس پیشہ وار ماہر تجویز کار افسرود کی ایک نیم موجود ہے۔ اس عرصے میں ہم نے تائیں بیس (knowledge based) تکمیل حاصل کی ہے اور فوج کا 80، کی بائی میں عملی جامہ پہنایا گیا تھا۔

سوال:.....آپ ایک بالاتر دشمن کے مقابلے میں اپنی فوج کی صلاحیت کا کس طرح موازنہ کرتے ہیں۔ کیا یہ جنگ روکنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟

جواب:.....ہمارا مقصد نہ تو جنگ لڑنا ہے نہ جنگ کی دعوت دینا ہے نہ جنگ کے

حالات پیدا کرنا ہے۔ ہمارا مقصد جنگ کے خطرے کو روکنا ہے اور ایسا ذیل نہ تکمیل دینا ہے جو طاقتور اور نتیجہ خیز ہو اور یہ دشمن بھی اچھی طرح سمجھتا ہو۔ ذیل نہ ہے جس کے ایسا کہ جس سے دشمن پر خوف طاری ہو۔ آپ فوج کی عزت کرتے ہیں اس لئے کہ ہم نے 17 اگست 1988ء کو اہم فیصلے کئے ہیں اور ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے اور مسلح افواج کو پوری قوم کی تائید و حمایت حاصل ہوئی ہے۔ اگر دشمن کو یہ پڑھو کہ جنگ کی صورت میں پوری قوم ہماری مسلح افواج کی پشت پر ہو گی تو یہ بذات خود ایک موثر ذیل نہیں ہے۔ ہمارا دوسرا فریضہ ہے کہ ہم بہترین صلاحیت کے مطابق اس جنگ کے لئے تیار ہیں جو ہم پر مسلط کی جاسکتی ہے اور ایسا کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بھی پیروی کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے: ”اے ایمان والوں اپنے بچاؤ کا سامان کرو“ (سورۃ النساء آیۃ ۱۷۶) تو ہمارا ہر وقت جنگ کے لئے تیار رہنا بھی ایک ذیل نہیں ہے۔ اگر دشمن کو اس حقیقت کا پڑھ جو کہ ہر طرح سے مستعد اور اپنے فرائض اور وقائع دشمن کے مقدس فریضے سے نائل نہیں ہیں تو اس سے خود بخوبی دشمن کو یہ پیغام ملتا ہے کہ اس نے پاکستان کو ملکی نظر سے دیکھا تو ہماری مسلح افواج نہ صرف موثر جواب دیں گی بلکہ انہیں شرمناک نکست سے بھی دوچار ہونا پڑے گا اور یہ بات انہیں بڑی گراں گز رے گی۔

سوال:.....کیا آپ پاکستان افغانستان اور ایران کے درمیان نئے اتحاد کے نظریے کی وضاحت کرنا پسند کریں گے؟

جواب:.....میں نے چھٹے سال اسٹریجیک اتحاد کی بات کی تھی وہ بذات خود ایک نیا تصور ہے اور نئے حقوق پر مبنی ہے۔ تینوں ملکوں یعنی ایران افغانستان اور پاکستان کی سرحدیں مشترک ہیں۔ ان میں یکمیت پائی جاتی ہے، مقاصد کا اشتراك ہے اور دوں کی بلا ادائی قائم کرنا ہے۔ ان مقاصد کو کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ جدوجہد کا طریقہ اور اندازہ تو مختلف ہے لیکن مقاصد کیسائیں ہیں۔ افغانستان میں بچھتے آئندہ سالوں سے جنگ لڑی جاری ہے۔ یہاں خون پیسہ بہا ہے جانیں قربان کی گئی ہیں۔ روں پسپا ہو چکا ہے۔

ایران میں بھی ایک انتساب برپا ہوا اور کتنی تی قربانیوں کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ طاقتور بن گرا ہے۔

اس کے باوجود دنیا کے کمی ممالک نے مل کر اسے جاہ کرنے کی کوشش کی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انسانی جدوجہد کی تاریخ میں کسی انتساب کو طاقت کے مل پر ختم نہیں کیا جاسکا۔ اسے کسی زیادہ طاقتور قلعہ سے ہی دبایا جا سکتا ہے۔ انتساب اگر کسی طاقتور خیال یا نظریے سے کثروں نہ کیا جائے تو وہ اپنے آپ کو خود جاہ کر لیتا ہے۔ ایران کا اسلامی انتساب تاریخ اسلام میں انوکھی مثال ہے۔ ماضی میں دنیا میں بے شمار انتساب برپا ہوئے، فرانس میں جمہوریت کے لئے انتساب آیا، مارکس لینن اشتراکی اور سویٹلٹ انتساب برپا ہوئے لیکن ایرانی انتساب ان سب سے مختلف نوعیت کا انتساب ہے جو پوری تباہت کے ساتھ دشمن کی سازشوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔

پاکستان میں بھی ایک تبدیلی روشنہ ہو رہی ہے لیکن مقصد ایک ہی ہے یعنی مقصد کی ہم آہنگی جو تینوں ملکوں کو کچھ کر رہی ہے۔ اثناء اللہ جلد یا بدیر تینوں ممالک اپنے مقاصد تک پہنچ جائیں گے۔ بنیادی طور پر یہی وہ نظریہ ہے جو میں نے چیز کیا تھا اور Strategic Depth کا ہم دیا تھا یعنی اتحادی ملکوں کی تذویری سلامتی کی گہرائی۔ ان نظریات و تصورات کو حقیقت بننے اور کامیاب ہونے تک کافی وقت درکار ہے۔ کسی آئینہ میں کے حوالے کے لئے انسانی جدوجہد بعض اوقات لے ہے جو سے تک جاری رہتی ہے، مثلاً افغانستان جو حاصل کرنا چاہتا ہے ابھی تک حاصل نہیں کر پایا۔ وہ چھٹے آنحضراتوں سے لڑ رہے ہیں اور مقصد تک پہنچنے کے لئے انہیں ابھی کئی مرحلے سے گذر رہا ہے۔ اس لحاظ سے زمان و مکان کی حدود و قوتوں مختلف ہیں لیکن جو حقیق اب انجمن ہے ہیں وہ اس جیسے اتحاد کے بننے کی نوبی دیتے ہیں۔

سوال:.....آپ کے خیال میں اس طرح کے اتحاد کو روس اور امریکہ کی طرف سے تشویش کی کاہ سے نہیں دیکھا جائے گا؟

جواب:.....بھی معلوم ہے اس طرح کی تشویش موجود ہے لیکن اگر یہ اتحاد قائم ہوتا ہے

تو اس سے علاقائی توازن اور اتحاد کا پر ایک اثرات مرتب ہوں گے۔ خیال دل کی تم آہنگی رکھنے والے ممالک کے ساتھ اور خصوصاً پر پادر کے ساتھ محملات کرنا آسان ہو جائے گا۔ کیا رسیوں کو اندازہ نہیں کہ اس طرح کے اتحاد کے قیام سے ان کی سرحدوں پر زیادہ اُن ہو گا۔ جہاں تک امریکی مخالفات کا تعلق ہے آج ملاتے میں ان کے پاس محدود امکانات ہیں۔ انہیں احساس ہے کہ وہ افغان صورت حال کا کثروں کھو رہے ہیں اور اگر ایسا اتحاد مفرغ و جود میں آجائے تو امریکہ کے لئے بہتر ہے کیونکہ ایک یقینی تصورات و خیالات کے حوالے گرڈ پ سے بات کرنے میں زیادہ آسانی ہو گی۔

ملات کے عالمی توازن میں اس گرڈ پ کا ایک اہم مقام ہو گا اور وہ حقیقت خلیے پر بھارتی بالادستی کے اثرات کا توزیع بھی ثابت ہو گا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس اتحاد کی بنیاد نظریاتی ہو گی، یہ اسلامی اتحاد ہو گا تو شاید امریکہ اور روس کے لئے تشویش کا باعث ہو اور میں لیکن ہے کہ امریکہ اور روس اس اتحاد کے خلاف تحدی ہو جائیں جیسا کہ امریکہ کے سابق صدر رچرڈ بکن نے اپنی کتاب سیزدی مومنٹ (Seize the Moment) میں اس طرف اشارہ کی گئی کیا ہے لیکن اس سے ذرعنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کے نام پر اگر ہم تحدی ہوتے ہیں تو ان شاء اللہ تھیں اللہ کی نصرت و تائید حاصل ہو گی۔

سوال:.....آپ نے پہلے کہا کہ صرف چند ایک افسر ہی مارشل لاء میں ملوث رہے لیکن فوج چونکہ بطور ادارہ ملوث رہتی ہے اس لئے آپ کے نزدیک اس سے فوج پیشہ و رانہ طور پر کس حد تک متاثر ہوئی؟

جواب:.....مارشل لاء کے طویل عرصے نے پیشہ و رانہ سٹی پر بہت کم فرق ڈالا ہے مولائے اس کے کچیف آف آرمی شاف اور کوئی سو سے ڈیڑھ سو اپنی سٹی کے افسران مارشل لاء میں ملوث ہوتے ہیں اور ان کے پاس پر فیشل کاموں پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے اتنا وقت نہیں تھا جتنا میرے پاس ہے۔ اس کا چلی سٹی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ فوج اس ملک کا جزو لا یقینک ہے۔ ہمارے دل آپ ہی کی طرح دھڑکتے ہیں، تم آپ

یہ کی طرح محسوس کرتے ہیں اس لئے اگر مولیٰ مارشل لاء کے اثرات لوگوں کے ذہنوں پر مرتب ہوں تو مسلسل افواج بھی ضرور متاثر ہوتی ہیں اور ان میں سیاست در آتی ہے۔ میں آپ کے ساتھ مخفی ہوں کہ فوج کو یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اسے وقت نو قتا امورِ ملکت چلانے کی ضرورت کیوں رہی ہے۔ مارشل لاء کیوں لگاتا ہے؟ ہم بے صبرے کیوں ہو گئے اور ہم نے جبکہ عمل کو احکام پکڑنے کا موقع کیوں نہ دیا؟ ایسا اسی صورت میں ہوتا ہے جب فوج اور قوم کے درمیان ایسا غایہ کا یہ اخلاع واقع ہو۔ ہم نے اپنے آپ کو ایک عرصے تک الگ تحمل رکھا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ فوجی مداخلت کا سبب صرف فوجی قیادت نہیں ہے بلکہ جب یہ پائچی عناصر اکٹھے ہوں تو حکومت کی تبدیلی روشنہ ہوتی ہے: امریکہ، آرمی، مدلی، سول انتظامی اور موقع پرست سیاسی، جہاں میں مفادات کا یہ ایسا گھن جزو ہے جس کے درست ہونے میں دقت لگے گا۔

سوال: — بخاریوں نے اپنی چھاؤنیاں سرحد کے قرب قائم کر دی ہیں جس کی وجہ سے انہیں حرکت میں آنے کے لئے کم دقت درکار ہو گا۔ ہماری فوج کی تعیناتی اور حرکت پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ میرا دوسرا سوال پاک فناٹی کے بارے میں ہے جو جسمات میں بہت منحصر ہے۔ کیا آپ کے خیال میں وہ ضروری قریبی معاونت فراہم کرنے کی اہل ہے؟

جواب: — پہلا سوال اس سے قطع نظر کرو وہ اپنی چھاؤنیاں سرحد کے قرب لے آئے ہیں احتیت یہ ہے کہ بخاریوں کو فوج حرکت میں لانے کے لئے 14 دن درکار ہیں۔ ہمارا وقت بارہ دن تھا، تم نے اسے کم کرنے کی کوشش کی ہے اور اب ہم آنھوں کے اندر فوج کو موپاائزہ کر سکتے ہیں اور اس مدت کو کم کرنے کی مسلسل کوشش جاری ہے۔ جیسیں یہ فائدہ میرے ہے اور اسی کی طرف سے میں نے جملے میں پہلی قدمی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اشارہ کیا تھا۔ خطرے کو نالئے کے لئے پہلی کاری وہ اقدام ہے جو جنگ کے آغاز سے بھی پہلے انجیا جاتا ہے۔

جہاں تک پاک فناٹی کا تعلق ہے، اگر زمینی فوج کی حکمت عملی فناٹی کے ساتھ مربوط

ہو تو انہیں زمینی افواج کی مدد کے لئے آنے میں پجوہت لگے گا اس لئے کہ انہیں خود پہلے جو اپنی فناٹی جلتے اور باتاہ کی جنگ کے مرحلے سے گزرنا ہوتا ہے۔ تمن ایک کی نسبت میں ہونے کی وجہ سے انہیں لا تعداد مشکلات کا سامنا ہو گا۔ شاید جنگ کے پہلے چار پائیں بن پاک فناٹی ہمیں وہ بھرپور مدد فراہم نہ کر سکے جس کی جمیں ضرورت ہو گی۔ ان مشکلات کے باوجود پاک فناٹی میں اسی اتنی الجیت ہے کہ کسی خاص محااذ پر جہاں اہم ترین زمینی جنگ لڑنی چاہی ہو فناٹی برتری قائم رکھ سکے۔ فناٹی کی یہ صلاحیت ہمارے جنگی منصوبہ بنندی کا اہم حصہ ہے۔

سوال: ..... جنگی طیاروں کی کارکردگی کا اندازہ کیسے لکھا جاتا ہے جبکہ زمینی فوج کے ساتھ مخفی کے دوران نہ ہو کوئی راکٹ فائر کرتے ہیں نہ کوئی بم گراتے ہیں؟

جواب: ..... فائرنگ یا بم گراہ آخیری مرحلہ ہوتا ہے۔ اصل میں ڈرل کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی جہاز کی کارکردگی کی جائی اس طرح کی جاتی ہے کہ جب فناٹی مدد کی درخواست کی جائے تو اس کے بعد ایک جہاز کسی دیر میں مطلوبہ مقام پر پہنچتا ہے۔ یہ ایک بھولیں ٹھیں ہے۔ جب ایک انٹری ہائیٹین کا ٹھرک کوخت مراحت کا سامنا ہو اور وہ میسر ڈرائی ہے اس مراحت پر قابو نہ سکے تو وہ فناٹی مدد کی درخواست اپنے بریگینڈ ہیڈ کوارٹر کو پہنچتا ہے۔ ڈوڑھن ہیڈ کوارٹر سے ہوتی ہوئی یہ درخواست کوہ ہیڈ کوارٹر پہنچتی ہے جو مختلف ستوں سے الگ ہی درخواستیں آئی ہوتی ہیں۔ مجموعی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ترجیحات کا تعین کیا جاتا ہے اور فناٹی مدد کی درخواست پاک فناٹی کے نمائندے کی معرفت پاک فناٹی کے قرعی مستقر کو پہنچی جاتی ہے۔

فناٹی مستقر پر جہاز کے پاک کوشش دیتے ہوئے اس علاقے کے بارے میں برٹنگ دی جاتی ہے جہاں اس نے پہنچا ہوتا ہے۔ پھر یہ گراڈنڈ لیز ان آئیکس (GLO) ای فارورڈ ائر کنٹرول ٹیم (Forward Air Control Team) کا کام ہوتا ہے کہ وہ زمینی نشانات کی مدد سے پائلٹ کو نیک اس مقام تک پہنچانے جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ مخفی کے دوران اسی چیز کا امتحان ہوتا ہے کہ جہاز کنٹرول کم سے کم دقت میں مطلوبہ مقام

پر پہنچتا ہے اور بتائے گے نارگٹ پر غوطہ لگاتا ہے۔

سوال:..... آپ نے جونیز کیشند افسر کے عہدے کو باقی رکھا ہے جو برطانوی روایت ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ عہدہ منفرد ہے اور آپ کے کسی کام آرہا ہے؟

جواب:..... آپ کا سوال درست ہے۔ فوج میں جونیز کیشند افسر کا عہدہ برطانوی نظام کی روایت ہے اور ہم اسی نظام کے مطابق چلتے رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے ان جوانوں اور افسروں کی تعداد کیسی جو سیاچین 1965ء کی جنگ یا 1971ء کی جنگ میں شہید ہوئے اور پھر ہے سی او زکی کا درکاروں کا جائزہ لیں تو صورت حال وہ نہیں ہے جس کی ہم خواہش کرتے ہیں۔ اس نظام کی اب اصلاح کی جارہی ہے۔ پہلے سال ہم نے ایک آباد کے نزدیک ایک جونیز لیڈر اکیڈمی قائم کی ہے۔ یہ اکیڈمی جونیز کیشند افسروں کی تربیت کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ چند رہروں میں پاک فوج میں موجود یہ خاری رفع ہو جائے گی۔

سوال:..... فوج میں اعلیٰ تعلیم کا کیا نظام ہے۔ کیا کوئی ایسا انتظام ہے جس کے تحت افسروں میں جہاد اور شہادت کی روح پھوکی جاتی ہو۔ کیا آپ ایسے نظام کو مزید بہتر بنانے کے لئے کوئی اقدام کر رہے ہیں تاکہ اندر وہی وہروںی خطرات کے مقابلے میں ضرب مومن اور زیادہ موثر ثابت ہو سکے؟

جواب:..... ہمارے تعلیمی نظام کے بہت سے پہلو ہیں۔ سب سے اہم پیشہ ورانہ تعلیم ہے۔ اس کے بعد دو مضمایں ہیں جن کے اثرات فوجی مبارات پر ہوتے ہیں۔ چند سال پہلے ہمارے پاس صرف ایک افسر پی ایچ ڈی تھا وہ بھی واپس اگلی ملازمت کے بعد ریٹائر ہو گئے اور اب اللہ کے فضل سے ہمارے پاس دس پی ایچ ڈی کی تعداد ہو گئی جو افراد مختلف مضمایں میں ملک کے اندر اور بیرونی ممالک میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ سال کے آخر تک ہمارے پاس کم از کم تیس پی ایچ ڈی ہوں گے۔ پہلے تین سالوں میں ہم نے ذیزد سوا افسروں کو تینیکل مضمایں میں ایم ایل سی کر دیا ہے، پھر (75) مزید افراد زیر تربیت ہیں۔ یہ تمام افراد اپنے اپنے مضمایں میں تربیت کی جگہ پر فوج کے مختلف منصوبوں

پر کام کریں گے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہم اعلیٰ تعلیم کو کتنی اہمیت دے رہے ہیں اور اپنی تعلیم کے معیار کو بڑھانے کے لئے کیا کوششیں کر رہے ہیں۔

آپ کے سوال کا دوسرا حصہ مذہبی تعلیم سے متعلق ہے۔ اس کا اہتمام ہم فوج کے افسروں اور جوانوں کی تربیت کے مختلف مراحل میں انسانی تعلیم کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں۔ کسوٹی یہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی کریں ویانتداری سے اور خلوص سے کریں۔ ہم اپنے جوانوں اور افسروں کی تربیت اس طرح کرتے ہیں کہ وہ بھوکھیں کہ اسلام کی بیانی تعلیمات کیا ہیں۔ ہماری نمازیں روزے روزے ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ کہ ہم چیز پاشور مسلمان ہیں۔ اس کی ہر جگہ تاکید کی جاتی ہے۔ ہماری ملٹری اکیڈمی میں تربیتی مرکز میں ہماری یونیورسٹی میں فارمیشنوں میں اور دوسری فوجی تعلیمات میں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ایک دینی انصاب تعلیم مرتب کیا جا رکھا ہے جو بہت جلد نافذ العمل ہو گا۔

سوال:..... عام طور پر یہ سوال اخیلیا جاتا ہے کہ سندھ کے لوگ فوج میں شویں اختیار کیوں نہیں کرتے یا انہیں فوج میں جگہ کیوں نہیں دی جاتی۔ آپ اس پر کیا کہیں گے؟

جواب:..... یہ قومی یہک جتنی سے مختلف ہے اسی مسئلہ پر آمد ہم مسئلہ ہے۔ ہم بیشہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ پورے ملک سے لوگ افواج میں شامل ہوں۔ حیدر آباد میں سندھ ریجنل سٹریکٹ کرنے کا ہمارا مقصد ہی یہی تھا کہ لوگ فوج میں شامل ہونے پر آمد ہوں۔ لوگ صرف افسروں کی حیثیت سے فوج میں آنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں صرف افسری تو نہیں چاہتے ہیں، ہمیں جوانوں نا ان کیشند افسروں اور جونیز کیشند افسروں کی بھی تو ضرورت ہے۔ ابھی پہچلنے والوں میں جائزہ لے رہا تھا کہ سندھ کے کتنے لوگ سندھ یا دوسری ریجنوں میں شامل ہوئے۔ ہم نے مختلف جگہوں پر بھرپوری کے مرکز قائم کئے۔ پھر وہ سوا فرود سندھ ریجنٹ اور دوسری یونیورسٹی کا قیام بڑی کامیابی کی دلیل ہے۔

سوال:..... آپ اکثر و پیشتر سیاستدانوں سے ملتے ہیں اور ہیان جاری کرتے ہیں جو

سیاہی ہوتے ہیں یا خارجہ امور سے متعلق ہوتے ہیں۔ آپ کو اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے؟

جواب:..... اپنے آپ کو تکلیفی معاملات سے آگاہ رکھنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔ الگ تحفظ رہتا غلط ہوگی۔ بہیں اقدار کی ہوں نہیں ہے۔ فوج کا مشن یہ ہے کہ ملک کا اندر وہی ویرانی خطرے سے دفاع کرے۔ یہ اسی مشن کی تکمیل کا حصہ ہے کہ ہم ریاست کے امور میں مداخلات کرتے نظر آتے ہیں۔ ہمارا مقصد صورت حال کو بگزئے سے بچانا ہے۔ یہ مداخلات اس امر کو تجھنی بنانے کے لئے ہے کہ حالات کنٹرول سے باہر نہ ہوں۔

یہاں موجود تمام افسروں اور اپنی جانب سے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہماری درخواست پر یہاں آئے کی زحمت گوارا کی اور آج کی گفت و شنید میں شرکت فرمائی۔ میں نے کھلے دل سے واضح طور پر آپ کے سوالات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ہمارا مقصد ہے آپ یہ سمجھیں کہ ہمارے ارادے درست ہیں اور ہمارے دل آپ کے ساتھ وحہ کتے ہیں اور انشاء اللہ ہم ملک، قوم اور اس نظام کو صحیح راہ پر رکھیں گے۔ آپ کی اور ہماری مزیلیں ایک ہیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اللہ حافظ

### قومی پرنس کا رد عمل

قومی پرنس میں اس بریٹنگ پر بھرپور رد عمل دیکھنے میں آیا۔ ادارے اور کئی کالم لکھنے گئے۔ ممتاز قلم کاروں کی طرف سے بریٹنگ پر بہت سے مظاہمین لکھنے گئے۔ ان کی تفصیلات آئی ایس پی آر کے جریبے "ڈینس اینڈ میڈیا ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئیں جو رقم المحروف کی زیر ادارت شائع ہوا۔

محنت اداریوں نے اس بریٹنگ کو "تازہ ہوا کا جھونٹا"، "تروتازہ کرنے والی کشادگی" تھی۔ "اہم و سعی الظرفی" "بر طرح کے سوالات کے شافی جوابات" قرار دیا۔ ایک صحافی نے لکھا "جس طرح بریٹنگ کا اہتمام کیا گیا ہے سوالوں کے وضاحت سے جواب دیے گئے اور تجھ سوالوں پر کسی منفی رد عمل کے بغیر ثابت جواب دیے گئے اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ

صحافیوں کے ساتھ ملاقات کا اہتمام کس انداز میں ہوتا چاہیے۔ ۱۵۵ منٹ کے سیشن میں جزل بیگ نے مختلف موضوعات سے یک سرمو اخراج نہیں کیا۔ (روز نامہ نیشن ۲۷ اگسٹ ۱۹۸۹ء)

ایم ایچ ریاض نے پاکستان اینڈ گلف اکاؤنٹس کے میگرین میں یہ موقف اختیار کیا "جزل بیگ نے جمہوریت کے بارے میں جو کچھ کہا، کچھ لوگوں کو شاید ایسا نہ لگے کہ وہ جمہوریت کا درس دے رہے ہے۔ اگر وہ ایسا کریں تو یہ خاموشی سے بہتر ہے یا الگی پہلی ہے جو خفیہ رازوں کے پردوں میں چھپی رہے۔ (روز نامہ سلم ۲۳ اگسٹ ۱۹۸۹ء)

اکبر نقوی نے لکھا "اصل منصب پر فائز اس پاہی کو یقین ہے کہ ملک کی تذویری اتنی گہرائی لوگوں کے دلوں میں ہے۔ جب لوگوں کو اس کی ضرورت تھی کہ انہیں یقین دلایا جائے کہ مسئلہ افواج جمہوریت کی بارے میں پر عزم ہیں انہوں نے (اس یقین دہانی کے لئے) مناسب ترین الفاظ کو استعمال کیا۔ (روز نامہ سلم ۲۳ اگسٹ ۱۹۸۹ء)

ڈاکٹر شاہ خان نے بڑے فتح و بلیغ انداز میں لکھا "جزل اہل بیگ نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہی بھلکے میں ان تمام جالوں اور خس و خاشاک کا خلایا کر دیا جس نے فوج کے کروار کو چھپا رکھا تھا۔ انہوں نے بہت سے ایسے نظریات کو بھی باطل قرار دیا جس پر اب تک لوگ یقین کرتے آئے ہیں۔ انہوں نے بڑی کشادگی سے جو وردی والوں کے ہاں کم ہی ملتی ہے بہت ہی ایسی پیشہ و رانہ اور سیاسی قاطیوں کا اعتراف کیا جو ماننی میں ہوتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر شاہ خان نے کہا "اس یقین دہانی کے لئے کہ ان کی کوشش شر آور ثابت ہو انہیں ایک قدم اور اخنانا چاہیے اور سیاست سے قطعی کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے۔" (روز نامہ سلم ۱۵ اگسٹ ۱۹۸۹ء)

نومبر ۱۹۸۹ء میں یہ مشتعل شروع ہوئی۔ لیخنینٹ جزل حمید گل چیف کنٹرولر تھے جو میرے منثور شدہ منصوبے کے تحت مشتوں کے انعقاد کے ذمہ دار تھے۔ لیخنینٹ جزل ڈولفقار اختر ناز بلیو لینڈ کے فورس کمانڈر تھے لیخنینٹ جزل رحمل بھنی بلیو لینڈ کی ایک کور کے کمانڈر تھے۔ لیخنینٹ جزل عالم جان محمود فاقس لینڈ فورس کے کمانڈر تھے۔ اس میں

ہنلین کی سٹیک کی 227 یونوں نے حصہ لیا۔ علاوہ ازیں 57 بریگیڈ ہیند کوارٹر 11 ڈویژن ہیند کوارٹر 4 کور ہیند کوارٹر ز قائم کے گئے تھے۔ ان مشتوں میں تین لاکھ فوجیوں نے شرکت کی۔ نیکوں کی تعداد 755، بکتر بند گاؤںوں کی تعداد 487 اور 754 توپیں تھیں۔  
188 جنگی جہاز بھی مشتوں میں شرکیک تھے۔ 23 صالک کے عکسی دنوں نے بطور مہصرین مشتوں کا معائنہ کیا۔

خرب مومن مشتوں کے اغراض و مقاصد کو عوام تک پہنچانے کے لیے اپنے سوچل میڈیا کروار بڑا اہم تھا جسے ہمارے ڈائریکٹر جزل آئی ایس پی آر مجہر جزل ریاض اللہ نے کمال فن سے اس طرح اجاگر کیا کہ ایسا جنگی ماحول بن گیا کہ پوری پاکستانی قوم کی نظریں ان مشتوں کی جانب مرکوز ہوئیں اور عوام کے ذہنوں میں ہماری فوج کا بہت ہی ثابت تاثر چاگزیں ہوا۔ ان مشتوں کے بعد مجہر جزل ریاض اللہ نے متعدد سیمینار منعقد کئے اور یونیورسٹی اور کالج کے طلباء کو سول اور مشریعی معاملات سے آگاہی فراہم کی۔

تمن مشتوں کی ان مشتوں نے پورے ملک میں جنگ کا ماحول پیدا کر دیا جس میں پاک فنا یہی کی مجہر پورشمولیت سے تمام کارروائیاں حقیقت سے زیادہ قریب نظر آئیں۔ ہر افسر اور جوان نے دل و جان سے اپنی ذمہ داریاں پوری کیں ایسی بہترین کارکردگی و کھدائی کر امریکے کی ٹیاس نیم (TAAS Team) کو اپنی سفارشات میں فوج کی کارکردگی کا اعتراف کرنا پڑا۔ ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم تھا کہ تمن مشتوں کی اتنی بڑی مشتوں میں کوئی ایک بھی حادثہ پیش نہیں آیا۔ ما شاء اللہ۔

جزل اسلام بیک نے مشق کے دوران سرگودھا میں صحافیوں سے انٹکو کرتے ہوئے کہا:  
”ہمیں یہ انفرادی حیثیت بھی حاصل ہوئی کہ اسکی اور ملک میں اتنی بڑی مشتوں اتنے واضح ابداف کے ساتھ اتنے کھلے انداز میں اب تک منعقد نہیں ہوئی ہیں۔  
حالیہ دنوں میں رویں اور جمن کی مشترکہ مشقوں 2018 Vostok کے نام سے شروع ہو رہی ہیں جو دنیا کی سب سے بڑی War Games ہیں۔ اس میں

تمن لاکھ سپاہی چیتیں ہزار جنگی گاڑیاں ایک ہزار جنگی ہوائی جہاز اسی جنگی بحری جہاز اور سٹکٹروں اٹھی بردار میزائل حصہ لے رہے ہیں۔ دراصل یہ واریٹیم اور اس سے پہلے 2017 Zapad 2014 Vostok کا انعقاد صدر پیوں کے Logic of Conflict کا مظہر ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ ان مشتوں کا بنیادی مقصد روس کی سلامتی کو تھیں بنانا ہے۔ ان کا قول ہے کہ عامی سیاست میں اسکے کو کبھی استحکام نہیں رہا ہے اور اس کو ایک تلطی کا نام دے دیا گیا ہے جس کا دوام انتہائی مشکل ہے۔ لہذا صرف جنگ کے لئے تیار رہنے سے ہی اس کا قیام ممکن ہے۔ صدر پیوں کی جنگی منظہ کے معنی یہی ہیں اور اسی طرح ایک پر پار کی حیثیت سے عالمی افغان پر اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنا ہے جس کا بنیادی مقصد یورپ کو دہشت گردی اور بربرست سے محفوظ رکھنے کے لیے چوتھی مرتبہ تحفظ مہیا کرنا ہے۔ پیوں کا دعویٰ ہے کہ:  
☆ یورپ کو ہم نے پہلی مرتبہ مغلوں سے  
☆ دوسری مرتبہ پہلیں سے  
☆ تیسرا مرتبہ ہتلر سے نجات دلانی ہے  
☆ اور اب داعش سے نجات دلانے کے لیے میدان عمل میں ہیں۔“

ان مشتوں کے دوران صحافیوں کو دلچسپ واقعات پیش آئے:  
☆ باخت روزہ ”زندگی“ کے بخار حسن جیپ میں سفر کرتے ہوئے بڑی طرح تھک گئے۔ وہ چائے کے بہت رسائی تھے اور کئی گھنٹوں سے انہیں چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ ان سے اس کتاب کے مرتب سمجھ اشناق حسین کی ایک پل کے کنارے ملاقات ہوئی۔ کھل اٹھے اور شکایت کرنے لگے کہ پل کے پرے کنارے پر چائے کا ایک کھوکھا ہے۔ یعنی پل پر موجود ایک فوجی سفتری انہیں پل کے پار جانے نہیں دیتا۔ کہتا ہے کہ اس پل کو برباد کر دے دیا گیا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ سفتری کے منہ کیوں لگ رہے تھے کسی بچے ہی اوسے کہنا تھا۔

وہ آپ کو پل پار کر دیتا۔

بولے

"ایک مرد اس سب سے توہین نے ان سے بات کی توہین اک جنگی توہن کش  
کل سے شہید قرار دے دیا گیا ہے جب تک ایسا زنجیز زندہ قرار دیں ایں میں  
کسی سرگزی میں حصہ نہیں لے سکتا۔

"ایک فوجی ایک درک کو لے کر جا رہا تھا وہ رہت میں پھنس گیا۔ اس نے  
واہیں ہائیس کے دیباخوں سے مدد کی درخواست کی۔ پکو افراد بیٹھ ہو گئے تھے  
جب وہ قریب آئے تو ایکھا کہ درک کے اندر اٹھنے نامے ملختے فوجی بیٹھے  
ہیں۔ ایساخوں نے پاچھا کہ ان فوجیوں کو کیوں نہیں سمجھتے کہ وہ اتر کر دکھا  
لے گیں۔" یہ سب شہید ہو گئے ہیں اور میں انہیں فلاں ہسپتال کے مردوں خانے کی  
طرف لے جا رہا ہوں۔" اڑاکھوڑ نے جواب دیا۔ درک میں سوار فوجی دانت  
کال رہے تھے اور دیہاتی تجوب سے انہیں بھک رہے تھے۔

"ایک دفعہ سفر میڈیا یم کے پکو صحافی اپنے آفسر انچارج کے ساتھ درگ پر  
کیتال کے ساتھ ساتھ ستر کر رہے تھے۔ آفسر انچارج کو انہیں سے بھک پڑی تھی  
کہ بلیو لینڈ فورس فلاں جگ سے تمہرے کمبو کرے گی۔ آفسر سالنیوں کو یہ منتظر رکھی نے  
اس سمت ہلک پڑے۔ بلیو لینڈ فورس کا تو کوئی سراخ نہ طاہبت ایک جگ کو فوجیوں  
نے درک درک لایا۔ ایک فوجی شین گن لئے درک میں سوار ہوا اور پوچھا  
"کون ہو؟"

"بلیو لینڈ کے فوجی" جواب ملا اس نے ایک نمرہ لکایا اور اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ  
بلیو لینڈ کے بہت سے فوجی ہیں۔ آؤ انہیں اگر قرار کرو۔ آفسر سمیت تمام سالنیوں کو  
جنگی قیدی ہانا یا گیا۔ جیسی دیر کے بعد ان کے انفر سے ملاقات ہوئی اور انہیں  
پوری صورت حال ہتائی گئی تو جان خلاصی ہوئی۔



بیرون میں جو ایک جنگی آف ساٹ فیصلی، ایک مرد افسر احمد سراجی، پاک انھائیزہ پر پاک  
جویں کے سربراہوں کے ساتھ ایک بھٹک میں



پاکستان کے سابق وزیر خوب مومن منقوص پر ایک بھٹک کے دران  
(ایں سے والیں) وزیر خوارثان، وزیر خالد محمود عارف، وزیر اقبال نان، وزیر مختار



حافل یاریوں فانڈر پر بندک مٹے ہوئے



شرب مومن میں شامل یو جنام میں ہوس شرک میدیا نام کے صافی خیر حکی اونی بصریں سے  
اندرونگ کرتے ہوئے



جزل اسلام بیک جو نیز کیمپ امریک سے مذاہات کرتے ہوئے



دویں اسلام بے نکر ہونو کس لینڈ کے ایک بر گنڈ کے جوانی محلے کا مقابلہ کرتے ہوئے



پاکستان کے اہم سیاسی رہنماوں میں افغان کی اعلیٰ قیادت کے ساتھ ایک بڑا ملک میں



الحمد لله کوہاڑو کے ساتھ پاک فوج کی سب سے جیشی فوج کا انتظام ہوا۔ اس موقع پر صدر میں ایک  
دعا سے خطاب کرنے والے جلال الدین پیر نے کہا: "پاکستان کی زار میں فوجوں کا اتنا بڑا بادشاہ  
اٹھائے اس سے پہلے بھی نہیں دیکھا گیا۔"

## سیاسی رہنماوں کے ساتھ معاملات

بے نظیر بھنو کے پہلے دور حکومت میں مجھے عمر مس کے ساتھ کام کرنے کا موقع مانا یہ ایک خوبصورت تجربہ تھا۔ میر احمد مس کے ساتھ بھی وزیر اعظم، وزیر اعظم، والیقانی طرز احراز، وزیر کاریخانہ، جنگوں نے تبدیل و ذہانت سے ایک تھوڑے سے عرصے میں 1971ء کی حکومت کے بعد پاکستان کی عزت کو بحال کیا اور اوسکی (OIC) جمیع عکیم کوئی جہت دی۔ شاہ فیصل کے ساتھ عمل کر مسلمانوں کی مرکزی قیادت کے قیام کا تصور پیش کیا۔ لیکن وہ صفات حصیں جو امریکہ کو پسند نہ تھیں اور ان دونوں شخصیات کو یہکے بعد دیکھے جاتے ہیں ایسا۔ میں نے جرzel نیا، کوپریم کوڈ کے نیچلے پر عمل کرنے سے منع کیا تھا جن ان کی ترجیحات پکو اور تھیں۔ انہوں نے بھنو کو چھانی دیے دی۔ ان کے انتقال کے بعد ہم نے جب 1988ء کے ایکشن کا فیصلہ کیا تو ہم پر محن ملن ہوتی رہی کہ ملک جوادیوں سے بھرا ہوا ہے۔ فساد یہاں ہوا گا لیکن الحمد للہ انتicipations منعقد ہوئے۔ ان میں ہمچنان پارلی میں اکثریت حاصل کی اور محترم بے نظیر بھنو وزیر اعظم منتخب ہو گئیں۔ یہ میر امین ڈیٹ (Mandate) نگیں تھیں لیکن پھر بھی بے نظیر بھنو کو گھر پر دعوت دی اور مستقبل کی وزیر اعظم کی حیثیت سے ان کو ایک معاملات سے متعلق ضروری باتیں بتائیں اور صرف تم باتوں کی درخواست کی۔

\* فوج سے کوئی وکایت ہو تو مجھے بتائیے گا۔ میں دیکھوں گا۔ یہ سہری قدمداری ہے۔

\* جرzel نیا کے لئے آپ کا دل نخت ہے ان کے اٹل خان کے لیے زندگی کی کنجاش رکھیجے گا۔

\* جب صدر بنا نے کا وقت آئے تو تمام اکتوبر خان کا ہام بھی سامنے رکھیجے گا۔ 1975ء سے لے کر اب تک ایسی پروگرام سے ملک رہے ہیں۔

محترم نے ان تینوں باتوں کا احترام کیا۔

محترم کو اقتدار سنبالے ابھی چند بیت ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے ملٹری سیکریٹری میجر جزل ایکیز کو میرے پاس یہ پیغام دے کر بھجا کہ موجودہ سینٹر آف سرزی میں جزل شیا کے قریبی اور با اعتماد آف سرز کون ہیں تاکہ انہیں مناسب جگہوں پر ایڈیٹ جسٹ کر لیا جائے۔ میں حیران رہ گیا کہ جزل ایکیز یہ پیغام لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا:

”جزل صاحب، آپ کو تو معلوم ہے کہ فوج میں سیاسی جماعتیں والا طریقہ فہمی ہوتا کہ برسر اقتدار جماعت اپنی پسند کے لوگوں کو لاتی ہے اور بچپنی جماعت کے لوگوں کو اور حزادہ لگادیا جاتا ہے۔ فوج میں ایسا نہیں ہوتا۔“

تاریخ آف سرز خواہ سینٹر ہو یا جونیور ہو وہ اپنی الیت اور عمدے کی مناسبت سے متین کی جاتا ہے۔ اس کی وقارواری کسی شخص کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ اس کی بیچان اپنے کام سے ہوتی ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت میرے ساتھ وہی آف سرز ہیں جو جزل شیا کے ساتھ تھے۔ میں نے کسی ایک کو سمجھی تبدیل نہیں کیا ہے اور سمجھی سبب ہے کہ ہمارے پیشہ وردوں (Professionals) کی ایک مخصوص نیم ہر دفت میں موجود ہوتی ہے جو ہر ذمہ داری سنبالنے کی اہل ہوتی ہے، مثلاً یہی نیم تھی جس نے آرمی ماز رنائزیشن پر اگرام ترتیب دیا اسے عملی جامہ پہننا یا اور ضرب مومن جیسی مشقیں منعقد کر کے 1971ء کی ندامت کا داغ دھویا اور دشمن کے داؤں پر میبیت طاری کی۔ اگر محترم کو نام چاہیے تو میں ایک نام دے سکتا ہوں جو جزل شیا کے بہت قریبی اور با اعتماد سمجھے جاتے تھے۔ وہ جزل اسلم یہک ہے۔“

میرا یہ جواب سننے کے بعد شاید محترم نے مجھے تبدیل کرنے کا سوچا جیسا کہ مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے ایک کو رکاذہ اس کوشش میں تھے کہ وہ میری جگہ لے لیں اور مجھے جو ایک چیز آف شاف کمپنی کا چیئرمن بنادیا جائے۔ ابھر محترم کے معتقدین اشخاص میں بھی کچھ ایسے لوگ موجود تھے جو مجھے سے با اپنے کی معاصرت رکھتے تھے۔ وہ بھی اس سازش میں شریک ہو گئے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ ایسی کوئی کچھ زی پک رہی ہے تو میں نے فارمیشن کماڑ کا نفر

میں اس سازش کا ذکر کیا اور انھی سے کہا کہ فوج کی طرف سے جو کوئی بھی اس سازش میں شریک ہیں وہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں اور ان کے خلاف انسانیتی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کا نفر میں وہ صاحب بھی شریک تھے جو چیز بخے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ ظاہر ہے انہوں نے محترم کو بتایا۔ محترم نے بخہ پہنچنے والوں نے میرے نام ایک خط میں اعتراف کیا کہ وہ مجھے جیسے میں جو ایک چیز آف شاف کمپنی بنائے کر گئی اور کوچیٹ آف آرمی شاف بنانا چاہتی تھی لیکن ساتھیوں سے مشورے کے بعد انہوں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ یہ ان کی بڑائی تھی۔

جب 1988ء کے ایکشن کا پنجماء زوروں پر تھا تو مجھے جزر طی کر عدالت جو نیجہ حکومت کو بحال کرنے جا رہی ہے اور ہمارا ایکشن کرانے کا دھد پورا نہ ہو کا تو میں نے عدالت تک اپنی تشویش پہنچانے کی کوشش کی لیکن ایسا کچھ نہ ہوا ایکشن کمکل ہوئے اور پاکستان جیلز پارٹی اکثریتی جماعت ہن کے انجمنی۔ اس واقعہ کے چار سال بعد میرے خلاف مقدمہ اور جو اکر میں تو چین عدالت کا مرکب ہوا ہوں۔ خصوصاً میڈیا نے اس معاملے کو بہت اچھا لیکن عدالت نے میرے حق میں فائدہ دیا۔ ایک دلچسپ واقعہ بیان کرنا چاہوں گا۔

1988ء میں پاکستان جیلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئی تو اس کے چند ماہ بعد مجھے پیغام ملا کہ ایم کیو ایم کے قائمہ میرے گھر پر بجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ شام کو وہ میرے گھر آئے اور کسی بات چیز کے بعد ہم ڈائنکنگ نیبل پر بیٹھ گئے۔ اسماں میری بیگم بھی کہانے میں شامل ہو گئیں۔ کھانا کھاتے ہوئے اکاف حسین صاحب بولے:

”بیگم صاحب کوئی ڈشیں آپ نے نہیں ہیں؟ میں تو جہاں جاتا ہوں ڈیگمات اپنے ہاتھ سے طرح طرح کی ڈشیں تیار کرتی ہیں۔“

ڑاٹ سے جواب آیا:

”میں تو جزل صاحب کے لئے کوئی ڈش نہیں ہیں تو آپ کو یہ کیسے گمان ہوا کہ آپ کے لئے میں بناوں گی۔“

لقر من میں ڈالتے ہوئے ان کا ہاتھ رک گیا۔ پانی بیا اور جانے کی اجازت چاہی۔ اس کے بعد پھر بھی ان سے ملاقات نہ ہوتی۔

ہمارے ایشی پر ڈرام سے متعلق مفترم نے بڑی سمجھدہ پالیسی وضع کی۔ یہ خبر ادا اور احتیاط کی پالیسی تھی جو Minimum Credible Deterrence کے نظریے پر بنائی گئی تھی۔ اس پالیسی کے بنیادی مقاصد یہ ہے:

☆ "ہماری ایشی مراجحت صلاحیت کا ہدف صرف بھارت ہے اور کسی دوسرے ملک کے خلاف ہماری ایشی صلاحیت کا استعمال ہمارا مقصد نہیں ہے۔"

☆ ایشی بھخاروں کا ذخیرہ کرنا ایک بے فائدہ مشق ہے۔

☆ پہلے عمل کرنے کا نظریہ ہماری ایشی پالیسی کا اہم عصر ہے کیونکہ دشمن کی جانب سے کے جانے والے حلے کو روکنا مقصود ہے اور پھر بھی اگر دشمن باز نہ آئے تو جوابی کارروائی لازم ہو جاتی ہے۔

☆ ایشی صلاحیت روایتی جنگی بھخاروں کا فلم البدل نہیں ہوتی۔ دونوں کی اپنی اپنی افادیت ہے، ایک جنگ لانے کے لئے اور دوسرا جنگ سے بچنے کے لئے۔ ایشی بھخار جنگ کے لئے نہیں ہوتے۔ ایشی ویزنس قائم رکھنے کے لئے بہترین Equalizer ہیں۔"

☆ چھوٹے اور بڑے بھخار جنگ کرنا بھی ہماری پالیسی نہیں رہی ہے بلکہ ایشی صلاحیت کو عوام کی بحالی کی ناظر پر امن مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہماری پالیسی کا طریقہ انتیاز ہے۔

☆ ایف سول (F-16) طیاروں سے ایشی بھخار استعمال کرنے کا کامیاب تجربہ ہو چکا ہے اور Credible Nuclear Deterrence قائم ہو چکا ہے۔"

میں اکثر سیاستمن جایا کرتا تھا اور خصوصاً سردیوں کے موسم میں سب سے اوپری پورٹ

جو 22000 فٹ کی بلندی پر ہے جہاں پتھر کے میں نیلی کاپڑہ اپس بھیج دیتا تھا اور دریے کے جوانوں کے ساتھ رہتا۔ ہر طرف پہلی ہوئی وادیوں اور پہاڑوں کی پتوں پر سفیدی کا نظر دل دماغ پر کچھ تجسس ہی اثر کرتا اور ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے میں اللہ کے زیادہ قریب ہوں۔ یہ کیفیت میں نے ایک دن محترم سے بیان کی تو انہوں نے بھی سیاستمن جانے کی خواہش ظاہر کی لیکن میں نے انہیں 22000 فٹ بلند پورٹ پر لے جانا مناسب نہ سمجھا اور اجازت لی کہ 17000 فٹ بلند سیالہ پاس انہیں لے جاؤں گا۔ مقررہ دن ہم سکردو پہنچ آفسرز میں انہوں نے بر قافی لباس پہننا جو ہم نے باہر کے ملک سے ملکوں کے انہیں پہنچ کیا تھا۔ Dress-up سکردو سے نیلی کاپڑہ سے سیالہ پاس کے لیے روائے ہوئے۔ ایک Oxigen Can ان کو بھی دیا کہ سانس لینے میں دقت ہو تو استعمال کریں۔ سیالہ پاس پہنچے جہاں دو دو فٹ گہری برف پڑی تھی۔ گھٹشوں تک ہیر دھنس جاتے تھے۔ جوانوں نے استقبال کیا۔ ہم نے چابا کر مختصر ایک بر قافی نیچے کے اندر چلیں تاکہ بر قافی ہواں سے گھٹوڑہ لکھیں لیکن انہوں نے باہر اسنوں پر بیٹھنا پسند کیا تاکہ پورے مظہر کا انکارہ کر لیں۔ جوانوں نے تان بھیں اور پہنچ کی دال پیش کی جو انہیں بہت پسند آئیں۔ خصوصی تیار کردہ چائے کا اپنا ہی مزہ تھا۔ جوانوں سے بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتی رہیں۔ میں مٹ قیام کے بعد وہ اپنی سکردو روائے ہوئے۔ یہ پہلی وزیر اعظم ہیں جو اتنی بلندی تک لگیں اور آسکھن کیہن بھی استعمال نہیں کیا۔ غالباً بھی تکھ کھارا کوئی بھی وزیر اعظم 14000 فٹ بلندی پر گیاری میں کہپ سے آگے نہیں کیا۔

محترم اپنے والد کی طرح ذہن تھیں معاملات کو جلدی بھیتی تھیں اور فیصلہ کرنے میں دیر نہ کرتیں۔ مخفوط اور دلیر ان فیصلہ کرتیں اور اگر کوئی ان کی رائے سے اختلاف بھی کرتا اور دلیل و زندگی ہوتی تو وہ مان جاتیں۔ ضرب مومن مختشوں کے درمیان ہم نے انہیں آرٹی گمانڈ ہیئت کوارٹر اور دوسری فارمیشنوں کا دورہ کرایا۔ وہ اس دورے سے بہت خوش ہوئیں اور ان کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ فوج کی تیاری اور تجدیدی عمل سے بہت مطمئن تھیں اور خواہش

ظاہر کی کہ کچھ دنوں بعد ایک تفصیلی مینگ کرنا چاہتی ہیں تاکہ جنگی منصوبے (War Directive) کوئی شکل دی جاسکے اور اہداف کوئی صلاحیتوں کے مطابق درست کر لیا جائے لیکن مسروقات کے سبب یہ مینگ نہ ہو سکی۔

1990ء کے آغاز ہی میں صدر غلام اخٹن خان اور محترم کے درمیان کچھ اختلافات شنے میں آئے جس کا انکشاف اس Non-paper سے ہوا جو صدر نے مجھے دیا۔ جس میں وزیر اعظم پر متعدد ازامات لگائے گئے تھے جن کا تعلق پالیسی معاملات سے تھا۔ میں نے اس معاملے کو کو کمانڈر کانفرنس میں رکھا اور مستقر فیصلہ صدر تک پہنچا دیا۔ فیصلہ یہ تھا کہ: "صدر کو اس معاملے میں احتیاط کی ضرورت ہے، موقع دیں کہ وزیر اعظم خود وہی کر لیں۔ جہاں ضرورت ہو انہیں مشورہ دیں اور ان کے فرائض کی ادائیگی میں معاونت فرمائیں۔"

لیکن ان دنوں شخصیات کے درمیان مشادرت نہ ہوئی اور اختلافات بڑھتے رہے اور صدر نے آئین کی شن (b)-58 کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے محترم کی حکومت کو فارغ کر دیا اور 90 دنوں میں نے انتخابات کرنے کا اعلان کر دیا۔ (b)-58 کا استعمال جzel تیا، مجھی کرچکے تھے اور حسب معمول صدر غلام اخٹن خان نے بھی 1975ء کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھنونو کے فیصلے کے تحت آئی ایس آئی (ISI) کو ایکشن میں لا جنک پسپورٹ (Logistic Support) مہیا کرنے کی ذمہ داریاں دیں۔ ابوان صدر اور آئی ایس آئی میں قائم ایکشن سیل فعال ہوئے اور صدارتی احکامات پر عمل درآمد شروع ہوا۔

انتخابات ہوئے، پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اکثریت حاصل کی اور تو اڑاز شریف وزیر اعظم منتخب ہو گئے۔ صدر نے بے نظیر بھنون حکومت کو ہٹایا تھا، تو ان کی حکومت کو دوبارہ اقتدار میں کیوں آنے دیتے۔ یہ سیاسی See-Saw کا کھیل ہے جو (b)-58 کے تحت 1975ء کے نوبلیشن کی مدد سے کھیلا جاتا رہا ہے۔

سوال:.....ایک جانب آپ بے نظیر کی تعریف کرتے ہیں جبکہ دوسری جانب آپ نے ان پر تحدید کی ہے کہ وہ آپ سے انتقام لینے پر اڑاکی جیسے کیوں؟

جواب:.....میں نے وزیر اعظم محترم بے نظیر بھٹو صاحب کے ساتھ دو سال سات ماہ آری چیف کی نیشنیت سے اپنی ذمہ داریاں پوری کیں۔ گیارہ سال کی آمریت کے بعد جمہوری دور کا آغاز ہوا تھا۔ روی افغانستان سے پہلا ہو چکے تھے۔ ایران، عراق کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کر چکا تھا۔ پاکستان پوری دنیا کے جمادیوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ ایک پر آشوب دور تھا جب محترم بے نظیر بھٹو نے اقتدار سنبھالا۔ ملک کی سیاسی فضا بڑی تاریخی اس کا تھی۔ حزب اختلاف جو گیارہ سال تک جzel تیا، کے ساتھ اقتدار میں شامل رہی تھی اس کا روپی جمہوری نہیں تھا۔ ایسے ماحول میں کم تجربہ رکھتے ہوئے بھی بے نظیر بھٹو صاحب نے منسوب فیصلے کے جس سے ان کی فرستہ بہت اور معاملہ بھی ظاہر ہوتی ہے جس کا اعتراف نہ کرنا کم ظرفی ہوگی۔ ان کے چند فیصلوں کا ذکر پہلے آپ کہا ہے۔ ان کے حزبی اہم فیصلے درج ذیل ہیں:

☆ 1989ء میں میں نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ ان کے والد محترم کے وقت سے ہمارے قبائلی اور عوامی نیشنل پارٹی کے لوگ افغانستان میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں، انہیں عام معافی دے دیں اور واپس باالیں۔ انہوں نے ان سب کو باالیا۔ کیا آج ہمارے وزیر اعظم میں یہ حوصلہ ہے کہ وہ ہمارے ہزاروں تاریخی قبائلوں کو جو افغانستان میں جلاوطن ہیں انہیں واپس باانے کا فیصلہ کر سکیں۔

1990ء کے اوائل میں امریکہ، بھارت اور اسرائیل نے ہماری ائمی تحریکات کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا جب اس بات کا یقین ہو گیا کہ کسی بھی وقت یہ حلول ہو سکتا ہے تو محترم نے بڑا دلیرانہ فیصلہ کیا۔ انہوں نے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان کو دہلی روانی کیا اس بیان کے ساتھ کہ:

☆ باز آ جاؤ ورنہ تمہاری تحریکات کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔

☆ پاکستان کی بڑی فوج اور بحریہ کو یورپی ارٹ کر دیا گیا۔

☆ پاکستان ائر فورس کو حکم دیا کہ اپنے جہازوں کو ائمی تحریکات سے مسلح کر کے مازی پر

پہنچا دو اور اگلے حکم کا منتظر کرو۔ جب امریکی سفینا بیٹ سے نقل و حرکت نظر آئی تو ان کے ہوش از گئے۔ فوراً امریکی سفارتکار رابرت گیٹس (Robert Gates) پاکستان پہنچنے صدر سے ملے جنہوں نے بغیر کسی جھگ کے انہیں حکومت کے ارادے سے آگاہی کیا۔ طوفان حکم گیا اور سازش ناکام ہوئی۔

ہذا محترم نے ہمارے ایشی پروگرام سے متعلق ایک جامع اور مضبوط پالیسی وضع کی ہے نوکیسر ریسترنٹ پالیسی (Nuclear Restraint Policy) کہا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل میں پہلے صفحات میں بیان کر چکا ہوں۔ بلاشبہ انجمنی و انساندوں پالیسی تھی جس پر آج تک عمل ہو رہا ہے۔

☆☆ 1990ء میں بھارت کی طرف سے لائن آف کنٹرول کی خلاف ورزی بہت بڑھ گئی تھی یہاں تک کہ بھارتی بھیار استعمال کر کے ہمیں بہت اقصان پہنچا رہے تھے۔ میں نے وزیر اعظم صاحب سے سر جیکل اسٹرائیک کی اجازت مانگی (جس کی تفصیل میں پہلے بیان کر چکا ہوں)۔ انہوں نے اجازت دی اور ہمارے 12 ذویعن کے جزل آفسر کمانڈنگ سمجھ جزل محمد صدراخ ستارہ جراءت نے ایک دن میں دشمن کے قلعے کو نیکانے لگا دیا۔

ہذا جب بوسنیا میں خانہ جلی ہو رہی تھی اور سرب (Serb) مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے تو مسلمانوں کے رومنگ ایمیڈر (Roaming Ambassador) اور میرے ہمnam، مرزا احمد بیک مد نائلنگ پاکستان آئے۔ وزیر اعظم صاحب کی اجازت سے انہیں گرین ایرو (Green Arrow) نامی چدائی نیک میزائل اور اس کے فائر کرنے کے لئے پوڈ (Pod) دیے گئے۔ حسب معمول سربوں نے مسلمانوں کی ایک آبادی کا گیراہ کر کے آٹھ نیکوں سے قاتم شروع کیا تھکن پانچ منٹ کے اندر ہی ان کے چھ نیک جاہ کر دیے گئے۔ وہ بھاگ گئے اور وہیں سے جنگ کا رانچ بدل گیا۔ جنگ حکم گئی اور

امریکہ اور یورپی اتحادیوں نے مسلمان آبادی پر مشتمل کوسوو (Kosovo) کے ہام سے الگ ملک بنانے کی اجازت دی۔ میرا خیال ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم کو اپنی رحمتوں کے سامنے میں رکھے۔ محترم کی اپنی زبانی صحیح صورت حال یہ تھی:

”میں صرف لوگوں کے آئندی جمہوری اور انسانی حقوق دینے جانے کے حق میں آواز بلند کر رہی ہوں۔ میرے خاندان اور میری پارٹی نے میرے کم سن پہنچنے کے لئے میری بیار والدہ نے“ میرے شوہر اور سرال والوں نے تاریک سالوں، دنوں اور مہینوں میں جو مصائب برداشت کے ہیں وہ سب ایک ترقی یافت اور خوشحال پاکستان کے قیام کے لئے تھے۔ ایسا پاکستان جہاں سیاسی مقاصد کی ناطرانا صاف کے تقاضوں کو پامال نہ کیا جائے جہاں ایک ایسا کیشرا خیال معاشرہ وجود میں لاایا جا سکے جو اخوت، ہم آہنگی، قوت برداشت اور ہمدردی کے اصولوں پر ہنی ہو۔“

بھوکے انہوں نے انتقام لیا اس لئے کہ انہوں نے مجھے اپنے والد کے قتل میں شریک جرم سمجھا تھا۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ میں واحد جزل تھا جس نے بھنوکی چنانی کے نیچلے سے اختلاف کیا تھا اور اس اختلاف کے سبب مجھے کامٹ سے ہٹا دیا گیا تھا۔ وہ سمجھتی تھیں کہ 1990ء میں ان کی حکومت کو گرانے میں صدر غلام احمق خان پر میری طرف سے دباؤ تھا جبکہ حقیقت وہ تھی جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔

محترم کی ناراضگی کا ایک سبب اور بھی تھا کہ ملک کے اندر ایک ایسی لابی تھی جو میری شخصیت کو تنازع ہاتا چاہتی تھی۔ اس لئے کہ بھیت آری چیف اس وقت کے چدائی معاملات اور واقعات پر میرا موقف ان کے مقابلات کی راہ میں رکاوٹ ہن گیا تھا۔ اس کی پاڈاش میں مجھے ایسا الجھایا گیا کہ آج تک مجھے سکون نہیں مل سکا ہے۔ حورت کا انتقام ضرب المثل ہے۔ بے نظیر بھنو نے اگر انتقام لیا تو وہ تقاضائے فخرت تھا۔ مجھے اس بات پر کوئی دکھ

شکن ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ انصاف کیا ہے۔ ہمچڑ پارٹی کا ہنا یا ہوا سازشی مقدمہ جو 25 سالوں سے میرے خلاف چل رہا ہے اس کے متعلق آنے ہماری بڑی عدالت کو ہمارے ہی ادارے الیف آئی اے نے بڑے واخ خفاخت میں یہ کہہ دیا ہے کہ ”اس مقدمے کو بند کر دیجئے“، میں ان کے خلاف کوئی شہادتیں نہیں ملیں۔ ”حق غالب ہے ہاظل شر صار ہے۔  
المدد.

حکومت کی طرف سے میں افغان مجاهدین سے روابط اور تحریک حکمت عملی مرتب کرنے کی ذمہ داری میں۔ جب ہم ضرب مومن کی تیاریوں میں مصروف تھے تو وزیر اعظم نے نظریہ جنم نے میں ایک اہم ذمہ داری سونپی کہ ہم افغان مجاهدین سے تفصیل مذاکرات کریں اور حکومت کو اکتوبر میں پیش کریں کہ افغانستان میں اُن قائم کرنے کے لیے ہماری ترجیحات کیا ہوتی چیزیں۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے وزارت خارجہ کے افغان سلیل آئی اسی آئی اور متعلقہ تجسسکوں کو خصوصی ہدایات چاری کی گئیں کہ وہ ہمارے ساتھ پورا تعاون کریں۔

ہم نے اکتوبر میں تیار کیا ”مجاهدین لیدر ڈول کوینٹک“ کے لئے دعوت دی۔ پروفیسر محمد دی پروفسر رہانی استاد سیاف انجینئر گلبدین حکمت یا ”مولوی یونس خالص اور یونی محمدی“ سے تفصیل ہات پڑیتے ہوئی احمد شاہ مسعود کو دعوت دی اور وہ بھی تحریف لائے۔ ڈیسمبر ماہ تک کئی اجلاس ہوئے۔ یہ وقت تھا کہ جب ہم ضرب مومن مذکوؤں میں مصروف تھے۔ متعدد بار مجھے فائدہ سے راوی پندتی آگر ان مذاہاتوں میں شریک ہوتا پڑا۔ اندکا کرم کہ ہم دو بڑی ذمہ داریاں ایک ساتھ بھانے میں کامیاب ہوئے۔ جو ذمہ داری افغانستان کے حوالے سے وزیر اعظم نے دی تھی وہ ہم نے پوری کی اور تمام فقارشات مکمل کر کے اُنہیں پیش کر دیں اور یقیناً وہ ان پر مغل کرنسیں لیکن حالات کے جریئے اُنہیں موقع شدیا اور ان کی حکومت جاتی رہی۔



جزل اسلام پیک، لشکریک بزرگ میں کے ساتھ افغان رہنماؤں کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہوئے  
سوال: — آپ نے نواز شریف کے دور حکومت میں بھی تقریباً ایک سال خدمات  
انجام دیں۔ ان کے بارے میں بھی کہو جاتا ہیں؟

جواب: — پختگی سے یہ ہمیں غلط بیک کا دور تھا کہ جس سے متعلق حکومت کی پالیسی  
سے میں نے اختلاف کیا۔ نواز شریف ناراض ہو گئے اور میری رینائزمنٹ تک ناراض رہے۔  
ای طرح امریکہ بھی ناراض ہوا اور سعودی عرب بھی۔

وزیر اعظم نواز شریف کے دور حکومت میں غلط کی جیک بیک اور افغانستان کے ہلتے  
ہوئے حالات اہم معاملات تھے۔ ایران عراق بیک میں ایران کو برتری حاصل رہی تھیں  
تھیں یہ ہے کہ امریکہ کی امیدوں کے برخلاف اس بیک میں ”ایران اور عراق ایک  
وہ سرے کو تجاہ ن کر سکے“ جیسا کہ بڑی سنبھلے خواب دیکھا تھا۔ امریکہ نے ایران کے  
غلاف ہر قسم کی پابندیاں لگا رکھی تھیں لیکن انقلابی قیادت نے بڑے حوصلے کے ساتھ ان

مشکلات کا مقابلہ کیا تو فیصلہ ہوا کہ اسی طرح صدام کو ایک بے مقصد جنگ میں الجھا کے اس کی مشکلی قوت کو تباہ کر دیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے صدام کو سبقت پڑھایا گیا کہ کویت عربی سر زمین کا حصہ ہے، اسے فتح کر لینا مشکل نہیں ہو گا، امریکہ بھی مدد دے گا۔ سعودی عرب اس حکمت عملی کے خلاف تھا۔

اختلافات بڑھتے گئے تو امریکہ نے مداخلات کا فیصلہ کیا اور اپنی فوج سعودی عرب میں اتنا روی تاکہ صدام، سعودی عرب کو نقصان نہ پہنچا سکے جبکہ اس فیصلے کے پیچے مقاصد کوچھ اور تھے۔ سعودی عرب پر عراق کے حملے کا ڈھونگ رچایا گیا اور پاکستان کو سعودی عرب کی حکومت کے تعظیز کے لئے سعودی عرب میں موجود تقریباً 150000 پاکستانی فوج کو سعودی کماں میں دینے کی تجویز دی اور اس کے عوض پاکستان کو بھاری مالی امداد کا وعدہ کیا۔ ہماری حکومت اس کے لئے تیار نظر آئی ہے میں غلط اور مکمل مخاد کے خلاف سمجھتا تھا۔ میں نے وزیرِ اعظم کو اپنی تشویش سے آگاہ کیا لیکن وہ مجھ سے متفق نہ ہوئے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ میرا خاموش رہنا غلط ہو گا۔ میں نے اپنے خدشات میڈیا کو بتائے کہ:

"ہماری فوج کرائے کی فوج نہیں ہے۔ خطرہ سعودی عرب کو نہیں بلکہ صدام کو ہے۔ کوئت کو فتح کرنے کا جائزہ دے کر امریکہ صدام کی فوج کو کھلے میدانوں میں لا کر تباہ کرنا چاہتا ہے۔"

اس بات پر نواز شریف مجھ سے ناراض ہو گئے۔ میں نے ان سے اجازت لی اور سعودی عرب اپنی فوج سے ملنے گیا۔ ریاض پہنچا تو اسی رات سات بیگانل فائر کر کے صدام نے مجھے سلامی دی۔ صرف تین بیگانل امریکی پٹریول (Patriot) روک سکے جس سے سکڑ جیسے Unguided بیگانل کی افادیت میرے ذہن میں آئی جو حزب اللہ اور اسرائیل کی جنگ میں حزب اللہ کی کامیابی کا سبب تھی۔ اس کی تفصیل بعد میں بیان کر دیں گا۔ شاید خاندان نے ہمیں بڑی عزت دی۔ وہاں سے میں تپوک گیا۔ اپنے افسروں اور جوانوں سے ملنے کے بعد میں ذیز رست اسلام بہنہ کوارٹر میں جنگ Showartzkof سے

ملئے گی جو زیر زمین ایک وسیع کا نیکس تھا جسے ہمارے انجینئرز نے بنایا تھا۔ ان سے بڑی مخفی بات چیت ہوئی۔ انہوں نے کچھ افسوس و الغاظ میں کہا:

"مجھے لگتا ہے کہ جنگاگوں نے ہمارے ابداف کو بدلتا دیا ہے (Have shifted the goal post)

میں نے وضاحت چاہی تو انہوں نے جواب دیا:  
"آپ جلد ہی دیکھ لیں گے۔"

ان کا مطلب تھا صدام کی فوج کی چاہی ہو گی جب وہ کوئت فتح کر کے واپس آری ہو گی۔ یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جسکی جنگ Showartzkof کو بھی آخری وقت تک خبر نہ تھی۔ وہاں سے ہم مدینہ منورہ گئے زیارت کی مکمل گئے عمرہ ادا کیا اور واپس آگئے۔ اس جنگ کے بعد وزیرِ اعظم مجھ سے ناراض ہی رہے۔ ان کے رفتہ مجھ پر الزام لگاتے رہے کہ جو بھاری امداد ہمیں امریکہ سے مل لکتی تھیں میری وجہ سے وہ اس سے محروم ہو گئے۔ اور اس کے بعد سے امریکہ اور سعودی عرب دونوں نے مجھ سے قطعی تعلق کر لیا ہے۔

نواز شریف کے بھی خواہوں نے یہ تاثر پیدا کر دیا تھا کہ میں کسی بھی وقت مارٹل لاءِ لگا سکتا ہوں۔ اس کی وجہ سے حکومت پر ہر وقت خوف طاری رہتا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے میں نے ان کے سامنے 1973ء میں تیار کی جانے والی جنگ شریف کی روپورث کی سفارشات پیش کیں کہ "تیوں افواج کو ایک کمانڈ کے لیے پیچ کر دیا جائے تو سول ملڑی تعلقات بہتر ہوں گے اور بری فوج کا سر برادہ شب خون نہ مار سکے گا۔" انہوں نے اس تجویز پر غورت کیا۔ وہ یہ سمجھتے کہ شاید میں خود چیف آف ذنسس ناف (Chief of Defence Staff) (CDS) بنتا چاہتا ہوں۔ ذوالنقار علی بھٹو نے یہ عبده نہ بنا کے اپنے اوپر قلم کیا اسی طرح نواز شریف نے بھی یہ عبده نہ بنا کے خود پر قلم کیا اور آج تک اس قلم کا شکار ہیں۔ انہی حالات میں میری رینائزمنٹ کا وقت آگیا اور 16 اگسٹ 1991، کوئی میں رینائز ہو گیا۔

سوال: .....جنگ صاحب آپ رینائز تو ہو گئے لیکن ملک کی کچھ مقتدرتوں کو ناراض

بھی کر گئے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ آپ پر ٹکین الزامات لگے مقدمات چلے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب:..... کیا کروں میری مجبوری ہے کہ جب دیکھتا ہوں کہ کوئی ایسا کام ہونے جا رہا ہے جس سے ملک یا امیرے ادارے کی ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو خاموش نہیں رہ سکتا، بولنا ہوں احتجاج کرتا ہوں اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ اس سے میری ذات کو کتنا نقصان اٹھا جائے سکتا ہے۔ اس میں ملک نہیں ہے کہ امریکہ مجھ سے ناراض، سعودی عرب ناراض، نواز شریف ناراض، بنی نظیر بھنو ناراض۔

امریکہ کی ناراضگی اس لئے ہے کہ میں نے ان کے سامنے سرگاؤں ہونے سے انکار کر دیا۔ سعودی عرب اور نواز شریف اس لئے ناراض ہیں کہ فوج کی جنگ میں میں نے پاکستان فوج بھیجنے سے انکار کر دیا تھا۔ بنی نظیر بھنو اس لئے ناراض کیونکہ انہیں باور کرایا گیا تھا کہ 1990ء میں میری ایمانہ پر ان کی حکومت گرفتائی گئی تھی۔ از مرشل اصغر خان کیوں ناراض؟ شاید اس لئے کہ جزل الیوب خان نے انہیں پاکستان افراد کی کمائی سے بنا دیا تھا، ان کا انتقام مجھ سے لیا۔ جزل اسد رانی اس لئے ناراض کہ جزل وحدۃ اللہ علیہ نے انہیں قبل از وقت ریناڑ کر دیا تھا اور انہوں نے جزل وحدۃ اللہ علیہ نے جسل وحدۃ اللہ علیہ سے لیا۔

چیخر خوبی سے چلی جائے اسد  
گر نہیں ولی تو حسرت ہی سی

اسی نویسیت کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گا جو 1989ء میں پیش آیا جب محترم بے نظیر بھنو نے مجرم جزل افسیر اللہ باہر کو میرے پاس بھیجا، جو نہ ناٹ جیکال (Midnight Jackal) کے نام سے ایک انگوڑی لے کر آئے تھے۔ اس میں آئی ایمانی کے دو آفیزز بر گینڈر امتیاز اور مجرم جزل افسیر پر الزام تھا کہ دونوں افسروں نے محترم کے خلاف تحریک عدم اعتماد چلانے میں حرب اختلاف کی جماعتیں کا سامنہ دیا ہے۔ ان کا فیلڈ جزل کورٹ مارشل (FGCM) ہوتا چاہیے۔ میں نے رپورٹ پڑھی جس میں فیلڈ جزل کورٹ مارشل کے لئے

شہادتیں ناکافی تھیں اس لئے اپنے سری اختیارات (Summary Powers) کے تحت ان کے ٹرائیل کا فیصلہ کیا اور دونوں افسروں کو قبل از وقت سروں سے ریناڑ کر دیا جس پر محترم ناراض ہوئیں اور 1993ء میں جب دوبارہ وزیر اعظم ہیں تو دونوں افسروں کو قید کر لیا۔ بر گینڈر امتیاز کو تھکڑی پہنائی اور نیلویویشن پر دکھایا۔ انتقام کی آگ شندی ہوئی لیکن سزا نہ دے سکیں کیونکہ انہیں پہلے ہی سزا دی جا چکی تھی۔

سوال:..... ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ ہو رہا ہے کہ آپ کے خلاف پر یہ کورٹ میں مقدمہ چل رہا ہے اور اب تک کوئی حقیقی فیصلہ نہیں آیا ہے؛ مسئلہ کیا ہے؟ آخر ایسا کیوں ہے؟

جواب:..... فیصلہ تو آگیا ہے لیکن با ضابطہ اعلان نہیں ہوا ہے۔ مجھ پر الزام ہے کہ میں نے آئی ایمانی آئی (ISI) کے ساتھ مل کر 1990ء کے تویی انتخابات میں بے نظیر بھنو (BB) کی پارٹی کے خلاف کام کیا، ان کا مینڈیٹ چیلے جس سے فوج کی بھی بٹک ہوئی۔ ایسا ضرور ہے کہ انتخابات میں دھاندی (Rigging) ہوئی کیون ہوئی کیسے ہوئی اور اس کا روائی میں میرا کیا عمل وہی تھا یہ جانا ضروری ہے۔

(Notification-N-75) 1975ء میں صدر ذوالفقار علی بھٹو نے ایک خصوصی نوٹیفیکیشن (Notification-N-75) چاری کیا جس کے تحت آئی ایمانی آئی کو تویی انتخابات میں لا جنکٹ پورٹ (Logistic Support) فراہم کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔ ایک سال بعد 1976ء میں جب قبل از وقت انتخابات کا فیصلہ ہوا تو آئی ایمانی آئی نے مجرم پر کاروائی کی احتجاج شروع ہوا کہ دھاندی بھوئی ہے پی این اے (PNA) کی تحریک چلی جو جزل ضیاء الحق کی فوجی مداخلت کا سبب بھی۔ بھتو کو پھانسی ہوئی اور اس کے بعد جو بھی صدر آیا اس کے ہاتھ میں (b)(2)-58-2 کا ہتھیار بھی تھا۔ اس طرح N-75 اور (b)(2)-58 میں دو ملک ہتھیاروں کا 1977ء سے لے کر 2013ء تک بے دریغ استعمال کیا گیا اور اپنی مرثی کی حکومتیں بنائی گئیں۔ یہاں تک کہ 1988ء کے انتخابات میں اگر صدر غلام امتحن خان نہ چاہے تو BB کی حکومت بھی نہ بنتی اور

جو حکومت بھی اس طرح گرائی گئی اس کے دوبارہ انتخابات جتنے کا امکان ہی نہ تھا جیسا کہ 1990ء کے انتخابات میں ہوا کہ BB کی دوبارہ حکومت لٹکن نہ تھا۔

سوال: — آپ پر 1990ء کے انتخابات پر ارشاد مدارز ہونے کا الزام کیوں لگا؟

جواب: — یہ ایک سازش تھی جو 1994ء میں میرے خلاف شروع ہوتی۔ BB کے مشیر خاص تاجر جزل نصیر اللہ بابر اپنے ایک پسندیدہ کو کانٹر کو میری جگہ آرمی چیف بنانا چاہئے تھے۔ BB نے مجھے چیزیں جو ایک چیف آف ساف کیمپیٹ بنا کر میری جگہ اس کو رکنی کو لانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مجھے علم ہوا تو میں نے فارمیشن کانٹر کا انفرس میں بغیر نام لئے اس سازش کا تذکرہ کیا اور واضح الفاظ میں تاکید کی کہ کوئی سرخ لائن سے آگے جانے کی کوشش نہ کرے ورنہ وہ شرمسار ہو گا۔ یہ خبر جب BB کو پہنچی تو انہوں نے مجھے خط لکھا جو میرے پاس ہے۔ اس خط میں انہوں نے اعتراف کیا کہ کانٹر میں ایسی کوئی تدبیلی نہیں ہو گی۔ یہ ان کا ظرف تھا کہ اس بات کو تسلیم کیا تھا ایک یہ حقیقت ہے کہ ان کے کچھ وزیر باہم بریاری ہے بھی تھے جو میرے خلاف ان کے کانٹر بھرتے رہتے تھے اور خصوصاً جب صدر غلام اختر خان نے 1990ء میں ان کی حکومت گرائی تو ذمہ دار مجھے تھہر لایا گیا جبکہ حقیقت اس الزام کے برکس تھی۔ واقعات کچھ اس طرح تھے کہ BB کی حکومت گرانے سے چند ہفتے پہلے صدر غلام اسحاق خان نے مجھے ایک Non-Paper کے خلاف تعدد اخراجات تھے۔ میں نے وہ اخراجات فارمیشن کانٹر کے سامنے رکھے، تفصیلی بحث ہوئی اور صدر کو یہ پیغام پہنچانے کا فیصلہ ہوا:

”صدر محترم آپ میرے کام لیں، سمجھائیں تاکہ معاملات درست ہو جائیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ PM سکھ جائیں گی۔“ میری باقی صدر نے نہیں اور بولے ”سمجاویں گا، پہلے بھی سمجھا تاہم ہوں دیکھتا ہوں۔“

لیکن ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے BB کی حکومت برخاست کر دی جس پر مجھے حجت ہوئی۔ سوچا کہ صدر کے فیصلہ کو بدلتے دوں جس کے لئے اختیارات با تھیں میں لینے

پڑتے لیکن یہ سوچ کر کہ جب ہمارے 17 اگست 1988 کے نیٹے کو کوئی اہمیت نہ دی گئی تو Take-over کا فیصلہ کیے قبول ہو گا۔ خاموش ہو رہا۔ میری خاموشی کو BB کی حکومت گرانے کی سازش سے تعبیر کیا گیا اور اس کے بعد میرے خلاف سازش کا آغاز ہوا۔

پاکستان ہیپلی پارٹی مجھے سے ناراض تھی ہی کہ میں نے اپنے چند فیصلوں سے اور دوں کو بھی ناراض کر لیا۔ مثلاً 1991ء کی خلیج کی جنگ کے دوران میں نے 15,000 پاکستانی فوج کو جو سودی عرب میں تھی اسے کرایے کی فوج نہ بننے دیا جس کے سبب سعودی عرب امریکہ اور نواز شریف بھی مجھے سے ناراض ہو گئے۔ 1994ء میں جب BB کی دوبارہ حکومت بنی تو اسی دوران میرے خلاف سازش کا رواہی شروع ہو گئی۔ رجن ملک جو ایف آئی اے کے ذریعہ کیا تھا ان کو ذمہ داری سونپی گئی۔ سب سے پہلے انہوں نے جزل اسد (FIA) کا استعماں کیا جنہوں نے 1990ء کے انتخابات میں صدر غلام اسحاق خان کے تحت درانی کا انتخاب کیا جنہوں نے 1994ء میں جزل درانی فارغ تھے کیونکہ جزل عبدالوحید نے N-75 کا استعمال کیا تھا۔ جزل درانی فارغ تھے کیونکہ جزل عبدالوحید نے انہیں ہیپلی پارٹی کی سیاست میں ملوث ہونے پر DGISI کے عہدے سے بہادریا تھا اور سروں سے بھی فارغ کر دیا تھا۔ پاکستان ہیپلی پارٹی نے انہیں جرمی میں سفیر بنا کر ان کی وفاداری خریدی۔ اس کے بعد رجن ملک 6 جون 1994ء کو جرمی گئے اور اپنا مقصد بیان کیا۔ مقصد تھا میرے خلاف مقدمہ بنانا۔ جزل درانی کو رجن ملک کی باتوں پر یقین نہیں آیا اس نے انہوں نے BB سے گیم پلان (Game Plan) کی وضاحت مانگی اور اپنے ہاتھ سے BB کے نام پر خط لکھا:

پاکستانی سفیر کا خط بنام وزیر اعظم پاکستان  
(For Eyes Only)

7 جون 1994ء

وزیر اعظم صاحب

چند نکات جو میں ذراً کیسر ایف آئی اے کے حوالے کے جانے والے اپنے انصرافی

بیان میں شامل نہ کر سکا۔ یہ حساس اور پریشان کن نوعیت کے ہیں:

اے۔ رقم وصول کرنے والوں میں کفر 2 ملین، حفظ پیرزادہ 3 ملین، سرور چیز 0.5 ملین اور معراج خالد 2.3 ملین۔ آخری و دھڑات مختلف سوت میں نہیں تھے۔ یہ کسی مہربانی کی "نظر کرم" تھی کہ انہیں بھی بہرہ مند کیا جائے۔ بی۔ باقی 80 ملین آئیں آئی کے "کے فنڈ (K Fund)" میں بچ کرائے گے۔ 60 ملین ڈائریکٹر پرمنی اخْٹلی بیس (External Intelligence) کو خصوصی آپریشنز کے لیے دیے گے۔

(شاید اس رسواں میں کوئی صرف صدر کی "سرپریز" حاصل تھی بلکہ مگر ان وزیر اعظم بھی دل و

جان سے اس میں شامل تھے بلکہ فوج کی ہائی کان کے بھی علم میں تھا۔ آخر الذکر جزل بیک ہم سب کا دفاع کرے گا، جنہوں نے اپنے ساتھیوں کو اعتماد میں لایا تھا لیکن یہ وہ نام ہے جس کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

ایک بھت جس نے میرے ذہن میں پہلی چار کمی ہے، یہ ہے کہ آخر اس مشق کا بدف کیا ہے:

اے۔ اگر اس کا مقصد حزب اختلاف کو بدف بنانا ہے تو "عطیات وصول کرنا ان کا چائز حق بھی ہو سکتا ہے" باخصوص جب یہ عطیات "مقدس ذرائع" سے آرہے ہوں۔

بی۔ اگر اس طرح جزل بیک کے خلاف گھیرا لمح کرنا مقصود ہے تو وہ ایک گروہ کی جانب سے مبیا کی جانے والی عطیات کی رقم کو حکومت کی "ہدایات" اور "رضا مندی" کے مطابق لا جنگ سپورٹ مبیا کر رہے تھے۔ میرے خیال میں وہ اس سلطے میں اور بہت سے معاملات میں بھی ملوث ہیں۔

سی۔ خلام اسحاق خان اس سلطے میں اپنی لامی کا انکبار کریں گے کیونکہ وہ براہ راست اس میں ملوث نہیں تھے۔

ڈی۔ یقیناً قانون کے قاضے پورے کرنے ہوں گے۔ اس صورت میں ہمیں حساس

نوعیت کے معاملات کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً خصوصی آپریشنز اور فوج کی طرف سے۔ انہی وجہات کی بنا پر میں رخصت ہونے سے قبل آپ سے ملنے کا شدت سے خواہش مند تھا۔ میں آپ سے چیف آف آری ٹاف (جزل عبد الوحدی) کے ساتھ ہونے والی الوداعی ملاقات کے بارے میں بھی بات کرنا چاہتا تھا۔

اس دوران آپ بھی کمی مرتبہ لپکی ہوں گی اور یہ حکمت عملی بنا چکی ہوں گی کہ کیا ملک کے بہتر مقادیر میں ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ یہ تمام معاملات اور ہمارے اپنے ہاتھوں سے آنے والے مصائب ہمارے قوی عزم کو تقویر دینے کا باعث نہیں گے اور کسی طور پر بھی ہمارے اجتماعی گناہوں کے آئینہ دار نہیں ہوں گے۔

بendum احترام

آپ کا خلص

(اسد)

اس کے چند بختے بعد رحمن ملک دوبارہ جرمنی گئے اور ساتھ ہی سیاستدانوں کی ایک بھی فہرست بھی لے گئے جن پر الزام تھا کہ انہوں نے 1990ء کے انتخابات میں آئی ایس آئی سے بھاری رقم لی تھی جس سے انتخابات کے نتائج تبدیل ہوئے۔ جزل درانی اس فہرست کو مانتے پر تیار تھے اس لئے کہ اپنے خط میں انہوں نے تو چند نام لکھے تھے لیکن رحمن ملک نے ان سے ایک بھی فہرست پر دستخط کرنے پر اصرار کیا، دباؤ ڈالا اور وہ مدد کیا کہ:

*"It had the approval of the Chief Executive and that the matter would be handled confidentially. I signed the prepared statement which was given to me by Mr. Rahman Malik."*

رحمن ملک واپس آئے، فہرست محترم کو دکھائی اور ان کی اجازت سے جزل نسیم اللہ باہر نے 11 جون 1996ء کو قومی اسمبلی میں اس فہرست کا اعلان کر دیا۔ اس وضلع خلائق پر جزل

دلانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا اور 16 جون 1996ء کو اصغر خان کی مدعاہت میں میرے خلاف مقدمہ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی عدالت میں واپس کر دیا گیا۔ یہ وہی اصغر خان ہیں جنہیں 1965ء کی جنگ سے پہلے پاکستان ائر فورس کی کمان سے بٹا دیا گیا تھا۔

میں نے اس بارے میں صدر ایوب خان کے صاحبزادے جناب گوبہرا ایوب سے پوچھا تو انہوں نے اس بات کی تصدیق کی اور یہ بھی کہا کہ صرف کمان سے بٹایا کوئی سزا نہ دی کیونکہ:

”میرے والد نے کہا کہ جنگ ہونے والی تھی اور ہماری نئی نئی ائر فورس کو ایک بڑے دشمن کا سامنا تھا۔ ان حالات میں اگر میں ان کے چیف پر مقدمہ کر کے غداری کا واغنہ ان کے چہروں پر دھتا تو دشمن کے ساتھ جنگ میں ان سے کیا تو قرع رکھ سکتا تھا۔“

جزل ایوب خان کی یہ سوچ کسی مدد سے کم نہ تھی۔

جناب کو شریعتی کی کتاب ”اور لائیں کشت گئی“ میں ان کے کردار کا تفصیلی بیان پڑھ لیجئے اور ان کا وہ خط بھی میں آپ کو دکھاؤں گا جس میں انہوں نے جزل ضایاء الحق کو اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لینے کی ترغیب دلائی تھی اور کامیاب ہوئے تھے لیکن آج کل کے دستور کے مطابق کسی نے بھی انہیں غدار یا مودی کا یار نہیں کہا اور وہ اب بھی ہمارے لئے محترم ہیں۔ چلے چھوڑ یہ ان باتوں کو اس مقدمے کی طرف آئیے۔ چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے ایک ہی ساعت کی تھی کہ ان کے خلاف سازش شروع ہو گئی اور ان کی جگہ جناب جسٹس سعید الزمان صدیقی چیف جسٹس بنے۔ 1997ء میں ان کی عدالت میں مقدمے کی ساعت شروع ہوئی۔ ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے میں نے 75-N عدالت میں پیش کرنے کی درخواست کی اتنا رہی جزل نے 75-N عدالت کے سامنے پیش کیا جو عدالتی ریکارڈ کا حصہ ہایا گیا۔

اس کے بعد ایک عرصہ تک خاموشی رہی۔ ہمارے قابلِ احترام وکیل مختاری (Defence Counsel) اکرم شیخ نے متعدد بار کوشش بھی کی کہ ساعت شروع ہوا اور

درانی سخت مابیوس ہوئے جس کا انہیں انہوں نے پریم کوٹ میں جمع کرائے جائے اور 31 جولائی 1997ء کے بیان حلی میں ان الفاظ میں کیا ہے:

*“The statement was got signed by me by Mr. Rahman Malik under special circumstances and I was given the assurance that the matter would be dealt with confidentially. I do not know under what circumstances the then Interior Minister made the statement in the National Assembly. I was unaware about his intentions that are known to him.” “The affidavit was got signed from me on the understanding that it would only be used for specific purpose.”*

اس طرح جزل درانی بھی دھوکہ کھائے لیکن اس عمل کے بعد تقریباً دو سال تک خاموشی رہی اس لئے کہ پاکستان پبلز پارٹی کے اپنے بنائے ہوئے صدر قاروq احمد خان القاری نے 1996ء میں (b)-58-2 کے تحت BB کی حکومت کو فارغ کر دیا اور اسی جادوی چیزی 75-N کو استعمال کر کے نواز شریف کو کامیابی کا موقع دیا۔ اس کے بعد BB اور ان کے تمام مشیران بالتمثیل فارغ تھے اور میرے خلاف سازش میں لگ گئے۔

جب سازش تیار ہو گئی تو اکتوبر کے پریم کوٹ میں داخل کرائے جائے جانے والے جزل اسد درانی کے بیان حلی کے مطابق جزل انصیر اللہ با بر آری چیف جزل عبدالوحید کے پاس لے گئے کہ وہ میراڑاں کریں لیکن جزل وحید نے انکار کر دیا۔ شاید وہ بھی بھی پاہنچتے کہ سول عدالت میں میری خاطر دارت کی جائے۔

اس کامیابی کے بعد انہوں نے ایک سخت دل اور وقار دار بندے کی تلاش شروع کی تو انہیں ائمہ مارشل اصغر خان مل گئے جنہوں نے 1977ء میں مارشل لاء الگانے اور بجنو کو پھانسی

فیصلہ ہو جائے لیکن طویل عرصہ کے بعد 2012ء میں چیف جسٹس افتخار محمد پودھری کی عدالت میں سماحت کا آغاز ہوا جو کمکتے تکمک جاری رہا۔ چند ماہ کے عرصے میں جسٹس افتخار محمد پودھری نے بے شمار گواہوں کی شہادتیں اکٹھی کر لیں۔ جزل درانی جو مرکاری گواہ بن گئے تھے ان کے بیانات آئیں آئی کے افران جو اس کام میں ملوث رہے تھے ان کے بیانات اور دوسرے متعلقہ غیر متعلقہ افراد کے بیانات قائم بند ہوئے جو بے شمار صفحات پر مشتمل ہیں۔

مجھے اجازت نہیں کہ ان گواہوں سے ایک سوال بھی پوچھ سکتا ہیں میرے لئے آسانی یہ ہوئی کہ انہی شہادتوں سے مجھے اندر وہی کہانی کا علم ہوا جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ ان شہادتوں میں اور بھی بہت سے جھوٹ اور بے بنیاد الزامات شامل ہیں جن سے سازشیوں کی کم نظری میاں ہوتی ہے۔ میرے دو حلیفے یہاں کے علاوہ نہ کوئی میرا گواہ پیش ہوا۔ استفادہ کے کسی گواہ سے جرج کرنے کی اجازت ملی۔

سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جب مارچ 2012ء میں چیف جسٹس افتخار محمد پودھری نے سماحت شروع کی تو عدالتی رسیکارڈ میں مقدمے سے متعلق کاغذات (Court Proceedings) سے 1975ء کا صدارتی نوٹیفیکیشن (N-75) غائب تھا اور ہمارے اصرار کے باوجود پیش نہیں کیا گیا جس کے سبب آئی ایس آئی کی تمام کارروائی غیر آئینی (Unlawful) تحریکے دی گئی اور جرم ثابت ہو گیا۔

مجھے شریک جرم کر لایا گیا کیوں کہ وحدہ معاف گواہ جزل اسدورانی نے عدالت کے سامنے بیان دیا کہ یہ انتخابی لاٹھک سپریٹ کی تمام کارروائی چیف آف آرمی ساف جنگل اسلام بیک کے انکامات کے مطابق عمل میں آئی تھی لیکن اس الزام کا کوئی بھی ثبوت پیش نہ کر سکے کیونکہ وہ میرے ماتحت نہ تھے اور میں انہیں حکم دینے کا مجاز بھی نہ تھا۔

غیرہ یہ کہ عدالت نے میرے اور دوسرے متعلقہ افراد کے خلاف ایک سوترا (170) صفحات پر مشتمل حکم نامہ چاری کر دیا کہ ہمارے خلاف آئین سے غداری کا مقدمہ شروع کیا جائے:

- ایف آئی اے کو حکم دیا گیا کہ مکمل تبیث کے تھا تو پیش کے جائیں ہا کہ فیصلہ ہو سکے۔

- آرمی چیف سے کہا گیا کہ ان سب کا کورٹ مارشل کریں  
عدالت نے میری نظر ثانی کی درخواست (Review Petition) بھی ہامنظور کر دی۔

- اور یکٹر ایف آئی اے نے 16 مئی 2018ء کو عدالت کے رو برو بیان دیا کہ:  
”باتھ سے لگھی ہوئی اس تحریر کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔

اس لیں دین کا کوئی گواہ کوئی تحریر شدہ یا زبانی ثبوت نہیں ہے، لہذا یہ محض جھوٹ ہے۔“

GHQ نے بھی ایک کمیٹی بنائی جس کے ارکان مجھ سے پوچھ چکے لیے میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں بتایا:

- آئی ایس آئی کے 1975ء کے صدارتی نوٹیفیکیشن کے تحت کارروائی سے میرا کبھی کوئی تعليق نہیں رہا ہے۔

- صدارتی نوٹیفیکیشن کے تحت کی جانے والی یہ ساری کارروائی آئینی (Lawful) تھی۔

- میں نے آرمی چیف ہوتے ہوئے ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا۔ دیے گئی آئی ایس آئی آرمی چیف کے ماتحت نہیں ہوتی کہ میں اس کے سربراہ کو کوئی حکم جاری کرتا۔

- میں نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جو فوج کے آئینی کردار سے مصادم ہو۔

- ایسے کسی حکم سے مجھے کوئی ذاتی فائدہ حاصل نہ ہوا۔

میں سوچتا ہوں کہ آخر میرا قصور کی تھا کہ جس کے ماتحت طویل عرصے تک میرا احتساب کیا گیا ہے۔ شاید قصور یہ تھا کہ میں نے 1988ء میں جزل نیاء کے حادثے کے بعد اقتدار پرے ہاتھوں میں نہیں لیا۔ سازشی عناصر یہ امید رکھتے تھے کہ میں بھی جزل مشرف کی طرح اقتدار پرے ہاتھ میں لے کر ملکی سلطنتی اور اقتدار کو دوسروں کے ہاتھوں بیچتا رہوں گا

اور خدار وطن ہاتھ باندھے میرے ہمہاں بن جائیں گے۔ اگر یہی قصور ہے تو ناق کائنات نے بھے ایک بڑی افعت سے پچالا اور ان تمام عناصر کو تکشیت دی ہے جو میرے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں اور ہر وہ فیصلہ ہے میں نے ملک اور قوم کے مفاہ کے منافی سمجھا اس سے اختلاف کیا آواز اخلاقی خواودہ ہمارے حکمرانوں کو اور ان کے آقاوں کو کتنا ہی ناگوار گزرا ہو۔ اور ہم کامناد پرست نول میرے خلاف سازشوں میں لگ گیا۔

چرچل کا قول ہے کہ ”اگر انسان کے اندر اخلاقی جرأت نہ ہو تو اس کی تمام خوبیاں بے معنی ہوتی ہیں۔“ اللہ نے مجھے اخلاقی جرأت عطا کی کہ ہر اس مقام پر جہاں قومی مفاہات کے خلاف کوئی سازش نظر آئی میں نے اس کے خلاف باخوف احتجاج کیا۔ الہامات کے اور کوئی بھی طاقت مجھے تھصان نہیں پہنچا سکی ہے اور اللہ نے مجھے وہ مقام آگئی عطا کیا جو کم ہی لوگوں کو نسب ہوتا ہے۔ بے شک تمام اعرافیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔



## ریٹائرمنٹ

میر آتی ہے فرصت، فقط نامموں کو  
نہیں ہے بندہ حر کے لئے جہاں میں فراغ

میں نے اپنی ریٹائرمنٹ سے چار ماہ پہلے صدر اور وزیرِ اعظم دونوں کو پانچ سینٹر کو رکائزروں کے نام دے دیے تھے اور اسرار کیا تھا کہ نئے آرمی چیف کا اعلان پہلے ہو جانا چاہیے۔ جرزل آصف نواز کی سہولت کے لئے میں نے انہیں پہلے تھیں تھیں کیوں نیچے میں چیف آف جرزل آصف نواز کی دعا کر دیا تھا تاکہ وہ اس مرکزی ہیڈ کوارٹر سے فوج کے معاملات اور کام کے طریقوں سے پوری طرح واقعیت حاصل کر لیں۔ لہذا میرے کہنے پر صدر اور وزیرِ اعظم نے میری ریٹائرمنٹ سے دو ماہ قبل جرزل آصف نواز کو آرمی چیف نامزد کیا تھا۔

یہ ایک اچھا فیصلہ تھا لیکن سازشیوں کو موقع مل گیا کہ وہ طرح طرح کی باقی کرنے لگے اور خصوصاً یہ کہ جرزل اسلام بیک کے ارادے درست نہیں ہیں اور وہ کسی وقت بھی ملک کا اقتدار ہاتھوں میں لے سکتے ہیں۔ جرزل آصف نواز بھی ایسی باتوں سے متاثر ہوئے۔ میں نے انہیں بلا یا تسلی دی اور کہا کہ آرمی باؤس تیار ہے (جہاں موجودہ آرمی چیف جرزل باجوہ قیام پذیر ہیں) آپ وہاں چلے جائیں اپنی گاڑو بھی لے لیں۔ دوسرے دن صحیحی جرزل آصف نواز اپنی ایک کمپنی گاڑو کے ساتھ آرمی باؤس منتقل ہو گئے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد راولپنڈی میں مستقل سکونت کے لیے مکان بنایا۔ بیباں کی آب و ہوا چھپی ہے اور فوجی ماحول ہے۔ ہمارے اکثر ساتھی میمیں رہتے ہیں۔ بیباں بھتی بھتی تکاریب ہوتی ہیں ان تمام دوستوں اور ساتھیوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ ہر سال تھی اچھی کو کے

زیر انتظام منعقد ہونے والی تقاریب میں ایک دو دفعہ تینوں سر دہزادے کے فور شار جزر (Four Star Generals) سے بھی مقامات ہوتی ہے۔

ابن ریناز مرٹ سے پہلے ہی میں نے سچانہ شروع کر دیا تھا کہ اس قدر مصروف زندگی گزارنے کے بعد میں زندگی کے شب و روز کس طرح گزاروں گا تو سب سے پہلے میں نے اپنے حقیقی اوارے فریڈریک کے قیام کے لئے ضروری اقدامات کئے اپنے ساتھیوں، دوستوں اور پڑھے لکھے لوگوں کا انتخاب کیا۔ تنظیم سازی کی اور حکومت سے منظوری لی لیکن اس سے پہلے کہ فریڈریک کے متعلق تفصیلات بتاؤں میں چاہتا ہوں کہ اپنے انساف اور قریبی ساتھیوں کا مذکورہ گروہ جنہیوں نے میرے کام میں مدد و مدد اور محنت سے ذمہ داری نہیں۔ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو گذشتہ تینیس (33) سال سے میرے ساتھ ہیں جو ان کے خلوص نیت اور کام سے لگن کی اعلیٰ مثال ہے۔

میرے پرائیویٹ سکریٹری بریگیڈر ایگز ایجنس۔ ان کا تعقیل بوج رجمنٹ سے ہے۔ مگر جزل کے عہدے پر پہنچ کر ریٹائر ہوئے اور اب راولپنڈی میں میرے گھر کے قریب ہی رہائش پذیر ہیں۔ بہت نیس اور تخلص انسان ہیں، ہر خوشی و غم کے موقع پر یاد رکھتے ہیں۔ ہم انہیں اپنے خاندان کا فرد رکھتے ہیں۔ اکثر اوقات ملٹی تشریف لے آتے ہیں۔ ادب و احترام کا اتنا لحاظ ہے کہ کوئی تحدی یا کوئی چیز دینا ہو تو خود آکے دے جاتے ہیں۔ ایسے پر خلوص کم ہی لوگ ہوں گے۔

اے ڈی ای۔ کیپٹن عمر فاروق درانی کا تعقیل آرمڈ رجمنٹ سے ہے۔ یعنی ہنچ جزل کے عہدے تک پہنچ اور پاکستان آرڈیننس ٹیکنری کے چیئرمین بھی رہے۔ میرے گھر میں ایک تصویر گلی ہے ”ترقی کی گیارہ منزلیں۔“ یہ تصویر میں کیپٹن عمر فاروق درانی نے مجھے پیش کیں۔ نہ جانے کہاں کہاں سے ڈھونڈنے کے 1950ء کی پہلی ورودی کی تصویر میں سے شروع کر کے آرمی چیف کی ورودی تک کی گیارہ تصویریں لگائی ہیں۔ ان منزلوں کی نشاندہی کی جن سے میں گذر ہوں۔

پریل اسٹرنٹ (PA)۔ حوالدار صادق حسین 33 سالوں سے میرے ساتھ ہیں۔ ان کا تعقیل آرمی کور آف گلریس (ACC) سے ہے۔ وہ ایک اچھے اردو وان ہیں۔ 1989ء کی بات ہے کہ صدر خام اکٹھ خان صاحب کو پاکستان ملٹری اکیڈمی کی پاسگ آٹھ پر یہ کا معائنہ اور خطاب کرنے جانا تھا۔ جس تقریب تھی اور رات کے پچھلے پہر انہیوں نے فون کیا کہ اگلی طبیعت خراب ہے لہذا میں ان کی جگہ پی ایم اے کی پاسگ آٹھ پر یہ کام معائنہ کرنے چا جاؤں۔ میں نے بریگیڈر ایگز ایجنس احمد کو کہا کہ میری تقریر تیار کریں۔ انہیوں نے حوالدار صادق کو بالایا اور ایک عمدہ تقریر تیار کر لی۔ صادق حسین کی اس صلاحیت سے میں متاثر ہوا اور فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد میں انہیں اپنے ساتھ لے آیا اور اپنے تحقیقی اوارہ فریڈریک میں ان کو ذمہ داری دی۔ آفس سکریٹری کے علاوہ وہ میرے انگریزی مضمون کی ایسی عمدہ ترجمانی کرتے ہیں کہ اردو کا مضمون اصل معلوم ہوتا ہے۔

کریم اشناق نے میرا انترو یونیورسٹی شروع کیا جو پہلے تو آسان لکھن مسودہ تیار کر کے درست حل کیں لانا مشکل کام تھا جو صادق حسین نے انجام دیا۔ اس کے بعد ایک ڈرافٹ پھر دوسرا ڈرافٹ اور تیسرا ڈرافٹ انہیوں نے جس خوش اسلوبی سے تیار کیا اس میں زبان کی شاہکاری اور نیاست نہیاں رہی ہے۔ میرا کام انہیوں نے آسان کر دیا ہے جو پر خلوص خدمت کی اعلیٰ مثال ہے۔ بڑے تخلص اور وضع دار انسان ہیں۔ 1987ء سے 1991ء تک چیف آف آرمی شاف سکریٹریٹ میں میرے ساتھ رہے اور 1992ء سے لے کر آج تک وہ میرے ساتھ بھیت آفس سکریٹری کام کر رہے ہیں۔ 2020 میں ہماری رفاقت کو 33 سال ہو گئے ہیں۔ بڑی عمر کے باوجود ان کی کارکردگی میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ میں ان کا ملکوں ہوں۔

نائب صوبیدار محمد صندر کا تعقیل ایس ایس جی سے ہے۔ 1988ء میں میرے ساتھ ذاتی سکریٹری گارڈ کی حیثیت سے تینیں ہوئے۔ 1992ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے اور اس وقت سے میرے ساتھ ہیں۔ ان کے ساتھ رفاقت کے 31 سال ہو چکے ہیں۔ تین سال پہلے

ان پر فائٹ کا حملہ ہوا۔ سن میرا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ اسی کسی کام میں کمی آئی ہے۔ خاندان کے فرد کی طرح چھوٹے بڑے سب کا خیال رکھتے ہیں۔ کوئی بھی کام ہو اپنی ذمہ داری سمجھ کر پورا کرتے ہیں۔ خلوں اور وقاری کی اعلیٰ مثال ہیں۔

سو بیدار محمد عارف میرے ہاؤس اے ڈی سی تھے اور میرے گھر 19 پشاور روڈ کی سکردوں کی سکان بھی کرتے تھے۔ ان کا تعلق آری سروس کور (ASC) سے تھا۔ ریناڑمٹ کے بعد آج کل دینہ (شمع جنم) کے قریب گاؤں میں رہا۔ اس پر ہیں۔

ڈرامہ جلدی ملکہ بڑے پرانے اور مجھے ہوئے ڈرامہ تھے جو پاکستان کے پہلے کامنہ انجیف جزل گرسی سے لے کر میرے چیف آف آری ٹاف بننے تک تمام آری چیز کے سرکاری ڈرامہ درپے۔ ان کے نے جزل ایوب خان کے زمانے کی ایک مرندی یعنی 500 تھی جس پر میں بھی نہیں بیٹھا۔ وزیر اعظم محمد خان جو مجھ کے حکم کی قیبل میں میں نے ایک چھوٹی کرولا گاہی ہی استعمال کی۔ بائیکوں میرے ساتھ رہتا رہ ہو گئے۔ انہیں میں نے اپنے ساتھ فریڈر میں لے لیا۔ 2001ء میں وفات پائی۔

میری تمام تر کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھے یہی عزت بخشی۔ 1949ء میں خالی ہاتھ پاکستان آیا تھا لیکن قوم نے انعام و اکرام سے میری جھوٹی بھروسی۔ الحمد للہ حتی الون میری کوشش رہی ہے کہ حق کا راستہ اختیار کروں اور بالآخر ان راستوں پر چلتا رہا ہوں اور جہاں مشکل ہیں آئی ہے وہاں حق نے میری رہنمائی کی اور مجھے ایے مغلص اور ملسا رکوں کی رفاقت بخشی۔

فوج سے ریناڑہ ہونے کے بعد میں نے اپنا تحقیقی ادارہ فریڈر (Foundation for Research on International Environment, National Development and Security (FRIENDS)) بنایا جس کو قائم کرنے کے لیے میں نے ریناڑمٹ سے پہلے یونی منصوبہ بندی کر لی تھی۔ اس ادارے کے قیام کے پیچے یہ سوچ کا فرمائی گی کہ ہمارے ملک میں کوئی اس حکم کا غیر سرکاری و غیر سیاسی ادارہ (Think

Tank) نہیں ہے جہاں میں الاقوامی علاقائی اور ملکی معاملات پر غیر جانبدار اور آزاد امن ماحول میں بحث کر کے حکومت کو تجاویز چیزوں کی جائیں۔ اس ادارے کے بنیادی مقاصد یہ ہیں: ہزار تویی و عمومی مسائل پر آزادی کے ساتھ بحث و مذاہش کر کے آگئی پیدا کرنا اور تحقیقی مفہماں کی خلیل میں اپنی سفارشات پیش کرنا۔

☆ مشکل سکونتی کوئی کمی کو اپنی تحقیقی کارروائیوں سے پورا کرنا ہا کہ حکومت اور تویی اداروں کو منصوبہ بندی میں آسانی ہو۔

اپنی تکمیل آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے دوستوں کی مدد اور اپنے وسائل پر محروم کیا۔

میں خوش قسمت تھا کہ ڈائریکٹر سائیکلو جیکل آپریشن (Director Psychological Operation) ڈائریکٹر سید مطیع الرحمن؛ ڈائریکٹر جزل آئی اس پی آر (ISPR) میجر جزل ریاض اللہ اور کمودور فساحت حسین سید میرے معاون بننے جنہوں نے تمام ضروری کارروائی تکمیل کر کے تیر 1991ء کو ادارے کے قیام کا اعلان کیا اور فریڈر کے پہلے بورڈ آف گورنر کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں بورڈ آف گورنر کے ممبران اور فریڈر کے عمدہ یادوں کا انتخاب کیا گیا جو تمام معین تخفیفات تھیں:

یعنی فریڈر جزل (ریناڑہ) کمال شین الدین۔ سینٹر وائس پرنسپلینٹ  
کمودور (ریناڑہ) فساحت حسین سید۔ اگزیکٹو وائس جیمز میں

ڈائریکٹر سید مطیع الرحمن۔ سینٹر وائس جزل

کرٹ (ریناڑہ) نام سرور۔ سینٹر وائس ریچ نیلو

ائز مارشل (ریناڑہ) ایاز احمد خان۔ میر بورڈ آف گورنر

ڈائریکٹر ایم تریشی۔ ایضا

جناب مشاہد حسین سید۔ ایضا

ڈائریکٹر مقبول احمد بھٹی۔ ایضا

ڈائریکٹر ایم آر خان۔ ایضا

ڈاکٹر پروین اقبال چشم۔ اینا

بریگنڈر (ریناڑ) صدر الامم صدیقی۔ اینا

چند راتوں میں چاروں صوبوں میں فریضہ کے صوبائی وفات (Chapters) قائم ہو گئے اور ان کے سربراہ مقرر ہوئے:

ڈاکٹر ایم آر خان۔ صدر کراپی آفس

کریم اکرم اللہ۔ صدر لاہور آفس

پروفیسر زین العابد۔ صدر پشاور آفس

محمد احمد گونڈل۔ صدر کوئٹہ آفس

اس اوارے کے قیام کے ساتھ ہی ملک میں سینما روں اور کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا۔ ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی اور ملک میں اہم قومی موضوعات پر اتفاق رائے کے لئے بحث و مباحثے کا سازگار مناحل (Climate of Opinion) بننا شروع ہوا۔ ہم نے ہر سال ایک ہین الاقوامی سینماز تین عاشر قومی سینما روں پاروں قومی سٹک کے سینماز منعقد کرنے شروع کئے۔ اس کے علاوہ ہم نے ہر دن ملک میں تین اور ترکمانستان میں بھی ہین الاقوامی سٹک کے سینماز کامیابی سے منعقد کرائے۔

### جنین کے دورے۔ صحابہ کرامؐ کے مزارات پر حاضری:

1993ء میں فریضہ اور دوست ملک جنین کے اوارے Chinese People's Association for Peace and Disarmament(CPAPD) کے درمیان معاہدہ ہوا جس کے تحت دنوں اواروں کے درمیان مشترک سینما روں کے وحدوں پر سال دنوں میں اس کا تعلق رکھتے ہیں اور دانشوروں کے وحدوں پر سال دنوں میں اس کا تعلق رکھتے ہیں اور معاشرتی محکمات کا جائزہ لے کر پورٹ تیار کرتے اور مختلف سینما روں اور کانفرنسوں میں شرکت کرتے۔ میں نے اس طرح کے پانچ دورے کے جن میں سے دو دورے بہت ہی اہم تھے اور اس نویس کا دورہ شاید ہی کوئی اور پاکستانی وفد کر سکا ہو۔

پہلا دورہ 1994ء میں کیا۔ ٹکٹ سے درہ بخرا ب پہنچے جہاں چٹی دستوں نے ہمارا استقبال کیا۔ وہاں سے سڑک کے راستے کا شفرہ آئے۔ وہاں ایسا لگا تھیسے پڑا جیسا کوئی شہر ہے کھانا اور بودو باش ہمارے ہی جیسا تھا۔ وہاں سے ہم ارپنی (Urmqi) گئے جہاں ۲۰ دن قیام کے بعد ہوائی جہاز سے شیان (Xian) پہنچے۔ یہ شہر اپنی ثافت، تہذیب اور نوادرات کے حوالے سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ شیان سے چینگ کے جہاں سینما روں میں شرکت کی۔ چند دن قیام کے بعد شنگھائی اور وہاں سے گنون (Canton) پہنچے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہاں چند صحابہ کرامؐ کے مزار بھی ہیں جن میں سعد بن ابی وقاصؐ کا مزار بھی ہے۔ یہی حرثت ہوئی کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؐ نے تو ایران فتح کیا تھا وہ اور ہر کیسے آئے۔ پہلا کر چک ہندوں کی تحریکی کے دور میں شہنشاہ تھی زوگ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بگڑی والا شخص شیطان کا چیخا کر رہا ہے۔ شیطان بھاگتے ہوئے اس کے محل میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس نے دوسرے دن اپنے درباریوں سے اس کا تذکرہ کیا اور تیربر پہنچی۔ کسی نے ہاتھ کر سرز من جہاز میں ایک رسول کی بعثت ہوئی ہے جو برائیوں کو مٹانے اور نیکوں کے فرع غلام کا حکم دیتے ہیں۔ روایت ہے کہ اس نے اپنا ایک اپنی اس درخواست کے ساتھ مدینہ بھجا کئے دین کی معلومات کے لئے کچھ آدمی جہاں بیٹھے چاہیں۔

اس وقت حضرت مہان نذریت تھے۔ انہوں نے حضرت ہابت بن قیس (بو شرہ بہشہ) میں شامل تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؐ اور حضرت اولیٰ قرآنی کو سمندری راستوں سے ہجیں بھیجا۔ حضرت اولیٰ قرآنی کا تو سفر کے درمیان ہی یو مان اور گاندوں کی سرحد پر انتقال ہو گیا۔ ہابت بن قیس شیخ زیانگ کی وادی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؐ کنون پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ شہنشاہ سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بہت سے موالات کے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ تھبہ ایجاد دین ہمارے کنٹونہ شہر اور بدھ مت سے کیونکہ بہتر ہے؟ حضرت سعد بن ابی وقاصؐ کا جواب سن کر وہ خوش ہوا اور انہیں ایک مسجد تعمیر کر کے دی اور اس کے ارد گرد چند رہائشی کمرے بھی بنا دیے اور انہیں اپنے دین کی باتیں لوگوں کو سکھانے

کی ابازت دی۔ ان کے انتقال پر انہیں وہن دفن کیا گیا۔

چین کی حکومت نے سبھ میں توسعہ کروائی ہے۔ اب یہ اتنی وسیع ہے کہ اس میں دو ہزار نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ہم نے سعد بن ابی وقاص اور دوسرے صحابہ کرام کے مزاروں پر فاتحہ پڑھی اور وہاں سے شین زن (Shen Zen) لگے جہاں ایک نیا صفائی شہر تعمیر کیا جا رہا تھا۔ ہمارا یہ سفر چین کے شمال مغرب سے شروع ہو کر مشرق میں ہاگ کا گل آ کر ختم ہوا۔ چین کی زمینی و معمتوں کا اندازہ ہوا۔ ان کی ثافت اور تہذیب کی وسیعیں بھی زمینی و معمتوں کے مشابہ تھیں۔

دوسرا دور 2006ء میں گیا جو تخت کے شہر لہاسا (Lhasa) سے شروع ہوا۔ یہ شہر سلسلہ سمندر سے 12000 فٹ کی بلندی پر واقع ہے جسے بده مت کے جوالے سے مرکزی تیزی حیثیت حاصل ہے۔ وہاں کی ثافت، پرانی عمارتیں، حدائق اور فضا بڑی محاذی ہے۔ پہاڑوں کی تپھتی ہوئی برف، کئی کمی دریاؤں کا پانی یہاں آ کے ملتا ہے اور یہ دل عالم ہے جہاں سے دریائے برہم پڑتا ہے۔ 12000 فٹ بلندی کے سبب یہاں کے ہوٹلوں میں آسکین سے بھرے ہوئے بیکی (Pillow) لئے ہیں کہ جسے ضرورت پڑے وہاں سے مند سے لگائے۔ لہاسا (Lhasa) جانے کا سب سے بڑا شوق اس نرین پر سفر کرنا تھا جو چینیوں نے لہاسا سے زیر گنگ تعمیر کی ہے جس کا سفر لہاسا کی 12000 فٹ سے شروع ہو کر 16300 فٹ کی بلندی تک جاتا ہے اور تقریباً 14 گھنٹوں کے سفر کے بعد زیر گنگ شہر پہنچتا ہے جس کی بلندی 7000 فٹ ہے۔

نرین کی ہر سیٹ کے ساتھ آسکین کی لائن ہوتی ہے جسے ضرورت پڑنے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ رحلے سے لائن دینا کام آخواں گوبہ ہے جسے ہمارے چینی دوست ہی تعمیر کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ ہمارے وفد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کے انتتاح کے بعد ہمارا پہلا وفد قاسم نے اس ریل پر سفر کیا۔ جب ہم زیر گنگ پہنچتے تو مجھ ہو چکی تھی۔ وہاں اس بلندی پر ایک وسیع ہزار پانی کی جھیل ہے جہاں طویل ہوتے سورج کا مظہر دیکھنے کے لئے ہم ریلوے

اشیش سے سیدھے جھیل کے کنارے پہنچے جہاں ہوں والوں نے السلام علیکم سے ہمارا استقبال کیا۔ اس جھیل کی پچھلی ہماری تراویث پچھلی تیسی مزیدار ہے۔ بڑی محاذی ہے۔

لباس اتہب کا دار حکومت ہے جہاں ہم نے تمیں دن قیام کیا اور متعدد مقامات کی سیر کی جن میں قدیم جو کھاگل ٹپیں پونالا ٹپیں اور نور بلنکا قابل ذکر ہیں۔ جو کھاگل ٹپیں کو جو تخت کے رو جانی مرکز کی حیثیت حاصل ہے تھے 647 میسوی میں ہاں تھی اور نیپالی ماہرین تعمیرات نے تعمیر کیا۔ پونالا ٹپیں لباس اسٹر کے قلب میں واقع ہے جو 1959ء تک چودھویں دلائی لامس کی بھارت مغلی تک ان کی رہائش گاہ تھی۔ آج کل یہ ٹپیں تکلی میوزم میں بدل پکا ہے جو معروف سیاحتی مقام ہے اور یونیسکو نے اسے عالمی دراثت کی حیثیت دی ہے۔ نور بلنکا ایک نیشن سکپلیس ہے جو چاروں طراف سے پارکوں میں گھرے ایک ٹپیں پر مشتمل ہے اور 1780ء سے 1959ء تک آنے والے دلائی الاموں کی رہائش گاہ رہا ہے۔

چوتھے دن ہمارا ریل گاڑی کایا دگار سفر شروع ہوا۔ ہم صحیح تقریباً 9 بجے روانہ ہوئے۔ ریل گاڑی کمل طور پر اڑ کر نہیں پڑھتا اور شیلو ہیں آسکین کٹ اور ڈنگ کار کی سکولتوں سے آرائستھی تیسی 1950ء کی دہائی میں راولپنڈی سے کراچی جانے والی ہماری تیز گام ایک پریس ہوا کرتی تھی۔ ریلوے لائن تعمیرات کی دنیا کا ایک تجزہ ہے جو بلند پالا پہاڑوں پر ریگ زیگ کی شکل اور خطرناک مودوں پر مشتمل ہے۔ کبھی بھی یہ ریلوے لائن وادی میں سے گذرتی ہے جہاں اس کے ساتھ ساتھ ریک اور چکتے ہوئے پانی کا دریا خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر یہ وادی تھک ہو جاتی ہے لیکن عمومی طور پر کشاورہ اور وسیع ہے جسے بلند پہاڑوں نے گیر رکھا ہے۔

پہلے دس گھنٹے تک گاڑی مسلسل اور چڑھتی رہتی ہے اور شام تک سولہ ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچ جاتی ہے جہاں ریل گاڑی کچھ وقت تھہرتی ہے۔ یہاں مسافروں کو بلندی کا احساس اور اُن بستہ ہوا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو نبی رات ہوتی ہے گاڑی نیچے کی طرف پلانا شروع کر

دیتی ہے اور سن جب مسافر تاشے کے لئے ائمہ ہیں تو گازی ابھی تک بارہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہوتی ہے اور اس وقت تک مسافر سڑہ سوکلو میز رکا سفر طے کرچے ہوتے ہیں۔ اتنا ای کا سفر مسافر کے زیر گنگ شہر پہنچنے تک جاری رہتا ہے جو صوبہ ششماہی کا دار الحکومت ہے اور سات ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس شہر کی آبادی اسی لاکھ افراد پر مشتمل ہے جن میں نصف مسلمان ہیں۔ ستائیں گھنٹوں تک ہم نے دو ہزار لاکھ میز رکا سفر طے کیا۔ لباساً جانے والی ریلوے لائن تین مرحلے میں مکمل ہوئی ہے۔ لباساً کی جانب آخری ایک ہزار لاکھ میز انجینئر گنگ کا بجزء ہے جسے دنیا کا آٹھواں بجوبہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ ریلوے لائن چین کو نیپال کی سرحد، گھنڈوں اور نکلتے تک ریلوے لائن تعمیر کرنے کی ریخت ولاتی ہے۔

میں نے اپنے سکول کے دلوں میں تبت کی سطح مرتفع کے بارے میں پڑھا تھا جسے دنیا کی چھت (Roof of the World) سے تشبیہ دی گئی تھی اور آج میں ستائیں گھنٹوں سے ایک پر آسانش ریل گاڑی میں اس پر سفر کرنے کا لفظ اشارہ باتا تھا۔ جب ریل گاڑی سرگوں سے گزرتی ہے تو وادیاں تھک ہو جاتی ہیں اور جب سرگوں سے باہر نکلی ہے تو ایک نئی دنیا ہماری منتظر ہوتی ہے۔ علاقوں میں آبادی بہت کم ہے جہاں زندگی اپنے عروج کی منتظر ہے۔ اس میں کوئی تھک نہیں کہ اس علاقے کا مستقبل بہت روشن ہے جسے چین کے ماہرین کی بہت اور عزمِ محض نے دنیا پر آفکار کیا ہے۔ زیر گنگ سے دوسرے دن روشن ہوئے اور کئی شہروں میں قیام کرتے ہوئے ہیچگی پہنچے جہاں یکمین میں شرکت کی۔ پورا سفر بڑا ہی سحر انجینئر تھا۔ پاک چین دوستی اس تعمیر تعمیری بجوبے کی طرح بلند اور بہت دوستی کی اعلیٰ مثال ہے۔

مجھے دو کھاں بات کا ہے کہ جزلِ شرف کی زیادتوں کے سبب فریڈریکی کا درکردگی مدد و دعویٰ ہو گئی۔ وہ سائل کم ہو گئے اور ہم چینی اوارے کے ساتھ تعاون کو قائم نہ رکھ سکے۔ ہمارے چینی بھائیوں کو ہماری مجبوریوں کا اندازہ نہیں ہو گا کہ ہمیں کن مشکلات سے گزرنا پڑا ہے اور ہم ان روابط کو ختم کرنے پر کس قدر مجبور ہو گے۔ ہمیں شرمندگی ہے۔ زندگی رہی تو انشاء اللہ ایک بار پھر ان رشتؤں کو قائم کروں گا اور ایک بار پھر اس سحر انجینئر سفر پر جانے کا ارادہ ہے۔ بے نظیر

بھروسے کے دوسرے دور حکومت میں ہیپلز پارٹی والوں نے ہی بی آر (CBR) کو میرے پیچھے لگا دیا اور جب کچھ نہ ملائی تھی میرے ادارے "فریڈریک" پر ہاتھ ڈالا۔ ایک ایک ڈوز سے پوچھ گئے ہوئی کہ فریڈریک کو عطیات کیوں دیے؟ کوئی خلاف قانون بات نہ تھی، لیکن میرے ڈوزر خوفزدہ ہو گئے اور وہ سائل کی کمی کے باعث بھی چاروں صوبوں میں قائم اپنے فاتریند کرنے پڑے۔ صرف مرکزی و فنر قائم رکھا جا سکا سے ادارے کا کام ماثله اللہ جاری رہا لیکن اب ادارے قتل Suspended Animation میں ہے۔

اسلام آباد میں واقع جرمی کے معروف تحقیقی ادارے ہائی سیکوریٹی فاؤنڈیشن (Hans Seidel Foundation) نے ہمارے ادارے کے ساتھ بہت تعاون کیا اور یمنا اور کانگریس منعقد کرانے پر ہیرون ممالک دوروں اور ہیرون ممالک سے آئے والے دانشوروں کے اخراجات برداشت کئے۔ بیان میں اس ادارے کے سابق ریزیڈنٹ نمائندے (Hein G. Kiessling) کا خصوصی طور پر ذکر کرتا چاہوں گا جنہوں نے ہمارے ادارے کے ساتھ خصوصی تعاون کیا جو لائق تھیں ہے۔ انہوں نے بھی بھی ہم پر کسی حکم کا دباؤ نہیں ڈالا اور ہماری فکری آزادی بھی ممتاز ہوئی۔ ان کے جانے کے بعد حالات بدلتے گئے اور ہم نے اس ادارے کے ساتھ معاملات ختم کر لئے۔

ستمبر 1991ء میں قائم ہونے والے اس ادارے کی تحقیقی سرگرمیوں کا دباؤ، بہت وسیع ہے۔ ان سرگرمیوں کا مختصر سارا جائزہ پیش خدمت ہے تاکہ ہماری گین کو ادارے کی افادیت سے آگاہی ہو سکے۔

فریڈریک کے تحت عالمی نعاماتی اور ملکی امن و سامانی کے موضوع پر قومی نعاماتی دینیں الاتوائی یہیں اور کانگریس منعقد کرائی گئیں جن میں پاکستان کی سلامانی جنوبی ایشیا کی صورت حال پاکستان کے ارد گرد کی صورت حال اور وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستوں کے مستقبل، مسئلہ کشمیر نے عالمی نظام میں چین کی اہمیت جیسے اہم موضوعات پر تحقیقی مقابے پڑھے گے۔

- ☆ "عراق کو درپیش مسائل" کے عنوان پر منعقد ہونے والے عالمی سیچان زمیں سے خطاب کیا۔ 15 جنوری 1994ء فریڈز کے نمائندے نے اقوام متحده کی کمیٹی برائے 1995ء این پی ان کانفرنس (NPT Conference) میں شرکت کی۔
- ☆ 12 جولائی 1995ء اقوام متحده کے زیر انتظام کوپن یونیکن میں منعقد ہونے والی اقوام متحده کی کانفرنس میں شرکت کی اور "معاشرتی ترقی: بنیادی اقتصادی حقوق" کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔
- ☆ 12 اپریل سے 12 مئی 1995ء خودارک میں "این پی ان: جائزہ اور توسعہ" کے عنوان سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی۔
- ☆ واشنگٹن کے ادارے ہنری ایل سٹیسمن سنتر (Henry L. Stimson Centre) کی دعوت پر 11 جولائی 1995 کو خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں متعدد امور عالمی شخصیات نے شرکت کی۔
- ☆ 27 اگست 1995ء کو ایران کے شہر تہران میں منعقد ہونے والے سیمینار میں فریڈز کے نمائندے نے "بوسنیا ہرز گوڈینا کے مستقبل" کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔
- ☆ 14 اکتوبر 1995ء تک ایران کے ذپی و زیر خارجہ جناب عباس مالکی کی دعوت پر فریڈز کے وفد کے ہمراہ ایران کا دورہ کیا اور سیمینار سے خطاب کیا۔ اس کے علاوہ امام حسین یعیشی کے اساتذہ اور طلباء سے خطاب کیا۔
- ☆ ایک پانچ رکنی وفد نے 5 سے 13 مئی 1996ء تک چین کا دورہ کیا۔ اس دورے میں متعدد اداروں کے زیر انتظام منعقد ہونے والے سیمیناروں کا نظر سوچنے سے خطاب کیا۔
- ☆ 23 مئی 1999ء کو "جنوبی ایشیاء میں بڑھتی ہوئی ایشی سرگرمیاں" مسئلہ الرحمن نے 20 سے 23 مئی 1999ء کو "جنوبی ایشیاء میں بڑھتی ہوئی جس کا اہتمام اقوام متحده کے ویس میں قائم "فاتر" لینڈ ویٹ ورک سنتر دہلی اور اطلاعی وزارت خارجہ نے کیا تھا۔
- ☆ وائس چیئرمن فصاحت حسین سید نے 25 جولائی 1999ء کو "جنوبی ایشیاء کی

- ☆ چیئرمن فریڈز کی حیثیت سے جون اور جولائی 1993ء میں ایران، تحدید عرب امارات، اردن، ناروے، امریکہ اور برطانیہ کے دورے میں کئی معروف اداروں سے خطاب کیا۔
- ☆ ایران کی وزارت خارجہ کے زیر انتظام ادارہ برائے سیاسی و مین الاتوائی (The Institute for Political and International Studies) سے "عالیاتی تعاون" کے موضوع پر خطاب کیا۔
- ☆ اردن میں عرب تھاث نورم (Arab Thought Forum) سے وسطی ایشیا کی علاقائی سلامتی کے موضوع پر خطاب کیا۔
- ☆ تاروے کے شہر اسلو میں تحقیقی ادارہ برائے امن (Peace Research Institute) سے پاکستان کے ائمہ پروگرام: قوی سلامتی کے خامن " کے موضوع پر خطاب کیا۔
- ☆ امریکہ کے کارنیجی اندومنمنٹ فور اینٹرنیشنل (Carnegie Endowment for International Peace) اور شکا گوارنمنٹ میں واقع متعدد اداروں میں مختلف موضوعات پر خطاب کیا۔
- ☆ پانچ رکنی وفد کے ہمراہ 24 دسمبر 1993ء چین کا دورہ کیا اور متعدد تحقیقی اداروں سے مختلف عالمی و علاقائی موضوعات پر خطاب کیا۔
- ☆ سوڈان کے ادارے پاپل عرب ایڈ اسلام کا نظر سوچنے کی دعوت پر 24 دسمبر 1993ء ٹرکیوم میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس سے "عالمی تصادم اور اس کی ذمہ داریوں" کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔
- ☆ 17 جنوری 1994ء ایران کے شہر تہران میں منعقد ہونے والے "وسطی ایشیاء میں ترقی کے امکانات" کے موضوع پر منعقد ہونے والے سیمینار میں فریڈز کے نمائندے نے مقالہ پڑھا۔
- ☆ 5 فروری 1994ء عراق کے شہر بغداد میں "اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے

متدوجہ پالاسرگرمیوں کے علاوہ "فرینڈز" نے قومی اعلاناتی اور عالمی مسائل پر 90 سے زائد سیمینار کا انفرسیں اور مدآکرات کا اہتمام کیا جو راپلینڈی اسلام آباد لاہور پشاور بہاولپور کوئٹہ اور کراچی میں منعقد ہوئے۔ قومی اور عالمی موضوعات پر 40 سے زائد کتابیں شائع کیں۔ "نیشنل ڈیپٹیٹ اینڈ سکیورٹی" کے نام سے ایک باہنامہ شائع ہوتا تھا جس میں ملکی اور غیر ملکی ممتاز قلم کاروں اور دانشوروں کے پرمخت مقامی شائع ہوتے تھے۔

اس سب کچھ سے ثابت ہوتا ہے کہ "فرینڈز" ایک "مین الاقوامی تحریک نیٹ" کی حیثیت اختیار کر پکھی تھی ہے اقوام متحده سمیت میں الاقوامی تنظیمیں شامل کرتی تھیں۔ پوری دنیا کی حکومتی اور غیر حکومتی تنظیمیں مشاورت اور رہنمائی کے لئے اس سے رابطہ کرتی تھیں اور ملکی، غیر ملکی سائل پر گفت و شنید کے لئے اس کے ارکان کو بار بار باتی تھیں۔ خصرا یا کہ "فرینڈز" پوری دنیا میں ایک غیر حکومتی سینگھر کی حیثیت سے کام کر رہی تھی اور پاکستان کا مثبت تاثر ابھار رہی تھی۔

2001ء میں جب جزل مشرف نے افغانستان کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے کا بدرین فیصلہ کی تو میں نے مجری محظل میں انہیں چیخ کیا جس کی وجہ سے انہوں نے بھی میرے خلاف اقدامات کرنے میں کوئی کسر اخلاقی رکھی اور میرے رسروچ ایسوس ایٹس (Research Associates) کوڑا دھنکا کر اور زیادہ تجوہوں کا لائچ دے کر فرینڈز چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ مختلف یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہونے والے نوجوان طلبہ تھے جنہیں ہم نے رسروچ کے مختلف مضمودوں پر لگایا ہوا تھا۔ وہ سب بڑی بڑی تجوہوں کے لائچ میں آکے میرے ادارے کو چھوڑ گئے۔ فرینڈز کا سہ ماہی تحقیقی جریدہ National Development and Security تھا اور اس کی کاپیاں پاکستان بھر کے تحقیقی اور وہ اس کے علاوہ امریکی لا برجیوں کو بھی تحقیقی جاتی تھیں وہ بھی بند ہو گیا۔ چند میں الاقوامی ایں بھی اوز بھی میں مالی امداد دینے کو تیار تھیں لیکن میں اس کے عوض آزادی تحریر و تحریر پر سودے بازی نہیں کر سکتا تھا۔

عالیٰ حیثیت اور سکیورٹی" کے موضوع پر ایک علاقائی درکشاپ میں شرکت کی جس کا اہتمام بنگوڈیش انسٹی ٹیوٹ آف ائر نیشنل اینڈ ائر جیگل اینڈز، فریڈرک نومن سٹینلیک نیو دلی اور فورڈ فاؤنڈیشن نے مشترک طور پر کیا تھا۔

ہزار کمز سید مطیع الرحمن نے 22 جون 1999ء کو آئی پی آئی ایس تہران کے زیر اہتمام وطنی ارشاد، کا کیمپین (کوہ کاف) اور بزرگیں۔ امکانات اور رکاوٹیں" کے موضوع پر ساتویں سالانہ سیمینار میں شرکت کی۔

24 جولائی 1997ء کو فرینڈز کے واکس جیمز میں صاحبت حسین سید اور سیکرٹری جسل ڈاکٹر سید مطیع الرحمن نے ایران میں "اوائی سی کے مستقبل" کے موضوع پر منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی۔

6 ستمبر 1998ء کو ایک پانچ رکنی وفد کے ساتھ چین کا دورہ کیا اور سیمینار میں شرکت کی۔

5 اکتوبر 1999ء کو ایک تین رکنی وفد کے ساتھ جرمنی کا دورہ کیا اور سیمینار سے خطاب کے علاوہ، برلن میں ربیعہ والے پاکستانیوں سے بھی اہم قومی امور پر خطاب کیا۔

22 جنوری 2000ء کو ایران کے ادارے آئی پی آئی ایس کی دعوت پر ایران کا دورہ کیا اور "اکسوسیٹی میں ظیج فارس کی اہمیت" کے عنوان سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی۔

20 اکتوبر 2000ء کو ایک پانچ رکنی وفد کے ہمراہ چین کے معروف تحقیقی ادارے Disarmament -CPAPD کی دعوت پر چین کا دورہ کیا اور سیمینار سے خطاب کیا۔

22 دسمبر 2002ء کو ایران میں "افغانستان کے حوالے سے دوسری عالمی کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں "افغانستان کی تباہی اور پاکستان و ایران پر اس کے اثرات" کے عنوان سے مقالہ پڑھا۔

ہمارا لیے یہ ہے کہ ہم چڑھتے سوچ کی پرستش کرتے ہیں اور ہمارے حکمران اس روشن سے ہٹ کر کوئی بات سننا گوارانہیں کرتے۔ میرے ادارے کے پلیٹ فارم سے حکومتوں کی اچھائیوں اور برائیوں پر کھل کر تبرہ ہوتا تھا اور بہتری کے لئے تجاوز ٹیکش کی جاتی تھیں لیکن ان تجاوز کو ہمارے حکمران دشمنی سمجھتے رہے۔ اسی لئے بھی نے مجھ پر پابندیاں لگادیں۔ اخباروں کو بدایت تھی کہ میرے مظاہین کی اشاعت سے پہلے منظوری لی جائے۔ تو میرے اداروں سے مجھے خطاب کرنے کی دعوت آئی تھی لیکن اس پر بھی پابندی لگادی گئی اور 2001ء میں جزل مشرف سے اختلافات کے بعد مجھ سے محلی دشمنی شروع ہو گئی۔ مجبوراً ادارے کو معقل (Suspended Animation) رکھا ڈپا ہے۔ بس اکیا تو یہی معاملات پر تبرہ کرتا رہتا ہوں جو باوجود پابندی کے میرے مظاہین تو یہ اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

سیاسی میدان میں میں نے جو تلخ تجربات حاصل کے بغیر ایمان کرنا چاہا ہوں گا۔ 1996ء میں میں نے سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا اور عوامی قیادت پارٹی کے نام سے اپنی الگ جماعت بنائی۔ چاروں صوبوں میں دفاتر قائم کئے۔ عوام کی جانب سے بہت اچھی پڑی ای میں۔ سب سے پہلے میں نے پاکستان مسلم لیگ (جو نجی) سے رابطہ کیا۔ انہوں نے بڑے تباک سے خوش آمدید کہا۔ ان ملاقاتوں کے نتیجے میں ایک اتحاد جو دیس آیا۔ پھر میں نے چاروں صوبوں کا دورہ کیا اور پرانے لیگوں سے ملقاتیں کیں۔ سب نے میرے سیاست میں آنے کے فیصلے کو بہت سریسا۔ والیجی پر میں نے مسلم لیگ (جو نجی) کے سکریٹری جزل سے کہا کہ ایک مینگ بائیس جس میں میں پر بنگ دوں گا کہ کس طرح پرانے لیگوں کو جماعت میں واپس لایا جاسکتا ہے لیکن دن اور نئے گذرتے گئے یہ مینگ نہ بائی جا سکی۔

میں نے جب زور دیا تو اسلام آباد میں مینگ بائی گئی لیکن اس مینگ کا کیک نکالی ایکنڈا تھا کہ صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ جنہوں نے جماعت میں ہوتے ہوئے حزب اختلاف سے روابط قائم کرنے تھے انہیں کیے مٹایا جائے۔ میں نے کہا کہ جماعت کے آئین کے تحت پہلے انہیں شوکا زنوں جاری کیا جائے اور اگر اس کا جواب نہیں آتا تو انہیں

پارٹی سے نکال دیا جائے لیکن وہ اس سے تھنچ نہ ہوئے اور کہا کہ ہم انہیں مٹائیں گے۔ اس کے بعد جب میں نے کہا کہ میں اپنے دورے سے متفق پر بنگ دینا چاہتا ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کی ضرورت نہیں کیونکہ تم نے آپ کو ایسی کوئی ذمہ داری نہیں دی تھی۔ اس کے بعد میں واپس آگئا اور اس اتحاد سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہ سیاست کے میدان میں میرا پہلا تجربہ تھا۔

دوسرा تجربہ: میں نے صوبہ سندھ میں اپنی سیاسی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔ لوگوں سے روابط کیا تو وہاں سے بھی پڑی پڑی ای می۔ ایم کیوں ایم کے رہنمائیم طارق سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میری جماعت کے ساتھ کام کرنے کا وعدہ کیا اور کہا کہ وہ ایک الگ سیاسی گروپ ہمارے ہیں اور جب یہ کام ہو جائے گا تو پھر روابط کریں گے۔ تین ماہ بعد دوبارہ وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ الگ سیاسی گروپ تخلیل دیا جا پکا ہے اور اگلے نئے اس کا اجلاس ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ ایسا مت کریں کیونکہ اس طرح آپ کی جان کو خطرہ ہو گا۔ آپ خاموشی سے کام کرتے رہیں لیکن وہ بندہ رہے۔

تیسرا تجربہ: 1996ء میں جب صدر قاروق احمد خان الغاری نے بے نظیر بھنو کی حکومت برخواست کر دی تو میں بے نظیر بھنو کے پاس گیا اور ان کی جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ انتخابات سے پہلے محترمہ سے میری ملاقات میں ہماری جماعت کے درمیان سیٹ ایڈجسٹ کا معاملہ ٹے پا گیا۔ اس وقت میری جماعت کے قوی اسلبی کے سات (7) امیدوار اور صوبائی ایسکلبوں کے انہیں (19) امیدوار تھے لیکن سیٹ ایڈجسٹ کے بعد میرے پاس قوی اسلبی کی چار بیٹیں رہ گئیں اور صوبائی ایسکلبوں کی تو (9) بیٹیں۔

جب انتخابات کی مہم شروع ہوئی تو ہماری جماعت کے قوی و صوبائی ایسکلبوں کے امیدواروں نے شکایت کی کہ ان کے مقابلے میں پہنچ پارٹی کے امیدوار کھڑے ہیں اور ہمارے حق میں دہبردار نہیں ہو رہے۔ میں نے محترمہ سے اس امر کی شکایت کی تو ان کا بڑا منصر سا جواب تھا کہ ”بجزل صاحب“ میرے لوگ دہبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ ”اس طرح

سے میری جماعت کو پارلیمنٹی جماعت بننے کا موقع نہیں رکا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے خلاف سازش تیار ہو چکی تھی اور ائمہ مارشل اصغر خان میرے خلاف پریم گورنمنٹ میں رہ توپیش دائر کرنے والے تھے۔

اس واقعے کے بعد پہنچ پارٹی نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں نے سیاست میں شامل ہو کے قانون کی خلاف ورزی کی ہے جبکہ مجھے فوج سے رہنا رہ ہوئے چار سال ہو چکے تھے۔ حکومت نے میری مراجعات واپس لے لیں۔ میرے پاس وزارت دفاع کا وہ خط موجود ہے جس کے تحت میری مراجعات واپس لی گئیں۔ یہ خط برا مضمک خیز ہے جس میں وجہ تائی گئی ہے کہ میرے سیاست میں آنے سے میرے باور چینی بیٹھ میں اور ڈرامیور کا ڈپلن خراب ہونے کا خدش تھا اس لئے یہ مراجعات واپس لے لی گئی ہیں۔

1996ء تک مجھے اپنے خلاف تیار کی جانے والی سازش کا علم نہیں تھا۔ جب میں نے پاکستان پہنچ پارٹی کے ساتھیل کر پاکستان عوایی اتحاد (PAI) بنایا اور آئندہ نکالی ایجنسی کے ساتھ تحریک چالائی جس کا سب سے بڑا جلس 14 اگست 1998ء کو نشتر پارک کراچی میں منعقد ہوا۔ دوسرے دن جب تھارا جلاس ہوا تو تمام باتوں کو بھول کر نوابزادہ نصراللہ خان اور محمد نے کہنا شروع کیا:

"اگر (PML(N)) کی یہ حکومت باقی رہی تو ملک تباہ ہو جائے گا۔ اب ہمارا یک نکالی ایجنسی ہے: "نو از شریف حکومت ہتاو۔"

باوجود تمام کوشش کے میں انہیں اس موقع سے دستبردار کرنے میں ناکام رہا اور میں اس اتحاد سے الگ ہو گیا۔ یہ سیرا چون تحریر تھا۔

پاکستان پہنچ پارٹی نے گرینڈ ڈیکوریچل الائنس (GDA) بنایا جس میں عوایی نیشن پارٹی، ایم کیو ایم عمران خان کی جماعت پاکستان تحریک انصاف اور نوابزادہ نصراللہ صاحب کی پاکستان جمیوری پارٹی (پی ڈی پی) اور دیگر جماعتیں شامل تھیں۔ اس اتحاد کے قیام کا اعلان کرنے سے پہلے جتاب اجمل ذکر کی سربراہی میں تی ڈی اے میں شامل جماعتوں

کے نمائندے مجھ سے ملاقات کرنے میرے گھر آئے اور اپنا موقف کچھ بیان کیا: "ہم نے یہ اتحاد بنایا ہے اور چند دنوں بعد اس کا اعلان کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی اس اتحاد میں شامل ہو جائیں اور حکومت کے خلاف پر زور تحریک چلا جائیں۔"

میں نے سوال کیا: "اس تحریک کے نتیجے میں آپ کو کیا حاصل ہو گا۔" انہوں نے جواب دیا: "ہم اپر سے حکم آیا ہے تحریک چاہئے فوج مداخلت کرے گی۔ انتخابات کرائے گی اور ہم ہی انتخابات بیتھیں گے اور حکومت ہماری ہو گی۔" میں نے کہا:

"اپر سے پیغام آنا تو چودہ سو سال پہلے بند ہو چکا ہے تو یہ پیغام کہاں سے آیا ہے؟" اجمل ذکر صاحب نے وضاحت کر دی۔

میں نے کہا:

"وکیجیہ آپ لوگ غلط بندے کے پاس آئے ہیں۔ اقدارتوالہ نے 1988ء میں میرے ہاتھوں میں دے دیا تھا ہے میں نے اس کے جواب لے کر دیا جس کی وہ امانت تھی۔ آج آپ مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ میں اصغر خان کی طرح آری چیف کو ترقیب دوں کہ وہ اقدار سنپھال لیں۔ اور اگر جزل مشرف اقدار سنپھال بھی لیں تو وہ بھی بھی انتخابات نہیں کرائیں گے جیسے کہ جزل نیا نہ کیا تھا اور آپ انتقال کرتے رہ جائیں گے۔"

تی ڈی اے گروپ نامیدہ ہو کر واپس چاکا گیا۔ ایک سازش کے تحت 12 اکتوبر 1999ء کو جزل پر دین مشرف نے نواز شریف حکومت کو فارغ کر کے اقدار سنپھال لیا اور تی ڈی اے والوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا لیکن پھر 90 دنوں میں انتخابات نہ کرائے گئے۔ مشرف نے اقدار پر اپنی گرفت مضبوط کر لی اور وہ امریکہ کی نظر وہ میں پسندیدہ حکمران ہن گئے۔ پہنچ پارٹی کو کچھ ملا اور نہیں عمران خان کو وہ کچھ ملا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ 2001ء میں 11/9 کا واقعہ ہوا۔ اس واقعے کو ابھی چند سخنے بھی نہیں گذرے تھے کہ

امریکی صدر نے اس کا اذام افغانستان کے سرخوب دیا اور فرمایا کہ اس کی سازش اسامد بن لادن نے تیار کی تھی۔ جدید تاریخ کا یہ بدترین سانحہ ہے کہ جمہوریت اور انساف کے طبردار ملک نے بغیر حقیقتات کے ایک کمزور ملک پر اذام لگایا اور پھر اس کی ایسٹ سے ایسٹ بجا کر رکھ دی۔ اسلامی ممالک اس بربریت پر صرف بظیں جھائختے رہ گئے۔ کوئی یہ مطالبہ نہ کر سکا کہ اس اذام کا کوئی ثبوت تو مبایا کریں۔ امریکیوں نے طالبان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسامد بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیں لیکن طالبان نے یہ کہہ کر انکار کر دیا:

”ان کی روایت ہے کہ وہ اپنے مہمان کے ساتھ دھوکہ دیں کرتے۔ بے شک وہ انہیں سعودی عرب کے حوالے کر دیں گے۔“

امریکہ بندھا کر نہیں امریکہ کے حوالے کیا جائے جو ممکن نہ ہو سکا۔ جب طالبان بہت مجبور ہو گئے تو انہوں نے ایک جرگہ منعقد کیا جس میں یہ فیصلہ کیا کہ اسامد بن لادن کا شکریہ ادا کیا جائے کہ ”روی سامراج کے خلاف جدو جہد میں انہوں نے ہمارا ساتھ دیا لیکن اب ان کے لئے اسامد بن لادن کی حناقلت ممکن نہیں اس لئے اب وہ اپنی مریضی سے جہاں چاہیں چلے جائیں۔“ کچھ دنوں بعد اسامد سوڈان چلے گئے۔ اور امریکہ نے افغانستان پر حملہ کا فیصلہ کر لیا جو پاکستان کی مدد کے بغیر بہت مشکل تھا۔

امریکہ نے مشرف کے ساتھ امریکہ کی حمایت کرنے کے لئے سات شرائط رکھیں اور ذرا دھمکا کے ساتھ شرائط منولیں۔ مشرف نے افغانستان کے خلاف جنگ میں بھر پور ساتھ دیئے کا وعدہ کر لیا جبکہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے کے لئے سوچنا اور غور کرنا ضروری تھا لیکن وہ مغلوب ہو گئے اور گھنٹے تک دیئے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد مشرف نے ملک کے سیاستدانوں میکنکو کریں ایورڈ کریں اور میرے یادوں کو 40-50 گروپ میں باتا شروع کیا اور انہیں اپنی داشمنی کے اسباب بتائے کہ ایسا فیصلہ کیوں کیا ہے۔ اسی طرح تیرے گروپ میں مجھے بھی بایا۔ 23 ستمبر کا دن تھا اور تقریباً تین گھنٹوں تک مشرف اپنی مشق بیان کرتے رہے۔ میں بھک آگیا تو مرض کی:

”جناب صدر مجھے بھی کچھ بولنے کا موقع دیں تو آپ کا ملک تھوڑا ہوں گا۔“

وہ بولے: ”جی، بان فرمائے“

میں نے عرض کی:

”آپ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بدترین فیصلہ ہے جس کی کوئی منطق ہے نہ جواز اور نہ کسی قانون کے تحت اسے درست کہا جا سکتا ہے۔ اس فیصلے کے نتائج پاکستان کی سلامتی کے لیے بہت مبکر ثابت ہوں گے۔ ایک براور اسلامی ملک کے خلاف غیرہوں کے ساتھ مل کر جنگ میں شاہی ہو جانا بے غیرتی ہے۔“

”آپ نے فیصلہ کر لیا ہے تو ضروری ہے کہ متعاقب لوگوں سے مشورہ کر کے ایک رینج (Red-Line) مقرر کریں کہ اس سے آگے ہم امریکہ کی حمایت میں نہیں جا سکتے۔“

”مجھے افسوس سے کہتا ہوتا ہے کہ یہاں موجود آپ تمام ضمانت کی یہ سوچ ہے کہ طالبان ہار جائیں گے۔ یہ غلط ہے۔ طالبان جیتیں گے امریکہ اور اس کے اتحادی ہاریں گے؛ جس طرح سودویت یونیون ہارا تھا الوگ نہیں ہوتے۔“

”ایک طویل جنگ ہو گی۔ امریکہ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد ہماری طرف پڑے گا اور ان علاقوں کو ہدف ہاتے گا جو طالبان کا سپورٹ بیس (Support Base) رہے گی۔ اس طرح یہ جنگ ہم پر پڑتی دی جائے گی۔ یہیں ابھی سے اس مشکل کام کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کر لیجی چاہیے۔“

”آپ کا یہ فیصلہ دراصل ان ہزاروں شہیدوں کے خون پر سمجھوٹ ہے جنہوں نے افغانستان کی آزادی کے لئے جانیں دی چیز۔ جو شخص شہیدوں کے خون پر سمجھوٹ کرتا ہے اللہ اسے معاف نہیں کرتا۔“

جزل مشرف نے کچھ بولنا چاہا مگر ان کی زبان ان کا ساتھ نہ دے سکی۔ کافر نس ختم ہو گئی اور اس کے بعد ان کا عتاب بھجو پر تازل ہوا تھا۔ بہت کچھ کرنے کے باوجود بھجو میرا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ میں حق پر تھا اور حق نے مجھے محفوظ رکھا۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ ملک

عشاپیے پر ان سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے پوچھا:  
”دشمن تو پورے ملک پر قابض ہے اب آپ کا اتحاد عمل کیا ہے؟“

انہوں نے جواب دیا:

”ہم نے مجاہدین کے ساتھ اپنے روایات مشبوط کرنے لئے ہیں اور بہت جلد دونوں  
مل کر جنگ کا آغاز کریں گے۔“

میں نے کہا: ”جو جاہی افغانستان نے دیکھی ہے پہلے سو وہٹ یونیٹ کے خلاف جہاد  
اس کے بعد خانہ جنگی اور پھر امریکہ کی دہشت گردی۔ آپ کی ایک نسل تباہ ہو چکی ہے۔  
ایک اور جنگ کا آپ نے فیصلہ کیا ہے۔ جنگ کے علاوہ بھی ایک راستہ ہے جس پر چل کر  
آپ آزادی حاصل کر سکتے ہیں وہ اس طرح کہ امریکہ اپنے منصوبے کے تحت افغانستان میں  
جمهوری نظام قائم کرنا چاہتا ہے اور اگر آپ اس نظام کا حصہ بن جائیں تو اکثریت میں ہوتے  
ہوئے حکومت آپ کی ہو گئی فیصلے آپ کے ہوں گے اور آپ خود اپنی آزادی کے فیصلے کر سکیں  
گے۔“

وہ خاموش رہے اور میں انہیں دلائل دیتا رہا، لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

میں سمجھ گیا کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے کا انہیں اختیار نہیں ہے۔ میں نے کہا جب آپ واپس  
جائیں تو ملا عمر کو میرا سلام دیں اور میرا یہ پیغام بھی۔ وہ جو کہیں گے مجھے بتائے گا۔

دو ماہ بعد ملا عمر کا جواب آیا ہے بھختے سے ”ملا عمر کی اتصاد کی منطق“ (Logic of  
Conflict) کی وضاحت ہوتی ہے اور ایک حوصلہ مندرجہ ذیل ہے اور اسامد بن لاون کو تباہ  
کرنے کے لئے امریکہ کی مدد کی جائے گی۔

قریبی کا جذبہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ ان کا جواب تھا:

☆ ”ہماری قوی روایات قابض طاقتوں کے ایکنڈے پر عمل کرنے کی اجازت نہیں  
دیتیں۔“

☆ ”ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک کی مکمل آزادی تک جنگ جاری رکھیں گے اور انشاء اللہ  
قیامت یاب ہوں گے۔ ہم پر عزم ہیں کیونکہ الش تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ”اگر تم ثابت قدم رہے  
گا ہوں میں چھپ گئے ہار نہیں مانی“ پارلیمنٹ کی تیاریاں شروع کر دیں دوسال گذر گئے۔ اسی  
دوران 2003ء میں جمال الدین حقانی پاکستان تشریف لائے۔ جزل حیدر گل کے گمراہ

کے جید سیاستدانوں، علماء، دانشوروں، سفارتکاروں اور یورڈ کریمیں میں سے کسی نے بھی اس  
فیصلے کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ایک لفظ بھی نہ بولے، وہ چھتے سورج کی پرستش کرتے  
رہے۔ یہی ہمارا قومی الیہ ہے۔

جزل شرف نے امریکہ کی ساتوں شرائط مان لی تھیں۔ عالمی میڈیا کے مطابق 2001ء،  
میں رونما ہونے والے سانحناں المون کے بعد جب امریکہ نے افغانستان پر لشکر کشی کا فیصلہ  
کیا تو پاکستان کے صدر جزل پر وزیر شرف نے بیش انتقاماری کو طالبان کے ساتھ بات چیت  
پر آمادہ کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکامی کے بعد انہوں نے امریکہ کی ساتوں شرائط ”غیر  
مشروط“ طور پر تسلیم کر لیں۔ وہ ساتوں شرائط مدرج ذیل ہیں:

۱: القائد و کوپاکستانی مرحدوں پر روکا جائے گا۔  
۲: امریکہ کو افغانستان میں آپریشن کرنے کے لیے پاکستان میں کسی بھی جگہ آمد و رفت کی  
سیکوریٹی مہیا کی جائیں گی۔

۳: امریکہ کو پاکستان کی زمینی اور سمندری حدود تک رسائی دی جائے گی۔

۴: معلومات کی فراہمی تیقینی بنائی جائے گی

۵: دہشت گرد جمیلوں کی کھلے عام خدمت کرنا ہو گی

۶: طالبان کو افرادی قوت اور رسید کی فراہمی بند کی جائے گی

۷: طالبان کے ساتھ بشارتی تعلقات منقطع کئے جائیں گے اور اسامد بن لاون کو تباہ

کرنے کے لئے امریکہ کی مدد کی جائے گی۔

افغانستان کے خلاف امریکہ کی جنگ میں شمولیت ہمارے لئے ایک قومی سانحہ تھا۔

جنگ شروع ہوئی اور امریکہ نے خلم و بربریت (Shock and Awe) کی بدترین مثال

چیز کر کے مہذب دنیا کا اصل چہرہ دکھا دیا۔ طالبان بچھپے ہٹ گئے اور کوہ و دہن کی پناہ

گاہوں میں چھپ گئے ہار نہیں مانی۔ پارلیمنٹ کی تیاریاں شروع کر دیں دوسال گذر گئے۔ اسی

دوران 2003ء میں جمال الدین حقانی پاکستان تشریف لائے۔ جزل حیدر گل کے گمراہ

تو تمہارے دشمن پر ٹھہر پھیر کر بھاگ جائیں گے۔"

بڑا "اب ہم امریکہ یا پاکستان کے دھوکے میں نہیں آئیں گے جیسا کہ انہوں نے 1989ء میں روس کی پسپائی کے بعد ہمیں دھوکہ دیا تھا۔"

بڑا "افغانستان میں قیام اسکی تینی بنانے کے لئے ہم شانی اتحاد سے پر اسکی تعلقات ہام کریں گے جو ہمارے تمام پڑوسیوں اور دیگر ممالک کے لئے قابل قبول ہو گا۔"

بڑا "اس بیگ میں پاکستان ہمارے دشمنوں کا اتحادی اور شرآکت وار ہے لیکن اس کے باوجود ہم پاکستان کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے کیونکہ ہماری قومی سلامتی کے تھانے اور منزل مشترک ہیں۔"

مل عمر کے یہ اغواۃ افغانستان کے تصادم کی منطق اور افغان عوام کی اپنے ملک کی آزادی اور قومی اقدار کی پاسبانی کی خاطر دی جانے والی لا زوال قربانیوں کی واضح تعریج ہیں۔ افغانیوں کی لا زوال قربانیوں اور کامیاب جدوجہد آزادی نے خلطے کے تذویراتی نظام کو بدل کر رکھ دیا ہے اور اب ہر دنیٰ جاہریت کے خلاف روس، چین، پاکستان، ایران اور افغانستان کے درمیان ابھرتا ہوا اتحادِ حقیقت کا روپ دھار رہا ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ افغانستان اور پورے خلطے میں قیام اس کے قائم مقام کے لیے ماضی کی ناکام پالیسیاں ترک کر کے ثقیلت کی جانب اپنے سفر کا آغاز کرے جو ایک بڑی کامیابی اور روشن مستقبل کی نمائانہ سن سکتا ہے۔

"افغانستان اور پاکستان کی سلامتی کے تھانے اور منزل مشترک ہیں" مل عمر کے ان اغواۃ کی وضاحت ضروری ہے۔ افغانستان کی مثل تاریخی نوعیت کی ہے جس نے موجودہ دور کی غالی طاقتیوں کا بہت دباؤ نہر دی سے مقابلہ کیا ہے۔ اس کی مثل دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہاں پہنچنے اکثریت کے ساتھ ساتھ دوسری اقلیتیں بھی باوقار زندگی گزار رہی ہیں۔ اس کے باوجود کہ امریکہ نے سازش کر کے ان کے درمیان خانہ جنگی کراچی وہاں اس وقت چھیس (36) سو بے ہیں لیکن اکثریت اور اقلیت کی اپنی اپنی پہچان میں کوئی فرق نہیں آیا

ہے تو کیا بد ہے کہ پاکستان جو چار صوبوں کا بوجوہ اٹھائے پھر رہا ہے وہاں بھی انتظامی اور سیاسی ضرورت کے تحت پوچیس (24) صوبے بنادیے جائیں تاکہ ہماری سیاسی بساط ہو ہماوار ہے ہماوار ہو جائے اور سیاسی نظامِ محکم ہو سکے۔ ایک موقع تھا کہ ہم فاتح کو الگ صوبہ بنادیتے تھیں یہ موقع بھی شائع کر دیا گیا ہے جس کے سبق تھا کہ سانسے آئیں گے۔

بھیجنی چار دہائیوں میں افغان قوم نے قومی مدافعت ایڈ اور ہمت کی بے مثال روایت قائم کی ہے۔ اس عرصے میں انہوں نے دنیا کی دو پرپاور اور یورپی یونیون کو نکست ولی ہے اور آج دنیا کی اکتوپی سر پا در اس کے سامنے بھروسی اور بے بھی کی تصوری ہے اس کی بھیک مانگ رہی ہے جب کہ طالبان کا مطالبہ ہے کہ "جب تک افغانستان کی سرزمیں سے امریکہ کے ہاتھ قدم نکل نہیں جاتے بات آگئے نہیں بڑھے گی۔" حق کی بات یہی ہے اور جب تک ان کا یہ مطالبہ پورا نہیں ہو گا امریکہ اس ہماری ہوئی بیگ کا کفارہ ادا کرتا رہے گا۔

—

## ہماری تاریخ کے اہم باب

### جامعہ حضہ میں خون کی ہوئی:

لال مسجد پر حملہ ہماری تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے۔ اسلام آباد میں لال مسجد کے ساتھ جامعہ حضہ میں بیجوں کی دینی درسگاہ تھی۔ اسی طرح اور بھی درسگاہیں تھیں جنہیں غیر آئینی کہہ کری ڈی اسے انتظامی نے مسماں کر دی تھی۔ جامعہ حضہ کی بیجوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں تبادل چکر دی جائے جہاں وہ اپنی مسجد اور درسگاہ و دبابرہ تحریر کر سکیں۔ اس بات پر مذاکرات ہوئے لیکن سماں کے تحت ناکام رہے اور خبر پھیلا دی گئی کہ مسجد کے اندر ڈنڈا بردار لڑکوں کے ساتھ ہتھیار بندوبست گرد بھی موجود ہیں جنہیں کشیدہ کرنے کے لئے فوجی کارروائی کی ضرورت ہے۔ اگر ان کا داداں پانی بند کر دیا جاتا تو چند دنوں میں یہ لڑکیاں خود ہی اپنے ڈنڈے حکومت کے حوالے کر دیتیں لیکن مشرف نے ان کے خلاف بھرپور فوجی کارروائی کا حکم دیا۔ بھرپور طاقت کا استعمال کیا گیا۔ متعدد پیچاں بلاک ہو گئیں اور لال مسجد "خون" کر لی گئی۔

☆ اس واقعہ کے بعد فوج کو وزیرستان، پاکستان پر دباؤ ہے کہ وہ اس آپریشن کو کسی بھی صفت آرا کر دیا گیا۔ اس بات کا مین ان مکان ہے کہ اس آپریشن کو بلوچستان تک پھیلادیا جائے۔ امریکہ کی طرف سے پاکستان پر دباؤ ہے کہ وہ اس آپریشن کو کسی بھی صورت ملتی نہ کرے۔

☆ پاکستان میں کام کرنے والے چینی کارکنوں پر بھی ملٹے کیے گئے۔ کچھ مارے بھی گئے جس کے نتیجے میں وہ پاکستان چھوڑ کر جا رہے تھے۔ (یہ صورت حال اب بہتر ہوئی ہے)

☆ دنیا کو مسجد میں موجود طلبہ کے خون آؤد چہروں کی تصویریں دکھائیں اور انہیں دبشت گرد ظاہر کیا گیا۔ ان کے ساتھ ہتھیاروں اور گولیوں کی تصاویر دکھائیں اور کہا

گیا کہ یہاں سے برآمد ہوئے تھے۔ امریکہ اور برطانیہ نے پاک فوج کی "کارکردگی" کی تعریف کی۔ ہماری کچھ سیاسی تباہتوں خلاصہ پڑھ پارنی اور ایم کیو ایم نے بھی جامدھ حصہ کو "خون" کرنے کی تعریف کی۔

☆ انسانی حقوق کی حمایت کرنے کی نام نہاد دعویدار تکمیل خون کی اس ہوئی پر خاموش تباہی نی رہیں۔ مخصوص طالبات کے خون بہانے پر ان کی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں ساگیا لیکن آئنی شیم کی گرفتاری پر انہیوں نے آسان سر پر اخراجیا جس سے ان کا اصل پیروہ صاف دکھائی دیتا ہے۔

☆ حکومت نے اپنی دانست میں اعتدال کا راست اختیار کیا ہے اور وہ ہوام سے متناہی ہے کہ وہ انتہا پسندوں کے خلاف فوجی القامات کی حمایت کریں جب کہ پاکستانی ہوام کے ذہنوں میں ایسا کوئی تفاہ نہیں ہے۔

جامعہ حضہ اور لال مسجد تیم اور محروم بیجوں کی جائے پناہ تھی۔ وہ معاشرے کے پسماںہ طبقے سے اعلیٰ رکھتی تھیں۔ ان اداروں نے انہیں پناہ دی اور امید کی کرن دکھائی ان میں کوئی پیغمبیری مادر طبقے سے متعلق نہیں تھی۔ وہ سب غریب لوگ تھے جن کا خون ارزال بکھر کر بے دردی سے بہایا گیا۔ ان میں سے ایک طالب نے جو 4 جولائی (امریکہ کا یوم آزادی) کو مسجد سے باہر آئی۔ باقی طالبات کے بارے میں بتایا:

"زیادہ تر طالبات وہ تھیں جن کے والدین اور قریبی رشتہ دار زیزوں میں شہید ہو گئے تھے۔ کوئی ان کی دیکھی بھال کرنے والا نہیں تھا۔ جامعہ حضہ بیسے اداروں نے ان کا مستقبل سنوارا۔ افسوس، اس قتل عام میں زیادہ تر وہی پیچاں شہید ہو گئیں۔ ہم 4 جولائی کو باہر آئیں تو پندرہ سو بیجاں اندر تھیں جو باہر نہیں نکل سکیں۔ کسی کو پہ نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا اور اگر وہ شہید کر دی گئیں تو ان کی مجھیں کہاں ہیں۔"

میں اسی کرب میں بھلا تھا کہ امیر حمزہ صاحب کا مضمون میری نظر سے گزر۔ وہ لکھتے ہیں:

"میں آپ لوگوں کو اللہ کے رسول مسیح کے ایک کمانڈر کا کروادہ تھا توں: حضور نبی کریم مسیح نے احمد کے میدان میں جنگ شروع ہونے سے قبل تکوار لہائی اور فرمایا:

"کون ہے جو اس کا حق ادا کرے گا۔" بالآخر ٹکوار حضرت ابو دجانہ "کوہل گئی۔ حضرت زیر کتے ہیں" میں نے جنگ کے اختتام پر حضرت ابو دجانہ سے پوچھا تم مشرکوں کی صیغہ جیتے ہوئے جا رہے تھے تو ایک جوان پر تم نے تکوار اخالی اور پھر کیا ہوا کہ دار روک کر تکوار کو اوپر اٹھا لیا۔ سب کیا تھا؟ اسلام کے کمانڈرنے تھا! وہ جوان جس نے جھرے پر کپڑا پیٹ رکھا تھا اور لوگوں کو جنگ کے لیے ابخار رہا تھا جب میں نے اس پر دار کیا تو اس کی جیچ نکلی، یہ جیچ عورت کی تھی! میں نے تکوار کا دار روک لیا۔ یہ سوچ کر کہ اگر عورت کا خون ہو گیا تو حضرت محمد مسیحؐ کی تکوار کو بد لگ جائے گا۔"

ہم نے اپنی تکوار کو اپنی ہی مقصود بھیجوں کے خون سے رنگ لایا ہے۔ خون جو نیکتار ہے گا خون جگدیں کر نہادت کے آنسو بن کر۔

اس دلنوئے کے حوالے سے ایک اور تاریخی حقیقت ہیان کرتا چاہوں گا کہ ہمارے نبی کریم مسیحؐ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے اناشوں میں ایک چنانیٰ جائے نماز" چادر" پہنے گا جتنا اور سات تکواریں تھیں۔ ان تکواروں کو آپ نے کبھی خود استعمال نہیں کیا۔ اس طرح ہمارے تین خانائی رائشدین حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی اپنی تکواروں کو خود استعمال نہیں کیا۔ ان کی تکواروں کا مقصد ڈیفس تھا جس طرح آج ہمارے اشتعال ہماری ملٹری اسٹریٹجی (Military Strategy) کا اہم جزو ہیں اور موثر ڈیفس (Deterrence) بھی ہیں لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی تکواریں ضرب حقیقی تھیں کہ جن کی بد دلت دنیا تھے اسلام کی پھیلی ہوئی مرجدیوں کی وعین متعین ہوئیں۔

فانا کو صوبہ پنجاب خواہ میں شامل کر کے پاکستانی آئین کے تابع کر دیا گیا ہے۔ اس نیٹ کی موالا فضل الرحمن اور محمود اچکزی نمائت کرتے رہے لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے اور فانا کو پنجاب خواہ میں ختم کر دیا گیا۔ مجھے ذر ہے کہ بروقت انصاف کی عدم فراہمی کے سب سوات اور دیر کی طرح فانا کے عوام بھی اس نیٹ کو مسترد کر دیں۔ ان کی "خلافت غیر" کی شافت پاکستانی نمائت سے کافی مختلف ہے۔ انہیں اپنی نمائت کو پہاڑنے پر جانے کے لئے الگ صوبے کی صورت میں آزاد ماحول چاہیے اور پاکستان کو چاہیے کہ اس مسئلے میں انہیں تمام سبویں فراہم کرے کیونکہ مسلمانوں کی خاطر پاکستان کو سیاسی توازن قائم رکھنے کے لئے ملک میں نئے صوبے قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ بھی وہ الیہ ہے جس کے سبب ہمارے جمہوری نظام کو استحکام حاصل نہیں ہو سکا۔

#### قبائلی علاقوں میں لٹکر کشی:

جزل شرف نے 2002ء کے عام انتخابات کرائے تو تی ڈی اے (GDA) والوں نے ان کی بھرپور مدد کی اور ایک بار پھر عمران خان کا وزیراعظم بننے کا خواب ادھورا رہ گیا۔ اس لئے کتنے لیگ اور ایم کیو ایم نے نمائت کی جن کے خلاف عمران خان نے سیاسی دار گیم شروع کر دی تھی۔ مشرف نے دس سال حکومت چلانی اور سبھی ان کی تحدیت کرتے رہے۔ اُن لیگ والوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ "مشرف اگر دس مرتبہ وردی پہن کر آئیں تو ہم ان کا ساتھ دیں گے۔" مشرف زیادہ پر اعتماد ہو گئے تھے۔ انہوں نے دیس سوات اور پاک جوہر کے علاقوں میں لٹکر کشی شروع کر دی جہاں کے لوگوں نے احتجاج کیا تھا کہ انہیں پاکستانی قانون کے تحت انصاف نہیں ملتا اس لئے انہیں ریاستی قانون چاہیے۔

ان مطالبات کی معاملہ نہیں بے نظر بھنوں میں تھی کہ جنہوں نے مطالبات کو تسلیم کرتے ہوئے 1994ء میں ان علاقوں میں شریعی عدالت کے قیام کا فیصلہ دے دیا تھا۔ بعد ایسی بھی قائم ہونا شروع ہو گئی تھیں لیکن صدر فاروق اخباری نے ان کی حکومت ختم کر دی اور ان کے بعد نواز شریف نے حکومت بنائی تو اس کا رد ایک کروک دیا۔ ان مطالبات کو بغاوت کہ کے

ان کے خلاف لشکر کشی شروع ہوئی جس کے نتیجے میں موافق محمد اور ان کے داماد فضل اللہ زیر عتاب آئے اور ہزاروں قبائلی سرحد پار افغانستان ہجرت کر گئے۔

### پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار قبائلیوں کی پاکستان مخالفت:

ایمی یہ سلسلہ جاری تھا کہ دسمبر 2004ء میں شرف پر راولپنڈی میں دو قاتلانہ حملہ ہوئے مگر وہ حقیقی گھنے۔ امریکیوں نے انہیں یہ سبق پڑھایا کہ اس سازش کا ماسٹر مائنڈ بیت اللہ محمود وزیرستان میں بیٹھا ہے۔ بغیر حقیقت کے شرف نے وزیرستان پر لشکر کشی کر دی جس سے چاہی آئی ہزاروں وزیری افغانستان ہجرت کر گئے وزیریوں نے پاکستانی فوج پر جوابی حملہ شروع کئے اور وہ آگ جو سوات اور باجوہ میں لگی ہوئی تھی اس نے پورے علاقے کو اپنی پیٹ میں لے لیا۔ اس طرح وہ خناختی دیوار جو قائد اعظم نے 1947ء میں قبائلیوں کو سرحدوں کی مخالفت کی ذمہ داری دے کر ہائی تحریک وہ نوٹ گئی اور قبائلیوں کی بندوقوں کا رخچہ ہماری طرف ہو گیا۔

1947ء میں قائد اعظم نے پاک افغان سرحدوں کے تھنڈی کی ذمہ داری قبائلیوں کو دی تھی اور جو فوج وہاں تھینہ تھی اسے واپس بala لایا تھا۔ 2005ء میں ان قبائلیوں نے پہلی رفعہ پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ حالانکہ اس سے پہلے پچاس سال تک وہ ہمارے دست و بازو بنے رہے۔ پاکستان کی دفعتی پالیسی میں ان کا کروار اتنا ہم ہے کہ اس پورے عرصے میں پاک فوج کو بھی افغانستان کی سرحد پر اپنے فوجی دستے تھینہ کرنے کی ضرورت پڑی تھیں میں آئی۔ طالبان کے ساتھ حکومت نے سمجھوئے بھی کیا لیکن ہر بار امریکی ڈرون حملوں نے ان کے قائدین کو شہید کر کے سمجھوتے کو سیبیاڑ کر دیا۔ مولوی یونیک محمد نبیت اللہ محسود اور حکیم اللہ محسود اسی طرح قتل ہوئے۔ اشتغال بروحتا بہ اور تحریک طالبان پاکستان کی بنیاد پر گئی جس کے جوابی حملہ شروع ہوئے اور دہشت گردی کا ایسا سلسلہ شروع ہوا ہے جو ختم ہونے کو نہیں آ رہا۔

### ایمی پاکستان کی سلامتی کے تھانے:

ہمارے ایمی پروگرام سے متعلق طرح کی باتیں ہوتی رہی ہیں ازامات بھی ہیں جن کو تسلیم کرتے ہوئے محض پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب پر پابندیاں لگادی گئیں۔ ان ازامات کے جواب میں میں بہت کچھ لکھتا رہا ہوں۔ دراصل ہماری ایمی ملاحیت ہمارے شہروں کے دلوں میں کائنے کی طرح لکھتی ہے اُنہیں اتفاق ہوتی ہے تو بے ہودہ باتیں ان کی زبانوں پر آتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 1971ء میں مشرقی پاکستان کو فتح کرنے کے بعد بھارت کو اپنی بالا لوگی کا اعلان کرنا مقصود تھا جس طرح سے امریکہ نے نکلت خودہ جاپان پر ایتم بم گرا کے کیا تھا۔

کوئی اور ہوتا تو شاید خاموش ہو جاتا لیکن وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بجاگہ دل اعلان کیا کہ پاکستان ایسی تو ازن کو درست کرنے کے لئے ایمی ملاحیت حاصل کرے گا خواہ اسے کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینا پڑے۔ ایک مشبوطہ حکمت عملی کے تحت ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ناٹک (Task) دیا گیا جنہوں نے کمال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وزیر اعظم کے حکم کی تحلیل پر کام شروع کیا۔ حکم بڑا واضح تھا:

”ڈاکٹر صاحب جہاں سے بھی اور جس طرح بھی آپ کو ایسی میکنالوگی ملے حاصل کریں۔ جو وسائل آپ کو چاہیں وہ ہم دیں گے۔ متعلق ادارے آپ کی مدد کو تیار ہیں۔ ہر اس راست مجھ سے رابطہ رکھیے اللہ آپ کو کامیاب کرے۔“

ایسی لمحے ڈاکٹر صاحب حصول متفقہ کے لئے تن من وحمن سے لگ گئے۔ کوئی بھی ملک ایسی ہتھیار بنانے کی میکنالوگی نہیں دیتا لیکن نیکسٹر انڈر ولڈ (Nuclear Underworld) ایک گٹام ادارہ ہے جہاں یہ میکنالوگی ملتی بھی ہے اور بھتی بھی ہے اور یہاں سے ہی دنیا کے اور بہت سے خریدار اپنی اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس میکنالوگی کو اکٹھا کر کے ایمی ہتھیار بنا لیتے کافی ہر ایک کے پاس نہیں ہوتا۔ صرف ڈاکٹر خان صاحب یہیے برگزیدہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ استطاعت عطا کی ہے ورنہ لمبا جیسے

پھر ملکوں نے بھی یہ یقیناً لوگی خرید لی تھی لیکن ائمہ ہتھیار نہ ہنا سکے۔ ڈاکٹر خان صاحب کا دعویٰ ہے کہ 1976ء میں کام شروع کر کے انہوں نے 1986ء میں ائمہ بم ہنالیا تھا اور گولہ میٹ بھی کر لیا تھا۔ اس بات کی گواہی میں دے سکتا ہوں۔

1987ء میں وائس چیف آف آرمی ناف ہنا اور ساتھ ہی مجھے شکلیں کمائے احتاری (NCA) کا ممبر بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی سال جولائی کے میئے میں مجھے ڈاکٹر اے کو خان ریسرچ لیبراٹریز کے دورے کی اجازت ملی۔ ڈاکٹر صاحب نے بذاتِ خود اپنی تمام سیلوتوں کا دوہرہ کر لیا۔

**سوال:** آپ کو یاد ہو گا کہ 1986ء میں ڈاکٹر اے کو خان اور مشاہد سین سید نے ایک قیراطی روپر ڈر کو اتنا دیوبیں پہلی بار اکٹاف کیا تھا کہ پاکستان نے ائمہ ہتھیار ہنانے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے جس پر ہوئی لے دے ہوئی اور کسی کو یقین نہیں آیا تو آپ کو کیسے یقین آیا کہ ڈاکٹر صاحب اتنی صلاحیت مل کھانے بارے ہے؟

**جواب:** مجھے ڈاکٹر صاحب کی بے پناہ صلاحیتوں پر یقین تھا کہ جس طرح انہوں نے ہمارے لئے فوج کے تربیتی پروگرام کے سلسلے میں کیسے کیے ہائی تک (Hi-Tech) ہتھیاروں کے ہنانے میں ہماری مدد کی تھی تو ائمہ بم ہنالا ان کے لئے کوئی "How to" شکل کام نہیں تھا اور وہاں جو کچھوں میں نے دیکھا ویسا ہی تھا جیسا کہ میں نے "Make an Atom Bomb" نامی کتاب میں پڑھا تھا۔ دل سے دعا نکلی کہ "الله تعالیٰ ڈاکٹر صاحب اور ان کے رفقہ کو اپنے حظ و امان میں رکھے۔"

### ڈاکٹر عبد القدر خان کے خلاف الزامات:

جزل شرف نے امریکی دیباہ میں آگرہ ڈاکٹر عبد القدر خان پر الزامات لگائے۔ افغانستان کو فتح کرنے کے بعد 2004ء میں امریکہ نے ہمارے ائمہ پروگرام کو نشانہ ہنالیا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر خان صاحب پر الزام لگایا کہ انہوں نے ایران ایسا اور دوسرے ملکوں کو ائمہ یقیناً لوگی دی ہے اور ہدوث میں وہ تصویریں اور شبادتیں دکھائیں جو ڈاکٹر صاحب اور ان

کی نیم کے مہر ان 1976ء کے بعد بیکھتر انہوں نے یقیناً لوگی حاصل کرنے کی کوشش میں دوسرے ملکوں کے لوگوں سے تعلقات اور رابطے پڑھنی تھیں لیکن شرف نے 2001ء کی بڑی دلی کے بعد دوبارہ لگنے لیکے اور سارا الزام ڈاکٹر عبد القدر خان صاحب کے سرخوب دیا۔ اُنیٰ کے سامنے بلا کر ان کی توجیہ کی تھی انتیارات والیں لے لئے اور انہیں اپنے گرفتار محمد ودی۔ اس وقت سے لے کر اب تک ڈاکٹر صاحب اپنی تمام تصالیحیتوں کے باوجود اپنے گھر میں پابند ہیں اور حیرت اس بات پر ہے کہ بے ظیر اور تو افز شریف دونوں نے ان کے لئے کچھ بھی نہ کیا اور نہیں اب عمران خان ڈاکٹر صاحب کی صلاحیتوں کو کسی تلقینی عمل پر لانا سکے ہیں۔ وہ بھی احسان فرموٹوں کی صفحہ میں شامل ہو چکے ہیں۔

عام تاثر یہ ہے کہ ہمارے ائمہ پروگرام پر اربوں ڈالر خرچ ہوئے ہیں جبکہ حقیقت اس کے بالکل بر عکس ہے۔ الگ 1987ء تک ائمہ ہتھیار اور ڈیلمپوری سسٹم کا تجربہ کمل ہو چکا تھا تو جزل شیا لحق نے ڈاکٹر صاحب کو پچھلے دس سالوں میں پروگرام پر جو اخراجات آئے تھے، ان کی تفصیل NCA کے سامنے پیش کرنے کو کہا جو اسی ماہ پیش کر دی گئی۔

حریت کی بات تھی کہ وہ اخراجات جو ڈالروں میں تھے اور جو اخراجات پاکستان میں ہوئے تمام ملا کر بھی 300 ملین ڈالر سے کم تھے۔ یہ لاگت ہماری ایک سب سیریز (Submarine) جو فرانس سے خریدی گئی ہے اس سے بھی کم ہے۔ یہ استعداد حاصل کر کے پاکستان نے قابل اعتماد ذیہش (Deterrence) قائم کر لیا جس کا اعتراف بھارت کے وزیر دفاع نے 1998ء میں ان الفاظ میں کیا جب پاکستانی دھماکہ بھارت کے دھماکے سے زیادہ زور آور ثابت ہوا:

"Now perfect nuclear deterrence has been established between India and Pakistan."

ہمارا ائمہ پروگرام اس لحاظ سے منفرد نویعت کا ہے کہ وزیر اعظم ذوالقدر علی ہمتو نے 1975ء میں دنیا پر واضح کر دیا تھا کہ جنوبی ایشیاء میں طاقت کا توازن بحال کرنے کے

لئے پاکستان ہر جاالت میں ایشیٰ ہتھیار بنانے کی صلاحیت حاصل کرے گا اور جنپس دس سال کی قابل مدت میں پاکستان نے یہ صلاحیت حاصل کر لی اور وہ بھی صرف 300 میلین امریکی ڈالر سے کم کی لاگت سے۔ لیکن دوسری جانب ہمارے قائدین کو اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنا پڑی ہے اور پالائیٹم کے ساتھ بھی تو لاٹنیں جاسکتیں۔ پاکستان کو ایشیٰ قوت بنانے والی پانچ اہم شخصیات کو یا تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا ہے یا اقدار سے جبری علیحدہ ہونا پڑا اور غلطیہ پروپیگنڈے کے ذریعے ان کی کروارشی کی گئی ہے:

ہزار الفقار علی بھنو جنبو نے پالیسی وی اہداف مقرر کئے اور تمام سبوبیں فراہم کیں۔ انہیں عدالتی قتل کے ذریعے ختم کر دیا گیا۔ وزیر اعظم کو جس کرب سے گزرنامہ 1979 کا انتہا بر انہوں نے اپنی زندگی کی آخری رات 3 اپریل 1979 کو ایشیٰ پروگرام کے ڈائل سے بات کرتے ہوئے ان الفاظ میں کیا ہے:

”جب میری حکومت ختم کی گئی اور مجھے کمال کو خڑی میں ڈالا گیا اس وقت ہم ایشیٰ صلاحیت حاصل کرنے کے تریب پختنچے چکے تھے۔ ہمیں معلوم تھا کہ اسرائیل اور جنوبی افریقہ کامل طور پر ایشیٰ صلاحیت حاصل کر چکے ہیں۔ کیونکہ طاقتیں بیساکی، یہودی اور ہندو تہذیبیں بھی یہ صلاحیت حاصل کر بھی تھیں صرف اسلامی تہذیب اس صلاحیت سے محروم تھی مگر اب غتریب یہ صورت حال تبدیل ہونے کو ہے اور میری دعا ہے کہ میرے چانے کے بعد ایسا ملکن ہو جائے تاکہ میرے ملک کے ای میں عوام کو تحفظ اور سلامتی حاصل ہو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کامیابی میری شخصیت کو یادگار بنادے گی جس پر میں دنیا بھر کی خلاف کے باوجود کئی سا لوں سے پختہ اور حکم ارادے سے کام کرتا رہا ہوں۔“

\*\* جزءِ خیاء الحق، جنبو نے 1977ء سے 1988ء تک ایشیٰ پروگرام کو غیر منزول امداد فراہم کی تھی ایک سازش کے تحت قتل کر دیے گئے۔

جنپر مختصر میں ظیر بھنو جنبو نے ہماری ایشیٰ قوت میں منظم اور خبراء کا عنصر شامل

کیا۔ 1990ء میں امریکہ، بھارت اور اسرائیل کی مشترکہ سازش کا جواب مخفوط اقدامات کر کے دیا کہ ہمارے پاس صلاحیت بھی ہے اور اسے استعمال کرنے کا حصہ بھی ہے۔ انہیں دہشت گردی کا شکار ہوتا پڑا۔

ہزار اکثر عبد القدری خان بھی ٹیکم سائنسدان، جن کی لازوال محنت اور شبانہ روز کی کاوشوں سے صرف قلیل عرصے میں یہ منزل حاصل ہوئی اُن کی شخصی آزادی تک چھین لی گئی اور بدترین تھیک کا شانہ بنایا گیا۔

\*\* میاں نواز شریف سابق وزیر اعظم پاکستان، جنبو نے ایشیٰ دھماکے کر کے بھارت کو موثر جواب دیا، انہیں آٹھ سال تک جلاوطنی کی سزا کا شنا پڑی اور اس اذیت کے بعد قوم نے انہیں وزیر اعظم منتخب کیا تھکن پھر سازش کے تحت انہیں کری اقدار سے الگ کر دیا گیا۔

ٹیکم سائنسدان ڈاکٹر عبد القدری خان اور ان کے رفقاء کی شبانہ روز کی انجکت محنت کے سبب 1986ء تک ہم نے ایشیٰ ہتھیار بنانے کی صلاحیت حاصل کر لی تھی اور اس کے اگلے سال ہی ایشیٰ ہتھیاروں کو ایس سولہ طواروں کے ذریعے استعمال کرنے کے نظام کے تحریکات کے۔ ہم نے 1996ء تک درمیانے قاطل ملک مار کرنے والے میڑاکن استعمال کرنے کا نظام بھی وضع کر لیا تھکن اسکے باوجود ایشیٰ دھماکے نہ کرنے کی وجہ سے ہماری ایشیٰ صلاحیت کے بارے میں ابہام موجود تھا۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ 1998ء میں بھارت نے پانچ ایشیٰ دھماکے کے جس کا جواب پاکستان نے پیور وار ایشیٰ دھماکوں کی صورت میں دیا جس سے ہماری ایشیٰ صلاحیت دنیا پر واضح ہو گئی۔ اس کے بعد پاکستان نے اپنی ایشیٰ صلاحیت کے نظام کو تھیک بنانے کے لیے متعدد اہم اقدامات اٹھائے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ایشیٰ ہتھیاروں کے استعمال کے نظام کو مخفوط اور قابلِ اعتماد بنانے کے لیے مسئلہ اخواز کے تینوں شعبوں میں ترقی و تحقیق کا ایک جامع پروگرام شروع کیا گیا:

جنپر کم اور زیادہ طاقت کے حامل ایشیٰ ہتھیار تیار کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کیا گیا۔

بڑے بھیاروں کی تینی صلاحیت اور استعمال کے نظام کو بہتر اور مودر بنا لایا گیا اور واقعہ دفعے سے تجربات کئے گئے تاکہ اس بات کا تینی کیا جاسکے کہ تمام شبے کسی پہنچا مصورت حال سے خشنے کے لئے تکمیل طور پر تیار ہیں۔

2006ء میں کمانڈ اور کنٹرول کا ایک جامنظام تکمیل پاچکا تھا جس سے ایشی معاو میں اضافے بھیاروں کے نظام میں بہتری اور حاصل شدہ صلاحیت کے مطابق مسلسل افواج کے شعبوں میں تو اکد و ضوابط کو ضابط تحریر میں لا کر نظام کو مربوط بنایا گیا تاکہ تمام متعلقہ اداروں کے نظام اور "خصوص ایشی ذمہ داریوں" میں ہم آہنگ پیدا کی جاسکے۔

بڑے انجانی حساس نویسیت کی حالت "ایشی بٹن دبائے" کی پالیسی مرتب کی گئی تاکہ اس بات کا تینی کیا جاسکے کہ جتنی فیصلہ کرنے کا اختیار کس کے پاس ہوگا اور یہ بٹن کس کے ہاتھوں میں ہوگا۔

2007ء میں پورے ایشی کمانڈ اور کنٹرول سسٹم کے تجزیا و سلامتی کا نظام وضع کیا گیا جو ایک بہترین نظام ہے جسے تمام ایشی صلاحیت کے حامل ممالک نے سراہا ہے۔ ایشی بھیاروں اور معاوں کی تینی سے حد بندی کر کے ایشی تسبیبات کی سیکورٹی کے لئے عالمی معیار کے مطابق اصول و ضوابط اختیار کئے گئے ہیں تاکہ رسپلتوں کی باخفاہت متعلقی کو تینی بنایا جاسکے۔ ایشی بیکنالوجی کو پر امن مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے کئی طریقے ہیں جن میں ایشی پاک پلنٹس کے لیے درکار ایندھن کی تیاری، صحیح زراعت اور دیگر مختلف شعبوں کی تینی ضرورتیں پوری کرنا شامل ہیں۔

ان مقاصد کے لئے ایشی بیکنالوجی دوسرے ممالک کو بھی دی جاسکتی ہے اور لی بھی جا سکتی ہے اور جب پاکستان ایشی سپلائی گروپ کا ممبر ہن جائے گا تو اس طرح کے تعاون میں مزید اضافہ ہوگا۔ ایشی پالیسی کے عوام انجانی احتیاط کے ساتھ مرتب کئے گئے ہیں اور خصوصاً اس بات کی احتیاط اور وضاحت کی گئی ہے کہ ایشی صلاحیت کو زمانہ اس میں کیسے استعمال کرنا ہوگا اور خصوصاً جب دشمن ایشی بیک میں کر رہا ہو۔ ایشی پالیسی کے فیصلوں کے معاملے میں

اختیار کے جانے والے چند اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

بڑے ایشی صلاحیت کی صلاحیت میں اضافے کے لیے موزوں وقت پر "مضبوط سیاسی غرض (Political Will)" کا ہوتا لازم ہے۔ ہماری سیاسی قیادت اور ماہر سامنہداویں نے باہمی اشتراک سے الگی مثالیں پیش کی ہیں جس کی وجہ سے ایشی صلاحیت کے لیے اہم فیصلے کے گئے۔ ان قائدین کو دہن کی خاطر غیر قائم خدمات سرانجام دینے کے جرم میں کڑی سزا کیس تو دی جائیں لیکن انہوں نے دہن سے محبت کا حق ادا کر دیا۔ بقول شاعر:

پیشی کی طرح سمجھ کے رکھا تیرا وجود  
خود ڈھل گئے مگر تجھے کوہر ہنا دیا

مندرجہ بالا تفصیل ہماری مربوط اور قابلِ اعتماد ایشی صلاحیت کے اہم عوامل کی تشریح ہے لہذا یہ بھتنا ناطق ہو گا کہ ایشی قوت ہونے کی حیثیت سے ہمیں کوئی گزندگیں پہنچا سکتا جگہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری روایتی فونق ہی ہمارے مستقبل و سلامتی کی جگہ لازمی اور انشاء اللہ ہر جگہ جیتے گی۔ ایشی بھیار طاقت کا توازن (Balance of Terror) قائم کرنے کے لیے ہوتے ہیں جو 28 مئی 1998ء کو قائم ہوا۔ سو ویسے یومن اور امریکہ ہزاروں ایشی بھیار رکھنے کے باوجود افغانستان اور عراق میں نکلت سے نہیں ہو سکے۔ اسرائیل کے پاس دوسو ایشی بھیار تھے لیکن 2006ء کی جگہ میں اس کے ایشی بھیار سے حزب اللہ کے ہاتھوں ذلت آمیز نکلت سے نہ چاہکے اور اب داعش کے خلاف دنیا کی چار ایشی طاقتیں امریکہ، روس، فرانس اور برطانیہ ہزاروں ایشی بھیار رکھنے کے باوجود ایک ایتم بم بھی استعمال نہیں کر سکتیں۔

ایشی طرح اگر 1945ء میں امریکہ کو جاپان کی طرف سے امریکی سر زمین پر ایک بھی ایتم بم گرانے کا خطرہ ہوتا تو وہ کبھی بھی جاپان پر ایتم بم گرانے کی ہمت نہ کرتا۔ ایشی طاقت ہونے کی بھی مجبوری ہے اور وسیع پیانے پر تباہی پھیلانے والے یہ بھیار دوست اور دشمن کا انتیاز کے بغیر تباہی کا موجب بنتے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر تو میں لاشوری طور پر ایشی

سنتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیں تو ان کی لاشوں پر مین کرنے والا بھی کوئی نہیں پہنچے گا۔ ہمارے نظریات پر حملہ ایک خطرناک سازش ہے جو 2008ء میں شروع کی گئی جب جان کیری نے اعلان کیا کہ امریکہ نے 1.4 بلین ڈالر کی رقم پاکستانی قوم کے ذہن و نظریات کو بدلتے کے لئے بخشن کی ہے۔ اس کا تذکرہ میں پہلے بھی کہا ہوں۔ کچھ ایسی ہی صورت حال 1965ء میں انڈونیشیا میں موٹسلزم کی وزم اور اسلامی نظریات کے درمیان تکڑاؤ کی صورت میں پیدا ہوئی تھی جس کے سبب خان جلی ہوئی اور لاکھوں لوگ مارے گئے۔ ایسے حالات پاکستان میں بھی پیدا کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔

#### صدر بُش کی پاکستان آمد:

2008ء میں صدر بُش پاکستان آئے جبکہ ایکشن کی تیاریاں جاری تھیں۔ انہوں نے مشرف کو شباباً وی کہ "مشرف کی حکمت عملی کے تحت پاکستان میں پہلی وفع جمہوری طریقے سے انتقال اقدار کا مرحلہ پورا ہو گا۔" مشرف نے 2002ء کے انتخابات جیسی تیاریاں کر دی تھیں اور پر اعتماد تھے کہ وہی کامیاب ہوں گے لیکن جزل کیانی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ "نوج ایکشن کے معاملات سے لائق رہے گی۔" جس کے نتیجے میں عوام نے کسی دباؤ کے بغیر اپنی مرخصی سے ووٹ دیے۔

جب ایکشن کے نتائج سامنے آئے تو کھلیلی تھی گئی۔ امریکہ سے نیشن ۱ آنے شروع ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ "آزادات اور غیر جانبدار ان ایکشن ہوئے ہیں اس میں تجھ کی کیا بات ہے۔" اسی دن واشنگٹن پوسٹ کا ایڈیٹر لکھتا ہے:

*"The American policy makers about Pakistan must rue the day, they decided for regime change in Pakistan, through the democratic process. Democracy is what has now emerged - an unholy alliance of long-term American haters - Aslam Beg and Hamid Gul. The behind-the-scenes*

*god-fathers of this broad-based, anti-US coalition is Nawaz Sharif."*

"امریکہ کے پالسی ساز لوگوں کو اس دن پر مقام کرنا چاہیے جب انہوں نے جمہوری عمل کے ذریعے پاکستان میں عبد حکومت کی تبدیلی کا فیصلہ کیا۔ جمہوریت کے ذریعے جو لوگ ابھر کر سامنے آئے ہیں وہ امریکہ سے طویل عرصے سے نفرت کرنے والوں کا غیر مقدس اتحاد ہے جس کے سربراہ نواز شریف ہیں لیکن پس منظر میں امریکہ کے مقابلت کرنے والے اسلم بیگ اور حیدر گل جیسے سرپرست لوگ ہیں۔"

وہ متصدی جو 2008ء کے ایکشن میں حاصل نہ ہوا تھا بائی برڈ اسٹریٹجی (Hybrid Strategy) کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔

**بھارتی سر جیکل اسٹرائیک:**  
سوال:..... 27 فروری کی بھارتی سر جیکل اسٹرائیک کے بارے میں آپ کیا تبصرہ ہے؟  
جواب: بھارت نے 27 فروری 2019ء کو ایک سوتے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان کے خلاف بالا کوٹ کے مقام پر "غرضی جہادی کپ" پر حملہ کیا ہے سر جیکل اسٹرائیک کا نام دیا جو فونی اصطلاح میں انتقامی کارروائی تھی۔ پاکستان کو یہ ہاتھ مقصود تھا کہ اگر اس نے دوبارہ اپنی حرکت کی تو اس سے بھی زیادہ خخت روٹیں کا سامنا کرنا ہو گا۔ اس سر جیکل اسٹرائیک کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ بھارتی سیکریتی دفاع نے پریس برینک میں وضاحت کی کہ:

"غیر فوجی سر جیکل اسٹرائیک (Non-Military Pre-emptive

Surgical Strike) کا مطلب یہ ہے کہ کسی فوجی نیکانے کو ہدف نہیں بنایا گیا

کیونکہ فوجی نیکانوں کو بدبف بنا جلی کارروائی تصور کی جاتی ہے۔"

اس طرح ہمارے عکسری ترجیح نے وضاحت کی کہ:

پارے سے لکھ یو۔ ۳۰ (SU-30) طیاروں کے ذریعہ دفاعی حصار میا کیا جا رہا تھا جو کہ اسرائیلی ہمراں نے لیس تھے اور اسی گلوہ میز کے قاطیں تک مار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چار میراں - ۲۰۰۰ (Mirag-2000) (بھارتی طیارے خوف کے سبب پاکستانی طیاروں کا سامنا کر سکتے ہیں اور ایجمن کے نیک طریقے کے پیازوں میں گرا کر فرار ہو گے۔ میں ان پیازوں میں 1950ء کی دہائی میں لکھ لکھ تی کی مشتوں کے درواز پر تارہ ہوں۔ میرا ۱۳ ماہ تک تمام محمد ہب سے اعلیٰ رکھتا ہے اُس نے اس نام تک بھارتی سرجنیل اسڑاچک کے لئے لئے کی خبریں مجھے فراہم کیں۔ اُن قسمیں ہیں پاکستان کی دفاعی افواج جنہوں نے بھارت کے جنگی ہڑوں کو ناکوں پتے چھوڑ دیے ہیں۔

بھارتی سرجنیل اسڑاچک کی ایک مثال ہے جو ان ہڑوں میں ڈیٹ آئی ہب میں چیف آف آری سناپ تھا۔ 1990ء میں سودنیت یونیٹ کی افغانستان سے پہنچانی کے بعد جہادی اپنے اپنے گروں کو وہاں پہنچ لے گئے۔ اسی طرح تحریر کے جہادی بھی وہاں گئے اور ان میں سے کچھ تحریر یون کی تحریر کی آزادی میں شامل ہوئے جس کے سبب تحریر کی میں شدت آئی اور خصوصاً ایل اوی (LOC) پر ہڑوں طرف سے چھوٹے ہوئے ہتھیاروں کا استعمال روزانہ کا مدلول تھا۔ اسی دوران بھارتی فوج سویٹن سے بڑی ہوئی بخوبی گنس (Bofors) ایل اوی تک لے آئی اور گہرائی میں واقع ایم ایف (Deep Targets) کو نکالنا شروع کیا۔ بھارتی ایک ہنگامہ ہے کو اور تو کوئی نہ ہلا جس سے ہمارے تین آفیسرز شہید ہوئے۔ اس جہادیت کا جواب دیا ضروری تھا۔

اس دن تھے کو ایک بندگی نہیں ہوا تھا کہ ایک دن سگ 10 کوہ کماڑہ میرے دفتر آئے اور فوراً ملنا چاہا۔

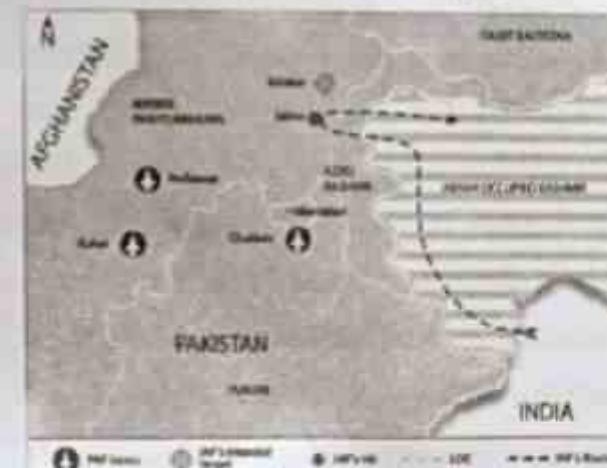
میں نے باتیا۔ یو چھا

خیرت ہے آپ کیسے آئے؟

"سرجنیل اور ہن کاٹھر قابو سے باہر ہے۔ چھ بجھوں سے دُشُن پر حملہ آور ہوا ہے رہا۔

"ہمارے فناقی دفاع کے ساتھ نے بھارتی طیاروں کو لاکن آف کنٹرول کے اندر آئے دیکھ لیا تھا جیسیں اُس نے نکالنے میں ہلا کیا کیونکہ انہوں نے اُسی فوجی ایکٹے کو بدھ چکا ہا۔"

وہوں اطراف کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تو ان ممالک تсадیم کی اہمیت ہوئی کیفیت کو محظوظ رکھنا چاہیے جس کی وجہ سے ایک بھرپور بیکنگ کی صورت نہ القیارہ جائیں۔ اس کے باوجود سیاگلوٹ کے خداز بے جو کچھ ہوا وہ جہان کن ہے۔ بھارت کی جہادیت کے جواب میں بڑی قویٰ نے تھف دی جن بھارتی چھ بجھوں کو نکالنے والی جس میں دشمن کے حدود فوجی مارے گئے۔ دوسری گیج دی بھارتی طیاروں نے بھارتی زمینی دستوں کی مدد کی خاطر پاکستانی خدا کی خلاف درجنی کی۔ ہمارے 7 اکاٹھ طیاروں نے اُنہیں برق رفتاری سے مار گرایا اور ان میں سے ایک پائلٹ کو زخمہ گر لے کر بیباہ ہے۔



21 فروری 2020ء کو بھارتی طیاروں کا لمبے ہے سنتے کارہات ہمارے طیاروں نے تورخان ایسیس سے پرواز کر کے دس ہنگامیں میں کا قابل چڑھنے میں ملے گر کے بالا گلوٹ کے مقام پر بھارتی طیاروں کو جا لیا۔ بھارتی طیاروں کو سرحد

اقتدار کی مجبوریاں  
ہیں ہے۔

یہ تو جگ ہو جائے گی۔"

میں نے کہا "نہیں جگ نہیں ہوگی۔ یہ تو وہی حکمت عملی ہے جو آپ نے اور ہم نے  
ہناؤ تھی۔

ذویر ان کمانڈر نے حالات کو دیکھتے ہوئے ایک دونبیں بلکہ چھ منصوبوں کو ایک ساتھ  
لائی گیا ہے اور یقیناً اس کے گھرے ننانگ برآمد ہوں گے۔"

لیکن سر" ایسا ایکشن لینے سے پہلے ہمیں بتانا تو چاہیے تھا۔"

"آپ کا کہنا درست ہے۔ آئیے ان سے بات تو کرتے ہیں۔"

میں نے کال مانی۔ مگر جزل محمد صدر، ستارہ جرات نے فون اٹھایا۔

"صدر" کیا ہو رہا ہے؟"

"سر، دشمن کو کھڑکا کے رکھ دیا ہے۔ متعدد پوٹیں جاہ کر دی ہیں، دشمن اپنی لاشیں  
چھوڑ کر بھاگا ہے۔ اس کی دو گھنیں بھی ہم نے جاہ کی ہیں۔ دبایا ہوا ہے۔"

"ماشاء اللہ Keep it up۔ اب کیا ارادہ ہے؟"

"اس سے پہلے کہ وہ ہم پر جوابی حملہ کریں ہم واپس آ جائیں گے۔ اللہ کا کرم  
ہے کہ ہمارے چھپاہی معمولی زخمی ہوئے ہیں۔"

یہ سر جیکل اسٹرائیک کی عدمہ مثال ہے جس کی کامیابی کے لئے پوری تیاری کرنی ہوتی  
ہے۔ انجینئری موزوں الہامات اٹھانے ہوتے ہیں کہ حالات قابو سے باہر نہ ہوں اور مقصد بھی  
حاصل ہو۔ یعنی دشمن کو واضح پیغام مل جائے کہ وہ اپنی حرکات سے باز رہے۔  
بھارت اور اسرائیل کی یا پاکستان ایسی پلانٹ یہ حلیمی کی کوشش:

سوال: بھارت اور اسرائیل کے بارے میں خبریں ملی ہیں کہ وہ پاکستان کے خلاف  
تحد ہو کر کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خبریں کہاں تک درست ہیں؟

جواب: پاکستان کے خلاف بھارت اور اسرائیل کا ہاپک گٹھ جزو کوئی نئی بات نہیں

ہے۔ 1980ء میں بھی وہ پاکستان کے ایسی پروگرام کو تباہ کرنے کی ناکام کوشش کر پکے ہیں  
جس وقت ہمارا ایسی پروگرام ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہی تھا۔ اس وقت دشمن کو موثر جواب  
دینے کے لئے ہمارے پاس ایف سولہ بیلیارے بھی نہیں تھے۔ اس سازش کا اکٹھاف دی  
ائشن ایچ کی دو جنمنش Adrian Levy and Catherine Scott-Clark Deception: Pakistan, United States and the Secret

ہوئی کتاب Trade in Nuclear Weapons میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

تفصیل یوں ہے کہ بھارتی گھربات کے "جہان گزہ ار فیلانہ" پر اسرائیلی جہازوں کا  
ایک سکواڑن پاکستان کے کبود ایسی پلانٹ پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔ ان کا  
منصوبہ تھا کہ وہ ایک کومیٹی یا فائٹ گروپ کی شکل میں پرواز کرتے ہوئے پاکستان میں  
داخل ہوں گے تاکہ پاکستانی ریڈار کو دھوکہ دیا جائے اور ریڈار آپریٹر یہ سمجھیں کہ شاید یہ کوئی  
ایک ہی بڑا اسافر بردار جہاز ہے۔ پھر وہ کبود پر بمباری کر کے اس کو تباہ کر دیں گے اور وہاں  
سے سیدھے جموں و کشمیر کے راستے نکل جائیں گے۔ اس حملے کی اطلاع جzel نیاء الحق کوئی  
بھارتی ایسی جنس ایجنٹی نے حملے سے صرف چند گھنٹے پہلے حملے اور سازش کا سراغ لکھا ہے۔  
جزل نیاء الحق نے ساری صورت حال کا تیزی سے جائزہ لیا اور فوری فیصلہ کیا کہ حملے کو  
روکنیں جائے گا بلکہ ناکام ہایا جائے گا تاکہ پاکستان کو جوابی حملے کا جواہر مل سکے۔ اس  
حکمت عملی کے تحت ایک بھرپور جوابی حملے کا پلان ہایا گیا۔

پاکستانی اڑفوس کے تین دستے تھکلیل دیے گئے۔ پہلے کے ذمے یہ ناکام تھا کہ وہ  
اسرائیلی جہازوں کے حملے کو ناکام ہائے اور ان کو مار گرا گیں۔ دوسرے دستے کو مبڑی  
میں موجود بھارت کے بھاجھانٹوں کی پلانٹ کو تباہ کرنے کا ناکم ملا جکہ تیسرا دستے کو تجویز  
ڈیزرت میں موجود اسرائیل کے ڈیوٹی نیٹکمپریٹر پلانٹ کو تباہ کرنے کا ناکم دیا گیا۔ لیکن دور  
دراز اہداف پر حملے کا مسئلہ یہ تھا کہ پاکستانی جہاز وہاں ری فلوٹ نہ کر سکتے اور ان کی واپسی  
ناممکن تھی لیکن پھر بھی متعدد پائلٹ اس مشن پر جانے کو تیار تھے۔ امریکی سیلٹاٹ نے

(Israel Aerospace Industries) اور بھارت کے اوارس (India's Defense Research & Industries) اور بھارت کے اوارس کی بھارتی Development Organization - IDRDDO) Barak 8 (Barak کا ایک ہے اسرائیل ایرو سائنس انڈسٹریز کی فہرست ہے اور اس کی تاریخی Advanced Defense System & Bharat Dynamic Limited (Raefel) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کی ساخت ایسی ہے کہ یہ طرح کے فناہی خطرے طیاروں، بیتلی کاپڑوں اور ڈرونی ہم لوں کے خلاف کامیاب دفاع کر سکتا ہے۔ عمل کرنے والے میزائلوں کو 0.5 کلو میٹر سے لے کر 90 کلو میٹر کے رش مک کامیابی سے روکنے کی صلاحیت ہے۔ اس کے علاوہ بھارت اور اسرائیل کے درمیان اسلو کے معابرے میں Spicee Bombs and laser-designations pods میں جی پی ایس گائیڈڈ (GPS Guided Precision Targeting) اور "Spike-anti-Tank Guided Missile System" کو کامیابی سے نشانہ بنانے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ اس میزائل کو آدمی اخا کر قاتر کر سکتا ہے اور یہ Tandem-charged Heat Warhead کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کا رش 4 کلو میٹر تک ہے۔ اس کے علاوہ فیلکن اواکس (Phalcon AWACS) جو کہ بینادی طور پر اسرائیل کے پیشگوئی اطلاع دینے کی صلاحیت کے حال رہا اور اس سے لیس ہے جنہیں روئی آئی ایل ۷۶ (IL-76) مراپورٹ طیاروں پر نصب کیا گیا ہے۔ امریکہ نے دوسری بیگن فلم کے بعد اپنی مسکری بالادی قائم کرنے کے لیے 700 سے زیادہ مختلف ملکوں میں فوجی اڈے قائم کئے اور ان میکڑوں مراکز کا رابطہ مرکزی کنٹرول روم A-1 Centre، Pentagon سے ہے۔ اس صلاحیت کو افغانستان میں بھرپور طریقے سے استعمال کیا گیا اور اسی کنٹرول روم میں پینچھے کر برداروں میں دور سے صدر اوباما اور ان کی کیفیت نے اسامہ بن لادن کے قتل کا مظہر بیکھا۔

پاکستانی جہازوں کی غیر معمولی اُنقل و حرکت کو نوٹ کیا اور فوراً اسرائیل اور بھارت کو آگاہ کیا اور انہیوں نے خوف زدہ ہو کر اپنے مشن سے پسپائی اختیار کر لی۔

### بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ:

بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ اس بڑے منصوبے کا حصہ ہے جو اسی سال وارسا (Warsaw) کے مقام پر تکمیل دیا گیا ہے۔ 4 جولائی 2017ء کے مودی کے دورہ اسرائیل کو قومی اور مین الاقوامی میڈیا نے شرخیوں کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ دورہ تاریخی اہمیت کا حال ہونے کے ساتھ ساتھ 1992ء میں دونوں ملکوں کے ماہین سناریٰ تعلقات کے فروغ کے بعد کسی بھی بھارتی وزیراعظم کا بیرونیوں کی سرزی میں کپڑلا دوڑھ تھا جس کا اختتام 2.6 ملین امریکی ڈالر مالیت کے اسلئے کے معابرے پر سختگوں کی صورت میں ہوا جس سے بھارت کو اسلو پلائی کرنے والے ممالک میں اسرائیل دوسرا براہما لمک ہے۔ یہ تذویری ای شرکت کی ایک بھی ایک صورت ہے جو دو قومی تجربی کارروں کی نظریوں میں خلیے میں طاقت کے توازن کو بگاڑ دے گی اور اسلو کی دوڑ میں تیزی آجائے گی۔

بھارت نے اپنی اقتصادی و تذویری ای سمت تبدیل کر لی ہے اور امریکہ سے درخواست کر رہا ہے کہ وہ اس کی اقتصادی اور مسکری پشت پناہی کرتا رہے۔ یہی وہ تاریخی موڑ ہے جب امریکیوں نے بھارت پر واسخ کر دیا کہ اگر دو واشنگٹن کے ساتھ بہتر تعلقات کا خواہا ہے تو اسے پہلے اسرائیل کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنا ہوں گے۔ درمرے الفاظ میں واشنگٹن جانے کے لیے اس ایب کا راست اختیار کرنا ہوگا ان تعلقات کی عملی صورت کشمیر اور قسطنطینیہ میں دیکھی جا سکتی ہے جیساں بھارت اور اسرائیل نئی نئی مسلمانوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔ متعدد ایسے واقعات ہیں جو اس امر کے شاہد ہیں کہ بھارت اور اسرائیل کے باہمی گٹھ جوڑ کا متعدد خلیے میں سماشی چاولوں کے ذریعے اپنے خداوات کے حصول کو قیمتی بناتا ہے۔

اس پس منظر میں دونوں ممالک کے ماہین دفاہی و تذویری ای تعاون میں ہرگز رتے دن کے ساتھ پیشگوئی آتی جا رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ مزید ہر آس بھارت اور

امریکہ کی بھارت کی بالادستی کی کوششیں:

سوال: امریکہ ہمارے فلٹے میں بھارت کو بالادستی دلوانا چاہتا ہے بالکل اسی طرح جیسا کہ اس نے مشرق و سطی میں اسرائیل کو بالادستی دلوار کی ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: بھارتی بالادستی کا امریکی مصوبہ (Indian Hegemony Plan) امریکہ اور بھارت کے اعصاب پر سوار ہے۔ سودیت یونین کے نوٹ جانے کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دنیا کے اسلام کو اپنا دشمن سمجھا ہے اور بھلی تین دبائیوں سے کئی مسلمان ٹکوں کو جاہ کر کے رکھ دیا ہے۔ پاکستان کو بھی مختلف صورتوں سے خطرات کا سامنا ہے۔ یہ خطرات کیا ہیں اور ان سے کس طرح نجات جاسکتا ہے؟

جواب: سلم دشمنی میں امریکہ کے ساتھ اسرائیل اور بھارت بھی پیش چیز ہیں۔ مشرق و سطی کے علاقے میں اسرائیل کی بالادستی قائم کی گئی تاکہ وہاں امریکہ کے مقابلات کا تحفظ ہو سکے۔ وسطی ایشیا، جنوبی ایشیا اور ایشیا چینیک کے علاقوں میں بھارت کی بالادستی کو مختبوط کیا جا رہا ہے۔ مسلمان ٹکوں کی کمزوریوں کو ابھار کر انہی کے خلاف استعمال کرنے کا عمل جاری ہے۔

پاکستان میں دہشت گردی اور بغاوت کو ابھارا گیا ہے۔ اسی گھن جوڑ نے قوم کو فرقہ واریت اور نظریاتی و سیاسی انتشار کے غذاب میں جتنا کرو رکھا ہے۔ دنیا کے اسلام کے خلاف موجودہ دورگی چینی صلیبی جنگ 2001ء میں شروع ہوئی اور ابھی تک نہ صرف جاری ہے بلکہ ایک نیا درج اختیار کرچکی ہے۔ جزیل پروز مشرف کے بدترین فیصلے کے سب آن ایک عذاب ہم پر مسلط ہے۔ امریکہ اور بھارت کے گھن جوڑ کے نتیجے میں بھارت نے افغانستان میں اپنا جاسوسی نیٹ ورک بنایا ہے پاکستان کے خلاف سی آئی اے (CIA) 'ایم آئی' 6' موساد اور نیو ممالک کی انہیں جنس ایجنٹیوں کی مدد حاصل رہی ہے۔ اس سازش کے خلاف ہماری کسی حکومت نے احتیاج تک بھی نہیں کیا۔

2005ء میں امریکہ نے بھارت کے ساتھ اسٹریجنیک پارٹنر شپ کا معہدہ کیا اور

پاکستان کے اندر سا بھر خلاء کے الی ماہرین پر مشتمل ایک بیل تخلیل دینا لازم ہے تاکہ ضروری ایجادات کر کے ہم بر وقت اپنا ذائقہ سا بھر نظام وضع کر سکیں جو ہمیں اس قابل بادے گا کہ ہم سا بھر خلاء میں ہونے والی نتیجہ تبدیلیوں سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

### امت مسلم کے خلاف سازشیں:

سوال: ..... سودیت یونین کے نوٹ جانے کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دنیا کے اسلام کو اپنا دشمن سمجھا ہے اور بھلی تین دبائیوں سے کئی مسلمان ٹکوں کو جاہ کر کے رکھ دیا ہے۔ پاکستان کو بھی مختلف صورتوں سے خطرات کا سامنا ہے۔ یہ خطرات کیا ہیں اور ان سے کس طرح نجات جاسکتا ہے؟

جواب: ..... سلم دشمنی میں امریکہ کے ساتھ اسرائیل اور بھارت بھی پیش چیز ہیں۔ مشرق و سطی کے علاقے میں اسرائیل کی بالادستی قائم کی گئی تاکہ وہاں امریکہ کے مقابلات کا تحفظ ہو سکے۔ وسطی ایشیا، جنوبی ایشیا اور ایشیا چینیک کے علاقوں میں بھارت کی بالادستی کو مختبوط کیا جا رہا ہے۔ مسلمان ٹکوں کی کمزوریوں کو ابھار کر انہی کے خلاف استعمال کرنے کا عمل جاری ہے۔

پاکستان میں دہشت گردی اور بغاوت کو ابھارا گیا ہے۔ اسی گھن جوڑ نے قوم کو فرقہ واریت اور نظریاتی و سیاسی انتشار کے غذاب میں جتنا کرو رکھا ہے۔ دنیا کے اسلام کے خلاف موجودہ دورگی چینی صلیبی جنگ 2001ء میں شروع ہوئی اور ابھی تک نہ صرف جاری ہے بلکہ ایک نیا درج اختیار کرچکی ہے۔ جزیل پروز مشرف کے بدترین فیصلے کے سب آن ایک عذاب ہم پر مسلط ہے۔ امریکہ اور بھارت کے گھن جوڑ کے نتیجے میں بھارت نے افغانستان میں اپنا جاسوسی نیٹ ورک بنایا ہے پاکستان کے خلاف سی آئی اے (CIA) 'ایم آئی' 6' موساد اور نیو ممالک کی انہیں جنس ایجنٹیوں کی مدد حاصل رہی ہے۔ اس سازش کے خلاف ہماری کسی حکومت نے احتیاج تک بھی نہیں کیا۔

2005ء میں امریکہ نے بھارت کے ساتھ اسٹریجنیک پارٹنر شپ کا معہدہ کیا اور

بھارت کو یہ ہدف دیا کہ اس علاقے میں اسلامی انتہا پسندی کو فتح کرے اور جنین کی بڑھتی ہوئی طاقت کو محدود کرے۔ اس مقصد کے لئے افغانستان میں بھارت کی مداخلت کو جواز دینے کے لئے افغانستان کو جنوبی ایشیا کا حصہ قرار دیا ہے جبکہ جنوب ایشیائی اقتدار سے افغانستان وسطیٰ ایشیا کا حصہ ہے۔ اور آج سے چند سال قبلى بھارت سے امیریکہ ڈپنس پارٹر شپ کا معاهده کر کے امریکہ بھارت کی وسطیٰ ایشیا سے لے کر جنوبی ایشیا اور اس سے آگے جنوب شرقی ایشیا تک بالادستی قائم کرنا چاہتا ہے جس طرح امریکہ کو پورے جنوب مغربی ایشیا میں بالادستی حاصل ہے۔

2016ء میں ترکی کے صدر جناب طیب اردوگان جب پاکستان کے دورے پر آئے تھے تو انہوں نے خبردار کی تھا کہ "پاکستان کی سلامتی کو فتح اللہ گولن طرز" کے خطرے کا سامنا ہے جو ہماری قومی سلامتی کے لئے ذریعہ ارب ڈالر کی رقم مختص کی ہے جو براہ راست اداروں این ہی اوز اور شخصیات کو دی جائے گی۔ "اس کا تذکرہ پہلے آپکا ہے۔

اس عینی مسئلے کا ایک سادہ سائل موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہماری دینی تہامتیں جو پچھلے ستر سالوں سے قومی سیاست اور معاملات سے لا اتعلق رہی ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ اب قومی سیاسی دھارے میں شامل ہو کر جمہوری طریقے سے اس خرابی کو دور کریں۔ الحمد للہ اب مولانا فضل الرحمن یہ مقدس مشن لے کر میدان میں آپکے ہیں اور کامیابی کی طرف گامزن ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ اگلے انتخابات میں مولانا اور ان کے اتحادی قومی اسلی کی کم از کم 25 سے 30 سینیٹیں جیتنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ان چند سینٹوں کو بڑی اہم پوزیشن حاصل ہوگی جس سے وہ قوم کے نظریہ حیات کو گھن مقام پر رکھنے میں کامیاب ہوں گے۔ انشا اللہ۔

پاکستان معتدل اسلامی معاشرے کی اعلیٰ ترین مثال ہے جہاں ہر نہیں لکھتے غفر کے لوگ لیتے ہیں جن میں خارجی، تکفیری، سلفی وہابی، قادری، تکشیدی، دیوبندی، برلنی، شیعہ اور سنی شامل ہیں لیکن بد قسمی سے سیاسی و نظریاتی صلبی ہی جگ نے معتدل سلم معاشرے کے روشن چہرے کو داغدار کر دیا ہے۔ ہمیں اس صورت حال کا مدوا کرنے کے لئے صرف ایک سادہ سافیصلہ کرنا ہوگا جو ہمارے قومی نظریہ حیات کے مطابق ہو۔ ہماری پارلیمنٹ کو ایک

مذہب ہے جو ایک پیارہ ذہنیت کی اختراع ہے جس نے ہمارے معاشرے کو سیاسی و معاشرتی بیرونی روشن خیال اور قوم پرست نہیں کرو پوں میں تقسیم کر دکھا ہے۔ بیرون اور سیکولر طبقہ اگلیت میں ہونے کی وجہ سے سیاسی طور پر اہمیت کا حامل ہے۔ نہیں بلکہ بے نی کی ملامت بن چکا ہے جس کی سیاست میں کوئی جگہ بھی ظہر نہیں آ رہی اور نہ ہی پالیسی فیکاؤن میں اس کی کوئی اہمیت ہے کیونکہ ہمارے لوگ انہیں دوست دینا پسند نہیں کرتے لیکن حرمت ہے کہ اس کے باوجود اسی طبقہ کو ملک میں دہشت گردی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

نظریاتی تفریق کو ہوا ادینے کے لئے ہماری نظریاتی اساس پر کھا حلہ کیا گیا ہے۔ 2008ء میں او بام کے دور میں جان کیری نے اعلان کیا کہ امریکہ نے "پاکستانی قوم کی نظریاتی درجگی کے لئے ذریعہ ارب ڈالر کی رقم مختص کی ہے جو براہ راست اداروں این ہی اوز اور شخصیات کو دی جائے گی۔" اس کا تذکرہ پہلے آپکا ہے۔

اس عینی مسئلے کا ایک سادہ سائل موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہماری دینی تہامتیں جو پچھلے ستر سالوں سے قومی سیاست اور معاملات سے لا اتعلق رہی ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ اب قومی سیاسی دھارے میں شامل ہو کر جمہوری طریقے سے اس خرابی کو دور کریں۔ الحمد للہ اب مولانا فضل الرحمن یہ مقدس مشن لے کر میدان میں آپکے ہیں اور کامیابی کی طرف گامزن ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ اگلے انتخابات میں مولانا اور ان کے اتحادی قومی اسلی کی کم از کم 25 سے 30 سینیٹیں جیتنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ان چند سینٹوں کو بڑی اہم پوزیشن حاصل ہوگی جس سے وہ قوم کے نظریہ حیات کو گھن مقام پر رکھنے میں کامیاب ہوں گے۔ انشا اللہ۔

پاکستان معتدل اسلامی معاشرے کی اعلیٰ ترین مثال ہے جہاں ہر نہیں لکھتے غفر کے لوگ لیتے ہیں جن میں خارجی، تکفیری، سلفی وہابی، قادری، تکشیدی، دیوبندی، برلنی، شیعہ اور سنی شامل ہیں لیکن بد قسمی سے سیاسی و نظریاتی صلبی ہی جگ نے معتدل سلم معاشرے کے روشن چہرے کو داغدار کر دیا ہے۔ ہمیں اس صورت حال کا مدوا کرنے کے لئے صرف ایک سادہ سافیصلہ کرنا ہوگا جو ہمارے قومی نظریہ حیات کے مطابق ہو۔ ہماری پارلیمنٹ کو ایک

قانون کی منظوری دینا ہوگی کہ تمام اردو اور انگلش میڈیم سکولوں میں تحریک جماعت سے لے کر آنھوں جماعت تک دینی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ صرف یہی ایک ایسا راست ہے جس سے ہمارے قومی نظریہ حیات کی دلوں شرائط پوری ہو سکتی ہیں اور جمہوریت ہمارا نظام حکومت ہوگا جس کی بنیادیں قرآن و سنت کے اصولوں پر قائم ہوں گی۔

ہمارے پڑوس میں ایران میں اسلامی نظام حکومت قائم ہے ہے و لایت فتحیہ کا نام دیا گیا ہے جس کی بنیادیں قرآن و سنت کے اصولوں پر قائم ہیں۔ یہ نظام ایرانی قوم کو اسلام دین تو توں اور سیاسی و اقتصادی پابندیوں کے خلاف لٹنے کا عزم اور حوصلہ تا ہے۔ اسی طرح انقلابوں نے اسلامی جمہوری ریاستی نظام کا علم اٹھاتے ہوئے گذشتہ تین دہائیوں میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتلوں کو ہبہ تاک تکلست سے دوچار کیا ہے اور اپنے اس عزم پر ختنی سے قائم ہیں کہ قابض فوجوں کا ایجمنڈ ان کے لئے ناقابل قبول ہے کیونکہ ایسا کہنا ان کی قومی اقدار اُنی غیرت، رُسم و روان اور نظریات کے خلاف ہے۔ یہ نظریہ ہی وہ قوت ہے ہے دوام حاصل ہے۔

#### اسلامی نظام کی بنیادوں کی خصائص:

**سوال:** آپ نے کہا ہے کہ ایران، پاکستان اور افغانستان ایک موڑ اسلامی اتحاد تکمیل دے سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مغربی دنیا اسے برداشت نہیں کرے گی اور وہ مسلم ممالک کو تھesan پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ جیسا کہ وہ ماہی میں کرتے رہے ہیں۔ مسلم ممالک اپنے اسلامی نظام کی بنیادوں کی خصائص کیسے کر سکتے ہیں؟

**جواب:** دنیا نے اسلام کے رہنماء ان سازشوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ایرانی رہنماء روح اللہ عینی نے اپنے اعلیٰ پائے کے ایشی سامنदان محسن فخری زادہ کے قتل پر تبرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہیں ایرانی ایشی پروگرام کی وجہ سے قتل نہیں کیا گی بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ”ہمارے دشمن ہمارے اسلامی نظام کی بنیادوں کے خلاف ہیں جس کی وجہ سے وہ کبھی اس دشمنی سے باز نہیں آئیں گے۔“

یہ بنیادی سچائی ہے۔ اسی سازش کے نتیجے میں ایران، افغانستان اور پاکستان ٹھیکین

اڑات بجلت رہے ہیں اور اپنی قومی اقدار اور ایمان و یقین کے تحفظ کی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ مثلاً بچپن چار دہائیوں سے ایران اس سازش کا بڑی ہتھ اور حوصلے سے مقابلہ کر رہا ہے۔ پہلے حصے میں امریکہ کو ایرانی انتحابیوں کی گرفت سے اپنے بیانیوں کو آزاد کرنے میں ناکامی ہوئی اور اس مقصد کے لئے کی جانے والی کارروائی خود ان کی اپنی تباہی کا سبب ہی۔ اس کے بعد انہیوں نے صدام حسین کی بہت بندھائی کہ وہ ایران پر حملہ کرے جس کے نتیجے میں آنھے سالہ طویل جنگ ہوئی اور دونوں جانب بے گناہ مسلمانوں کا خون بہتا رہا اور جب ایران نے شط العرب عبور کیا تو صدام حسین نے مہذب دنیا کی طرف سے فراہم کئے جانے والے کیمیائی ہتھیاروں سے حملہ کر دیا۔ اس کے بعد ایران کو اقتصادی ہلکوں پر اپاٹ جانے والے کیمیائی ہتھیاروں سے حملہ کر دیا۔ اس کے بعد ایران کو اقتصادی ہلکوں پر اپاٹ جانے کیلئے ایران کو طرح طرح کی پابندیوں میں بکر دیا گیا جس کا گذشتہ تین دہائیوں میں برسوں سے ایرانی قوم جو انہوں سے سامنا کر رہی ہے لیکن ان کے عزم و استغفار کو نہیں توڑ سکیں۔ ایران کو مراد دینے کی خاطر اس سال کے شروع میں وارسا پلان (Warsaw Plan) کے تحت ایک اتحاد بنایا گیا جس کے بعد صدر رئیس پر ایرانی جزل قائم سیمانی کو نارگ کر کے قتل کر دیا۔ ایران نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے امریکہ اور اسرائیل کی بجائے سعودی عرب پر حملہ کیا جو ایک معروف امریکی صحافی کے بقول معمولی نویس کی کارروائی نہیں تھی:

”14 ستمبر 2019ء کو علی الصحر ایرانی اسرائیل نے عینین (Abqaiq) میں واقع

سعودی عرب کے تسلی کی اہم تنصیبات پر میں (20) ڈرونز اور درست نشانے پر لگنے والے کروز میزائلوں (precision guided missiles) سے حملہ کیا جس میں سعودی عرب کو بھاری اقصان اٹھانا پڑا۔ یہ تجھب خیز نویس کی کارروائی تھی۔ ایرانی ڈرونز اور میزائلوں نے اس خاموشی سے پھلی پرواز کرتے ہوئے حملہ کیا کہ امریکی اور سعودی ریڈار بھی ان کا سراغ نہ لگا سکے۔ ایک اسرائیلی عسکری تجویزی نکار کرتا ہے کہ وہ ایران کی ان صلاحیتوں کو دیکھ کر وہ گئے جو شرق وسطی میں پرل ہاربر (Pearl Harbor) کی طرز کا حیران کرن جائے گا۔“

6 دسمبر 1941ء کو پول ہاربر پر جملے کے بعد امریکہ و سری عالمی جنگ میں شامل ہوا تھی لیکن عینوقی پر جملے کے بعد نرمپ سودی عرب کی مدد کو نہ آئے بلکہ جنہیں تین ہزار کا عالمی فوجی دست بچھج کر اس امر کو عینوقی ہایا ہے کہ "هم جو کچھ ان کے لئے کر رہے ہیں وہ اس کی قیمت ادا کرتے رہیں گے۔ یہی ہماری اولین ترجیح ہے۔"

2006ء میں حزب اللہ اسرائیل جنگ میں حزب اللہ نے چند ہزار فرنی فاٹس را کتوں کے حملہ کر کے اسرائیل کو نکالتے وی تھی۔ اب ایں ان اور اس کے اتحادی بھی چند ملین فرنی فاٹس را کٹ اور درست نشان پر لگانے والے ایرانی میزائلوں کی صلاحیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں خودکش بمبار بھی اس جنگ میں شامل ہونے کے حکم کے پیشامی سے منتظر ہیں۔

جبکہ ایران کے ایئجنسی پروگرام کی تیاری کی بات ہے تو اس سلسلے میں صدر نرمپ نے ایران کے ساتھ کچھ جانے والے ایئجنسی معاہدے سے وسیعہ اور ہوگرا ایران کی مدد کی ہے جس سے حوصلہ پا کر ایران نے ائمم بم کے لئے یورپیں کی افزودگی کا عمل جاری رکھا ہے۔ اسی طرح امریکہ نے افغانستان میں روہی چاریت کے خلاف پاکستان کو شامل کر کے پاکستان کی بھی مدد کی تھی۔ اس دوران پاکستان نے یورپیں کی افزودگی کا عمل جاری رکھا اور ائمم بم تیار کر لیا۔ لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ پاکستان کے ائمم بم بنانے کے حوالے سے "امریکی گمراں" کی ثابت روپیت کے باوجود امریکی صدر سال بسال کا نگرانیں کو یقین دلاتے رہے کہ "پاکستان ایجنسی نکل اس منزل تک نہیں پہنچا کر ائمم بم بنائے۔"

گذشت پارہ ماہیوں سے افغانی قوم نے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتلوں کے خلاف بہتر پیار رہتے ہوئے ائمیں نگفتہ وی ہے اور اپنے اسلامی نظام کی بنیادوں کا تحفظ کیا ہے۔ 1989ء میں جب روہی پسپا ہوا تو افغان مجاهدین کو اسلامی حکومت بنانے کے حق سے محروم کر دیا گیا اور وہاں خانہ جلگی کرائی گئی جس کی کوکھ سے 2001ء میں طالبان نے جنم لیا۔ امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کرنے کی خاطر جبرا و تندہ کی محکت عملی جاری رکھی ہا کہ

طالبان کو مجبور کیا جائے کہ وہ افغانستان میں اسلامی امارت کے قیام کے مقصد سے پچھے بہت جا سکے لیکن طالبان ان کا حکم ماننے کے لئے تیار ہے کیونکہ ملاہر کے بقول "جس طرح 1990ء میں امریکہ اور پاکستان دونوں نے ہمیں دھوکہ دیا تھا، اب ہمیں دوبارہ دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔"

افغانیوں نے اپنے اسلامی نظام کی بنیادوں کے تحفظ کی بڑی بھاری قیمت پکائی ہے اور دنیا کی دوسرے پاورز کے خلاف کامیاب مراجحت کا نیا باب رقم کیا ہے جو منفرد و معمولیت کا ہے اور اپنے ایمان و یقین، قومی روایات و اقدار کے تحفظ کی خاطر انسانی چدو جہد کی تاریخ میں ایسی مراجحت کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ مأشاہ اللہ۔ طالبان کو کوئی جلدی نہیں کہ امریکی فوجیں کب افغانستان سے نکلتی ہیں کیونکہ "وقت ان کے ہاتھ میں ہے جبکہ دشمن کی وہریں بھی خیزی تک محدود ہے۔" زمینی تھائی سے صاف عیاں ہے کہ طالبان مطمئن ہیں، جیسا کہ ایک معروف پاکستانی تجزیہ تواریخ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے:

"اب بھی ملک کے زیادہ تر دیکھی عادتے طالبان کے قبیلے میں ہیں جہاں ان کی اپنی خود ساختہ حکومت ہے، تکیس وہ خود وصول کرتے ہیں اُرتوں کو ان کا راجح ہوتا ہے اور اسلامی ریاست (آئی ایس آئی ایس) کے خلاف فاقہ حصار ہیں جس کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیوں نے مارچ 2020ء میں کنز اور اس کے مضافات سے اسلامی ریاست کو بے دخل کیا تھا۔ اور اگر 2011ء میں دنیا کے تقریباً پچاس (50) طاقتور ممالک کے ایک لاکھ پچاس ہزار (150,000) سے زائد فوجی دستے دو دہائیوں تک افغانستان میں اُن نہیں قائم کر سکتے تو دو ہزار فوجیوں کی کیا اوقات ہے؟ کامل گی حکومت مصنوعی اور عارضی سہاروں پر قائم ہے اور امریکہ کے نو منتخب صدر ہر یہ مدت تک کھلی اجازت دینے کے لئے رضا مندرجہ ذیل نہیں آتے۔

پاکستان اپنے اسلامی نظام کی بنیادوں کو تحفظ دینے میں ناکام رہا ہے کیونکہ دنیا کے نئے

جواب: ..... دراصل اس کا بنیادی سبب ہماری اپنی اندر وہی کمزوریاں ہیں جن کو اچھی تکمیل دوئیں کر سکے اور نہ ہم نے باقی میں کی جانے والی غلطیوں سے بچنے سیکھا ہے۔ ہماری سب سے بڑی کمزوری جمہوری نظام میں اکثریت کی احیثیت کون سمجھتا ہے اور اس پر عمل پیرانہ ہوتا ہے۔ یعنی اکثریت کے جری (Tyranny of Majority) کو تسلیم نہیں کرتے۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور حریک پاکستان کے قائدین نے ملک کے لئے ایسے جمہوری نظام کا وعدہ تھا کیا جس کی بنیادیں قرآن و سنت کے سنہری اصولوں پر قائم ہوں۔ یعنی وہ بنیادی فیصلے تھے جس کی روشنی میں 1973ء میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹونے پاکستانی قوم کے نظرے حیات کی تربیتی کرتے ہوئے آئیں میں اس کی تحریک کی، یعنی جمہوری نظام کے قیام اور اس کی مضبوطی کا وعدہ کیا جو مرکزی تصور ہے اور یہ تصور اکثریت کے بنیادی اصول پر قائم ہوتا ہے۔ اگر ایک جماعت کو صرف ایک نشست کی برتری حاصل ہوتی ہے تو وہ حکومت بناسکتی ہے جیسا کہ ایک امیدوار کو صرف ایک ووٹ کی اکثریت پر فائی قرار دیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کو "اکثریت کا جری" کہا جاتا ہے۔ ہماری بد قسمی ہے کہ ہم نے اس حقیقت سے انحراف کیا جس کے سبب مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہو گیا۔

مشرقی پاکستان پورے ملک کی جمیع آبادی کا 53 فیصد تھا۔ اس کی اکثریت کو ہماری قیادت نے تسلیم نہیں کیا۔ قائد اعظم کے بعد اگر کسی کو حکومت بنانے اور وزیر اعظم بننے کا حق تھا تو مشرقی پاکستان کے اے کے فضل حق ہی ہے بالآخر قائدین موجود تھے جو وزیر اعظم بننے کے لئے موزوں ترین شخصیت تھے مگر مغربی پاکستان کے قائدین نے انہیں ان کے جائز حق سے محروم رکھا۔ جب 1954ء کے انتخابات ہوئے تو مشرقی پاکستان سے حسین شہید سرور دی مولانا بھاشانی اور اے کے فضل حق اور شیخ جبیر الرحمن جیسے قائدین نے بھرپور حصہ لیا اور پورے ملک کی بنیاد پر اکثریت حاصل کی لیکن اس کے باوجود انہیں حکومت بنانے کی اجازت نہیں دی گئی۔

ای طرح 1965ء میں مفترض اعلیٰ جماں نے مشرقی پاکستان سے اکثریت حاصل کی

پر ابھرتے ہی اس نے سرد جنگ میں شمولیت اختیار کر کے امریکہ کی طرفداری کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے سے امریکہ نے ہمارے سیاسی اور سلامتی کے نظام پر کنٹرول حاصل کر لیا جس کی وجہ سے پاکستان میں نہ تو جمہوریت پہنچی اور نہ اسی صحت مند معاشرتی نظام قائم ہو سکا ہے۔ لیکن انہوں نے اسکی بات یہ تھی کہ جب امریکہ نے پاکستانی قوم کی ذہنیت سازی (Perception Management) کے لئے 1.4 بلین ڈالر کی خلیفہ قومی شخص کی اور زیر اہتمام نگھٹھے ہوئے بیس قائم و خطیط سکھاتا چاہا تو ہمارے منتخب حکمرانوں نے خوشدلی سے یہ رقم اداروں غیر حکومتی اداروں (NGOs) اور ہر ایسے شخص کو جو مقصد کے حصول کو سیکھنے ہے کا اہل ہواں میں تقسیم کرنے کی اجازت دے دی۔ اسی کے نتیجے میں ہمارے تعلیم یافت طبقے میں ایسی ذہنیت اپنی ہے جو لبرل ازم (Liberalism) اور سیکولر ازم (Secularism) میں سماجی نظام کی بات کرتے ہیں جس کا محور اللہ تعالیٰ کی ذات کی بجائے انسان کی اپنی ذات ہے۔ نعمود بال اللہ۔

یہ ایک الیہ ہے جس سے پاکستان کے سماجی و معاشرتی نظام پر انجامی مہلک اثرات مرتب ہوئے ہیں اور ہمارا سیاسی نظام بری طرح افرانزی کا شکار ہے جبکہ ملکی مفادات کا تھنا ہے کہ ایک مصنفات جمہوری اور اسلامی نظام کے تحفظی کی خاطر ایسی "سماجی ایک جتنی" قائم ہو جو انتقامی ایران اور جہادی افغانستان کے ساتھ عمل کر دینا یعنی اسلام کے اس حصے جو آج دشمنوں کی زندگی ہے کے تحفظ کے لئے انجامی ضروری سلامتی کی تزویر ایسی گمراہی (Strategic Depth of Security) کی چھتری مہیا کر سکے۔

پاکستان میں سیاسی عدم احتجام کے اسباب:

سوال: ..... قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہمارے ملک کو وہ احتجام حاصل نہیں ہوا جو اس کا حق بتاتا تھا۔ مسائل اور مشکلات سے گذرتے ہوئے ہم نے آدمی ملک گزندیا اور اب دو بندگہ دلنش کے نام سے الگ ملک ہے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے۔ آخر ایسا گیوں ہے اور اس کے کیا اسباب ہیں اور کس طرح ہم پاکستان کو صحیح سمت دے سکتے ہیں؟

لیکن دھاندہ کے ذریعے انہیں ہرا دیا گیا۔ 1970ء میں جب جنرل عین خان نے انتخابات کرائے تو مشرقی پاکستان سے شیخ محب الرحمن کی جماعت عوایی لیگ کو مجموعی طور پر واضح اکثریت ملی۔ عین خان نے مشرقی پاکستان کے دورے میں قومی اسٹبلی کا اجلاس 3 مارچ کو ڈھاکہ میں بائے جانے کا اعلان کیا لیکن مغربی پاکستان والیں آگرہ اس اعلان سے بھر گئے جس کے بعد مشرقی پاکستان میں حالات خراب ہوئے اور بغاوت شروع ہوئی جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ مجبوریت کا مطلب ہی اکثریت کی رائے کا احراام ہے، یعنی "دوث کا تقدس"۔

ہمارے قومی اداروں کی کمزوری اور سیاستدانوں میں سیاسی اصولوں کی پاسداری کا فقدان ہے جسے سیاسی ناچیختی بھی کہا جا سکتا ہے جو ہمارے سیاسی و قومی معاملات پر بری طرح اڑاکھاڑا ہے۔ مثلاً امریکہ نے فوج 'عدیل' انتظامیہ اور چند سیاسی جماعتوں کو ساختھے ملک کر پا کر ہوئی حکومت عملی کے تحت جمیشوری طریقے سے نظام کی تبدیلی کا فیصلہ کیا گیا تو سازش ناکام ہوئی گیونکہ اس وقت کی فوجی قیادت نے اس کروہ کی محلہ کا حصہ بننے سے انبار کر دیا تھا اور جب انتخابات ہوئے تو مشرف کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور ہمپلز پارٹی نے حکومت بنائی جبکہ پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت قائم ہوئی جس سے امریکی ایوانوں میں پہلی نیشنل سازوں کی نہادت کی جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

پنجاب کی اکثریت بیویٹ مقتدر قوتوں کی نگاہوں میں سکھتی رہی ہے۔ اسی بات کے پیش نظر ہمارے ملک کی سیاست میں اتار چڑھا اور نظر آتا ہے۔ ہماری اس کمزوری کو بار بار ہمارے دوست نما شہتوں نے انجام دیا اور اپنے منادوں حاصل کئے ہیں حالانکہ کام بہت آسان ہے کہ قومی اسٹبلی قسطل کر کے کہ ہمارے سیاسی نظام میں جو کمزوریاں اور ضرایباں ہیں انہیں درست کر لیا جائے یعنی بجائے چار صوبوں کے مزید صوبے بنادیے جائیں تاکہ

پورے ملک میں سیاسی توازن قائم ہوا اور ہمارے دشمنوں کو اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملتے۔

اسی کمزوری کا نتیجہ ہے کہ پاکستان بننے سے آج تک ہمارے چھوٹے صوبوں میں معمولی اختلافات جو باہمی اتفاق و تفہیم سے بخوبی حل کئے جاسکتے تھے انہیں طاقت کے بل ہوتے پر حل کرنے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔ بلوچستان دریا پا جوڑ اور فاتا چیسے علاقوں میں سیاسی معاملات کو ملکری قوت کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی اگئی حالات کے ہم مشرقی پاکستان کے سیاسی معاملات کو ملکری قوت کے ذریعے حل کرنے کا خطرہ اس تحریر کر پکھتے تھے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہو سکتا تھا۔

تحریک پاکستان غالباً ایک سیاسی تحریک تھی جو قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کے ساتھیوں کی سیاسی بسیرت کا کمال تھا جنہوں نے ایک نالص پر امن اور منظم سیاسی تحریک کے ذریعے ملک کو آزادی دیا۔ ہم مسلمانوں پر خواہ دہ بندوستان کے کسی بھی حصے میں ہوں دین کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں تھی اور نہ ہی کوئی تحریکی اور سیاسی وجہ ہے کہ اس وقت کی تمام دینی جماعتیں تحریک پاکستان میں شامل نہیں ہوئیں مولانا شیخ احمد خانی کی جماعت جمیعت علماء اسلام کے جنہوں نے جماعت سے الگ ہو کر تحریک پاکستان میں قائد اعظم کا ساتھ دیا۔

پاکستان کا مطالبہ بنیادی طور پر مسلمان اکثریت علاقوں کو تحفظ فراہم کرنا تھا تاکہ انگریزوں کے جانے کے بعد جو خوف تھا کہ ہندو اکثریت، معاشرتی و اقتصادی طور پر مسلمانوں پر جر کرے گی وہ ختم کیا جائے جیسا کہ آج ہم زیندر مودی کے دور میں دیکھ رہے ہیں لیکن قائد اعظم کی دور ریس نگاہوں نے اس خطرے کو بجانب لیا تھا کہ جس طرح بخارتی حکومت نے مسلمانوں پر عرصہ حیات بند کر رکھا ہے خصوصاً کشمیری مسلمانوں کو کس قدر اذیتیں دی جا رہی ہیں جو گذشتہ ستر (70) سالوں سے اپنی آزادی کی بندگ لڑ رہے ہیں۔

ہماری سیاسی جماعتیں دینی جماعتوں کو تمام خرایبوں کا سبب بھجتی ہیں۔ اس لئے کہ

مک میں موجود درجن سے زائد دینی جماعتوں کا حکومت بنانے اور چاننے میں کوئی کردار نہیں ہے۔ وہ ایک نظر انداز شدہ قوت ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری تمام سیاسی جماعتوں پر ہر وقت ان کا خوف طاری رہتا ہے۔ ان دینی جماعتوں کو جب تک قوی سیاسی دھارے میں نہیں لاایا جائے گا ہماری قوم میں معاشرتی اختصار قائم رہے گا۔ قصور ہمارے مدرسون کا نہیں ہے بلکہ ہماری بے راہ رو سیاسی صونق عمل کا ہے۔

ہمارا اپنے قوی نظریہ حیات سے انحراف خطرناک علامت ہے جبکہ ہمارے آئین میں اس امرکی وضاحت کی گئی ہے کہ ملک کا نظام حکومت "جمهوریت" ہو گا جس کی بنیاد اس قرآن و سنت کے زریں اصولوں پر قائم ہوں گی لیکن اب تک جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں تمام کا ذرور صرف جمهوریت پر ہی رہا ہے اور قرآن و سنت کو پس پشت ڈالے رکھا ہے۔ دین کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قوم کو ملابیت کی جانب راغب کیا جائے بلکہ صرف وہ بنیادی تعلیم ہے جو ہر مسلمان کو دوی چالی لازم ہے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے تمام سکولوں میں دینی انصاب تعلیم رائج کریں جو 1973ء کے آئین میں لازم قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر پاکستانی کو اپنی پیشان مل سکے ورنہ آج ہمارے معاشرے میں جو نظریاتی اختلاف موجود ہے وہ قوم کو اپنی کی جانب لے جا رہا ہے۔ ایسی اپنی جو 1965ء میں اندونیشیا میں خان جنگلی کا باعث بھی جس میں لاکھوں لوگ قتل ہوئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کمزوری الاعلان ہو جائے۔

امریکہ کو ہماری کمزوریوں کا ادراک شروع دن سے ہی تھا اور انہی کمزوریوں کو ایجاد کر دو اپنے متاصد حاصل کرتا رہا ہے جس سے ہمارے قوی منادات کوخت انسان پہنچا ہے۔ یہاں تک کہ ہم امریکی مذاوات کی جنگ لڑاتے رہے ہیں۔ بھی امریکہ کے ساتھ مل کر رہوں کے خلاف جنگ کی اور بھی امریکہ کی خوشنودی کی خاطر برادر اسلامی ملک افغانستان کے خلاف جنگ میں شامل ہوئے۔ ان غلط فیصلوں کے نتیجے میں ہم پر دہشت گردی کا عذاب مسلط ہے جس کے تدارک کی کوششوں میں ہم نے ہزاروں لوگوں کی جانیں قربان کیں اور پھر بھی ہم سے تقاضا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے اور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ

غیور افغان قوم کو امریکہ اور اس کے سلطنت کردہ حکمران اشرف غنی کی حکومت کے ساتھ نہ اکرات کی میز پر لا گئی۔

یا ایسے مطالبات ہیں جنہیں پورا کرنا ہمارے لئے بہت مشکل ہے کیونکہ ہم نے غیروں کے ساتھ مل کر افغان قوم کے ساتھ جنگ کی ہے اور ہم نے ان سے ترک تعقیب کر لیا۔ یہاں تک کہ افغانی جو شمن کے خلاف جنگ کر رہے تھے ان کے خاندان والوں کو 2010ء کی دہائی میں پاکستان سے نکلا تو افغانوں کا ہم سے ناراض ہونا ایک فطری بات تھی جو ہماری حکومتوں کی اس احتقاد پالیسی کا قدرتی رو عمل تھا۔ ایران کی حکومت نے افغانوں کا ساتھ دیا، ان کے خاندانوں کو تحفظ دیا اور ہر طرح سے ان کی مدد کی۔ آج امریکہ افغانوں کے ساتھ معاملات طے کرنا چاہتا ہے مگر ہماری صلاحیتیں محدود ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں ترکی روں اور چین کی مدد درکار ہو گی۔ قدرت نے ہمیں ایک موقع دیا ہے کہ اپنی خلطیوں کا مدد ادا کر سکیں اور افغان بجا تیوں کے ساتھ مل کر افغانستان میں قیام امن کی کوششوں میں کامیابی حاصل کریں۔

موجودہ دور میں نظام حکومت چنان آسان کام نہیں ہے جبکہ ہماری حکومتیں قوی معاملات کو بھی "چکن کیفت" کہیں "کورسٹینی" اور بھی عارضی گروپ (Adhoc Group) کے ذریعے چالائی رہی ہیں جبکہ مہذب جمہوری حکومتوں نے بیشکل سکیورٹی کوںسل کو ذمہ داریاں دی ہوئی ہوتی ہیں۔ بیشکل سکیورٹی کوںسل ملک کے تمام تھیتی اواروں، منتخب یعنی کوئی نہیں اور مختلف ناہرین کی مدد سے تمام ملکی مسائل پر غور کر کے حکومت کو اپنی سنارشات پیش کرتی ہے اور حکومت کا سربراہ اپنے وسائل اور حالات کو دیکھتے ہوئے عمل درآمد کا فیصلہ کرتا ہے۔ آج سے تقریباً تیس سال قبل بھارت نے اس طرح کی بیشکل سکیورٹی کوںسل تکمیل دی اور فوائد حاصل کئے۔ اس طرح سے حاصل ہونے والی تکمل و انشوران رائے کے ذریعے نائج میڈ (Knowledge based) پالیسی سازی ممکن ہوتی ہے۔ حرمت کی بات ہے کہ ہمارے حکمران بیشکل سکیورٹی کوںسل کے ہام سے الرجک اور خوفزدہ ہیں۔

ہماری ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ ہم زمینی حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اور

حائل کا سامنا کرنے سے کرتا رہے ہیں۔ جب تک کوئی قوم اپنے نظریہ حیات کے مطابق اپنے معاملات کو نہیں چھالی اس وقت تک اسے قوموں کی برادری میں باعثت مقام حاصل نہیں ہوتا۔ ہمارے نظریہ حیات کی تشریع ہمارے آئین میں موجود ہے لیکن ہم اس سے مسلسل انحراف کرتے رہے ہیں۔ نہیں اب اس روٹ کو ترک کرنا ہوگا۔ جب تک ہم اپنی اصل (وین اسلام) سے نہیں جڑیں گے تو تک حالات میں بہتری کی توقع دیانے کے خواب کے متراوف ہوگی۔

ہم جمہوریت جمہوریت کا راگ الائچے تو جھکتے نہیں لیکن ابھی تک جمہوریت کا مطلب ہی نہیں سمجھ پاۓ۔ نہیں نہ تدوین کے تقدیس کا لحاظ رکھنا آیا اور نہ ہی عوامی رائے کا احترام کرنا سیکھا ہے۔ جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ عوام ہوتے ہیں لیکن ہم نے عوامی رائے کو پس پشت ڈالنے کے نت نے طریقے ایجاد کئے اور من پسند نہیں حاصل کرنے کے لیے تو ہی اواروں کو ساتھ ملا کر عوامی میدعہ پر ڈالنے کی راہ اختیار کر دی ہے۔

حدتو یہ ہے کہ غیر ملکی آزادوں کی خوشنودی سے اکثریت کو افیمت میں بدلتے کے لئے ہماری اشیائیں بھی اس بھی اسکی میں شامل رہی ہے۔ مقتدر قوتوں کی جانب سے چھوٹے صوبوں کے ساتھ ہونے والی نا انصافی اور ان کے حقوق کی پامالی بھی ایک اہم وجہ ہے۔ ہم نے کبھی ان کے مسائل کو سمجھا نہیں اور اگر سمجھا بھی ہے تو ان کو حل کرنے کے لئے ان سے بات چیت کرنے کی راہ اپنانے کی بجائے ان کے خلاف لٹکر کشی کی اور طاقت کے بل بوتے پر انہیں تائیں بانا جائیں جو موجودہ تمام خرابیوں کی ہیں۔ اگر آج بھی ہم بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے نظریہ پاکستان پر عمل بیڑا ہونے کا تجربہ کر لیں تو ہمارے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ قائد اعظم نے 1947ء کو پہلی قانون ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

”آپ کا تعلق چاہے کسی نہ ہب فرقے یا برادری سے ہو اصولوں پر اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے تمام شہریوں کو برادری

کی سطح پر حقوق حاصل ہوں گے۔“

یہ ہیں وہ اہم مسائل جو فوری توجہ کے محتاجی ہیں، جنہیں حل کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی مذاہات سے آگے بڑھ کر قومی مذاہات کو اہمیت دینا ہوگی۔ ارادے کی مشبوقی اور خلوص نیت شرط ہے۔ ہمارے پڑوں میں دو قوموں کی روشن مثال ہمارے سامنے ہے کہ جن کے دلوں میں ان کا نظریہ حیات زندہ ہے اور انہوں نے بڑی ہمت اور عزم کے ساتھ اپنے قومی مذاہات کا تحفظ کیا ہے۔ افغان قوم نے چند دنایوں کی مدت میں دنیا کی بربادی سے بڑی طاقت کو ٹکست دی جس کی انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور انہی چند دنایوں کے دوران ایران نے امریکہ کے قلم و ستم اور مالی و تجارتی بندشوں کے باوجود ایک ہی جنکے میں مشرق وسطیٰ کے تذویری نظام کو بدل کے رکھ دیا ہے اور اب امریکہ ایران سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہے۔

سوال: ..... 17 اگست 1988ء کو آپ کی سربراہی میں عکری قیادت نے عمان اقتدار چیزیں بینیت کے حوالے کر دیا تھا جو آئینی طریقہ تھا جبکہ 1969ء میں جزل ایوب خان جب اقتدار سے الگ ہوئے تو انہوں نے اقتدار چیزیں بینیت کی بجائے جزل بھی خان کے حوالے کر دیا۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب: ..... اس کی سب سے بڑی وجہ یا استدالوں پر عدم اعتقاد تھا کہ 25 مارچ 1969ء کو فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے مستغفی ہو کر اقتدار آری چیف جزل بھی خان کے پروردگار یا جنہوں نے مارشل لاءِ قائم رکھا۔ ایوب خان نے قومی تشریعتی رابطہ پر اعلان کیا کہ ملک میں اس دن امان کی بھروسی ہوئی صورت حال کے پیش نظر اقتدار سے الگ ہو رہا ہوں۔ اس طرح ملک میں ان کے دس سال اقتدار کا خاتم ہوا جو 27 اکتوبر 1958ء کو یا افراتیزی کی وجہ سے رونما ہوا تھا۔ مستغفی ہونے سے پہلے جزل ایوب خان نے جزل بھی خان کے نام حفظ کیا جس میں انہوں نے سول ملزی تعقات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ میرے عزیز جزل بھی

مجھے انجامی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت ملک کی تمام سول انتظامیہ اور آئینی ادارے غیر موثر ہو چکے ہیں۔ اگر صورت حال اسی طرح زوال پذیر ہتھیاری مبنب بھاء ممکن نہیں رہے گی۔ میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ اقتدار سے الگ ہو جاؤں اور انتظام مملکت پاکستان کی وفاqi افواج کے حوالے کر دوں جو اس وقت ملک کا واحد آئینی اور موثر ادارہ ہیں اور ملک کا نکریں اسے بخوبی اور مجھ سے پہلی حکومتوں نے کیا ہے اسے عوام کی نظر وہیں سے اوپلی رکھا جائے۔ سب سے افسوس انکا اور دل تکن بات یہ ہے کہ کچھ ایسے عناصر بھی ہیں جو قائدِ اعظم کی قربانیوں یعنی قیام پاکستان کی خاطر ان کی کوششوں کو بھی فراموش کرنے کی نہ موم سازشوں میں ملوٹ ہیں۔

میں معاشرتی اور آئینی طریقوں سے موجودہ حالات کو سدھانے میں ناکام ہو چکا ہوں۔ میں نے احتجاجی قائدین کو مطالبات کی دعوت دی ہے ان میں سے بہت سے لوگ ایک کانفرنس میں آئے اور میں نے ان کے تمام مطالبات غیر مشروط طور پر تسلیم کر لئے لیکن اس کے باوجود چند عناصر اس کانفرنس میں نہ آئے اور نہ آنے کی وجہ وہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ایک مشترکہ فارمولہ تیار کریں لیکن کافی وقت گزرنے کے بعد بھی وہ کوئی فارمولہ چیز نہ کر سکے اور بالآخر دونوں تضاد پر تشقق ہوئے اور میں نے دونوں مطالبات تسلیم کر لئے۔ اس کے بعد میں نے انہیں پیش کی کہ جو معاملات ابھی حل طلب ہیں انہیں انتخابات میں منتخب ہونے والے عوامی نمائندوں کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ میرا کہنا تھا کہ کانفرنس میں موجود و فوج چونکہ عوام کے منتخب کردہ نہیں ہیں لہذا انہیں آئینی و معاشرتی معاملات کے بارے فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں جب کہ بعض معاملات پر خود ان کا آپس میں بھی اتفاق نہیں۔

میرا خیال تھا کہ دونوں مطالبات پر غور کرنے کے لئے میں قومی اسٹبلی کا اجلاس طلب کروں گا لیکن جلد ہی میں نے محسوس کیا کہ ایسا کہاں ایک فضولی میش ہو گی کیونکہ اسٹبلی کے ممبران آزاد اور با اختیار نہیں ہیں لہذا دونوں مطالبات پر ان کے تشقق ہونے کا کوئی امکان

نہ کی ہو چکی ہے اور مجھے ذر ہے کہ یہ معاملہ جلد ہی ملک میں افراد از کے اضافے کا باعث بن جائے گا۔ یہ سب گذشتہ چند نہیں سے جاری احتجاجی تحریک کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ افسوس انکا بات یہ ہے کہ مخصوص اور بھولے عوام کی ایک کثیر تعداد ایسے عناصر کی سازشوں کا شکار ہو رہی ہے۔ ہم سے غلطیاں ضرور ہوئی ہیں لیکن جو کچھ ہم نے کیا ہے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ کچھ عناصر چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں اور مجھ سے پہلی حکومتوں نے کیا ہے اسے عوام کی نظر وہیں سے اوپلی رکھا جائے۔ سب سے افسوس انکا اور دل تکن بات یہ ہے کہ کچھ ایسے عناصر بھی ہیں جو قائدِ اعظم کی قربانیوں یعنی قیام پاکستان کی خاطر ان کی کوششوں کو بھی فراموش کرنے کی نہ موم سازشوں میں ملوٹ ہیں۔

میں معاشرتی اور آئینی طریقوں سے موجودہ حالات کو سدھانے میں ناکام ہو چکا ہوں۔ میں نے احتجاجی قائدین کو مطالبات کی دعوت دی ہے ان میں سے بہت سے لوگ ایک کانفرنس میں آئے اور میں نے ان کے تمام مطالبات غیر مشروط طور پر تسلیم کر لئے لیکن اس کے باوجود چند عناصر اس کانفرنس میں نہ آئے اور نہ آنے کی وجہ وہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ایک مشترکہ فارمولہ تیار کریں لیکن کافی وقت گزرنے کے بعد بھی وہ کوئی فارمولہ چیز نہ کر سکے اور بالآخر دونوں تضاد پر تشقق ہوئے اور میں نے دونوں مطالبات تسلیم کر لئے۔ اس کے بعد میں نے انہیں پیش کی کہ جو معاملات ابھی حل طلب ہیں انہیں انتخابات میں منتخب ہونے والے عوامی نمائندوں کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ میرا کہنا تھا کہ کانفرنس میں موجود و فوج چونکہ عوام کے منتخب کردہ نہیں ہیں لہذا انہیں آئینی و معاشرتی معاملات کے بارے فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں جب کہ بعض معاملات پر خود ان کا آپس میں بھی اتفاق نہیں۔

میرا خیال تھا کہ دونوں مطالبات پر غور کرنے کے لئے میں قومی اسٹبلی کا اجلاس طلب کروں گا لیکن جلد ہی میں نے محسوس کیا کہ ایسا کہاں ایک فضولی میش ہو گی کیونکہ اسٹبلی کے ممبران آزاد اور با اختیار نہیں ہیں لہذا دونوں مطالبات پر ان کے تشقق ہونے کا کوئی امکان

نہیں ہے۔ بے شک میران اسکل کو حملکیاں دی جا رہی ہیں اور بجور کیا جا رہا ہے کہ وہ یا تو اجالس کا باعث کریں یا اسی تریم کا مل پیش کریں جس سے مرکزی حکومت عملی طور پر ختم ہو جائے۔ مسلح افواج کا نظام ناکام ہو جائے ملک کی اقتصادیات تھیم ہو جائیں اور پاکستان کو چھوٹے چھوٹے نکلوں میں تقسیم کرو دیا جائے۔ اسکی صورت حال میں قوی اسکل کا اجالس بانا، حالات کو مزید بکار نے کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ دھمکیوں پنگاموں اور احتجاج کے ماحول میں بینا دی نویت کے مسائل کو حل کرنے کے لئے کوئی کیسے خندے دل سے غور کر سکتا ہے۔ اس گھبیر صورت حال پر قابو پانے میں سول حکومت کامل طور پر بے بس ہو چکی ہے لہذا وفاqi اداروں کا آگے بڑھنا لازم ہے۔ یہ آپ کی قانونی اور آئینی ذمہ داری ہے کہ نہ صرف بیرونی خطرے کی صورت میں ملک کا دفاع کریں بلکہ اندر وطنی خانشناور اور بد انتظامی کے خلاف بھی ملک کو تحفظ فراہم کریں۔ قوم آپ سے ملک کی سلامتی اور یک جمیت کے تحفظ اُسکن دامان کے قیام معاشرتی، اقتصادی اور انتظامی امور کی بحالی کی توقع رکھتی ہے۔ آئین ایک سو ہیں ملین عوام کی اس سرزی میں کو اُسکن دامان اور خوشیوں بھری زندگی کی طرف لوٹانے کی سی کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ملک کو خطرناک مسائل درپیش ہیں آپ اپنے جذبہ حب الاطہی عزم اور استقلال سے ان سے منشی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ ایک ایسی فوج کے سربراہ ہیں جس کو دنیا بھر میں عزت و حکیم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

پاکستانی فضائی اور نیوی میں آپ کے ساتھی بھی عزت والے لوگ ہیں اور آپ کو ان کی خدمات و تائید حاصل ہے۔ پاکستانی مسلح افواج باہم تحدیوں کو نوٹے سے بچا سکتی ہیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا کہ آپ بری بھری اور فضائیہ کے تمام سپاہیوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ مجھے بھیش فخر ہے گا کہ میں آپ لوگوں کا حاکم اعلیٰ (Supreme Commander) رہا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کو یہ بات معلوم ہوئی چاہیے کہ مشکل کی اس گزی میں سب کو "محاذین ہیں" کا گردار ادا کرنا ہے۔ قوی مفادات کی پاسداری میں ان کا گردوار اسلام کے زریں اصولوں سے ہریں ہوتا چاہیے۔ طویل عرصے تک ملک کے غبور اور

باہم عوام کی خدمت کرنا میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کامیابی و کامرانی میں آپ کی نصرت و ربہما فرمائے۔ آپ کے غیر حزل جذبہ حب الاطہی کی تعریف کرتے ہوئے میں اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ ٹھن سے محبت آپ کی زندگی کا جزو لا نیک رہتی ہے۔

میں آپ کی کامیابی اور اپنے عوام کی بہتری کے لئے دعا گو ہوں۔

جزل ایوب خان

### بیشل سکورٹی کوسل کی افادیت:

سوال: .....بیشل سکورٹی کوسل کا قیام کیوں ضروری ہے اور اس کی افادیت کیا ہے؟

جواب: .....بیشل سکورٹی کوسل کی افادیت کو ہمارے حکمران آج تک نہیں سمجھ سکے۔

ہر ملک کا اپنا ایک نظریہ حیات ہوتا ہے۔ اگر ملک نظام و بنیاد کے مطابق چل رہا ہو تو قومی سلامتی کے تلاشے پورے ہوتے ہیں۔ قومی معاملات میں نظام و بنیاد قائم رکھنا کسی ایک فرد یا چند لوگوں کی معاونت سے ممکن نہیں ہے بلکہ اس مقصد کے حصول کے لئے چند بینا دی اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے مختلف ممالک میں مختلف طریق کا اختیار کئے گئے ہیں۔ مثلاً آج سے تقریباً میں سال قبل بھارت نے ایسا طریق کا اختیار کیا ہے جو چند ترائیم کے ساتھ ہمارے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے مثلاً:

☆ کسی معتبر شخص کو قومی سلامتی کا مشیر مقرر کرنا ضروری ہے۔

☆ بیشل سکورٹی ایئر وائز کے تحت ملک کے مختلف تحقیقی ادارے، "دانشور" ہنرمنڈ اور باصلاحیت لوگوں کے تعاون سے سال کے بارہ میئے ملک کے تمام مسائل پر غور و مکر کر کے تجدیز تیار کی جاتی ہیں۔ یہ تجدیز ان معاملات سے متعلق ہوتی ہیں جن پر تحقیق کرنے کے لئے حکومت وقت اس ادارے کو تفویض کرتی ہے۔

☆ دوسری سطح پر یہ تجدیز متعاقہ وزارتوں اور اداروں کو پیش کی جاتی ہیں اور جائزہ لایا جاتا ہے کہ کیا وسائل حاصل ہیں اور ان تجدیز پر عمل درآمد سے کسی حسم کی خرابی تو پیدا نہیں

بوجی۔ کمزور یوں کو دور کر کے تجاویز کو جنمی ٹھل دی جاتی ہے۔

\* تیری سٹل پر یہ تجاویز وزیر اعظم کو پیش کی جاتی ہیں اور جنمی فصل وزیر اعظم کا ہوتا ہے جنہیں اپنی کامیابی اور حکمداد افراد کی مشاورت حاصل ہوتی ہے۔

اس طریقے کا رکن کافی نہ ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ دانشوران آراء (Intellectual Inputs) شامل ہوتی ہیں اور علمی کی اینیاش بہت کم ہوتی ہے۔ پاکستان کا الی یہ ہے کہ ہمارے حکمران اپنی صوابید کو ترجیح دیتے ہیں، کچھ کیفیت ہنا کے بڑے بڑے فیضے کر لیتے ہیں اور خوکر کھاتے ہیں۔ ان کا مسئلہ ہنا لیتے ہیں، مثلاً ہمارے سابق وزیر اعظم نواز شریف نیشنل سیورٹی کونسل کے ہام سے الرجک ہیں، خوفزدہ ہیں، یہاں تک کہ کر 1996ء میں جب سابق آری چیف جنرل جماں گیر کرامت نے نیشنل سیورٹی کونسل کے حق میں آواز اٹھائی تو نواز شریف اتنا ہارا ہش ہوئے کہ جماں گیر کرامت سے استعفیٰ مانگ لیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد جنرل پروین مشرف کے ہاتھوں اس فیضے کا خیاڑہ بھگتا پڑا۔

آج بھی جنرل پروین مشرف کے دورگی ہنائی ہوئی نیشنل سیورٹی کونسل موجود ہے، جو در اصل کراکسر نیچہست نیم (Crisis Management Team) ہے کہ جب کوئی بڑا مسئلہ سامنے آتا ہے تو اکٹھا ہو کے اس سے منٹے کی تدبیریں کی جاتی ہیں۔ در اصل نیشنل سیورٹی کونسل کا کام تو یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے کا گھبیرہ ہونے سے پہلے قابل عمل حل ہارے پاس موجود ہوتا کہ بروقت اس کا مدارک بھی ہو سکے۔

#### پاکستان کے خلاف عالمی سازشیں:

سوال: پاکستان کی سالوں سے مغربی مردوں پر شرپسند عناصر کے خلاف کامیاب نوجی کارروائیاں کر رہا ہے لیکن پھر بھی دہشت گردی ختم نہیں ہوئی ہے۔ کیا وجہ ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جواب: یہ دہشت گردی ایک بہت بڑی سازش کا نتیجہ ہے جو آج سے کئی سال پہلے شروع ہوئی جب پاکستان نے امریکہ کے ساتھ میں افغانستان کے خلاف بیگ شروع

کی۔ ان سازشوں کے پیچے ایسے ممالک کا بھی ہاتھ ہے جو ہمارے دوست تصور کے جاتے ہیں۔ ان سازشوں کا آغاز اکتوبر 2001ء میں افغانستان پر قبضے کے بعد ہوا جب کامل کے شمال میں جبل السراج کے مقام پر ایک جاسوسی کا بڑا مرکز قائم کیا گیا اور اس نیت ورک کو چانے کی ذمہ داری بھارت کو دی گئی۔ میں نے 2007ء میں اس نیت ورک کے متعلق تحقیقات کیں جس کی پوری تفصیل تو میں اخباروں میں شائع ہوئی لیکن حکومت وقت نے امریکہ سے اتحاج بھی نہیں کیا کہ بھارت کو افغان سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال کرنے سے روکتا۔

امریکہ اور بھارت نے 2005ء میں اسٹریچیک پائزٹرپ کا معاہدہ کیا جس کے اهداف میں سرفراست "جنین کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مکری اور انتہاوی قوت کو روکنا اور کم کرنا" اور ملائکہ میں بڑھتے ہوئے اسلامی انجمنی کے خطرے کا مذکور سد باب کرنا تھا۔ "چونکہ دونوں ممالک کے مقاصد ایک دوسرے سے ہم آہنگ تھے اس لئے ان کے لئے ان ہر دو اہداف کا حصول یکساں اہمیت کا حامل تھا۔ اب انہیں افغانستان میں فوچی کارروائیوں کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی ابتری سے نئے کے لئے ایک جام اور مذکور اشیائیں جس نیت ورک قائم کرنے کی ضرورت تھی تاکہ پاکستان اور دیگر بھائی ممالک مثلاً جنین، روس، سلطی ایشیائی ممالک اور ایران کو غیر ملکی حکوم کیا جائے۔

اس کام کو آسان ہانے کے لئے امریکی ائمہ ڈینپارٹمنٹ نے اعلان کیا کہ "افغانستان جو جغرافیائی اعتبار سے سلطی ایشیا کا ایک حصہ رہا ہے اسے اب جنوبی ایشیا کا حصہ سمجھا جائے گا۔" اس اعلان کے پس پر وہ کارفرما حکمت یہ تھی کہ بھارت کے لئے افغانستان تک مداخلت آسان ہو جائے اور وہ اپنی مردمی کا کردار ادا کر سکے اور اس قابل ہو سکے کہ افغانستان کی سرزمین کو بھائی ممالک کے خلاف جاسوسی کے اڑے کے طور پر استعمال کر سکے۔ اس مقدمہ کے لئے پورے افغانستان میں ایک اشیائیں نیت ورک قائم کر دیا گیا ہے جو کئی سالوں سے خصوصاً پاکستان اور تمام پڑوی ممالک کے خلاف اب تک نحال ہے۔

پاکستان کے خلاف ایک اٹلی بھی چوہی سردوہی میں قائم ہے جس کا سرہ اور ایک بھارتی جزء ہے جو پارڈور روڈ آرگنائزیشن (Border Road Organization - BRO) کا انجمن ہے۔ اس کے ماتحت فرنیٰ خوسٹ، گردیز، جالاں آباد، آباد، داغان اور فیض آباد میں ذیلی شاخیں قائم ہیں۔ لی آزاد نے سردوہی سے اسدا آباد، فیض آباد ایک سڑک تعمیر کی ہے جو ہر دوسری بھی بیکاں کا راہ ہے۔ سردوہی میں قائم ادارے کی پاکستان کے سرحدی صوبے خیبر پختونخواہ میں تحریکی کارروائیاں کرنے کی ذمہ داری ہے۔

وہن وہن پاکستانیوں کو اس مقام پر علک میں تحریکی کارروائیوں اور عدم احکام پھیلانے کے لئے باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ وہن ان کے ملاٹے میں الیکٹریک سسٹم کی وجہ پر تین سبتوں سے آزاد متحده اڑائے قائم ہیں تاکہ وہ پاکستان بھیں از بکستان اور ہن جھستان پر نظر رکھ سکیں اور وہشت گردی کے مخصوصے نہیں۔

قدھار کے مقام پر دوسری چوہی قائم ہے جس کی ذیلی شاخیں لٹکر گاؤں اور گاؤں (Nawah) میں قائم ہیں اور ان کا ہدف سوہنے بلوچستان ہے۔ بلوچستان کے وہن وہن خاص اور بلوچستان بہریش آری کو لٹکر گاؤں کے مقام پر تربیت دی جاتی ہے اور ان عناصر کی ہر ٹکنک مدد کی جاتی ہے۔ ان کا خصوصی ہدف گواریسٹنک اور حب میں مختلف منصوبوں پر کام کرنے والے چینی کارکنوں کو نشانہ بنانا ہے۔ پاکستانی ساطلوں پر واقع جیوانی اور کام کے مقام پر ستم امریکی بلوچستان بہریش آری کو قادن صیار کرتے ہیں اور علک کے اخراج عدم احکام پیدا کرنے کے مخصوصے بناتے ہیں اور پاکستان و ایران کے خلاف کارروائیوں میں بھرپور تعاون فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان میں واقع مندرجہ کی چوکی سے ایران کے خلاف بھی کارروائیاں کی جاتی ہیں جنکی تجھرہ عرب میں موجود امریکی بھرپور مسجد کے اٹلی بھیں کے لئے ان کی ہر طرح کی رہنمائی اور مدد کے لئے بہد وقت تیار ہے جتنے ہیں۔ جنہانی اور کام کے ساتھی سہیتیں پاکستان نے انغامات میں کارہائی کے لئے خود امریکہ کو دی تھیں جو اب انہیں پاکستان اور ایران کے

انغامات کے اندر قائم اس اٹلی بھی بیٹ دوڑ کی نشانہ ہی کے لئے ہمارے پاس کوئی معلومات ہیں جو مہذب دنیا کی اپنے ملادات کی ناظر کیلی جائے والی "گریٹ کم" کی گرجیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ اس ادارے کا مرکز جبل السراج میں واقع ہے جس کا نکاحم ہی آئی اے موسا، ایم آئی سکس ۶ بی این ڈی (جس میں اٹلی بھیں کا ادارہ) اور اس انس ڈی میٹر کے طور پر پہنچتے ہیں۔ یہ پانچ ماہروں اور پانچ اوپنچے انتنی (Antennas) اور جدیع الیکٹریک سیکٹوں سے آرائیں ایک وسیع رقبے پر پھیلا جو ابو امرکز ہیں گیا ہے۔ اس کی ذیلی شاخیں سردوہی نگہدار فرقہ، ہرات، هزار شریف اور فیض آباد میں قائم کی گئی ہیں۔



انغامات پر چاہیں تو جوں کا اٹلی بھی بیٹ دوڑ  
سردوہی اور قدھار میں قائم اس کی ذیلی بھیں پاکستان کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ فیض  
آباد میں قائم شان بھیں کے خلاف هزار شریف کی براہی روں اور سطحی ایشیائی ممالک کے  
خلاف اور ہرات میں قائم براہی ایران کے خلاف سرگرمیں ہیں۔ اس نتھے میں اس چاہوںی  
بیٹ دوڑ کی نشانہ ہی گئی ہے۔ سازشوں کا ایک خونک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ آئیے اس  
ادارے کے کام کرنے کے طریقہ کارہائیکا ایک سرسری جائزہ میں۔

خاف تجزیٰ کاروائیوں کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

جیسے کے خاف فیض آپا (بدنیش) میں واقع اٹیلی بنس کی برائی ہے جہاں پر تقریباً 350 کے لگ بھک بھارتی مسلمان سپاہی انجینئرز اور کارمندے کام کرتے ہیں۔ اس مقصد جیسے کے سوب پٹکیاں گے کاروائیوں کو جیسے میں تجزیٰ کاروائیوں کے لئے تربیت فراہم کرنا ہے۔ بھارتی علماء ان کی روحاںی تبلیغ پر مامور ہیں جو یہ تاثر دیتے ہیں کہ فیض آپا ادا کا ادارہ پاکستان چلا رہا ہے۔

حال ہی میں بھارت کو تا جکستان کے اندر کالائی کالمی (Kalai Kamli) کے مقام پر فوجیں تعمیلات کرنے کی جو سہولت دی گئی ہے اس کے سبب تا جکستان اور ازبکستان میں بھارت اپنی من مرضی کے مطابق تجزیٰ کاروائیاں کرنے کے لیے آزاد ہو گا۔ مزار شریف میں قائم جاسوسی اڈا روں کے خاف سی آئی اے' موساد اور بی این ڈی کے زیر سایہ کام کرتا ہے۔ اس کا مقصد ٹھیکنا اور ترکمانستان کے دہن دشمن عناصر کو تربیت فراہم کرنا ہے۔ روشن دوست اور احمد ضیا مسعود ازبکستان اور تا جکستان میں تجزیٰ کاروائیوں کے بہت محرك کردار ہیں۔

ایران کے خاف فرج میں قائم اڈے کا انتظامی آئی اے' را اور موساد مل کر چلاتے ہیں۔ اس مقام سے اور پاکستان میں واقع کلامات' جیوانی اور مند کے مقامات سے ایران کے اندر تجزیٰ کاروائیاں کی جاتی ہیں۔ ان کاروائیوں کے نتیجے میں گذشت چند سالوں میں ایران کے بہت سے سکیوریتی ایکٹریشنز ہو چکے ہیں۔ دہشت گرد تنظیم جہاد اللہ کو ایران میں اس قسم کی کاروائیاں کرنے کے لئے ہر قسم کا تعاون مہیا کیا جاتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سازشی منصوبے میں جن مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جنہیں سازش کے اڑوں کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے انہیں بھارتی کو نصیحت کا درجہ دیا گیا ہے تا کہ تجزیٰ کاروائیوں کو سفارتی تحفظ مہیا ہو۔ پاکستان اور ایران پر اکثر ویژٹریز ایڈرام لگایا جاتا ہے کہ دو افغانستان کے اندر ولی معاشرات میں مداخلت کرتے ہیں حالانکہ معاشرتی انساف اور انسانی حقوق کی علیحدگار قومیں افغانستان میں انسانیت سوز کاروائیوں کے ساتھ

ساتھ ہے سایہ ممالک میں عدم انتظام ہے اگر نے کی خود مرحلہ ہو رہی ہیں۔ یہ نام نہاد مہدی بتوں مشترک طور پر افغانستان پر ناجائز فوجی تسلط قائم کے نتیجی ہیں۔ پاکستان اور بھگر ہمسایہ ممالک کو غیر مختار کرنے کے لئے افغانستان کی خود مختاری کو پاہل کے بانے کی بھتی بھی نہ مت کی جائے کم ہے۔ بھارت امریکہ اور نیو کے مابین اسٹریٹجک پارشروپ کائیں متفقہ تھا۔ ہمارے پڑوں میں افغانستان کی جبادی قوت ہے جس نے دنیا کی ہر بڑی ملکت کو ٹکست دی ہے۔ ہمارا پڑوی ملک ایران ایک انتقامی قوت ہے جس نے ٹولیں مرستے سے عالمی پابندیوں کا جوانہ مردی سے مقابلہ کیا ہے۔ اس طرح ہمارے تینوں اطراف میں ہی ہی مخفبوط انتقامی قوتیں بھرپور کاری ہیں اور درمیان میں ایسی پاکستان ہے جسے ہمارے پہلے وزیر اعظم یا لاقت علی خان نے "ایشیا کے قلب (Heart of Asia)" کا نام دیا تھا۔ اس مرکزی قوت کو کمزور کرنے کی کوششیں عورج پر ہیں۔ سکول اور بیرون از ملک کا پرچار ہو رہا ہے تھے سمجھنے اور تدبر کے ساتھ نہیں کی ضرورت ہے تاکہ ہم اس خطرناک صورت حال سے بچ سکیں جو 1965ء میں اندھو یونیٹیا میں خانہ جلکی کی صورت میں روپما ہوئی تھی۔

ہمارا قومی انتزاعی حیات بڑا داشت ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے اسے ہر ہی داشت کر دیا تھا۔ اس سلطے میں قائد اعظم کی تقریروں سے چند اقتباسات میں پہلے بیان کر چکا ہوں کچھ مزید اقتباسات چیز کروں گا۔

\* فروری 1948ء میں ملیر کیتھ میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

"آپ کو ہماری اسلامی جمہوریت، جس کی بنیاد معاشرتی انصاف ہے، کا وفا قع کرتا ہے۔ اسلامی جمہوریت کا ساویانہ اصول بھائی چارے معاشرتی ہم آئندگی اور اتحاد ہمارے دین کی اساس ہے جو ہماری تہذیب اور ثافت کا جزو ہے۔"

\* 23 مارچ 1948ء کو چنانچہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

"میں پورے بیان سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا انتظام حکومت اسلام کے بنیادی اصولوں پر قائم ہو گا جو جمہوری ہو گا۔ یہ اصول آج ہماری زندگیوں میں لاگو ہیں

اور سبی اصول آج سے تیرہ سو سال پہلے بھی رائج تھے۔"

\* 14 فروری 1948ء کو بلوچستان کے شہر بی میں دربار سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "زندگی کے سبھی اصولوں پر عمل کرنا ہی ہماری طاقت اور ترقی کا خاص منہ سوتا ہے جسے ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قانون کی مکمل دی تھی۔"

پاکستان کے نظام حکومت کے بارے میں قائدِ اعظم نے بہت پہلے رہنمای اصول وضع کر دیے تھے جبکہ ہماری قوم کو آئین کی تیاری میں تقریباً ایک چوتھائی صدی کا عرصہ لگا۔ ہمارے آئین میں ہمارے تویی نظریہ حیات کی تحریخ ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ "قرآن و سنت کے اصولوں پر بنی جمہوری نظام کے لئے جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔" جس کے دو اہم عناصر جمہوریت اور اسلامی نظریہ ہیں لیکن بدستی سے ہم دونوں عناصر کی پاسداری میں بری طرح ناکام رہے ہیں اور ابھی تک کوئی ایسا نظام وضع نہیں کر سکے ہیں جو ہماری امیدوں اور امکنوں کا تربیان ہو۔

### مسئلہ کشمیر کے فیصلے کا وقت قریب:

سوال: کشمیر کی جنگ آزادی عروج پر ہے۔ پاکستان کا کیا رد عمل ہونا چاہیے؟

جواب: مسئلہ کشمیر کے فیصلے کا وقت آگیا ہے جسے بھنخے کے لئے اس کا تاریخی پیش مظفر جانا ضروری ہے۔ کشمیر کی حالیہ تاریخ کچھوں اس طرح ہے کہ مغل بادشاہوں کے خلاف افغانیوں نے جنگ لڑ کر کشمیر اور بخارا پر قبضہ کیا اور طویل عرصہ حکومت کی۔ افغانیوں کا تسلط سکھوں نے ختم کیا اور بخارا پر قبضہ کیا اور طویل عرصہ حکومت کی۔ جب انگریز سپریم ولی ہوئے تو انہیوں نے سکھوں سے جنگ جیت کر بخارا پر قبضہ کیا جس میں کشمیر بھی شامل تھا۔ بعد ازاں مباریج گلاب میں 75 لاکھ ٹکٹک شاہی کے انگریزوں کو ادا کر کے مشہور زمانہ "معاہدہ لاہور" کے تحت 1846ء میں پہلا حکمران بننا۔

1885ء میں گلاب میں ٹکٹک کی وفات کے بعد پرہتاب شاہی حکمران ہن گیا۔ اس وقت کے قانون کے مطابق ریاست سے باہر کا کوئی شخص کشمیر میں اراضی نہیں خرید سکتا تھا۔ یہ قانون

آج بھی ریاست میں لاگو ہے جس کی وجہ سے آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر میں پاکستان یا بھارت کما کوئی شخص اراضی نہیں خرید سکتا۔ بر صیری کی تفہیم کے وقت مباریج ہری شاہی کشمیر کا حکمران تھا۔ مسلمانوں نے دو گروں سے آزادی کی سیاسی و عسکری جدوجہد و قوی نظریے کی بنیاد پر تفہیم ہند سے قبل شروع کر دی تھی۔ مباریج ہری شاہی نے انگریزوں کے ذریعے پاکستان اور ہندوستان سے معابده کر کے ریاست کی آزادانہ حیثیت برقرار رکھنے کی کوشش شروع کر دی جب کہ کشمیری مسلمانوں نے قائدِ اعظم سے مل کر ریاست جموں و کشمیر کو پاکستان کا حصہ بنانے کی جدوجہد شروع کی جو مباریج کو قطبی محفوظ رکھی۔

ریاست کی دو بڑی سیاسی جماعتیں بیٹھل کا نفرس اور مسلم کا نفرس نے قائدِ اعظم کو کشمیر کے دررے کی دعوت دی۔ دورے میں قائدِ اعظم نے کشمیر کو پاکستان کا حصہ بنانے کی خواہاں مسلم کا نفرس کو ہی مسلم لیک قرار دیا۔ بیٹھل کا نفرس کے شیخ عبداللہ کا خیال تھا کہ ریاست کی آزادانہ حیثیت برقرار رہے۔ بعد میں مباریج ہری شاہی اور شیخ عبداللہ ایک ہو گئے۔

ان حالات میں 19 جولائی 1947ء میں مسلم کا نفرس نے مشہور زمانہ قرارداد الحاق پاکستان محفوظ رکھی۔ کشمیری مسلمانوں نے سلسلہ جدوجہد کی قیادت 22 سال کو جوان سردار محمد عبد القیوم خان کے پرہد کی۔ 23 اگست 1947ء کو نیلہ بٹ سے شروع ہونے والی جدوجہد 15 ماہ تک جاری رہی اور ریاست جموں و کشمیر کے 84 ہزار مرلیخ میں علاقے میں سے 32 ہزار مرلیخ میں علاقہ (آزاد کشمیر اور گلگت و بلستان) آزاد کرایا گیا۔

مباریج ہری شاہی کو جب اپنی پاپائی نظر آئی تو اس نے شیخ عبداللہ اور ہندوستان سے مدد مانگ لی کہ ریاست پر پاکستان نے حملہ کر دیا ہے۔ ہندوستان نے اپنی فوج بھی اتاری لیکن اس کے ساتھ ہی بھارت اتوامِ مددہ میں پہنچ گیا۔ اتوامِ مددہ نے یونائیٹڈ نیشن کمیشن فارائٹیا ایڈڈ پاکستان (United Nation's Commission for India and Pakistan) کا اہتمام کریں جس میں کشمیری عوام خود فیصلہ کریں گے کہ انہوں نے پاکستان کے

ساتھی الحق کرتا ہے یا ہندوستان کے ساتھ۔

بھارتی وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے 2 نومبر 1947ء کو آئندیا ریٹی بو پر خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

"جموں و کشمیر کی قسم کا فیصلہ کرنے کا اختیار دہان کے عوام کے پاس ہے۔ ہم نے جو وصہ کیا ہے وہ صرف کشمیری عوام سے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے ساتھ ہے اور ہم اس سے کبھی کسی بھی صورت میں مخفف نہیں ہوں گے۔"

25 نومبر 1947ء کو جواہر لال نہرو نے بھارتی پارلیمنٹ کو بتایا:  
"ہم نے تجویز دی ہے کہ جب کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے تو اس کی نگرانی کوئی غیر جاندار روپیں کرے جیسا کہ اقوام تھیں کا ادارہ۔"

شیخ عبدالناہی نے کشمیر کی پاکستان کے ساتھ الحق کی مخالف ضرور کی لیں ہاسائے مبارکبہ ہری سنگو کے کسی کشمیری نے الحق ہندوستان کی بات نہیں کی۔ اس ناظر میں بھارت کے زیر قبضہ کشمیر کو بھارت کا حصہ مانتے کی وجہے اس کی حیثیت کو تاریخ قرار دیا گیا جس کا فیصلہ ہوتا باقی ہے۔ زیر قاوم اور قرار دانے کے بعد لائن آف کنڑول کے اس پار تحریک آزادی کا تیک کچپ قرار دے کر بیان آزاد حکومت قائم کر دی گئی جبکہ اس پار بھی بھارت کے زیر تسلط حکومت قائم ہوئی جسے کشمیریوں کی اکثریت نے آج تک تسلیم نہیں کیا۔

مسئلہ کشمیر پر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان میں جگلیں ہو چکی ہیں۔ بھارت نے اقوام تھیں کے کمیشن کی 19 سے زائد قرار دادوں پر عمل درآمد سے انحراف کیا ہے جبکہ کشمیریوں نے پر اکن جدد جہد باری رکھی ہے اور آج تک ۶۹ لاکھ بھارتی فوج کی بربریت کی وجہ سے ڈینہ لاکھ سے زائد جانیں قربان کرنے کے باوجود بھارت سے آزادی کے حصول تک جدو ججد باری رکھنے کا غریم کئے ہوئے ہیں۔

مارے خلیے میں قیام اُن کا وار دار دو اہم معاملات کو سلجنے پر متوقف ہے۔

افغانستان اور کشمیر۔ لیکن نہاد مہدیب دنیا نے مسئلہ کشمیر پر بھرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے جو قابل مذمت ہے۔ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اقوام تھیں کا کردار بھی شرعاً کا ہے کیونکہ ۲۰ اپنی قراردادوں پر عمل کرنے میں بڑی طرح ناکام ہوا ہے۔ یوں تو بھارت دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہونے کا دوستیار ہے لیکن مقبوضہ کشمیر کے نبیع عوام پر جس جنہمانہ طریقے سے ظلم و بربریت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے وہ اس کے جمہوری پھرے اور سکولرازم کے چھرے پر بدلنا داشت ہے۔

سوال: ..... کشمیر کی بھگ آزادی کو آپ کس مقام پر دیکھتے ہیں۔ کیا ہمارے کشمیری بھائی اپنے مقاصد حاصل کر سکتے گے اور کیا اس جدوجہد میں پاکستان کی معاونت سفارتی، سیاسی اور اخلاقی حدود تک ہی محدود رہے گی؟

جواب: ..... کشمیر کی بھگ آزادی کی تحریک کو جب سے عوام نے اپنے ہاتھوں میں لیا ہے تحریک نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا ہے جس کے آگے جابر قومیں بے بس نظر آتی ہیں اور یہ بات اب یقینی ہے کہ بہت جلد تحریک آزادی اپنے ملکی انجام کو پہنچنے گی۔ اس تحریک کو اس مقام پر پہنچنے میں سات دہائیوں کا عرصہ لگا ہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی کے ساتھ بھارتی حکومتیں جو جو سلوک کرتی رہی ہیں وہ افسوسناک ہے۔

آج کشمیریوں کی بھگ آزادی جس مقام پر ہے اسے مقبول بٹ کی شبادت سے محیز ملی ہے۔ وہ مقبوضہ کشمیر میں قتل کے الزام میں سری گر جیل میں قید تھے جہاں سے 8 دسمبر 1968ء کو اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ سرگز بنا کر فرار ہوئے۔ کی جتنوں تک ہرف پوش پہاڑوں پر سفر کرنے کے باعث ان کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ یہ بڑی مشکل سے مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کے درمیان واقع لائی آف کنڑول تک پہنچنے اور مقامی لوگوں کو اپنی اصلیت بتائی۔

مقبول بٹ نے خود پاکستانی فوج کو اطلاع کرائی تو انہیں پڑھا کیا۔ فوجی جوانوں نے بھی ان کی بہت خدمت کی لیکن جب صدر پاکستان بزرل ایوب خان کو پتا چلا کہ یہ وہی

مقبول بٹ ہے جو کے اچھے خوشید کا ساتھی ہے تو حکم دیا کہ سری گلر جیل سے فرار ہونے والے ان تینوں افراد کو مظفر آباد کے بلیک فورٹ میں بند کر دیا جائے۔ جزل ایوب خان کے حکم پر مقبول بٹ پر جو تشدد کیا گیا اس پر وہ بہت کم زبان کھولتے تھے۔ کہتے تھے غیرہوں کے ظلم پر تو چیخ سکتا ہوں لیکن اپنے کے ظلم پر کیا بولوں؟ جزل ایوب خان کا خیال تھا کہ مقبول بٹ معاملہ ناشقند کے خلاف ایک خطرہ ہیں لہذا انہیں قید میں رکھا گیا لیکن مقبول بٹ کی گرفتاری کے خلاف آزاد کشمیر سمیت پاکستان کے مختلف شہروں میں مظاہرے شروع ہوئے اور پچھلے عرصے کے بعد وہ رہا ہو گئے۔

1970ء کے انتخابات قریب آئے تو مقبول بٹ نے آزاد کشمیر کے ساتھ ساتھ گلگت بلستان میں بھی انتخابات کا مطالبہ کیا۔ وہ جب بھی گلگت بلستان کے حقوق کی آواز اختیتے انہیں گلگت میں گرفتار کر لیا جاتا۔ 30 جنوری 1971ء کو آزاد کشمیر نوجوانوں ہاشم قریشی اور اشرف قریشی نے انہیں ایک لائسنس کا ہوائی جہاز "گنجہ" انہوں کو لیا اور لاہور لے آئے۔ اس بھائی جیلک کے الزام میں ایک دفعہ پھر مقبول بٹ کو گرفتار کر لیا گیا۔ دو سال بعد وہ رہا ہوئے تو پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بخش نے ایک ملاقات میں انہیں پیش کی کہ آپ ہمپڑ پارٹی میں آ جائیں تو آزاد کشمیر کے وزیر اعظم بن سکتے ہیں۔ مقبول بٹ نے غیرکی ادا کرتے ہوئے کہا کہ میری منزل وزیر اعظم بننا تین بیکٹ کشمیر کی آزادی ہے۔

1976ء میں وہ واپس مقبوضہ کشمیر چلے گئے اور دوبارہ گرفتار ہوئے۔ جزل ضیاء الحق کا دور آیا تو ان کے وزیر خارجہ آغا شاہی انہیں کشمیر میں تحریک آزادی کی مدد کا مشورہ دیتے تھے لیکن جزل ضیاء یہ مشورہ نظر انداز کر دیتے کیونکہ وہ امریکہ کے ہمراہ افغانستان میں صروف تھے۔ اس دوران جب 1984ء میں بھارت نے سیاچن کی چوٹیوں پر قبضہ کر لیا تو جزل نیاہ کی آگاہیں کھلیں۔ اسی سال گیارہ فروری کو مقبول بٹ کو چنانی دے دی گئی اور کشمیر میں مظاہرے شروع ہوئے۔ نواز شریف نے ان کی کتاب پر پابندی لگادی تھی۔

اب کشمیر یوں کی جگہ آزادی اس مقام پر پہنچ پہنچ ہے تو عمران خان کی حکومت نے

سفارتی سلسلہ پر تحریک کے حق میں آوازِ اخراجی ہے جو خوش آئند ہے اور خصوصاً اس وقت جب افغانستان میں دنیا کی واحد پارٹی کا تھاست کھا چکی ہے اور وہاں سے لٹکنا چاہتی ہے مگر اپنی سازشی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہے لیکن ان کے پاس طالبان کے سامنے بھیمار ڈالنے اور تھکت تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ طالبان ہی افغانستان میں مستقبل کی امن کی راہوں کا قیعنی کریں گے۔ اسی طرح کشمیر کی جگہ آزادی بھی جلد اپنے منطقی انجام کو پہنچے گی اور اپنے مستقبل کا فصلہ وہاں کے عوام ہی کریں گے۔

وہ فصلہ کیا ہوگا؟ اس کے امکانات پر نگاہ رکھنا ضروری ہے ورنہ تمیں ہر بیتِ اخراجی پرے گی۔ وسیع امکان ہے کہ کشمیری پاکستان کے ساتھِ الحق کا فصلہ کریں گے لیکن پاکستان کی سردمیری، مبہم کشمیر پالیسی، سیاسی انتشار اور اپنے ہی لوگوں کے خلاف شکر کشی جیسے موالی کی وجہ سے وہ شک و شبہات میں ہوں گے۔ آزاد کشمیر کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوبیت کیا ہوگی کیونکہ کشمیر کی جگہ آزادی میں ان کا کوئی کردار نہیں ہے۔ مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کے لوگوں کے درمیان نہیاں فرق ہے۔ اس نے ان پاتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہماری حکمت عملی تیار رکھنے پا ہے تاکہ الحق کے راستے میں کوئی مشکل نہ پیش آئے۔

بھارت نے کشمیر یوں کی جگہ آزادی کو دیا کی کوشش میں نجتے کشمیر یوں پر بہت ظلم کیا ہے جب کہ جگہ آزادی کو دیا کی کوشش میں بھارتی فوجی ہے اور انسانی فطرت ہے کہ "جگہ آمد جگہ آمد" اور اب اس تحریک میں شدت آتی شروع ہو گئی ہے۔ 14 فروری 2019ء کو ایک خودکش بمبار نے مقبوضہ کشمیر کے علاقے پڈام کے قریب ایک فوجی قائلہ کو نشانہ بنا لیا جس میں 45 بھارتی فوجی بلاک ہوئے۔ اس حادثے سے بھارتی صدے اور فتنے سے پھر گئے اور ان کی قیادت نے اس کا الزام جیش محمد پر لگادیا ہے پاکستان میں ملک دشمن کا روانیوں کی وجہ سے پہلے ہی کا عدم قرار دے رکھا ہے۔

اب آر نیکل 370 اور 358 کو منسون کرنے کے فیصلے سے مودی کا مقدمہ جوں کشمیر کی حیثیت کو ہندوتو اکی میل میں تبدیل کرنا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ فرم پلٹینیں کی

زمن اور یہ ملک کو یہ بوجوں کے حوالے کرنے کی ناطر کر رہے ہیں۔ ریاست کشمیر کی حیثیت کو تبدیل کرنے کے لیے جو بھارتی سازشیں اور عزم کا فرمائیں ان کے نتیجے میں امرت ہوئے سایی تھائی کا تائنا ہے کہ ہم مندرجہ ذیل موال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہم پالیسی فیصلے کریں:

۱۔ قابض فوجوں کے آخری سپاہی کے افغانستان سے بچت ہی جہاد افغانستان اپنے کامیاب انعام کو ٹھینٹے والا ہے۔ سبی طالبان کی شرط ہے ہے تسلیم کرنے کے علاوہ امریکوں کے پاس کوئی پارہ نہیں ہے۔ دنیا بھر کے ممالک سے آئے ہوئے جہادی خصوصاً کشمیری مجاہدین افغانستان سے ٹھنکے کے بعد کشمیر کا درخ کریں گے جیسا کہ 1989-90ء میں روی فوجوں کے اخوااء کے بعد ہوا تھا۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ تحریک آزادی بتدریج پر شدہ ہوتی جائے گی۔ لہذا اس صورت حال کو سنبھالنے کے لئے بھارت عزیز و انگریزی ڈویژن فوج مقبوضہ کشمیر میں تینات کر پکا بے بواز نیکل 1350 و 1351ء میں منشوں کرنے کے نیلے کے بعد پیدا ہونے والے حالات کو سنبھالنے کے لئے ہے۔

۲۔ بھارت نے کشمیریوں کی تحریک آزادی کو بے درود سے کچھ کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر اس سلسلے میں کوچھی کی کمی تو کشمیریوں کی تحریک آزادی میں نیا اول چیلہ ہو گا جس سے بھارت کے دیگر حصوں میں جاری متعدد ملیحدگی پسند تحریک آزادی کو حوصلہ ملے گا۔ لہذا بھارت مقبوضہ کشمیر پر تسلیم برقرار رکھنے کی ناطر کسی بھی حکم کی کارروائی سے دربغ نہیں کرے گا۔

۳۔ پاکستان کو کشمیر میں الجما کروارسا پلان (Warsaw Plan) پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے کیونکہ اس طرح پاکستان ایران کی بھروسہ نہیں کر سکے گا اور اسرائیل کے لئے ایران کی عسکری اقتصادی قوت کو کم کرنے میں آسانی ہوگی۔

پاکستان کو جو لازمی اقدامات اٹھانے چاہیں ان میں تو یہ مسلمانی تھیں: نیا جا سکے ضروری ہے تا کہ کشمیری نوام کی آزادی اور پاکستان کے لئے پانی کا تحفظ بھی تھیں: نیا جا سکے جس پر ہماری زندگی کا انحصار ہے۔ اصل حکمت عملی یہ ہو گی کہ ہم جنگ کے بغیر ہی اپنے

ہوئے سفارتی، سیاسی، اقتصادی اور عسکری موال کو یکساں اہمیت دیں جو پاکستانی قوم کی بندگوں کی عکاس ہو۔ عسکری منصوبہ بندی کے حوالے سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں: ہذا ہماری تھی تھی سامتی کی بنیاد پاکستان ایران اور افغانستان کے ماہین ملقاتی اتحاد کا قیام ہے تا کہ مشترک طاقت اور مخصوصہ قوی روپیں سے سازشوں کو ناکام کیا جاسکے۔ یہ ایک ہذا قابل تروع تھیت ہے نہ سازشوں کے ذریعہ روکا گیا ہے۔

۱۔ ایرانی قوم نے گذشتہ چار دہائیوں سے امریکہ کی عیاران چاہوں جا براں اور اقتصادی پابندیوں اور تیز اخلاقی شرائط کا پامروٹی سے مقابلہ کر کے ایک بہادر انتہائی قوم ہونے کا ثبوت دیا ہے اور اب وارسا پلان (Warsa Plan) کے کمروں چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ ایسے مغلل وقت میں ہم دونوں ملکوں کو ایک ووسیعی اشہد ضرورت ہے۔

۲۔ افغانستانی قوم نے گذشتہ چار دہائیوں میں دنیا کی یہی سے بڑی طاقتیوں کو قبالت سے دوچار کیا ہے۔ یہ ایسا اونکھا واقعہ ہے جس کی انسانی ہدایت کی بندگوں میں مثال نہیں ملتی۔ ان کی شاندار جدوجہد پاکستان کے لئے مشعل راہ ہے۔ پاکستانی مسلح افواج ان چیلنجوں سے نہیں کے لئے ہماری قوی سامتی کا اہم ترین منصر ہیں۔

۳۔ الحمد للہ! ہماری مسلح افواج بھارت کے توسعہ پسندان عزم کے خلاف کر رہتے ہیں۔ باشہر ہماری فوج کا شراری و قوت دنیا کی بہترین افواج میں ہوتا ہے اور وہ وقار ملنگی خاطر ہر لمحہ تیار ہیں۔ ہماری روایتی افواج ہی جنگ لڑیں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ یا بہوں گی۔ عسکری بھارت سے مرتب کی گئی حکمت بھیلوں اور پالیسی فیملوں سے جنگ کی حکمت عملی کو مزید مضبوط کیا جانا اشہد ضروری ہے۔

پاکستان کو اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے بھارت کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کے لئے ہم و قوت تیار رہتا ہو گا۔ آزادی کے دیگر موال کے تحفظ کے لئے ایسی تیاری اجتنابی ضروری ہے تا کہ کشمیری نوام کی آزادی اور پاکستان کے لئے پانی کا تحفظ بھی تھیں: نیا جا سکے جس پر ہماری زندگی کا انحصار ہے۔ اصل حکمت عملی یہ ہو گی کہ جنگ کے بغیر ہی اپنے

ابداف حاصل کریں۔

مقبوضہ کشمیر اور آسام میں جو پچھوہ رہا ہے اس کا مقصد ہندو آبادی کا تائب زیادہ کر کے انہیں ہندو اکثریتی علاقوں میں تبدیل کرنا ہے۔ کشمیریوں کو وار ہے کہ حکومتی منصوبہ روپ مل ہونے سے کشمیریوں کی خود مختاری چھن جائے گی اور ہندوؤں کو بیان لاگر بسانے سے کشمیری اکتوتی مسلم ریاست کا خاتمه ہو جائے گا۔ ان تبدیلیوں سے کشمیری اس خصوصی حق سے بھی محروم کر دیے جائیں گے جس کے تحت کوئی غیر کشمیری بیان پر جائزیاد نہیں فرید سکتا۔ مودی کا یہ ایجادہ اپنے صدیاں پہلے امریکہ میں اخراجے جانے والے اقدامات جیسا ہے جہاں ریڈ ایئرنس باشندوں کو آبادی سے عینہ کر کے مخصوص علاقوں میں رکھا گیا تھا، جہاں وہ ابھی تک محدود ہیں۔

مودی کے ایجادہ سے پر عمل درآمد سے موجودہ صورت حال دنیا بھر کے جہادیوں کو دعوت عام دے رہی ہے۔ اس لئے کفر نے اسلام کو لالکارا ہے۔ ان چینجھوں کے جواب میں عالمی جہادی کشمیر کا رخ کریں گے۔ افغانستان کی طرح بالآخر کشمیری باگ ڈور سنبھال لیں گے اور انہی کے سامنے بھارتی قیادت ملک کی بھیک مانگ رہی ہو گی جیسے کہ آج امریکہ افغان طالبان کے آگے سجدہ ریز ہے۔ یہ وہ طاقت ہے جو ان تمام طاغونی طاقتوں کو تخلیست دی چکی ہے جنہوں نے اسلام کو اپناؤں سمجھا ہوا ہے اور پہلی چار دہائیوں میں متعدد اسلامی ملکوں کو جاہ کیا ہے۔ لاکھوں مسلمان قتل ہوئے ہیں لیکن اس بربریت کے خلاف اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے:

”یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھوٹکیں مار کر بمحاذیں گے لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کرنے پر خیر رہنے والا نہیں ہے۔“ (النور)

یمن کے جوشیوں نے ڈرون تملک کر کے مودی عرب کے قبیلوں میں تیل کے دو پمپنگ اسٹیشنز (Oil Pumping Stations) کو انتقام پہنچایا ہے۔ شاید یہ جنگ شروع کرنے میں کارگر ثابت ہو جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسرائیل امریکی

ایف 35 ملیاروں کے ذریعے ایران میں دور بک ابداف کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے مگر ایرانیوں کے پاس اسرائیل سے منٹے کے لئے ایک بڑی ناقابل تخلیست صلاحیت بھی موجود ہے جس سے اسرائیل کی سلامتی واڑ پر لگ جائے گی۔ اگر جنگ شروع ہو جاتی ہے تو اس کے انداز بالکل زراں ہوں گے کیونکہ میراں کی راکٹ ڈرونوں اور خودکش عمل آور کی تعداد یہ فیصلہ کن ثابت ہو گی۔ لہذا اسرائیل کے اپنے مقادیں ہے کہ وہ ترمپ کے راستے پر نہ چلے اور دو قومی نظریے پر عمل پرداز ہو کر خطے میں در پا قیام امن کی کوششیں کرے۔

نئی جنگی تدابیر اور یا کستان کے دفاع کے تقاضے:

سوال:..... آج کل مختلف جنگی تدابیر ایجاد ہو چکی ہیں۔ ان تدبیروں کی افادیت کیا ہے اور پاکستان کے لئے خصوصاً اپنے دفاع کے لئے کیا تدبیریں کی جا سکتی ہیں؟

جواب:..... موجودہ دور میں جنگ کے ذریعے اپنے دشمن کو تخلیست دے کر تباہ و بر باد کرونا مقصد نہیں ہوتا بلکہ ایسے تھیمار نیکنا اونچی اور تدبیریں استعمال کی جاتی ہیں کہ دباؤ میں آ کر دشمن مقابلہ کرنے کا حوصلہ کھو دے اور ایک تباہ کن جنگ کے بغیر ہی کامیابی حاصل ہو۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ دشمن کی صلاحیت کیا ہے اور وہ ہمارے لئے کیا خطرات پیدا کر سکتا ہے اور ساتھ ہی ہمیں اچھی طرح اندازہ ہو کہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ہماری اپنی صلاحیت اور استعداد کیا ہے۔ یہ نیکنا اونچی اور تدبیریں کیا ہیں ان کا مختصر سا باائزہ لیتے ہیں:

Space Warfare<sup>☆☆</sup> جس کی تیاری امریکہ نے شروع کر دی ہے۔ خلاں میں اس نے اپنی Space Command<sup>☆☆</sup> بنا لی ہے۔ درمرے صلاحیت رکھنے والے ممالک بھی اس تیاری میں مصروف ہیں۔

Cyber Warfare<sup>☆☆</sup> دشمن ملک کے نظیریات کو کمزور کرنا، بغاوت کی ترتیب دیتا، دہشت گردی اور انتشار پھیلانا، مریضی کی حکومت قائم کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا ملک سالہا سال سے اس سازش کی زد میں ہے۔

Artificial Intelligence Warfare کمپیوٹر میکنالوجی کو استعمال کر کے مختلف طریقوں سے دشمن کی وہ تمام صفاتیں جو کمپیوٹر کے سامنے چلتی ہیں ان پر کنٹرول حاصل کرنا، انہیں جام کر دینا، تاکارہ بنادینا، بہت آسان ہو گیا ہے۔ Guerilla Warfare، Psychological Warfare کے طریقے تو کافی عروصوں سے مختلف جگلوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

Hibrid Warfare کے نام سے موجودہ دور کی کرنی جنگی حکمت عملی کچھ لوگ اسے Fifth Generation Warfare بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے Jihadi Warfare کی روایت خود اسلام دشمنوں کے ہاتھوں پیدا کی ہے جو اب مودی کے اعصاب پر سوار ہے۔

#### ہمارا سیاسی نظام:

سوال: عمران خان کی حکومت کے خلاف مولا نا فضل الرحمن نے لاگہ مارچ شروع کیا اور کافی دنوں تک اسلام آباد میں دھڑکادیے ہیٹھے رہے۔ آپ اس معاملے کو کس تمازی میں دیکھتے ہیں؟

جواب: ..... حکومت کی تبدیلی کے لئے دھرنے کی روایت عمران خان نے 2014 میں ڈالی تھی جس کا اب خود انہیں سامنا ہے کیونکہ اب وہی حکومت کی تبدیلی کی لہر کہیں زیادہ شدت کے ساتھ ان کے اقدار کے دروازے تک پہنچ پہنچ ہے۔ مولا نا فضل الرحمن کی قیادت میں وائس پازو کی نہیں جائیں جو گذشتہ بہتر سالوں سے سیاسی طور پر بے وقت رہی ہیں اچانک تویی سیاسی اتفاق پر مرکزی حیثیت اختیار کر پہنچ ہیں اور اب تقریباً پانچ لاکھ عوام کی حمایت کے ساتھ اقدار کے دروازے پر دھک دے رہی ہیں۔ انہیں ملک کی اہم سیاسی قیادت کی بھی حمایت حاصل ہے۔

حالات کی کیسی تمثیلی ہے کہ چند سال قبل یہ عمران خان ہی تھے جو ڈی چوک میں وزیر اعظم نواز شریف حکومت کے خاتمے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ وہ اس کوشش میں کامیاب

ہوئے اور قوم کو ہر قسم کی کرپشن اور احتمال سے پاک "خوب" دکھا کر ملک کے وزیر اعظم بن گئے لیکن وہ اس مقصد میں نہ صرف بری طرح ناکام ہوئے ہیں بلکہ سیاسی طور پر تباہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس دوران انہیوں نے دستوں سے زیادہ دشمن بنائے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نصف ملین لوگوں پر مشتمل عوام کا ایک حرث اگریز خطرہ کا اجتماع ہے Critical Mass کہا جاسکتا ہے جس میں تین اہم طبقات شامل ہیں:

☆ مولا نا کی اپنی جماعت اور دوسری جماعتوں کے لوگ جو انجمنی ملکیم ہیں ان کی تعداد زیادہ ہے۔

☆ عمران کی تھکرانی سے اکٹائے ہوئے عوام جنہیں حکومت سے کسی خبر کی توقع نہیں وہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

☆ ناراض نوجوانوں کا ایسا طبقہ جو ایمان کی طاقت سے معمور ہے اور لبرل ازم سیکولر ازم اور دوسرے تمام ازم کو ستر دکرتا ہے وہ مولا نا کے ہجوم میں شامل ہیں۔

عمران کی سیاسی تباہی کی بڑی وجہ ان کی جلد بازی اور غیر ضروری اقدامات ہیں۔ وہ اپنے سیاسی حریقون کو بدناام اور رسوائی کرنے کے مل میں بہت دور جا پہنچے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنی سیاسی اسas بھی پاریٹھ کو بھی بے وقت کرنے کا باعث بنے ہیں۔ روحاںی راجہانی کی خاطر ان کی خصیت اسلام ابرل ازم اور خانقاہ کے مابین گم ہو چکی ہے جیسا کہ وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ

*"My Islam was selective. I accepted only parts of the religion that suited me. It was not so much out of conviction but love for my mother and that I stayed a Muslim." (Arab News)*

"اسلام سے میرا تعلق معنوی ہے جس میں سے میں نے صرف اپنے لئے بہر حصوں کو منتخب کیا۔ یہ کسی یقین کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اپنی ماں سے محبت کے

سب قاکہ میں آج ایک سلسلہ ہو۔ "({مرب نہر)

بندوقی حکومت ہے کہ دین میں پورے کے پورے داشت ہو جاؤ۔ مولانا کے درہنے اور حکومت سے کراہ کا منصوبہ سیاسی جماعتیں نے بڑا تحفہ۔ مقصود یہ تو کہ جب عمران خان کے استھنے کا منصوبہ پورا کیس ہوگا تو یہ تحریک ڈی چونک (D-Chonk) کی باب بڑھے گا۔ پولیس اور رینجرز اپنے روکنے میں ہکام ہوں گے تو فوج آگے ہوئے گی۔ تحریک ہو گا اُسیں گریں گی بندوق برپا ہو گا۔ حالات چورے ہے باہر ہوں گے اور حکومت سکرول ہم نہ رکھے گی۔ مولانا نے اس سازش کو بھولایا اور حکم گئے۔ آگے بڑھتے کی بجائے پرانی پر ٹھل شروع کیا۔ جنی پورے عکس میں احتجاج کا سلسہ شروع کیا ہے کہ اب قومی عاقت کا جوہہ کہ اُنہیں ہو چکا تھا اس کی قومی سُلگ پر تحدیق ہو جائے۔ اب اُنہیں قومی سُلگ پر ایک سیاسی قوت کی پیچون حاصل ہو چکی ہے جسے وہ جبودی طریقے سے اگلے انتخابات میں بھر پر انداز میں استعمال کریں گے۔ اس طرح قومی اکملی کی پیچیں سے تیس ستم حاصل کر کے قومی سیاسی دھارے میں اپنا مقام حاصل کریں گے۔ اسی کو حقیقی سیاست (Real Politics) کہتے ہیں۔

دشمنوں کی تمام تر کوششوں کے پاو جو نوجوانوں کا ایک بڑا طبقہ امریکہ کی اس زبان سازی کی سازش کا حصہ ہیں۔ اس کو دین سے بیزاری کی یقینی نہیں بلکہ جس میں ملک کے غریب نوجوان شامل ہیں۔ اُنہیں دینی مدارس کے علاوہ کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ نوجوان آج مولانا کے ساتھ ہیں۔ اس لئے مولانا کے آزادی مارچ کا پیارا ملکی مقصد دین اسلام کی سر بلندی ہے۔ ان کا مقصد وزیر اعظم بننا نہیں اور نہ حکومت اپنے باتوں میں لیتا ہے۔ ان کا اصل مقصد اسلام کے خلاف اس سازش کو جوڑہ ہیں سازی کے ہم پر ہوئی ہے، فتح کرنا ہے۔ پاکستان کا آئینہ بھی مولانا کے اس مطالبے کی تائید کرتا ہے کہ ملک میں جو بھی قانون سازی ہوگی قرآن و سنت کے مطابق ہوگی۔

سوال:— گیارہ جماعتوں کا اتحاد ہا ہے جلد ان کے درمیان سیاسی اختلافات بھی

ہیں۔ کیا یہ سکن ہے کہ یہ جماعتوں بیجا ہو کر تحریک کو کسی صلحی انجام سکے پہنچ سکے؟

جواب:— حزب اختلاف کی جماعتوں اس دم کھنے والے جوں سے چھکدا پاتے کے لئے اتحاد ہانے پر مجید ہوئی ہیں۔ نوجوان بادل بھنو تحریک ہوئی حزب اختلاف کی جماعتوں کو کچھ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جو ہو یہی سیاسی جماعتوں پر مفہوم دینی جماعتوں پر مٹھن ہے اور دنام کی سیکھ تحداد پر تحریک کر سکتی ہیں جیسا کہ انہوں نے اس سال کے شروع میں اسلام آباد کے نزدیک اکٹھ کر کرے۔ پہلے یہ ایک عادی تحریک ہے اسی کے شروع اسی قومی اتحاد کے نزدیک اکٹھ کر کرے۔ اُنہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دنام کے مراجع کی تجدیل دنہوں اور دن کی پیداوار ہیں۔ اُنہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دنام کے مراجع کی تجدیل کے ساتھ ساتھ اداروں کا مراجع بھی تجدیل ہو جائی کرتا ہے جو ہائی کمیل کا میدان ایک تھی کیون نہ ہو۔ اب عمران خان کو دو دستوں میں سے ایک کا انتخاب کر رہا ہے۔

مک کو پورتین صورت حال کی طرف چانے سے پہلے مصلحت کی راہ اختیار کرتے ہوئے قبل از وقت انتخابات کے ذریعے سیاسی صورت حال کا مہذہوں علیحدہ کریں جو سکن ہے۔ حزب اختلاف کو اپنا کمیل کھینچنے دیں اور متن کج سے بے پرواہ ہو کر ان کے خلاف کارروائی کریں۔ دین کیا ہوں گے وقت آتے گا۔

سوال:— کیا آپ کو اس تحریک کی کامیابی کے کوئی امکانات دیکھتی دیتے ہیں؟

جواب:— اگر سیاسی جماعتوں ذاتی مذاہلات کی بجائے ملکی مذاہلات پر مبنی ایکنڈا لے کر میدان میں اتریں گی تو تیقینہ اس تحریک کو خواہی پڑیا تھی ملے گی جو تحریک کی کامیابی کی نمائت ہوگی۔ عمران خان کہتے ہیں کہ ”وہ آخری پال سکے لانے کے وقت ہیں۔“ لہذا اس بات کا اندازہ لگاہ مشکل نہیں کہ وہ معاملات کو کھلے میدان میں حل کرنے کا فیصلہ کریں گے جبکہ اس کے جواب میں حزب اختلاف نے تحریک چانے کی جو سیاسی محنت عملی وضع کر رکھی ہے اس کے خدوخال بڑے واضح ہیں۔ مثلاً پارٹیز کا نظریں کا اعلامیہ بجائے کسی سیاسی ہم

کے مولانا فضل الرحمن نے پڑھا، اینہیں ان کے سیاسی وزن کو تسلیم کیا گیا ہے۔

سوال:..... اس اتحاد میں ایک بڑی دینی جماعت کو اہم سیاسی ذمہ داری دی گئی ہے کہ جس کے سبب اس جماعت کے قوی سیاسی و حارے میں شامل ہونے کے امکانات ہیں۔ کیا یہ تبدیلی ہمارے جمہوری نظام کے لئے اچھی چیز رفت ثابت ہو گی؟

جواب:..... یہ ایک ثبت ہوش رفت ہے کہ جس کے سبب ہماری دینی جماعتوں کو سیاسی نظام کا حصہ بن کر اپنا کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا ورنہ اگل تحلیل رہ کر ہمیشہ ان جماعتوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا گیا جس سے خرابی پیدا ہوئی ہے۔ یہ ایک خوش آئندہ بات ہے کہ تحریک کی قیادت سیاسی حکومت کے تحت جمیعت علماء اسلام (ف) کو سونپی گئی ہے جس کا مطلب ہے کہ آئندہ قائم ہونے والے کسی بھی نظام میں جمیعت علماء اسلام (ف) اپنے لئے تباہی سیاسی مقام حاصل کر سکے گی۔ اس امر کا کافی دست سے انتظار تھا خصوصاً 2018ء کے انتخابات میں جب دینی جماعتوں نے بڑے قوی سیاسی و حارے میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا تھا ان کی روایتیں روڑے اتنا کئے گئے باخصوص مولانا سمیع الحق جو کہ پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے امیدوار تھے وہ انتخابات میں حصہ نہ لے سکے۔

اب حزب اختلاف کی صفوں میں امنر خان جیسا کوئی شخص موجود نہیں ہے جو حالات گزرنے کی صورت میں فون کے سر براد کو انقدر سنبھالنے پر اکسا سکے۔ اس تناظر میں نواز شریف کے تندہ تیز خطاب کو توجہ طلب قرار دیا جا رہا ہے کہ اس بیان سے قوی اداروں کے مابین بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سوال:..... کیا حکومت تحریک کو دبائے کے لئے طاقت کا استعمال کرے گی یا اکٹے دل سے حزب اختلاف تحریک کو جلانے کی اجازت دے دے گی؟

جواب:..... حکومت کے اداروں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے تحریک کو دبائے کے لئے طاقت کے استعمال کا فیصلہ کیا ہے۔ شہباز شریف کوئی نبہ نہ حراست میں لے لیا ہے، زرداری پر فرد جم عائد کی جا چکی ہے اور جاروں کا کھیل شروع ہو چکا

ہے۔ عمران خان کو تحریک کو دبائے کے لئے ناٹک فورس کو استعمال کرنے پر اکسایا جا سکتا ہے جیسا کہ بھنو نے ایف ایس ایف (FSF) کو استعمال کیا تھا جس کے انجامی مبکت تباہی برآمد ہوئے تھے۔ بالآخر نظام کو بچانے کے لئے سماجی کے اداروں کو مداخلت کرتا پڑے گی۔ حکومت کے پاس آخری حریق بھی ہو گا۔ خدا نخواست اگر ایسا ہو تو یہ صورت حال انتہائی مندوش ہے۔ مل اختیار کر جائے گی کیونکہ عوام کا مزاج ایک اور فوجی حکومت قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔

سوال:..... اگر یہ تحریک کامیاب ہوتی ہے تو پھر وہی مودویٰ قائدین انقدر میں ہوں گے جن پر تعمیں الزامات ہیں۔ اگر قائدین ہی بدنام ہوں گے تو قوم ان سے بھائی کی امید کیسے رکھے گی؟

جواب:..... بے شک حزب اختلاف کی بڑی جماعتوں کی قیادت پر کرپشن کے الزامات ہیں لیکن ان کے درمیان صاف شفاف کردار کے حامل ایسے قابل لوگ بھی موجود ہیں جو حکمرانی کا تجربہ بھی رکھتے ہیں اور جمہوری انقدر کے تحفظ اور آئین کی حکمرانی پر تعین رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ معاملات کو سنبھال کر شفاف انداز سے انتقال انقدر ایسی ہاں کئے ہیں جو اس کے کو وحشیانی زدہ انتخابات یا ریاست کے پس پر وہ کار فرماتوں (Deep State) کی چالوں کے ذریعے یا چارائے ("A") کا گٹھ جزو انقدر سنبھال (State) لے۔ اہم بات یہ ہے کہ عوام یہ فیصلہ کر سکے ہیں کہ کروٹا کی وبا کی آؤڈی کے باوجود جمہوریت کو آزاد فضا میں سانس لینے کا موقع دیا جانا لازم ہے۔ اس صورت حال پر یہ کہتا ہجتا ہو گا کہ "جس خیال کا وقت آگیا ہو کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔" (وکر بیکو)

میرا مشورہ ہے کہ جو بھی حکومت آئے وہ بخشش سکریونی کونسل (NSC) ضرور بنائے تاکہ معاونین خصوصی کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی بخشش سکریونی کونسل ایسی ہو جسکی عمران خان نے ہائی ہے جو دراصل Disaster Management Council میں ایسی NSC موجود ہیں جو بخشش سکریونی کے مشروطوں کے تحت سال کے بارہ میں نکلی مسائل کا تجربہ کر کے حکومت کو صائب مشورے دیتی رہتی ہیں۔ اس ادارے کو ملک کے

سیاسی طور پر جمتوں کی پوزیشن نہایت منبوط تھی اور انہیں صرف فیر سیاسی جھکنڈوں کی ذریعے اقتدار سے بٹایا جا سکتا تھا۔ لہذا یہ حکیم کھلیے کے لئے دینی جماعتوں اور سیاسی موقع پر ستون کا ایک گروہ تیار کیا گیا۔ ان سیاسی قائدین میں کچھ ایک شخصیات بھی تھیں جنہیں آری چیف کو اقتدار سنبھالنے کی ترغیب دیتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوں نہیں ہوئی کیونکہ امریکے کے اجنبیز کی حکیم فوج کے منبوط ہاتھوں کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ ان کا مقصد منصوبے کے میں مطابق پورا ہوا۔ جمتوں اور شاہ فیصل کو یہ بعد میگرے قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح کی ایک PDM تحریک 1969 میں چلی تھی جس کے سربراہ اور ایڈوڈ فرانش نان تھے۔ اس اتحاد میں شیخ محب الرحمن کی عوامی لیگ اور پہلی پارٹی بھی شامل تھیں۔ اس کے پیچے امریکی سازش تھی جو جزل ایوب خان کو بٹانا چاہتے تھے۔ ایوب خان کا مطالبہ تھا کہ امریکہ دوست بن کر رہے، آئندیں جو امریکہ کو محفوظ رہا، جنوری 1969 میں تحریک شروع ہوئی اور دو ماہ بعد ایوب خان نے استعفی دے دیا اور ایک بڑی غلطی کے مرکب ہوئے کہ انہوں نے اقتدار جزل بھی خان کے حوالے کر دیا جنہوں نے مشرقی پاکستان کے سیاسی مسائل کو فوتوی طاقت سے حل کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہے، جس کے نتیجے میں پاکستان "دخت ہو گیا۔

پی ڈی ایم (PDM) سید حسین جبودی تحریک ہے کیونکہ اس کے پس پر وہ کوئی بیرونی قوت نہیں ہے۔ اس تحریک کا مقصد جبودی طریقوں سے تبدیلی لاتا ہے جو عمران خان کے نئے پاکستان کے نظریے کا قدرتی روحل ہے جس کے تین اہم بنیادی اهداف ہیں:

- "مثلاً ملک کو معاشری و اقتصادی طور پر ریاست مدینہ کے اصولوں پر استوار کرنا؛
- پاکستان کو بد عنوانی (Corruption) سے پاک کرنا اور پاکستان کے غریب عوام کی لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کو تینی ہاتا ہے۔"

گذشت دو سالوں سے ان مسائل کا دھنڈوڑا پیٹھے ہوئے سیاسی قائدین کو بد نام کرنے کی بھی جاری ہے جس کے نتیجے میں صرف سیاسی جماعتوں کی ساکھ کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے

صاحب داش افراد اور تمام عقیقی اداروں کی معاہدت حاصل ہوتی ہے۔ غالباً فیصلوں کے امکان بہت کم ہوتے ہیں لیکن کتنی مسکنے خیز بات ہے کہ 1996 میں جب جنگل جماں تیر کرامت نے سبی مشورہ دیا تو اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف نے چیف آف آری ساف کو فارغ کر دیا اور اس فیصلے کا خیازہ نواز شریف آج تک بجھت رہے ہیں۔

پی ڈی ایم اور پی این اے کا موازنہ:

سوال: عمران خان کی حکومت ختم کرنے کے لئے جزو اخلاف نے پی ڈی ایم (PDM) کے ہام سے تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے۔ کچھ سیاسی عناصر اس تحریک کو 1977ء میں ذوالقدری جمتوں کی حکومت کو گانے کے لئے قائم ہونے والی تحریک پی این اے (PNA) کا دوسرا جنم کر رہے ہیں۔ آپ اس تحریک کے بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: اس تحریک لئنی پی ڈی ایم کا موازہ 1977ء میں قائم ہونے والے پاکستان نیشنل لائنس (PNA) سے کرنا نا انسانی ہو گی کیونکہ پی این اے اور حال ہی میں 2020ء میں آپ پارٹیز کانفرنس کے بعد ترتیب پانے والی پاکستان ڈیوکریکٹ تحریک (PDM) میں ایک اہم فرقہ ہے۔ پی این اے سیاسی جماعتوں کے درمیان میں پانے والا ایک اتحاد تھا جسکے پی ڈی ایم ایک جبودی تحریک ہے۔ یہ باریک فرقہ باشی میں قائم ہونے والے اتحاد میں سازشی حکیم اور حالیہ ترتیب پانے والی تحریک کے مقاصد کا فرق بھی ظاہر گرتا ہے۔ پی این اے (PNA) کو یہ پر وہ بیرونی ہاتھوں نے تکمیل دیا تھا جو جمتوں کے اقتدار کے خاتمے کے خواہاں تھے:

"کیونکہ وہ پاکستان کے ایئم پروگرام کے بانی تھے؛ انہوں نے پاکستان میں اسلامی حماں کی سربراہی کانفرنس بالا کر مسلم ام کے مابین اتحاد قائم کرنے کی کوشش تھی جس کا کوئی قائد نہیں تھا مگر سودی عرب کے شاہ فیصل اس تنظیم کی قیادت کرنے پر دشمنہ ہوئے تھے اور یہ جمتوں کے تھے جنہوں نے شاہراہ قراقرم کی تیسرے جنین کے ساتھ ہمارے مدنبر ای تعلقات کی بنیاد رکھی تھی۔"

جائے۔ اس وقت کس طرح ممکن ہے کہ یہ تو قومی حکومت تشكیل دی جائے؟  
 جواب: ..... اس وقت ملک میں سیاسی ابتوئی ہے۔ پہنچ پارٹی نوں لیک اور پیٹی آئی آپس میں لڑاؤ کر لیوں ہاں ہیں۔ ان میں اب کوئی دھم نہیں۔ یہ اب مضبوط سیاسی جماعتیں نہیں رہیں۔ یہ سب لوگ اندر سے نوٹے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی حکومت چلانے کے قابل نہیں ہے۔ خود مولانا فضل الرحمن میں بھی یہ صلاحیت نہیں ہے کہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیں اور حکومت چلا دیں۔ سیاسی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ایک مخلوط قومی حکومت تشكیل دی جائے تاکہ سیاسی جماعتیں مل بینڈ کر اپنے آپ کو منظم اور مضبوط کر لیں۔ آپس کے بھڑکوں کو ختم کریں۔ معاملات کی نزاکت کو سمجھا جائے۔ اس لئے قومی حکومت کی جا باب سنجیدگی سے سوچا جائے اور اسی پر مذاکرات کے جائیں۔ ذیل دو سال کی مدت میں قومی حکومت صاف سترے انتخابات کا اہتمام کر سکے گی۔

#### سول ملٹری تعلقات:

سوال: ..... آج کل ملک کے اندر فوج پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ عمران خان کی حکومت کی تباہی ہے اور سیاسی معاملات میں فوج کا عمل دخل ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: ..... دراصل یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو کچھ نہ کاہے نہ سمجھانے کا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آرمی سیاسی حکومت سے دور رہ کر کام کرتی ہے تو خراب سول ملٹری تعلقات کا روشن رو یا جاتا ہے جیسا کہ جزل راحیل کے وقت میں ہوا۔ جب وہ رئیس تحریر ہوئے تو نواز شریف کے لوگوں نے کہا "شکر ہے وہ چلا گیا" ہمارے اعصاب پر سوار تھا۔" اس کے بعد جزل باجوہ نے حکومت کے ساتھ قریبی روایات رکھیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ عمران خان کو سر پر سی مہیا کر رہے ہیں۔

مثال یہ ہے کہ جب عمران خان نے دھڑکا شروع کیا تو وہ براہر "ایضاً ترکی انگلی" کے انتشار میں رہے کہ کب آرمی مداخلت کرتی ہے اور نواز شریف کی حکومت گرے۔ مئے ایکش ہوں، عمران خان کا میاں ہوں اور حکومت بنائیں۔ بالکل اسی طرح جیسے 1998ء میں عمران

بلکہ جمیوریت کا پچھہ بھی داندار ہوا ہے۔ عدالتیں نیب (NAB) ایف آئی اے اور اٹلی جن ایجنسیاں بعد عنوان عناصر کے خلاف نحت تین کارروائی کر رہی ہیں لیکن اب تک عام آدمی کی زندگی میں بہتری نہیں آئی ہے بلکہ "حکمرانوں کی جانب سے اختیارات کے اندر سے استعمال اور نا اہل طرز حکمرانی کے نتیجے میں اختیار اور طاقت دونوں زوال پڑے ہیں۔" میڈیا کی زبان بندی جیسے اقدامات سے ریاست کی حاکیت کو اخلاقی طور پر ہریت اٹھانی پڑی ہے۔  
 سوال: ..... کیا رواتی سیاسی جماعتیں جیعت ملائے اسلام کے اس مقصد کے حصول میں اس کا ساتھ دیں گی؟ جبکہ وہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے فیصلے کے لئے امریکہ کی طرف دیکھتی ہیں؟

جواب: ..... میرا نہیں خیال کر مسلم لیگ (ن) یا پہنچ پارٹی ان کا ساتھ دے گی یا اس مطالبے کو تحریک انصاف بھی تسلیم کرے گی۔ ان میں سے کوئی بھی اس راستے پر نہیں چلے گا۔ اصل تصادم ہی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے مولانا فضل الرحمن اتنا براجم غیرے کر اسلام آباد آئے۔ یہ معمولی بات نہیں تھی۔ یہ لوگ جمیوریت کے لئے نہیں بلکہ دین کی سر بلندی کے لئے آئے تھے۔ مولانا کے نفاذ اسلام کے مطالبے کا ساتھ نہ لیک دے گی، نہ پہنچ پارٹی اور نہی تحریک انصاف۔

اس تصادم کے نتیجے میں تصادم ہو گا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو جیسا کہ 60 ویں دہائی میں اندونیشیا میں ہوا تھا۔ اس وقت دین اسلام کے ماننے والے سادہ مسلمانوں سے سو شلزم اور کیونزم کا تصادم ہوا تھا جس کے نتیجے میں خان جلی ہوئی اور 15 سے 16 لاکھ لوگ قتل ہوئے۔ اندونیشیا تو جزیرہ تھا، ہم جزیرہ نہیں ہیں۔ ہمارے ایک طرف انقلابی ایران ہے، دوسری طرف جہادی افغانستان ہے۔ بھارت ہم پر انفرس گاؤں سے بیٹھا ہے اور پاکستان کے اندر 25 سے 30 دینی جماعتیں کا گردہ ہے۔ اس تصادم کو مزید شدت دینے کے لئے بھارت جلتی پر تمل چھڑ کتار ہے گا۔ حکومت کو اس خطرے کو محسوں کرنا پا چاہیے۔

سوال: ..... آپ نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ آج کی صورت حال میں قومی حکومت بنائی

نان کی جماعت کے لوگ جی ڈی اے کا حصہ ہوتے ہوئے میرے پاس آئے تھے کہ میں بھی سازش کا حصہ بن جاؤں لیکن میں نے انکار کر دیا تھا۔

در اصل پاکستان کے اندر ایک ڈیپ شیٹ (Deep State) موجود ہے جو اس طرح کے سایی کھیل کھیل رہتی ہے۔ جب پنگام عروج پر تھا تو جزل راجیل نے عمران اور قادری کو بلا بھیجا۔ یہ دونوں اچھتے کو دتے آری باؤں پہنچے کہ بس کام بن گیا لیکن جزل راجیل نے یہ کہ کران کے سروں پر لختا پانی ڈال دیا کہ ”برادر محترم یہ ہنگامہ ختم کر دے جاؤ نواز شریف سے معاشرات ملے کرلو۔“

آری چیف کی توسعی پر غیر ضروری ہنگامہ:

سوال: پچھلے چند میونس سے ملکی اواروں کے درمیان ایک ہنگامہ صابر پاہے خصوصاً آری چیف کی مدت ملازمت میں توسعی کے خواہی سے۔ آپ نے بھی اس پر تبصرہ کیا ہے۔ یہ تو ایک عام سامنہ ہے۔ اسے اتنا پچھہ کیوں بنا دیا گیا؟

جواب: آپ نے درست کہا ہے، یہ ایک عام سامنہ ہے جسے سازشی عناصر اپنے ذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔ وہ مقصد ہے حکومت کی تبدیلی (Regime Change) کا۔ سالبا سال سے یہ سازشی روپ عمل رہی ہیں اس لئے سازشی اس کام میں ہر سے ماہر ہو گئے ہیں۔ اس سازشی نوٹے کو ڈیپ شیٹ کا نام دیا گیا ہے۔ سو شل سامنہداں نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

*"The real government that exists beneath the surface, as shadowy conspirators, who use street power, to thwart the agenda of the sitting government, skillfully manipulating the power of the state institutions."*

”یہ ریاست کے اندر ایک ایسی ذموم ریاست ہے جو حقیقی ریاست کے پس مظہر میں رہ کر کام کرتی ہے اور سازشی عناصر کے تعاون سے برس اقتدار حکومت کے

ایکنڈے کو ناکام بنانے کے لئے انجائی مبارات سے ریاستی اواروں کو ہی استعمال کر کے عوامی احتجاج کے سبارے اپنے مقاصد حاصل کرتی ہے۔“

وہ مری جا تب حکومت کے ایوانوں میں بھی پچھو اسی طرح کی کمزوری نظر آئی ہے۔ حکومت نے آری چیف کی مدت ملازمت میں توسعی کرنے کے معاملے میں انجائی لای پروائی کا مظاہرہ کیا تو پریم کورٹ نے معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ حکومت کے لئے سرور دی کا سبب ان کے اپنے اقدامات تھے کیونکہ ایسا لگا کہ بیان سے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہے اور خود ہی آری چیف کو توسعی دینے کے اپنے حق سے دشمن دار ہو گئی اور اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ نظریہ ضرورت کے تحت حکومت پچھلے ستر سالوں سے اس روایت پر عمل کرتی رہی ہیں۔ مثلاً پانچ آری چیفس، تین بیوں چیفس اور ایک اری چیف کو مدت ملازمت میں توسعی دی گئی ہے۔ مصلحت ایسی روایت کی ٹھیکانش رکھی جاتی ہے تاکہ حکومت ضرورت کے تحت اس سیولت سے استفادہ کر سکے۔

جزل کیا ہی کو دی جانے والی توسعی کو پریم کورٹ میں پیش کیا گیا تھا لیکن عدالت عالیہ نے یہ کہتے ہوئے اس درخواست کو مسترد کر دیا تھا کہ آئین کے آریکل (3) 199 کے تحت یہ مقدمہ ان کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ حرمت اگیز صورت حال یہ ہوئی کہ حکومت نے کامیزو ذریعہ عظیم اور صدر ملکت کی مکملیت سے آری چیف کو مدت ملازمت میں توسعی دیا گیا ہے اور چند ہی دنوں بعد حکومت خود مغلوب ہو گئی کہ شاید انہوں نے کوئی خیر آئنی کام کر دیا ہے اور معاملے سے دشمن دار ہو گئی۔ عدالت عالیہ نے اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لایا حالانکہ یہ معاملہ عدالت کے دائرہ اختیار میں آتا ہی نہیں تھا اور اسے درست کرنے کی ذمہ داری پارلیمنٹ کے خواہی کی گئی ہے۔



## حالات حاضرہ پر تبصرے

### افغانستان کے خلاف امریکی سازشیں:

افغانستان میں روس اور امریکہ کی تھکست جدید عسکری تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے۔ USSR کو 1988ء میں اپنی تھکست کا اندازہ ہو گیا تھا چنانچہ انہوں نے افغانستان سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے پرکش امریکہ کو اپنی تھکست 2012ء میں صاف نظر آ رہی تھی لیکن ان میں تھکست قبول کرنے کا حوصلہ نہ تھا۔ وہ برے ارادوں کے ساتھ سازشوں میں مصروف ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ سابق بھی مر جائے اور لاثمی بھی نہ ٹوٹے۔

1989ء سے لے کر اب تک امریکہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے اور حال ہی میں جب افغانستان سے نکلنے کے معاهدے پر دستخط کئے گئے تو ”امریکہ“ افغانستان میں اسلامی امارت کے قیام کو قبول نہیں کرتا۔ جیسے الفاظ بارہ مرتبہ دہرائے گئے۔ اس معاهدے پر کسی امریکی حکومت کے نمائندے کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ اس قسم کے جائزہ رویے سے امریکہ کی تاقصیں سفارتی سوچ کا انطباق ہوتا ہے جو ایک غلطیم طاقت کے شیان شان نہیں ہے۔

افغانستان میں رونما ہونے والے واقعات سے کشمیر میں چاری تحریک آزادی میں نیا دولہ پیدا ہو گا جیسا کہ 1990ء میں روی اخراج کے بعد افغانستان میں پیدا ہوا تھا اور یہ تحریک جہادی تحریک میں بدل جائے گی جس سے بھارت کے سامنے صرف دوراست ہوں گے کہ وہ یا تو کشمیر سے نکل جائے یا پھر اقامت تحدہ کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے کشمیری عوام کو ان کا حق خود راویت دے۔

### امریکہ کی طالبان سے مذاکرات کی خواہش:

فروری 2012ء میں امریکی ائمہ سے 20 سال بعد مجھے نیشنیون آیا کہ سابقہ ذپی

سکریٹری آف ائیٹ (Mr. Richard Armitage) مجھ سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ ان کی درخواست ہے کہ آپ گل ان کے ساتھ ائمہ کی میں لجج کریں۔ اس کے بعد بات چیت ہو گی۔ میں نے جواب دیا وہ مجھ سے ملتا چاہتے ہیں تو یہ رے گمراہی میں ائمہ کی نہیں آؤں گا۔ وہ مان گئے۔ بات ہو گئی۔ بیلڈ بائی کے بعد ملے ہوا کہ دوسرے دن گیارہ بجے ملاقات ہو گی۔ یہ وہی Richard Armitage تھے جنہوں نے 2001ء میں تاؤں شراکٹ ایون (9/11) کے بعد جزل مشرف کو نیشنیون کیا تھا اور ڈرامہ کا کے ان سے ساتوں شراکٹ منوالی تھیں جبکہ مشرف اس وقت ملک کی سب سے عاقتوں شخصیت تھے۔ میں نے دعا کی ”یا رب یہ شخص جو آج مجھ سے مدد کا طلبگار ہے دو گل پاکستان پر جگ کا عذاب ہازل کرنے کی دھمکیاں دے رہا تھا آج وہ مجھ سے مدد مانگنے آیا ہے اسے نجاح کا حادہ۔“

میں سمجھ گیا تھا کہ ان کا مقصد افغان طالبان سے روابط قائم کرنا تھا اس لئے میں نے اپنی مدد کے لیے کریل امیر امام (مردم) کو بلا لیا تھا۔ دوسرے دن لجج وہ یہ رے گمراہ ہے۔ کریل امام کو دیکھ کر گھبرائے لیکن ان کا تعارف کرایا تو پہچان گئے کہ یہ وہی جس جو ہرات میں ہمارے کوشل جزل رہ پکے تھے۔ انہوں نے اپنے آئے کا مقصد بیان کیا کہ وہ امریکی بیٹت کی افغان کمیٹی کے صدر ہیں اور طالبان سے مذاکرات کے خواہش مند ہیں۔ کریل امام نے کہا کہ یہ نیکن ہے بشرطیک آپ خلوص اور اعتماد کے ساتھ مذاکرات چاہتے ہوں۔ کافی تفصیل سے بات ہوئی اور یہ ملے ہوا کہ ان کا ہمارے ساتھ رابطہ رہے گا اور امید ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ کریل امام نے طالبان قیادت سے رابطہ کیے اور چند بیانوں میں انہیں طالبان کی جانب سے پائی ہاصل گئے جن میں تین پنجتوں ایک تا جک اور ایک ہزارہ شامل تھے۔ وقت اور جگہ کا تھیں مشاورت سے ہوتا تھا۔ کریل امام نے یہ خبر امریکی مہماں تک پہنچا دی جن کے ساتھ اسی میں پر برادر ایڈیت قائم تھا۔ اس معاملے کی پیش رفت سے کریل امام نے مذاکرات پاکستانی حکام کو بھی پا خبر رکھا۔

ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک دن کریل امام ونگ کانٹر خالد خوبی کو ساتھ لے کر آئے

جو پاکستانی جمادیوں سے رابطہ میں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ بی بی سی چینل 4 سے انہیں ڈاکٹ ملابے کے وہ پاکستانی اور انگریز طالبان پر ڈاکٹوری (Documentary) بنا کیں اور اس مقصد کے لئے بہت جلد وہ مرحدی علاقوں کا دورہ کریں گے۔ میں نے انہیں خبردار کیا کہ ہماری مرحدی غیر محفوظ ہے اور دشمن کے ایکٹوں سے محروم ہوئی ہیں وہاں جانا خطرناک ہو گا۔ انہوں نے کہا وہاں ان کے اجھے دوست ہیں جو ان کا خیال رکھیں گے۔ میں نے کہل امام سے پوچھا کہ آپ تو ان کے ساتھ ہیں جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ لیکن چند دنوں بعد مجھے بتایا گیا کہ دونوں حضرات اپنے مشن پر روانہ ہو چکے تھے، مجھے حیرت ہوئی۔ تین دنوں بعد خبر آئی کہ میران شاہ سے میرعلیٰ جاتے ہوئے دونوں کواغوا کر لیا گیا ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہواں کی روپورنگ پریس میں ہوتی رہی اور بالآخر دونوں کو شہید کر دیا گیا۔ اللہ وانا الیسا راجعون۔

اس پرے والے کے پیچے وہی سازش کا فرمانظر آتی ہے جو رچڈ آرٹیشن کی طالبان سے روابط کی پیش رفت کو ناکام بنانے کے لئے کی گئی۔ انہوں نے جب یہ بات متعاقب کام کو یقینی تو وہی مخفی سوچ رکھنے والے عناصر رکت میں آئے جنہوں نے پاکستانی طالبان کے ساتھ ہمارے مذاکرات سیواتاڑ کے تھے۔ مثلاً مولوی نیک محمد بیت اللہ محسود اور حکیم اللہ محسود کو قتل کیا گیا۔ یہاں تک کہ مل منصور کو بھی مار دیا اس لئے کہ وہ مذاکرات کے حامی تھے۔ اس سازش میں بی بی سی کو بھی استعمال کیا گیا۔ خواہ یہ کام انہوں نے اپنے کاروبار کا حصہ کیا ہے اور تم ظریغی دیکھنے کے اس والے کے چھ سال گزر جانے کے بعد اب امریکہ طالبان سے مذاکرات کے لئے بے تاب ہے اس لئے کہ طالبان کے ہاتھ توڑھملوں سے افغانستان میں موجود امریکی فوج اور اس کے سازشی عناصر خوف دہراں میں جتا ہیں اور جنگ کو مزید طویل دینے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔

طالبان اور امریکہ کے درمیان مذاکرات اور جنگ کی صورت حال کافی دلچسپ ہے۔ پیچھے کئی سالوں میں امریکہ اور طالبان کے درمیان مذاکرات ناکام ہوئے جس کی وجہ سے کہ امریکہ افغانستان سے نکلنے کے بعد کچھ عرصہ تک اپنے فوجی وہاں رکھنا چاہتا ہے مگر طالبان

اس بات پر راضی نہیں ہیں۔ متعدد پارٹیاگریات ہوتے اور ناکام ہوتے۔ امریکہ کے اس دباؤ کے روپ میں طالبان نے امریکی اور حکومتی تحریکیات پر ٹھلوں کا سلسلہ چاری رکھا ہوا ہے اور ان کی بالا دیکی قائم ہے۔ ان حالات کے تحت فریبین کے درمیان ایجمنی تک معاہدے کی تیاری کے سلسلہ میں خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی ہے لیکن مذاکرات چاری ہیں اور فریبین کے درستگی گروپس کی جانب سے پیش کی گئی تجاویز پر غور و خوش باری ہے۔ طالبان اپنے موقف پر قائم ہیں کہ:

- ☆ ہمیں اور افغان قوم کو آزاد چھوڑ دوتا کہ ہم سب اپنے مستقبل کا فیصلہ کر سکیں۔
- ☆ چھ ماہ کے اندر اندر افغانستان سے نکل جاؤ۔
- ☆ ہم پر حصہ بھی پاندیاں عائد ہیں اسیں ختم کرو۔
- ☆ ہمارے قیدی رہا کرو۔
- ☆ افغانستان کی چیاتی کے تم ذمہ دار ہو اس کی تعمیر نو کا وعدہ کرو۔
- ☆ یاد رکھو کہ 1989ء میں روہیوں کے انخلاء کے بعد ہم کو دھمک دیا گیا تھا۔ اب ہم کسی دھمکے میں نہیں آئیں گے۔

امریکہ اور طالبان کے درمیان مذاکرات چاری تھے اور آخری مرحلہ میں کچھ ڈیجٹ کے مقام پر خنیہ مذاکرات کے بعد اچھی خبر کی توقعات تھیں کہ زمپ نے مذاکرات کو ختم کر دیتے ہوئے اعلان کر کے عجیب بے پیشی کی صورت حال پیدا کر دیتے ہے۔ ایسا کیوں ہوا ہے؟ اس کی کہی وجہات ہو سکتی ہیں: مثلاً:

☆ بھارت کی ضرورت ہے کہ افغانستان میں جنگ چاری رہے تاکہ جمادی شیر پارخ ن کریں اور پاکستان کے خلاف سازشی نیت ورگ جو بھارت نے افغانستان میں بنا ہوا ہے وہ ختم نہ ہو جائے۔

☆ اگر افغانستان میں اسن ہو گا تو ایران، چین، روس اور پاکستان کو اپنا اثر و سوچ بڑھانے میں بڑی کامیابی ہو گی اور امریکہ کی پسپائی ہو گی۔

پی سی پیک (CPEC) اور اسی او (SCO) کی اقتصادی پالیسیاں افغانستان کے تمام پردوی ممالک کو ایک مربوط نظام میں منسلک کر کے امریکہ اور بھارت کے پیچھے میں سالوں کے منصوبوں کو ناکام بنادیں گی۔

۲۰۱۶ء امریکہ کے لئے افغانستان میں کامیابی کے امکانات نہیں ہیں، اس لئے کہ امریکہ جنگ ہار چکا ہے، اس کی پوزیشن کمزور ہے اور پسپائی کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی راست نہیں ہے۔

اہم ترین بات یہ ہے کہ طالبان افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں جو امریکہ اور اس کے مغربی حواریوں کے لیے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ یہ حکومت جہادی افغانستان، اتنا لبی ایران اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سفری قبیلہ اتحاد کا پیش خیز ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ اتحاد پوری امت مسلمہ کے لیے باعث تقویت ہو گا اور یمن الاقوامی تنظیموں کے پڑیت قارم پر مشترکہ موقف اختیار کرنے سے ان کی آواز بھی زیادہ موثر ہو گی۔ امکان یہ ہے کہ وسطی ایشیاء، مشرق و سطی اور افریقہ کے مرید ممالک بھی اس اتحاد میں شامل ہو جائیں گے اور یہ مرید طاقتور ہو جائے گا۔

طالبان نے پہلے ہی اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ افغانستان کے 80 فیصد علاقے پہلے ہی ان کے کنٹرول میں ہیں۔ کرزی کی حکومت کا بیل اور اردوگرد کے شہروں تک محدود ہے جن پر طالبان کسی بھی وقت قبضہ کر سکتے ہیں۔ امریکہ کوئی برسوں سے اپنی کٹلی حکومت کو سہارا دیے ہوئے ہیں لیکن اس کے خاطر خواہ تباہیج نہیں نکل سکے۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام ناگزیر ہے دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ ان شاء اللہ۔

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ طالبان پاکستان کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ یہ انتہائی غلط تصور ہے۔ ایک غیر ملکی اور غیر منضبط افغانستان، جہاں دہشت گرد تھیار لبراتے، آزادی سے گھومنے پختہ ہوں، پاکستان کے لیے خطرے کا باعث ہو سکتا ہے لیکن ملکی اور منضبط افغانستان پاکستان اور اردوگرد کے ممالک کے لیے باعث تقویت ہو گا۔ حالیہ تاریخ اس حقیقت

کی گواہ ہے کہ طالبان حکومت کے پانچ سالوں میں افغانستان ان کا گہوارہ تھا۔ ان وامان کی صورت حال تسلی بخش تھی۔ عام شہریوں سے تھیار لے لیے گئے تھے۔ امریکہ نے افغانستان میں انہوں کی کاشت ختم کرنے کے لیے ایڈی پیوی کا زور لگایا اور لاکھوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود انہیں کامیابی نہ طی۔ ملکہ ایک حکم پر پوست کا صفائی ہو گیا۔ طالبان رہنماؤں نے بارہا یہ کہا ہے کہ روہیوں کی پسپائی کے باوجود ان سے خداری اور اسلام دشمن امریکہ کی تھايت کے باوجود وہ پاکستان کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے۔ ہماری سلامتی کے تاثر اور منزیلیں ایک ہیں۔

### ٹرمپ کا افغانستان سے نکلنے کا منصوبہ:

سوال: ..... حالیہ دنوں میں امریکہ اور طالبان کے درمیان مذاکرات میں "افغانستان سے اخلاع کا امریکی منصوبہ" طے پایا ہے۔ اس منصوبے کے بارے میں آپ کا تجزیہ کیا ہے؟  
 جواب: ..... حقیقت میں تو یہ منصوبہ آج سے آٹھ سال قبل 2012ء میں اس وقت آتا چاہیے تھا جب امریکہ پر واضح ہو گیا تھا کہ وہ افغانستان کی جنگ ہار چکا ہے۔ انہوں نے سینیٹ کی افغانستان کمیٹی کے سربراہ رچڈ آرٹچی کو طالبان کے ساتھ مذاکرات کے امکانات کا جائزہ لینے کے لئے پاکستان بھیجا۔ وہ مجھ سے ملے اور ہم نے طالبان کو مذاکرات کے لئے اپنے نمائندے نامزد کرنے پر رضا مند کر لیا تھا لیکن پہنچا گوں نے آرٹچی کو مرید یعنی رفت سے روک دیا۔ لیکن اب بھی ٹرمپ کے پیش کردہ منصوبے پر عمل درآمد کے حوالے سے اتنی دیر نہیں ہوئی۔

اس منصوبے کا اہم پہلو طالبان کے جانب سے امن کی ضمانت سے اٹھا رہا ہے کہ عرصے میں امریکی فوجوں کا افغانستان سے اخلاع کامل کرنا ہے اور افغان حکومت کے تحویل سے پانچ ہزار طالبان قیدیوں کی رہائی ہے۔ اس منصوبے میں غنی پہلووں کے ساتھ ساتھ ثابت اشارے بھی ہیں جو ان کی راہوں کا قیمن کریں گے۔ امید کی جاتی ہے کہ غنی پہلووں کے مقابلے میں ثابت پہلووں کو سبقت حاصل ہو گی۔

منفی پہلووں کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

جیسا امریکی اخلاق و کایو منصوبہ بھارت کے لئے خاصے صدے کا باعث ہا ہے۔ لہذا ان ذیں ایس (NDS) اور را (RAW) باہمی اشتراک سے پاکستان اور دیگر ممالک میں دہشت گرد کارروائیاں کر کے طالبان کو بہتام کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ بھارت اس منصوبے کو آئی ایس آئی (ISI) کی کامیابی سمجھتا ہے اور اس منصوبے کی کامیابی سے پاکستان کی مغربی سرحدیں پر سکون ہو جائیں گی۔ یہی حقیقت بھارت کو کشمکشی ہو رہی ہے۔

جیسا نہ رون ملک اشرف غنی جنگی سردار اور دیگر چونے چھوٹے گروپ ملک میں طالبان کی حکومت کے قیام کی خلافت کریں گے۔ ان کی کوشش ہو گی کہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے مشترک کوششوں کے ذریعے اتنا افغان مذاکرات ناکام ہو جائیں۔ اگر اتنا افغان مذاکرات کامیاب ہوتے ہیں تو یہ بات مستقبل میں افغانستان میں حکومت کے لئے مشبوط بنیاد بننے گی۔

جیسا امریکہ بذات خود بھی افغانستان میں اسلامی مملکت کے قیام کی راہ میں مزاحمت کرے گا کیونکہ اس منصوبے میں سڑہ (17) مرتبہ ان الفاظ کی تحریر کی گئی ہے کہ "امریکہ افغانستان میں اسلامی مملکت کے قیام کو مظہر نہیں کرتا۔" مزید ہر آس منصوبے پر کسی امریکی حکومتی عہدیدار کے دھنیوال بھی نہیں ہیں تاکہ حکومت کے لئے بعد میں یونرن (Turn-U) لینا آسان ہو۔

جیسا ایک خاص متعددگی خاطر امریکی اور اتحادی فوجوں کے اخلاق، کے لئے اخبار و ماہر سے کی شرط رکھی گئی ہے اور در پرده عزم کی خاطر اچھی خاصی تعداد میں فوج موجود رہے گی۔ یہ ایک سازش ہے اسی وجہ سے ایران نے اس منصوبے کو مسترد کر دیا ہے اور اس کی بھی روں کو شام سے نکل جانے کا کہا ہے۔

جیسا 1989-90ء میں افغانستان سے روی فوجوں کے اخلاق، کے بعد جن ممالک نے وہاں پر اسلامی مملکت کے قیام کی خلافت کی تھی اور اب بھی اس امریکی خلافت کر رہے ہیں

کیونکہ ایک جنادی افغانستان، اتحادی ایران اور اسلامی پاکستان مل کر ایک تدویریاتی محور ہے جائیں گے جو تمام اسلامی دنیا کی سلامتی کی خلافت ہو گا۔

ثبت پہلووں زیادہ مشبوط نظر آتے ہیں [خطا]:

☆ امریکی اس طوریں جنگ سے تھک پچے ہیں اور طالبان کے ہاتھوں اخراجی جانے والی شرمناک خلافت پر افسرہ ہیں۔ وہ "بامزت اخلاق، پاجتے ہیں" قبل اس کے کہ انہیں ذات آئیز پسائی پر مجبور ہوتا ہے۔ افغانستان میں امریکہ کو وہ تمام بھی صورت حال کا سامنا ہے۔ امریکہ افغانستان سے لکھتا پاہتا ہے لیکن شرمندگی سے بچنے کے لئے یہ اس نے فوجوں کے اخلاق کے لئے اخبار و ماہر کی دعا مانگی ہے۔

☆ طالبان سے متعدد خلافتیں مانگی جا رہی ہیں مگر ان کی قوت منتشر ہے اور ان کی حکمرانی میں کوئی ادارہ جاتی نہیں ہے کہ وہ ایسی خلافتیں اتنی جلدی فراہم کر سکتیں۔ انہیں احکام حاصل کرنے کے لئے وقت درکار ہے۔ یعنی وہ "خطراں ک واقع" ہے جس کو استعمال کر کے اسی مخالف قوتوں اس منصوبے کو تاکام بنانے کے کوشش کریں گی۔

☆ وقت اور ماحول (Time and Space) کو جنگی نہیں ہے اسی اہمیت حاصل ہے اور ان دونوں عناصر کو طالبان نے ہر ہی دشمنی سے استعمال کیا ہے۔ امریکہ کو فضائی سبقت حاصل ہے لیکن یہ برتری جنگ میں فتح کے لئے مددگار نہیں ہے۔ چالیس سالہ خالمانہ تсадام کے باوجود طالبان جنگ سے بچنے نہیں اور حالیہ دنوں میں اشرف فتحی کی فوجوں کے خلاف انہیں نے تیرہ (13) صوبوں میں کامیاب کارروائیاں کرتے ہوئے تختیں (33) ایداف کو نشانہ ہاتا ہے جبکہ امریکہ فناٹی کارروائیاں کر کے طالبان کو بخوبی فوجوں کے خلاف تباہوں سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔

☆ 1989-90ء کے عرصے میں مجاہدین کے سات (7) جنگی کمانڈر اور دو (2) سرپرست تھے آئی ایس آئی (ISI) اور سی آئی اے (CIA) جبکہ اس وقت ان کا صرف ایک کمانڈر ہے اور وہی سرپرست بھی ہے اور وہ بھر بھی ہے۔ طالبان کی کمانڈ کا شامل ڈھانچہ مزار

شریف سے بدخشان تک کے علاقے مانگر کے بنی کی کمان میں ہیں اور ہرات سے نورستان تک کے بنوی علاقے سراج الدین خانی کی ابتدائی منبوط کمان میں ہیں۔ طالبان کی کمانہ کا ہندوکو اور مسوبہ قندوز میں ہے۔ افغانستان کے اسی فیصلہ علاقوں پر انہیں کنٹرول حاصل ہے جہاں پر شریعت قوانین نافذ ہیں۔ یعنی ایک پورا حکومتی نظام موجود ہے۔

ہلہ طالبان کے جگہوں کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل ہے جو گذشتہ چالیس سالوں کے دوران پیدا ہوئے اور جنگ کے سایے میں پل کر جوان ہوئے ہیں۔ یہ جگہوں صرف بہادر اور سخت جان ہیں بلکہ مانگر کے نظریے سے غیر مترسل طور پر مسلک ہیں۔ 2003 میں ہم سے ایک سوال کے جواب میں طاعرنے اپنے نظریے کی تشریع ان الفاظ میں کی تھی:

”بم نے فیصلہ کیا ہے کہ آزادی کے لئے جنگ جاری رکھیں گے کیونکہ ہمارا قومی نظریہ حیاتِ روایات اور ملی غیرت قابض فوجوں کے اپنے نے کو قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتیں۔ ہم جنگ جاری رکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوں گے اور ملک میں ایسی اسلامی حکومت قائم کریں گے جو نہ صرف ہماری مملکت بلکہ دیگر تمام ممالک سے دوستانہ تعلقات رکھے گی۔“ پاکستان نے اس موقع پر ہمارا ساتھ نہیں دیا لیکن اس کے باوجود ہم ہمیشہ پاکستان کے ساتھ مل کر اپنے قومی مذاہدات کا تحفظ نہیں ہائیں گے۔“

سراج الدین خانی کی حالت تحریر میں مانگر کے اس نظریے کی واضح تصویر دکھائی دیتی ہے جو سماجی بسیروں کی غماز ہے اور افغانستان میں آئین و قانون کے ہائی حکومت کے قیام کی شناخت دیتی ہے اور عوام کے جذبہ حریت کی تکمیل پاسداری کی بھی یقین دہانی کرتی ہے جنہوں نے صرف چار دہائیوں کے مختصر عرصے میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیوں کو گلست سے دوچار کیا ہے۔ یہ ایسا کارتا مہدی ہے جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

مرتضیٰ کا منصوبہ جنپیدی گوں اور فریب کا مجود ہے جس میں قوت اور کنٹرول پاس رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کو روک بھی سکے اور امریکہ

کے پر امن افغانستان کی بھی شناخت ہو۔ یہ دادا بف باہم متصادم ہیں جو اس قسم کے باعزت افغان، کو ناکام نہادیں گے۔ مرتضیٰ کو روک کی مثال ساختہ رکھنی چاہیے جنہوں نے 1989 میں افغانیوں کے ساتھ باوقار اور باہمی خیز رکاوی کی پیار کر کر افغانہ ممکن نہیا۔  
داعش کیا ہے؟

سوال: ..... چند سالوں سے عالم اسلام کو داعش کا خطرہ درپیش ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ داعش کو شام اور عراق میں ختم کر دیا گیا ہے۔ ایک تاثریہ بھی ہے کہ داعش دیگر ممالک میں بھی پھیل جائیں گے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ..... اس سوال کا جواب دینے سے قبل ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ داعش کون ہیں اور کیسے اپاگہ نمودار ہوئے۔ داعش کا چلی مرتبہ ظہور آج سے چودہ سو سال قبل خوارج کی تکلیف میں اس وقت ہوا جب اسلام کے ابتدائی دور کے دو گروہوں میں آپس کی جنگ شروع ہوئی اور دوسری مرتبہ اس کا قیام ابو بکر بغدادی کی زیر قیادت شام کی باہمی لڑائی کے خلاف ہوا۔ 2014ء میں داعش تمباک بڑے گروہوں یعنی شامی، عراقی اور احمد خشنگی کی سربراہی میں تمباک تا چار ہزار سو دویں جنگوں پر مشتمل تھی۔ اب شام میں انہیں گلست ہو چکی ہے لیکن وہ بدستور ان دونوں ممالک کے لیے خصوصاً اور گذشتہ تمباک دہائیوں میں جنگ کی جزا کاریوں سے مذاہدہ ممالک کے لیے خطرے کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

داعش کا ابھرنا عالم اسلام کے لئے کوئی بُنی بات نہیں ہے ابتدہ دوسروں کے لئے یہ ایک بُجوب ضرور ہے۔ داعش کے تبلیغ میں آنے کا سبب دو مظالم، نفرت اور محرومیات و نا انصافیاں ہیں جو ایک عرصے سے ایک مخصوص طبقے کے لوگوں کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہیں۔ اب وہی محروم اور پے ہوئے لوگ اپنے انداز سے ان نا انسانیوں کا انتقام لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس قسم کا پہلا واقعہ سنتیوں بھری (H) (37) میں خوارجیوں کی تکلیف میں روشنی ہوا جنہوں نے تہران کے مقام پر خلیفہ اسلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف جنگ لڑی تھی۔ ان کے غصے کی وجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت عائشہؓ اور

حضرت معاویہ کے خلاف لڑی جانے والی جنگ جمل اور جنگ عظیم تھی جس میں عالم اسلام کی یہ مقنود ترین اور قاتل احترام ہستیاں ایک دوسرے کے خلاف مدمقابل تھیں۔ اس ناپر خارجی ان سے تنفس ہو گئے تھے۔

### حزب اللہ - اسرائیل جنگ:

حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان جنگ میں عرب ممالک کے لیے ایک سبق ہے۔ 2006ء میں جب اسرائیل، ایران اور حزب اللہ کو دھمکیاں دے رہا تھا تو ایران کا ایک وفد بھجو سے ملنے آیا اور اس معاٹے میں بھجو سے رہنمائی چاہی۔ میں نے انہیں بتایا کہ فلکی کوئی بات نہیں۔ ان کے پاس موثر جواب دینے کی صلاحیت موجود ہے لیکن انہیں چاہیے کہ وہ امریکی تنصیبات پر حملہ کر کے پول ہار بر جمی مصیبت مول نہیں۔ انہیں اپنی تمام توجہ اسرائیل پر مرکوز رکھنی چاہیے اور انہیں چاہیے کہ اسرائیل کے فضائی و فاقی نظام پر میرزاں کوئوں کے حملے کریں۔ ایرانی وفد ابھی پاکستان میں ہی تھا جب رائٹر نیوز ایجنٹی کے کچھ محتفی بھجو سے ملنے آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا نہ اکرات ہوئے۔ میں نے بتایا کہ اگر اسرائیل نے جنگ شروع کی تو ایران راکنوں سے جواب دے گا۔

جنگ کے پچھوڑوں بعد امریکہ کے واشنگٹن پوسٹ میں یہ خبر شائع ہوئی کہ پاکستانی فوج کے سابق سربراہ نے ایران کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اسرائیل پر راکنوں سے حملہ کریں اور اسے یونیوال بنالیں۔ اسرائیل نے آسان ہفت بھجو کر حزب اللہ پر حملے کئے۔ حزب اللہ نے جواباً راکٹ برسائے، جنہیں روکنا اسرائیل کے فضائی نظام کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ حملے آہست آہست تسلی ابیب کی طرف ہوتے گئے۔ اسرائیلی شہری خوف زدہ ہو کر بھاگے اور قبرص میں جا کر پناہی۔ سینکڑوں نے امریکی بھرپور جائزوں میں پناہی۔ یہ اسرائیل کے لئے بڑے خطرے کی بات تھی۔ اس نے اپنے زمینی دستوں کو حکم دیا کہ وہ حزب اللہ کے میرزاں کے نیکانوں کو جاہ کریں۔ حزب اللہ کے مجاہدین نے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں پہاڑی پر مجبور کر دیا۔ بالآخر جنگ بند ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کے پاس حزب اللہ کے راکنوں کے خلاف

کوئی دفاع نہیں ہے۔ یہاں تک کہ روس کا 400-S فضائی و فاقی نظام بھی ان راکنوں کے سامنے بے بس ہے۔ ایران ایک بڑی قوت ہے۔ اسرائیل ان سے نہیں لے سکتا۔ ایران، ہر جب اللہ، ہاس اور یمنیوں کے پاس یہ راکٹ لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ان کے پاس ڈروز بھی ہیں۔ لیکن سب سے بہلک تھیمار "خودکش بمبار" ہیں جنہیں اسرائیل روک نہیں سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اسرائیل نے ایران پر حملہ کیا تو خود اس کا وجود و خطرے میں پڑ جائے گا۔ امریکہ اور ایران کے تعلقات میں کشیدگی:

سوال: ..... سعودی عرب کی تیل کی تنصیبات پر میرزاں اور ڈروز کے حملے نے مشرق وسطیٰ کے تزویری ای تو ازان کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے اور اب زیر عتاب ایران اس تزویری ای نظام کا مرکز بن گیا ہے اور ساتھ ہی امریکی فضائی و فاقی نظام (Iron-Dome) بھی ناکارہ ثابت ہوا ہے۔ اس پر کیا تبصرہ کریں گے؟

جواب: ..... اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تیل کی تنصیبات پر ڈروز سے ہونے والے حملے میں نے سعودی عرب کی قومی سلامتی کا پول کھول دیا ہے جو اریوں والوں کی لگت سے امریکی "آئرن ڈوم" مبیا کر رہا تھا۔ ایک ہی حملے نے مشرق وسطیٰ میں آنحضرت امریکی عسکری اڈوں اور سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور دیگر عرب ممالک کی سلامتی کے نظام کو بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صدر ٹرمپ کی جانب سے "Locked and Loaded" کے اعلان کو اہل داش نے مسترد کر دیا ہے جو نہیں چاہتے کہ "امریکی فوجیں" سعودی عرب کے زر خرید خلاصوں کا کروار ادا کریں۔" اسی سب ایران بھی "اقتصادی جنگ" پابندیوں اور مزید پابندیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو غیر محفوظ رکھتے ہوئے اپنا تحفظ خود کرنے کے اصول کو اپنا چکا ہے اور اب اس کے خلاف کسی کو بھی جنگ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ 2007ء کی اسرائیل حزب اللہ جنگ اس کی ایک واضح مثال ہے جہاں امریکہ کا آئین ڈوم فضائی و دفاع کا نظام (Iron-Dome Air Defense System) حزب

اللہ کے فری فلاںگ رائکوس (Free Flying Rockets) کے مقابلے میں شکست کھا گیا تھا اور اسرا میں بیگ بار گیا۔ امی میکنیک (Hi-Tech) اور میکنیکی ترین ہتھیاروں کا سیکی جرہے کے وہ سادہ اور کم قیمت ہتھیاروں کے مقابلے میں بے بس ہیں اور شکست کھا جاتے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق یمن کے خویجوں نے لفڑیا ایک ہزار کلو میٹر کے فاصلے سے 22 ڈروں اور کروز میزائل دانے جن میں سے انہارہ نے عینیت (Abqaiq) کو نشانہ بنا یا اور پارنے اس کے قریب خرمیں (Khumrais) کو نشانہ بنا یا جس کی وجہ سے متعدد دھماکے ہوئے اور آگ کے شعلے بلند ہوئے جن پر قابو پانے میں کمی گئے گے۔ سعودی عرب کا بہت بڑا نقصان ہوا۔

مجھے یاد ہے کہ صدر کاشن نے 1998ء میں افغانستان میں اسامد بن لاون کی پناہ گاہ پر بارہ ہزار کلو میٹر کے فاصلے سے کروز میزائل فائر کے تھے ان میں سے ستر میزائل اپنے ہدف کے علاقے میں گرے جگد باقی ایک سو پاکستان کے سرحدی علاقوں میں گرے جن میں سے بہت سے میزائل اچھی حالت میں تھے جو پاکستانی ہنرمندوں نے اٹھائے اور ان کی رویہس انجینئرنگ (Reverse Engineering) کر کے ٹومو ہاک (Tomo Hawk) میزائل کا ابتدائی نمونہ تیار کر لایا تھا۔ اب یہ صلاحیت صرف امریکیوں اور اینیوں اور پاکستانیوں اسی کے پاس ہے۔ پاکستان اس کی ریٹن (Range) دو ہزار کلو میٹر تک ہو ہمارا بے تاکہ بھارت کی آخری سرحدیں بھی اس کی زد میں ہوں گی۔

اب پہنچنے کہتے ہیں کہ ”ہمارا مقصد ایران کے خلاف بیگ سے اجتناب کرنا ہے۔ ہم خلیٰ میں ہرید فوجی بھیج رہے ہیں تاکہ باریت کو کنڑوں کیا جائے۔“ اس کا مقصد عربوں کو جھوٹی تسلیوں کے سہارے بے وقوف ہانا ہے۔ ادھر ایران نے خبردار کیا ہے کہ ”ہم گذشت چالیس سالوں سے ثابت قدم رہے ہیں اگر کسی ملک نے ایران پر حملہ کرنے کی جہارت کی تو وہی ملک میدان بیگ بنے گا۔“ حالات انتہائی تباہی کی جانب جا رہے ہیں اور میدان رج چکا ہے۔ اس کے برکس پاکستان کی نرم گفتاری کے سبب بھارت کا آری چیف ہماری تزویری اتنی

تحصیبات پر جملے کی وحکی دے رہا ہے اور ہم اس کے بیان کی وضاحتیں مانگ رہے ہیں۔ عربوں کے پاس اپنی حساس تحصیبات کے تنظیم کو تھی بانے کے لئے قابل احتدا و فاقی نظام حاصل کرنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ ایران کے ساتھ 2015ء کے ایشی معاہدے کو ختم کرنے کے بعد امریکہ اب خواہش مند ہے کہ ایران کو مزید پابندیوں پر بھی نیا معاهدہ قبول کرنے پر مجبور کر سکے۔ دوسری جانب اقتصادی بیگ کا شکار ایران، عین سے جملے کی تجارت میں رخنے وال کرامریکہ اور اس کے عرب اتحادیوں کے لئے بہت بڑا خطرہ ہو سکتا ہے۔ ”اس پہلی ہوئی صورت حال کو مزید پھیلا کر صورت حال میں غیر و انشدید اضافہ ہی کرنا ہے جو ذلت آمیر پسپائی کا سبب ہو سکتا ہے۔“

اسرائیلی و فاقی تحریزی نگار اوزی رو بن (Eran Rubin) اور امین لیٹر یون (Etzion) کا کہنا ہے کہ ایران نے طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائل اور راکٹ تیار کر لئے ہیں جو درست سوت گائیڈ کرنے کے نظام سے لمبی ہیں اور تمدیری ایڈاف کو جنوبی نشانہ بنائے ہیں۔ ایران نے ایسے میزائل اسرائیلی مرحدوں کے نزدیک اور شرق و سلطی میں متعدد ایسے مقامات پر نصب کر رکھے ہیں جو خلیٰ کے تزویری آتوازن کو بدلتے ہیں۔

”حقیقت یہ ہے کہ امریکہ سمیت کوئی ملک ایران کا مقابلہ نہیں کر سکا۔“ جس کے خلیٰ میں آئندھی عکری نہ کرانے بھی ان میزائلوں کی زد میں ہیں۔ ”حزب اللہ اکیلے ہی اس ایسے کچھ سے باہر کر سکتا ہے۔ بھی وہ صلاحیت ہے جسے گیم چیزر (Game Changer) کہتے ہیں۔ اسرائیلی کی بیگ بیچ لڑنے کی صلاحیت کو توڑنے کے لئے انہیں حزب اللہ کے صرف دوسو ایسے میزائلوں کی ضرورت ہوگی۔“ یہی وجہ ہے کہ صدر ترمپ اب ایرانی صدر روحانی سے ملنے کے خواہش مند ہیں تاکہ اب بھی ہوئی صورت حال کا کوئی حل نکالا جائے۔

ترمپ کے یار غار مودی کو بھی کچھ ایسی ہی صورت حال کا سامنا ہے کیونکہ اب کشمیر کے حریت پسندوں کی مدد کے لئے دنیا بھر کے ممالک سے جباریوں کی آمد شروع ہو گی۔ اس بیگ کا فیصلہ و انتہن میں نہیں بلکہ بیان ہی ہو گا۔ لہذا انشدیدی کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔

پہنچو کہتا ہے کہ "امریکہ نے سفارت کاری کو کامیاب کرنے کا ہر موقع دے گا" کیونکہ مغربی ایشیا میں تزویری برتری کے دن ختم ہو چکے ہیں۔ دوسری جانب ایرانی صدر حسن روحاںی جزل (Hormuz Peace Endeavour) کا اعلان کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں جو ایک اہم پیش رفت ہے۔

ماضی کے کچھ درختان حقائق ہیں جنہیں بیہس باد رکھا جانا چاہیے کہ کس طرح معمولی بھیاروں نے جنگ کے رخ بدل دیے ہیں مثلاً:

۱۔ 1987ء میں اسٹریٹری میر انکوں نے روس کو افغانستان سے پہلی پر مجبور کر دیا تھا۔

۲۔ 1995ء میں بوسنیا کے مسلمانوں نے (Green Arrow Anti Tank Missiles) کی مدد سے سربیا کے قاتلوں کو پہلی پر مجبور کر دیا تھا اور جنگ ختم ہو گئی۔

۳۔ 2007ء میں فری فائنس راکٹوں کی وجہ سے حزب اللہ نے اسرائیل کو لکھت دی تھی۔

ایران، شام، عراق، لبنان اور غالباً بھیں کے جوشیوں کے پاس بھی اسی طرح کے گایہزنس کے نظام سے لیس میراں اور ڈروز ہیں جس کے سبب پورے مشرق و میان میں تزویری توازن تبدیل ہو چکا ہے۔ پاکستان کے پاس بھی اپنا تزویری توازن قائم رکھنے کے لئے ائمہ قوت کی بجائے ایسے ہی بھیاروں پر انحصار بہت سودمند ہو گا۔

سوال: سُکھیر کے حوالے سے بھارت کے ساتھ ہمارے معاملات زم پالیسی کا شکار نظر آتے ہیں جنکہ آپ کا کہنا ہے کہ "پاکستان کے لئے ایسے ہی بھیاروں پر انحصار ہمارے لئے بہت سودمند ہو گا" اس کی وضاحت کرنا چاہیں گے؟

جواب: ہمارے پاس کچھ آپش موجود ہیں کہ کس طرح اس جمود کو توڑا جائیں گے۔ لائی آف کنٹرول پر بھارت کی اشتعال انگیزیاں اور سُکھیریوں پر قلم و بربریت کو روکنا ضروری ہے۔ کچھ ولیسی تک کاری ضرب الگانے کی ضرورت ہے جیسے ایران نے لکائی ہے اور ترکی نے امریکہ کی پرواہ کے بغیر شام کی سرحدوں کے ساتھ اپنے مقادرات مُکری قوت سے

حاصل کئے۔ ہمیں اس ضمن میں سخت اقدامات کرنا لازم ہیں کیونکہ لا توں کے بھوت با توں سے نہیں مانتے۔

### جزل قاسم سليمانی کے قتل کے بعد صورت حال:

سوال: ..... امریکہ نے جزل قاسم سليمانی کا سفا کا نہ قتل کیا۔ اس قتل کے محکمات کی ہوں گے اور ایران کا متوقع رد عمل کیا ہو گا۔ کیا کسی ہی جنگ کے امکانات ہیں یا یہ جنگ مشرق و میان میں محدود رہے گی؟

جواب: ..... جزل قاسم سليمانی ایرانی فوج کے اعلیٰ ترین مہم سے دار تھے جو مشرق و میان کے ساتھ ساتھ افغانستان میں بھی جاندار گردوار کے حامل تھے۔ درحقیقت آج مشرق و میان میں انہیں طاقتور ترین شخصیت سمجھا جاتا تھا۔ امریکی خصیب ایجنسی کے مطابق جزل سليمانی امریکی فوجوں اور خلیے میں امریکی مقادرات پر حملوں کی وسیع پیمائی پر مصوبہ بندی کر رہے تھے لہذا امریکہ نے انہیں ختم کرنا ضروری سمجھا۔ جزل قاسم سليمانی کو قتل کرنے کے لئے ڈرون کیوناٹن ریپر (Q-9 Reaper) استعمال کیا گیا جو 2007ء سے زیر استعمال ہے اور صحنی خیز صلاحیتوں کا حامل ہے۔ یہ ڈرون عراق میں امریکی فوجی اڈے سے داغا گیا تھے بارہ ہزار گلو میٹر دور تاویڈا (Nevada) نیٹ سے امریکی ساہمنہ کمانڈ کنٹرول کر رہی تھی۔ "ور حقيقة جزل سليمانی کا قتل موساد نے کیا ہے ؟" موساد پر تحریف نہیں دیا ہے۔ "موساد تو ایران کے پانچ ائمہ سامنہ دان پہلے ہی قتل کر چکا ہے۔

ایران کے پاس بھی کیوناٹن ریپر جیسی صلاحیت کے حامل ڈرون ہو سکتے ہیں کیونکہ چند سال قبل ایران نے فضائی خلاف ورزی کرنے والا ایک ایسا ہی ڈرون مار گرا یا تھا اور اس کی ریورس انجینیر ٹنگ کر کے ڈرون بنایا تھا۔ یہاں نے طویل قاطیں مار کرنے والے میراں اور راکٹ بھی تیار کرنے ہیں اور ان بھیاروں کو مختلف مقامات پر تھیں کر دیا ہے جنہیں ساہمنہ کمانڈ کی پیشی مختلف مقامات سے کنٹرول کرتی ہیں۔ اب ائمہ معاملہ سے نئے کے بعد ایران کو ائمہ مدافعت (Nuclear Deterrence) کے فوائد حاصل ہوں گے۔

سائبر اور اے ون بینالوقتی کی صلاحیت حاصل کر لینے سے ایران محمد و جنگ لئے کے قابل ہے جیسا کہ ایران کے پرمیم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے تحریر کرتے ہوئے کہا کہ "ایک سخت رو عمل امریکہ کا منتظر ہے۔" جبکہ امریکہ کے سابق داکس پرینزیپ نے فرمپ کی اس حرکت کو ناقابت اندریان آپریشن قراودیا ہے جو "پاروں کے گودام میں چنگاری پیش کے مترادف ہے کیونکہ زمانہ امن میں ایک سینٹر سرکاری افسروں کے طبق عام قتل کرنا کھلی دہشت گردی ہے۔"

جزل قائم سیاسی کے خون کا بدل لینے کے لئے ایران کے پاس ایک بہتر تباول راستہ ہے کہ رہائی جنگ کی بجائے سائبر اور کی صلاحیتوں کو عمل میں لائے اور عراق، شام، بین اور بینان میں زمینی فوج سے مسلک رکھے۔ افغانستان میں بھی ایران کو خاصا اثر و سوچ اور عزت کا مقام حاصل ہے۔ ان مقامات سے پورے مغربی و سلطی ایشیا میں موجود امریکی تھیسیات اور فوجیوں کے خلاف کامیاب کارروائیاں کی جا سکیں گی۔ ایران نے پہلے ہی پہنچتیں ایسے مقامات کا تھیں کر رکھا ہے۔ ایران کے لئے یہ ایک مکمل جنگ ہوگی جو زمینی فوج کی مدد سے سائبر بینالوقتی کی بنیاد پر لڑی جائے گی۔ یہ حکمت عملی ایران کو مدد و پیمائے پر جنگ کی صلاحیت میبا کرے گی۔

قم میں مسجد حکمران پر سرخ پرچم لہانے کے فیض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایرانی پرمیم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے امریکہ کو اس کی فاش قلطی کی سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے جو پورے مشرق و سلطی کے خطے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور بھسایہ ممالک پر اس کے بہت مہلک اثرات مرتب ہوں گے۔ جنگ کا ہدف صرف امریکی فوج اور مقادرات ہی نہیں ہوں گے بلکہ اصل ہدف اسرائیل ہو گا جو خطے میں تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

ایران گذشتہ چار دنائیوں سے امریکہ اور اسرائیل کے ہاتھوں گوہاں گوں مسائل سے دوچار ہے اور اب اس خطرے سے نجات حاصل کرنے کا مناسب وقت ہے۔ بینالوقتی کے میدان میں امریکہ اور اسرائیل کو جو برتری حاصل ہے اس کا تو زیبی ہے کہ میزائلوں "ڈروز"

راکٹوں کے ساتھ ساتھ ایران، شام، بین اور فوج کے ہزاروں خودکش بمباروں کے ذریعے خصوصا اسرائیل کو بیچا دکھایا جا سکتا ہے۔ جیسے جیسے جنگ طویل ہو گی بھسایہ ممالک سے جہادیوں کی آمد شروع ہو جائے گی جو جنگ میں قی روح پیوںک دیں گے۔ اس طرح یہ ایک شدید خونی جنگ ہو گی جو اسرائیل کے لئے مہلک اور خطے میں تسلی پیدا کرنے والے ممالک اور تسلی پر اختصار کرنے والے ممالک سب کے لئے یکساں ضرر رہاں ہو گی۔ جیسیں کو شدید مسائل کا سامنا ہو گا جسے آہنے ہر مرکے ذریعے تسلی کی سپاٹی ہوتی ہے۔ ایران اسے بند جیسیں کرے گا بلکہ خود امریکہ اسے بند کر دے گا کیونکہ ایسا کرنے سے شمال مغربی یورپ سے خود ایک سپاٹی لائن حفظ رہے گی۔

روس اور جیسیں اس جنگ میں شامل نہیں ہوں گے اور فریقین کو صبر و برداشت کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ کو افغانستان کے بعد ایک اور شرمناک تھکت سے دوچار ہوتا دیکھنا چاہیں گے۔ ترکی، ملائیشیا اور انڈونیشیا ایران کی مدد کریں گے جنک پاکستان ۱۹۸۰ء کی ایران عراق جنگ کے دوران اپنانی جانے والی پالیسی پر کار بند رہتے ہوئے فریقین کو امن و احتیاط کی راہ اختیار کرنے کا مشورہ دیجاتے ہیں گا لیکن پاکستان کو شدید فرقہ وار انس شورش کا سامنا کرنا پڑکتا ہے۔ درحقیقت اس صورت حال سے ٹیک کا پورا خطہ جغرافیائی و سیاسی انتبار سے شدید عدم استحکام کا شکار ہو جائے گا۔

عالیٰ جنگ کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ اہل دنیا گذشتہ چار دنائیوں سے مسلم ممالک پر ڈھانے جانے والے مظالم اور تباہی و بر بادی کے مظاہر دیکھتے رہتے ہیں۔ افغانستان، شام، عراق، صومالیہ، لیبیا اور میکن پہلے ہی تباہ ہو چکے ہیں۔ اب ایران ہدف ہے اور اس جنگ کے دوران بھی تماشاد کیتے رہیں گے۔ اقوام تحدہ جسی مالی تھیسیں اور ان کے ذیلی مالی ادارے اپنے آپ کو غیر جانبداری رکھیں گے جبکہ قلسیں اور کشیر کے مجاہدین آزادی کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہو سکتی ہے کیونکہ اسرائیل کو اس جنگ کی ہولناکی کا شدت سے سامنا ہو گا اور بھارت کے اندر علیحدگی پسند تھیسیں اور شدید سیاسی ابتری جو خود مودی کی ہندو تو اپالیسی کے

اس کے سبب اپنے شرق و مشرقی میں اہم ترین اسلامی و سماجی تبلیغوں کے امکانات ہیں۔ اس نے کہ امریکہ اور اسرائیل کا کٹھ جوڑ پرے شرق و مشرقی کے سیاستی و ملکی معاملات پر حادی تباہ اپنے کمزوری پرے ہے اور اسرائیل اپنے عرب بزرگوں سے معاملات پر کرنے پر بحث رکھتا ہے۔ زیرِ انتساب امام ڈینی کا پیغام ہے کہ "حرامت و احتیاط کی راہ میں مُتّحِد و مُوْزَم و حوصلے کے ساتھ باقی رہے گی اور تجھی طور پر یہ کامیابی اس مبارک را پر کامن رہئے والوں کے قدم پر ہے گی"۔

### جزلِ اسلم یہیک پر دہشت گردوں کی معاونت کا لزام

حوالہ۔—جزلِ قامِ سلمانی کے قتل کے بعد غالباً میدیا نے اپنے تبلیغوں کے ساتھ ساتھ ایک تصویر بھی انٹرنیٹ پر دکھائی جو نامبا ۱۹۸۹ء کی ہے جس میں قامِ سلمانی کو آپ کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ ساتھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ قامِ سلمانی کوچات میں مانند و فوجی ہے دی گئی تھی۔ اس تصویر کا کیا مقصد ہے؟



ایران کے جزلِ قامِ سلمان کے درمیانے کے درمیان جزلِ اسلم یہیک کے ماتحت

ہب پیدا ہوئی ہے اور بھارت کے لئے متابع ہاتھ ہو گی۔ بھارت جو امریکہ کا اعزیزی تھا و ایش پارائز ہے افغانستان کی رو سے ایران کے خلاف بیگن کے دروان امریکہ کی مدد کرنے کا پابند ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ بھارت اپنے آپ کو اس بیگن سے پہنانے کے لئے کیا راست اخیار کر رہا ہے۔ یہ انتہائی دلچسپ بات ہو گی۔

اور انہیں کو اپنے انسی افاؤں اور سولیاں کو درجیں خطرات کا شدت سے احساس ہے جنہیں پہاڑوں میں شرطیں کھو کر محظوظ کر رکھا ہے لیکن اس کے پاہ جو دو امریکے کی طرف صلاحیت میں کافی ہے جہاڑوں میں ۵۲ بیمار جہاڑوں کے ذریعے نئے تھیمار استعمال کر کے ان افاؤں کو تھسان پہنچا کر جیسا کہ نرمپ نے جگلی دی ہے۔ ایران کے پاس ایک ۲۵ کے خلاف دفاعی صلاحیت محدود ہے جو ان کے لئے ناسی تھسان کا سبب بن سکتا ہے۔

### امریکہ اور اسرائیل کا تکرش رو عمل

حوالہ۔—ابھی ہم بیگن کی بات کر رہے تھے کہ ایران نے عراق میں واقع دو امریکی ذریعوں پر عمل کر دیا ہے۔ آپ کا تجویز صحیح تھا کہ ایران امریکی ادویں پر عمل کر کے بدلاں لے سکتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ اب اس کے بعد امریکہ کا رد عمل کیا ہو گا؟

جواب۔—امریکہ اپنی خفت مانائے کے لئے بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ اس نظر میں ہمارا کوئی تھسان نہیں ہوا۔ All is well۔ اور ساتھ ہی یہ جگلی بھی دے رہا ہے کہ ہم بھروسے جواب دیں گے تھیں ابھی امریکہ کے اتحادیوں خصوصاً برویجن یونیٹ اور اسرائیل کی ہاتھ سے قتل و برداشت کا تنازع کیا جا رہا ہے۔ اس نے کہ یورپ کو خوف ہے کہ ان کی اقتصادیات کو نہ قاتل خاتمی تھسان پہنچے گا اور اسرائیل کو خوف ہے کہ اس کے وجود کو خطروں لائق ہو جائے گا۔ اس نے نرمپ نے اپنے غرور اور تجھر کے ذہر کا گھوٹ پیچے ہوتے ایران پر مزید خفت اکتسابی پاہنچاں لگانے کا فیصلہ کیا ہے اور ساتھ ہی یا متصدی مذکورات کا پیغام بھی دیا ہے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں دنیا بے شک ایک بڑی ہاتھی سے نی گئی ہے لیکن امریکہ کے عالمی پرطیقات ہوتے کی ایجاد کو بڑی ضرب گی ہے جو بیر عزم تھی۔

**جواب:** یہ تصویر یقیناً ہی آئی اے نے جاری کی ہے اور ایسے ظاہر کیا گیا جیسا کہ جزل قاسم سليمانی کو چراٹ میں کامنہ و رینگ دی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ 1989ء میں ایرانی پاسداران انقلاب کا ایک وفد جزل محسن رجائی کی زیر قیادت پاکستان آیا تھا جس میں قاسم سليمانی بھی شامل تھے۔ اس وقت وہ Iranian Revolutionary Guard Corps - IRGC کے ذویہ قش کا ناظر تھے۔ انہوں نے ایران عراق جنگ میں کاربائے نمایاں سرتاجام دیے تھے۔ یہ ساری کپانی بناتے اور مجھے قاسم سليمانی کے ساتھ دکھا کے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ لوگ مجھے بھی غالباً دہشت گرد سمجھنے لگیں جیسا کہ امریکی میڈیا اور خود فرم پ نے واضح کر دیا ہے کہ ”بم“ نے اسامد بن لاون کو مارا ابوبکر الجد اوی کو مارا اور اب قاسم سليمانی کو مارا ہے اور اس کے بعد وہ سرے دہشت گروں کو بھی جلد مکانے لگائیں گے۔

**سوال:** جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے امریکی مارے گئے ہوں یا امریکیوں کے مقابلات پر ضرب گئی ہو تو محض فرم آپ کو غالباً دہشت گروں کی فہرست میں کیوں شامل کرنا چاہتا ہے؟

**جواب:** بے شک میں نے جزل قاسم سليمانی اور ابوبکر الجد اوی کی طرح ایسی کوئی کاروائی نہیں کی جس میں امریکی مارے گئے ہوں لیکن میری سوچ اور مشورے بے شک امریکہ اور اسرائیل کے لئے تھا اور شرمندگی کا باعث بنے ہیں۔ پہلی مثال یہ ہے حزب اللہ اسرائیل پر میزائلوں اور راکنوں کی بارش کر کے اس کی مسکری قوت کو بے بس بنادے اور ایسا ہی ہوا اور اسرائیل کو شرمناک تھکست اخنانا پڑی۔

دوسری مشورہ میں نے حال ہی میں اپنے مضمون میں دیا ہے کہ ”اگر جنگ ہوتی ہے تو ایران، شام، عراق، یمن اور غزہ کی جانب سے راکنوں، میزائلوں اور ڈرونز کی بارش ہوگی اور ہزاروں خودکش جملہ آوروں کے متنے اسرائیل کو بے بس کر دیں گے۔“ یہ ایسی کارگر تدبیر ہے جس کا اسرائیل تو کیا امریکہ کے پاس بھی کوئی توڑنہیں ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کو اس

خطرے کی بھروسی اور اگر بات آگے بڑھی تو اس ایک کا وہ خطرے میں پڑ جائے گا۔ اس لئے سب سے زیادہ شور اسرائیل نے چالیا اور امریکہ پر زور ڈالا کہ خدا کے لئے اس جائزہ کو آگے مت بڑھائیں اور نہادت کا کمزور گھوٹ پتے ہوئے فرم پ نے ایران کے خلاف تاویزی کاروائی کو مزید سخت اقتصادی پابندیوں تک مدد و درکھا ہے۔

### ایران اور چین کے درمیان تزویری اقتصادی شراکت:

**سوال:** حال ہی میں ایران اور چین کے درمیان ”تزویری اقتصادی شراکت“ کے معاملے کے مسودے کی تیاری پر کام ہو رہا ہے جس میں چین کی جانب سے ایران میں کئی منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جائے گی۔ آپ کا اس پارے کیا تبصرہ ہے؟

**جواب:** درحقیقت یہ معاملہ ایک زوردار وحشناک ہے کہ جس کے سبب کریمیتی حقائق وجود میں آئے ہیں۔ جس طرح آج سے تقریباً پہنچتا ہے (45) سال قبل وزیر اعظم ذو الانتصار علی ہمتو نے درہ خیبر اب کے راستے شاہراہ قراقرم کھول کر چین کے ساتھ تزویری اقتصادی روایات قائم کئے تھے جس کی بدلت دونوں ملکوں کی افواج کے درمیان تزویری اقتصادی تحریکی بینا و پڑی تھی جو اب پاکستان چین اقتصادی راہداری (CPEC) کی صورت اختیار کر چکی ہے جسے Belt and Road Initiative (BRI) کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ایران نے گذشتہ چالیس سالوں تک امریکہ کی جانب اقتصادی پابندیوں اور بندوقوں کا مردوانہ وار مقابلہ کیا ہے اس نے ان زخمیوں کو توڑنے کا فصلہ کرتے ہوئے چین کے BRI مخصوصے کو خوش آمدی کیا ہے جس نے خطے کے تزویری نقشے کو بدلتے رکھ دیا ہے۔ اس معاملے کے مسودے میں اہداف ان الفاظ میں یعنی کئے گئے ہیں:

”ایشیا کی دو قدریم ترین تہذیبیں جو تجارتی، اقتصادی، سیاسی، ثقافتی اور سلامتی کے رشتہوں میں برندگی ہیں اب متعدد پاکی اور کشیر ایجنسی مٹادات کے حوالوں سے ایک دوسرے کے تزویری اقتصادی شراکت وار ہن جائیں گے۔“

معاملے میں ایک سو کے لگ بھگ ایسے منصوبے شامل ہیں جن میں چین سرمایہ کاری

کرے گا جبکہ ایران آنکھ پھیس (25) سالوں تک چین کو رعایتی قیتوں پر تسلی فراہم کرے گا۔ چین کی طرف سے چار سو بیمن امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری سے اب ایران کے لئے چین کی کرنی Renminbi میں تجارت کے متعدد موقع حاصل ہوں گے۔

تمدرویاتی وفاقی شرکت داری، ایرانی افواج کی پیش ورانہ صلاحیتوں کو ترقی دینے کا سبب بننے گی جیسا کہ 1980-90 کے عرصے میں پاکستان نے حاصل کی تھی۔ اس وقت ایران کے لئے سب سے اہم ہدف اسرائیل کے F35 فضائی طیاروں کے خطرے کو نکالت دینا ہے۔ اطلاعات کے مطابق حال ہی میں ان طیاروں نے کئی تھیبات اور Natanz میں واقع ایرانی ائمہ تھیبات کو نقصان پہنچایا ہے۔ Post Diehl خبرنامہ کے مطابق گذشتہ چند ہفتوں میں اسرائیل ایسی کارروائیوں کا مرکب ہو رہا ہے جن کا مقصد پر اسرار انداز سے ایران کے ایشی و میزائل پروگراموں اور دیگر صنعتی اور بنیادی ڈھانچے کے خلاف خفیہ مسکری باریت جاری رکھتا ہے۔ سینیٹری فوج کی پیداواری ہفتوں میزائل تیار کرنے والی فوجی سربوتیوں پاور پلنٹ، الیکٹریم اور سیکیل تیار کرنے والی فینٹریوں اور میڈیکل اسٹور پر پر اسرار دھاکے ہوئے۔ گذشتہ بخیج ٹیکنیک فارس میں واقع بشیر (Bushehr) کی بندراگاہ میں بھڑک ائنٹے والی آگ سے سات بھری جہاز چاہ ہوئے۔ اسرائیلوں نے اپنے آپ کو ان کارروائیوں سے بری الفدر رکھنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے۔“ معاهده یہ بھی کہتا ہے کہ ”مشترک فوجی تربیتی مشقوں، تحقیقی کاوشوں اسلحہ کی ترقی اور اسلامی جنس معلومات کے تبادلے کے ذریعے فوجی تعاون کو فروغ دیا جائے گا۔ یعنی تعاون کی حدیں آسمان تک ہیں۔

سوال:.....تمدرویاتی وفاقی شرکت کے خلاودہ بھی متعدد معاهدوں پر دستخط ہوئے ہیں۔ کچھ تفصیل بتانا پا جائیں گے؟

جواب:..... ایران میں بنیادی ڈھانچے (Infrastructure) کی بہتری کے لئے چین ایک سو بیمن امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا جس کی شروعات ایران کے شہر تہران سے چین کے صوبہ سیناگنگ کے شہر ارپنگ (Urumqi) کو ملانے والی 2,300 کلومیٹر

مولی شاہراہ کو ترقی دینے سے ہو گی جسے پہلے ہی پاکستان چین اقتصادی رابطہ کی منسوبے کے تحت بننے والی ارپنگ تا گوادر شاہراہ سے ملایا جا پکا ہے۔ جب اس شاہراہ کی تعمیر کمل ہو جائے گی تو اس سے وسطی ایشیا کے ساتھ رو اپلے ممکن ہوں گے اور اس سے آگے تر کی کے راستے پورپ تک بیشتر آسان ہو گی اور امکان ہے کہ بہت جلد پوری ایشیا بھی اسی سیاسی اور اقتصادی اتحاد کا حصہ بن جائے گا۔

سوال:..... بصرین نے ان معاهدوں کو کرتھاتی حقائق کا نام دیا ہے۔ ان معاهدوں کی تفصیل کیا ہے؟

جواب:..... منسوبے میں چاہ بہار سے زاہدان تک 628 کلومیٹر مولی شاہراہ بنانے کا بھی ذکر ہے جسے افغانستان کے شہر زرنخ تک دستت دی جائے گی۔ تہران سے مشبد کو ملانے والی 900 کلومیٹر ریلوے لائن کو ترقی دینا اور ایکٹر ایک سٹم سے لیں کرنا بھی ترجیحات میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ تہران سے قم اور اصفہان تک تیز رفتار ریلوے کو مکمل کرنے کا ایک اور منسوبہ بھی ہے جسے شمال مغربی شہر تہریز تک تو سیخ دی جائے گی کیونکہ یہ علاقہ تیل گیس اور اس سے متعلق دیگر معدنیات کا مرکز ہے۔ تہریز سے انفراد تک گیس پاپ لائن بچانے کا منسوبہ پہلے سے موجود ہے۔

تل کی مصنوعات کی صنعت: 280 بلین امریکی ڈالر کا بڑا حصہ ایران میں تیل اور گیس کی صنعت کو ترقی دینے پر صرف کیا جائے گا جسے امریکی پابندیوں کی وجہ سے ناقابل عالمی تھصان پہنچا ہے۔

موباصلاتی رابطے اور سماج پسیس (Cyber Space): معاهدے کے مسودے میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایران کے موباصلاتی نظام کو ترقی دینے کے لئے چین فائیو گی (5G) کا ڈھانچہ بھی تعمیر کرے گا۔ اس طرح چین کی معروف کمپنی Huawei ایرانی مارکیٹ میں داخل ہو جائے گی۔ اس کمپنی پر امریکہ کی جانب سے عائد پابندیوں کی وجہ سے برطانیہ اور آسٹریلیا سمیت دنیا کے کمائل نے اس کمپنی کے ساتھ کاروبار کرنے پر پابندی لگا دی ہے۔ چین

اور جبر و استبداد کی راہ اپناۓ بغیر دنیا کی دوسری بڑی اقتصادی قوت ہونے کا مقام حاصل کیا ہے جبکہ امریکہ نے عراق، افغانستان، سوریہ، افغانستان اور دیگر متعدد ملکوں کے خلاف غیر مصنوعی جنگیں لڑیں جس پر چھڑپتیں امریکی ڈالر خرچ ہوئے اور آئندہ لائے تے زیادہ لوگ قتل ہوئے اور کردوں لوگ بے گھر ہوئے ہیں۔ اب علم و استبداد کے بدل چھٹے شروع ہوئے ہیں ایک نئی صبح طاوع ہو رہی ہے۔ "الحمد لله سوال: ..... ان حالات میں پاکستان کے لئے شہری موائع بھی ہیں اور خطرات بھی بہتر حکمت عملی کیا ہوگی؟

جواب: ..... پاکستان کو چاہیے کہ بدلتے ہوئے حالات کو موقع نیمیت سمجھے اور ایران اور افغانستان کے ساتھ ہر سڑک پر اپنے روایتوں کو محکم کرے۔ ایران اور پاکستان یہیں پانچ لائے کے منصوبے کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ سڑک اور ریلوے لائے کے رابطے قائم کرے۔ کوئی سے زائد ان ریلوے کے نظام کو بہتر بنائے۔ کوئی اور پشاور سے اندر وون افغانستان سڑک اور ریلوے لائے کو توسعہ دے۔ امریکہ اور اس کے ایشیا پسند کے اتحادی پاکستان کے تذویری امن مفادات کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کریں گے جس کے سہ باب کے لئے حکمت عملی مرتب کرنا ضروری ہے۔

سوال: ..... مودی ہندوتو انظریہ کی سمجھیں کے لئے پاکستان کے خلاف سازشوں کا مرکب ہو رہا ہے۔ کشمیر میں علم و ستم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اس علم کو رکھنے کے لئے ہماری کیا حکمت عملی ہو سکتی ہے؟

جواب: ..... مودی نے فروری ۲۰۱۹ء کی ناکام سریکل امریکی کے بعد کہا تھا کہ "کاش میرے پاس رائلی طیارے ہوتے تو میں بدل دیتا۔" اب مودی کے پاس یہ تھیا تو موجود ہے لیکن بدقتی سے انہیں بڑی مشکل کا سامنا ہے کیونکہ بھارت اس وقت اپنی سلح افواج کی اندر دنی کمزوریوں کے مسائل سے دوچار ہے اور ان میں اتنی سخت نہیں کہ مودی کے عنانم کو کندھاوے سکیں۔ مثلاً:

اپنے BeiDou نظام کی بدولت ایران کے سائبرنظام سے متعلق افراد کو تربیت فراہم کرے گا جس سے ایران کے لئے بھین کی طرح اپنے ارڈر گرد "عظم آتشی دیوار" قائم کرنا آسان ہو چاہے گا۔

تذویری اہمیت کے حال منصوبے: مٹا جبوتی میں (Djibouti Base)، گوادر پورٹ، طیخ فارس میں واقع قشم کا جزیرہ آبادان کے نزدیک ماکو کا آزاد تجارتی علاقہ؛ گوادر اور چاہ بہار کی بندگیاں؛ چاہ بہار سے 350 کلومیٹر کے فاصلے پر بند رجک اور وہاں کے آزاد تجارتی علاقے کی سبتوں بھین کو حاصل ہوں گی جو مغربی دنیا اور امریکی اقتصادی مفادات کے لئے برآور است چیزیں ہوں گے۔

سوال: ..... بھین نے اپنی اقتصادی حکمت عملی کو عروج پر پہنچا لیا ہے جبکہ امریکہ اپنی عسکری قوت کے بل بیوئے پر عمل پیرا ہے اور ناکام ہے۔ کیوں؟

جواب: اس بدلتے ہوئے تذویری امن ماحول کے پس پر وہ کرشتی حقیقت (Magical Realism) کا نام دیا گیا ہے اور نئے عالمی نظام کے خدوخال بھی نمایاں ہیں جیسا کہ یہ دانشنما حقیقت پیاتی ہے:

"ایران کی گردن پر سے امریکہ کا گھنٹا ہٹ پکا ہے۔"

"عالیٰ سوچ اور طاقت کے توازن میں ذرا بھی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔"

"بلند ترین تعلیمی شرح رکھنے کے باوجود امریکہ تعلیم اور عالم فہم کے اوصاف سے ناری نظر آتا ہے۔"

"بھین پاکستان، افغانستان، ایران اور وسطی ایشیاء پر مشتمل ایک یا تذویری اہمیت اقتصادی نظام ہونے جا رہا ہے جو وہی کے لئے ہے کہ وہ اہم ہے کہ وہ بھی اس میں شامل ہو جائے تاکہ اس کے لئے بحرب کے گرم پانچوں تک پہنچانا آسان ہو جائے۔"

"یہ قائم صورت حال پاکستان کے لئے جو صد افزائے۔"

دوسری اہم بات یہ ہے کہ بھین دنیا کا واحد نگاہ ہے جس نے حالہ دہائیوں میں تصادم

(۱) ..... بھارت اپنی سلسلہ افواج کی تنظیم نو میں صرف ہے جس کی وجہ سے وہ عملی طور پر کسی بڑی کارروائی کے قابل نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان اپنی سلسلہ افواج کی تنظیم نو 1980-90 کے مرے میں مکمل کر چکا ہے اور اس کے تمام جنگی منصوبے فوجی مشقوں میں باقاعدہ طور پر چاہئے اور پر کر کے جا سکتے ہیں۔

(۲) ..... پاکستان نے اپنا اتم جنگی نینک "بھری جہاز" سب میرین اور کشیر الجہی کردار کے حوالہ نظری طیارے خود تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے جبکہ بھارت کو یہ صلاحیت حاصل نہیں ہے۔ رائل طیارے جو انہوں نے حالیہ عرصے میں اپنی نصانی میں شامل کئے ہیں۔ ان کے مقابلے میں جنین کے 20-30 طیارے زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔

(۳) ..... بھارتی پائلٹوں کو رائل طیاروں کی جنگی بھارت حاصل کرنے کے لئے وقت درکار ہو گا۔

(۴) ..... بھارت کی تقریباً تیس فیصد پیادہ فوج درجن بھر اندر وہی تحریکوں سے منٹے میں الجھی ہوئی ہیں جن میں کشمیر کی تحریک آزادی بھی شامل ہے جواب مطلقی انجام کے قریب ہے۔ لہذا پیادہ فوج کی کمی کے باعث زمینی دفعہ کمزور ہو گا اور اس کی اپنی حملہ آور فوج کو تحفظ سنبھالنے کی صلاحیت بھی محدود ہو گی۔

(۵) ..... کشمیری نوجوان اپنے عظیم قائد سید علی گیلانی کی قیادت میں بے مثال قربانی دے رہے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ قلم کی زنجیریں ان کے خون کے شعلوں سے پکھیں گی، قراردادوں اور احتجاج سے نہیں۔ اللہ مسبب الاسباب ہے۔

(۶) ..... بھارتی فوج کو نسلی اختلاف (Caste system) کی وجہ سے افسروں کی کمی کا سامنا ہے جو ایک بڑی کمزوری ہے۔

(۷) ..... فروری 2019 میں بالاکوٹ سر جنگل اسٹرائیک میں ناکامی اور لداخ کے حاذ پر چینی سپاہیوں کے ہاتھوں اخراجی جانے والی ہڑیت کے سبب بھارت کی سلسلہ افواج کی غزت اور وقار کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔

(۸) ..... اپنے تمام پڑوی ممالک کے ساتھ کشیدہ اتحادات کی وجہ سے بھارت سیاسی طور پر تجہا ہو چکا ہے جو اس کی قوی سلامتی کے لئے شدید خطرہ ہے۔

سوال: ..... ضرب کاری (Fundamental Blow) کی پالیسی کو عمل میں لانے کا پاکستان کے لئے اس سے بہتر وقت اور کیا ہو سکتا ہے جس پالیسی کا مطلب ہے کہ وہن کی سرحدی دائمی لائن کو توڑ کر کھلا راستہ مہیا کیا جائے تاکہ ہماری حملہ آور فوج اپنے ابداف کی جانب پیش قدمی میں ہمارے اقبال نینک کا اہم کردار ہے جو اپنی رفتار فائر پاور، حفاظت اور میدان جنگ میں اپنا لوہا منوانے کے اعتبار سے کوئی ثانی نہیں رکھتا؟

جواب: ..... ہمارا اقبال نینک ہے "زمیں جنگ کا باوشاہ" کہا جاتا ہے پہلے اس کی تیاری اور صلاحیت کے بارے میں جانا ضروری ہے۔ جہاں تک ضرب کاری حکومت عملی کا تعاقب ہے اس کا ذکر بعد میں کروں گا۔

ہمارے اہم جنگی نینک اقبال ۱ نے ۱۷ اگست 1988 کو امریکہ کے مایہ ناز نینک Abraham M1A1 کو عملی میدان میں نکلتے دے کر اپنے سفر کا آغاز کیا۔ ہمارے اس نینک میں جرمی کے II Leopard کا پاپر پیک (انجن) فٹ کیا گیا تھا لیکن امریکی دباؤ میں آ کر جرمی نے انجن کی سپاہی بند کر دی۔ مجبوراً اہمیں یور کرائی سے ان کے نینک کے انجن کے لئے بات چیت کرتا پڑی اور 1996 تک یور کرائی کے 300 نینکوں کے علاوہ 400 اقبال نینک تیار ہو کر میدان میں آپنے تھے۔ اسی دوران ہمارے T-85, T-62, T-59, T نینک بھی اپ کریڈ ہو چکے تھے متعدد خوبیوں کا حامل اضمار نینک بھی انہیں میں سے ایک ہے۔

ہمارے ہمدرد کاری گروں نے نینکوں کو اپ کریڈ کرنے میں اتنی مہارت حاصل کر لی ہے کہ آج اقبال ۱ کی صورت میں یہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ مایہ ناز بھیجا رہے ہے جنگ کا باوشاہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس نینک میں اتنی خوبیاں ہیں کہ ہماری بارہان و فوج کی حکومت عملی کی تائید میں زمینی اور فضائی جنگ کا حصہ اخراج پیش کرتے ہوئے دور تک ابداف کو کامیابی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس حکومت عملی کو یور دئے کار لایا جائے تو اقبال نینک کی

کے اس علاقوے کو پانی ملکت ہا صدقہ یاد۔ امریکہ اور دوسرے ملک شدید پڑتے رہے تھے پکونے کر سکے۔ ایک ہی ضربہ کامنی سے محاصرہ ہو گیا۔

**تیسرا مثال:** انگلی اسی سال ہوا تھا ہے کہ ترکی نے شام کے ساتھ میر حصہ پر کہ جس سے شامی پاشنے بھرت کر گئے تھے ابھی کروں کو کار آپر کر دیتے تھے کہ جس سے ترکی کا ایک نیا فرنٹ کھل چیز تھا، تو کوئی لے قوام تھا، سے یا کسی اور سے مدھت اور خاست نہیں تھیں جیسی بگ احمد کرو دی کہ ترکی علاقوے کے زور سے کروں کو گا۔ گا اور دیاں ان شامی پاشوں کو آپر کرے گا جن کی اکثر تھد پر ترکی میں پانچ گزین تھیں۔ امریکہ کے فوجی بھی دیاں موجود تھے مگر وہ نیکی گئے اور ترکی نے ایک بند کے اندر اپنے میر حصہ کو مکٹھوڑہ ہو۔

**ایران اسرائیل میں محنت کی بدلتی صورت حال:**

**سوال:** امریقی دنیا اس وقت پر ترینی ناقص اور بے راہ رسانی کا شکار ہے اور امریقی قلم و پر پرست باب سے بڑا شکار ایران ہے تھیں اس کے پوچھوڑ ایران نے بڑی حوصلہ مددی کے ساتھ اپنی عسکری قوت کو ایک بھی بہت دیتے ہے کہ جس کے سبب ایران اسرائیل کو ایک شرعاً کی محنت سے دوچار کر سکے۔ کیا یہ درست ہے؟

**جواب:** حقیقت ہے کہ نا اسلام مضمون ہے جی کہ ہاؤنی ای (HIC) نے بھی ایران کو یونانی میں شرکت کی اجازت نہیں دی کیونکہ یہ اکوہ اس کے آقا معاون غرب کے لئے ہڈیں قبول ہے جنہوں نے غیر ان خان گو لاپور بکانٹش میں شرکت سے بھی روک دی تھا حالانکہ یہ یونانی عالم اسلام کو درجیں سرائی کے حل کے لئے ایک بثت اور مہم کرو دی اور کر سکتی تھی۔

اس کے باوجود یہ امر پاٹھ الٹیہاں ہے کہ ایران گزشتہ چار دہائیوں سے جو براہ پاہندیوں کے باوجود نہ صرف اپنے قومی و قاری و فیرت آقا تم رکھنے میں کامیاب ہوا ہے بلکہ دنیا کی انگوٹی پر پا در کی جانب سے جیٹ کر دی جس بھرپور تھا تو تھا پر ہریت کی بھی مثال آتم کی ہے۔ صرف بالکل میرزاں کے پہلے ہی حصے میں ایران نے پانچ دہائیوں میں

دہڑہ اور جے ایف ۱۷ کی گھنی گرج بھارت میں اپالہ تک سائی دے گی اور جنوب میں ہجرے سندھوں میں ہمارے پر سوچ کرو دی میرزاں (Super Sonice Cruise Missiles) سے پہنچ کے لئے بھارتی بحثی کے طیارہ بودار جہاز آئی این ایک پر کار بیج (INS Vikramaditya) کو پانی حلقہ کے لئے پناہ گاہ کی ضرورت ہو گی۔

**سوال:** آپ نے اپنے منہ میں میں ضربہ کاری (Fundamental Blow) کو تھکر دیا ہے اس تھکری کی وضاحت کرو پسند کریں گے؟

**جواب:** میں کسی براہ راست آرائی سے ہام نہیں لے رہا بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ہماری سخت پان اور آزمودہ سلیخ افواج، جن کا شہر دنیا کی بہترن سلسلے افواج میں ہوتا ہے، وہیں کو سخت سکنے کے لئے بس وقت تداریں۔ الحداش ہماری افواج میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ ایک مضبوطہ محنت عملی کے تحت اپنے دو قومی مقاصد میں کامیاب ہو۔ یہ محنت عملی کیا ہے اور اُن ممالک میں اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے پسند شدیں پیش کرو چاہیں گا جس سے حقیقت واٹھ ہو جائے گی۔

پہلی مثال ۱۹۸۰ء میں جب میں دارکوہی کرو دیا تو ہمارے چیف انٹر کنٹرولر گینز ریخو احمد نے مثال پان کی کہ پہنچنے کے خلاف بیگ میں برطاونی بری گینڈ کا صرے میں آگیار پر گینڈ کا شرمنے اپنے افسروں کو پانی اور کچڑا

”ستہ انجی خبر یہ ہے کہ ہمارا دشمن سامنے ہے ٹوکیں اور باسیں بھی ہے پیچھے بھی ہے بیچھے گر جائے گا کھڑ۔ ہم جلد کریں گے ہمارا بیف وہ بیڑی ہے جو بیساں سے ہو میک دو رہے۔ بھر پر جزئی کرلو ہمل کرو دیا اس کی وقاری لائیں تو زکر رکھ دو اور سورج خلوٹ ہونے سے پہلے اس پیڑا زی پر اپنا ٹم بلند کرو دو۔“ کماٹر کے حرم پر عمل ہوا اور دشمن پہپا ہو گیا۔

**دوسری مثال:** سو دسیت یونان کے نوٹ جانے کے بعد کریمیا (Crimeia) کا علاقہ پوکرین (Ukraine) کے ساتھ شامل کر لیا گیا تھا۔ دوں کے صدر پوکن نے فوجی کارروائی کر

دیکے ہوئے امریکی فوجیوں کے دامنی توازن کو خراب کر دیا ہے اور ابھی تک امریکی اس صدھے سے نہیں بکل سکے ہیں۔

اس پس منظر میں اندازوں نکالیں کہ جب اسرائیل پر متعدد اطراف سے ہزاروں کی تعداد میں راکنوں اور میرانکوں کی بارش ہوگی تو اس پر کیا گزرے گی۔ غتریب دنیا یہ منظر بھی دیکھے گی۔ لہذا اسرائیل کو ایک نئی قسم کی جنگ کا سامنا ہو گا جس کے خلاف اس کے پاس کوئی دفاعی صلاحیت نہیں ہے۔ یہ خطرہ 2006ء میں لوی جانے والی حرب اللہ اسرائیل جنگ کی مثال ہو گا جس میں اسرائیل کو نکست اخنانا پڑی تھی اور 2015ء میں افغانستان میں لوی جانے والی قندوز کی جنگ کی حکمت بھی اس میں شامل ہو گی۔ آسان الفاظ میں اس جنگ کا لشکر کو اس طرح ہو گا:

”اسرائیل کے خلاف جنگ، پہلے مرحلے میں متعدد اطراف سے فری فلامٹ راکنوں، میرانکوں اور ڈروز کے حملوں سے ہو گی جس سے اسرائیل کا آئین ڈوم نای اڑ ڈیپس ستم ناکارہ ہو جائے گا اور عوام کے خوٹے پست ہو جائیں گے۔ اس کے بعد بارود سے بھری گاڑیاں اسرائیل کے خانقی حصاروں کو توڑ دیں گی جس سے خودکش بمباروں کو اسرائیلی سرحدوں کے اندر داخل ہونے کا راستہ جائے گا اور وہ بتایی پھیلی گی جس سے دشمن کے اوسان خطاب ہو جائیں گے۔“ یہ صورت حال اسرائیل کے وجود کو مٹا کر رکھ دیتی جس کا اور اس کرتے ہوئے انہوں نے فتح فارس کا محاصرہ کرنے والے بھری بیڑے سمیت پسپائی اختیار کر لی۔

سوال: ..... اطلاعات کے مطابق ”خفیہ حکمت ملی“ (Stealth Strategy) کے تحت فتح جزیرہ نما (Fifth Generation) کے لڑاکا طیارے ایف ۳۵ (F-35) استعمال کرتے ہوئے ایران میں متعدد اہداف کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا جس کے خلاف ایران کے پاس وقار کی صلاحیت محدود ہے:

جواب: ..... اسرائیل ایسی کارروائیوں کا مرکب ہو رہا ہے جن کا مقصد پر اسرار طریقے سے ایران کے ایئمی دیزائیل پروگراموں اور دیگر صنعتی اور بنیادی ڈھانچے کو نشانہ بنانا ہے۔

ٹالش کی جانبکے جو قائم فریقین کے لئے قابل قبول ہو۔  
ایران کی جوابی کارروائی:

سوال: ..... ایران اور اسرائیل تصاصم کے تدویری ای تحریکات کے بارے میں آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

جواب: ..... ایرانی ہرzel قسم سیاسی کو امریکی سپاہیوں کے قتل کے الزام میں قتل کر دیا گی تھا۔ اس کے فوراً بعد امریکہ اور اسرائیل نے ایران کو مزید اینے کی فرض سے خلی میں نو جس نجع کیں لیکن ایران نے براہ راست تصاصم میں کوئے کی بجائے موبہر مراجحتی (Deterrence) حکمت عملی اپنائے کو ترجیح دی اور اعلان کیا کہ:

”اگر ایران پر حملہ کیا جاتا ہے تو جوابی کارروائی متعدد ستوں سے فری فلامٹ راکنوں، میرانکوں اور ڈروز کے حملوں سے ہو گی جس سے اسرائیل کا آئین ڈوم نای اڑ ڈیپس ستم ناکارہ ہو جائے گا اور عوام کے خوٹے پست ہو جائیں گے۔ اس کے بعد بارود سے بھری گاڑیاں مختلف اطراف سے دفاعی حصاروں کو توڑ دیں گی اور ہزاروں کی تعداد میں خودکش بمباروں کے اسرائیل کے اندر گھسنے کی راہ ہموار ہو جائے گی جس سے دشمن کے دل و دماغ دہل جائیں گے اور وہ بجاگ جائیں گے جیسے قندوز میں چھپے ہزار فوجی بجاگ گئے تھے۔“

یہ ایک حقیقت ہے کہ حرب اللہ کے ساتھ جنگ سے پہلے اسرائیل کو آگاہ کر دیا گیا تھا لیکن اسرائیل نے پرداوندگی اور ایک شرمناک نگست اخنانا پڑی۔ اسی طرح آج ایران کی جانب سے جس طرح کے خطرے کا سامنا ہے وہ بڑا وضع ہے اور بہتر ہو گا کہ اسرائیل احتیاط کا دہن پکڑے۔ امریکہ اور اس کے چندوں اسرائیل اور بھارت کے سامنے بھی راست ہے کہ وہ مودی اور ٹرمپ کے نام نبادا اسی مندوں کو عملی جامد نہ پہنائیں بلکہ کشمیر یوں اور فلسطینیوں کے ساتھ گفت و شنید کی راہ اختیار کریں تاکہ مسائل کا ایسا بادقا اور قابل عمل حل

بنیزیری نیوج کی پیداواری سہولتوں، میرائل تیار کرنے والے فوجی ممکنہوں پاور پلائس اور گیئرپل نیکنریوں پر پراسرار دھماکے ہوئے۔ گذشتہ ماہ فلچ فارس میں واقع شہر کی بندرگاہ میں بجزک اٹھنے والی آگ سے سات بھری جہاز جباہ ہو گئے تھے۔ اسی طرح ۲۰۰۶ء میں اسرائیل کی تھلست کا انتقام اور لبنان میں حزب اللہ کو سزا دینے کے لئے بیرونی بندرگاہ پر زوردار دھماکہ کیا گیا۔ ایران کو تباہ کرنے کے لئے شیعہ سنی تنازعات کو ہوا دینے کا عمل عروج پر ہے۔ ۱۹۷۹ء میں روشنی ہونے والے انقلاب ایران کے بعد امریکہ ایران کو خلطے میں سنی عرب ممالک کے لئے خطرے کے طور پر پیش کرتا رہا ہے اور انہیں اربوں ڈالر کا امریکی الٹھ اور عسکری ساز و سامان فروخت کیا ہے۔ اب جبکہ خطرہ سامنے ہے تو ان ممالک کے لئے اسرائیل سے وفاqi الٹھ خریدنے کا راستہ مکمل گیا ہے۔

جو اپنی کارروائی کرتے ہوئے ایران نے بغیر وقت شائع کے چین کے ساتھ تزویری اتنی وفاqi شرکت داری قائم کر لی ہے۔ اس تزویری شرکت نے ایک سنی طوفان برپا کر دیا ہے جو نئے عالمی نظام کے خدوخال واضح کرتا ہے۔ چین نے ایسا مالی نظام وضع کرنے میں کمیابی حاصل کر لی ہے جو امریکہ اور اس کی "وباد میں رکھتے" والی پالیسی کی تھلست ہے۔ چینی بار ایسا ہوا ہے کہ چین کے "اقتصادی نظام" نے "اقتصادی مراجحت" قائم کی ہے جو ایران صحت اس حکمت عملی کی وفاqi چھتری کے پیچے آنے والوں کو تحفظ فراہم کرے گی۔

چین کے "اقتصادی نظام" نے جاریت کی مرکب قوتوں کے خلاف یا منی اقتصادی حرجمتی (Economic Deterrence) نظام قائم کر لیا ہے جو ایران کو اسرائیل کی منی خفیہ حکمت عملی (Stealth Strategy) کے خلاف تحفظ فراہم کرتی ہے جبکہ امریکہ نے "ظلم و وجہت" (Shock & Awe) اور "انتجانی دباؤ" (Extreme Pressure) کے ہتھکنندوں کے ذریعے گذشتہ چار دہائیوں سے متعدد مسلم ممالک کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کرتے ہوئے انہیں تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور آئندھیں سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا ہے اور اب ایران اور دیگر کے خلاف اسرائیل کے ساتھ تعاون کر رہا ہے جس سے مشرق وسطی کا پراخط

جنہی سے دوچار ہو جائے گا۔ بلاشبہ اتفاقات کے اس اثر ہام نے صورتحال کو الجھاکے رکھ دیا ہے۔ مشرق وسطی کو اس قسم کی سیاسی و تزویری اتنی عکل دینے سے عربوں کو نہ ہونے والی باہمی وثمنی اور بalaکت کی آگ میں جھوٹکا گیا ہے۔

**سوال:** ..... اس وقت اسرائیل کو ایف ۳۵ میلارڈ کی وجہ سے قضاۓ برتری اور اٹھی جنس کی سہولیات حاصل ہیں جس کی وجہ سے ایران آسان بدف ہے۔ ان خطرات سے نہیں کے لئے کیا اقدامات کئے جاسکتے ہیں؟

**جواب:** ..... اس کا انحصار چین پر ہے کہ تصادم کے اس حساس نویس کے مفتراءے کا توڑھاٹ کرنے کی صلاحیت تلاش کرنے میں اسے کتنا وقت درکار ہے۔ چین کا لڑاکا طیارہ بے (۲۰-J)، بھی فتحہ جزیئن کا ہے۔ شاید یہ طیارہ امریکی ایف ۳۵ میلارڈ کے خلاف موڑ کارروائی کرنے کی صلاحیت کا حال ہو گریے بات جانتے ہوئے کہ بیرونی خلائی سنجھائیں کو مار گرانے کی صلاحیت رکھنے والے چین کے لئے ایف ۳۵ میلارڈ کو مار گراہا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا۔ جب ایسا ہو گا تو اسرائیل کی "خفیہ حکمت عملی" اور عسکری صلاحیتوں کے میدان میں حاصل مراحتی برتری کا غور و خاک میں مل جائے گا۔

### پاکستان کے لئے ممکنہ راستے:

**سوال:** ..... آپ کی نظر میں پاکستان کے لئے مناسب اقدامات کیا ہو سکتے ہیں؟

**جواب:** ..... ایران اور پاکستان کو چین کی فراخدالات امداد کے باوجود امریکہ اور سعودی عرب کے ساتھ تعلقات کے سبب پاکستان کو اس صورت حال میں غیر جائزدار بننے کا مشورہ دے گا۔ لہذا اب ہمیں اپنی صلاحیت کی بجائے اپنی "مراحتی صلاحیت" کے بارے و درے وسائل پر سوچنا چاہیے۔ روانی مراحت کی قیمت اور فرقی غلامت را کنوں اور چیزیں یافت میز انکوں کی قیمت کا فرق ہی ہماری مراحتی صلاحیت کا جو ہربری غصہ ہے۔ ہماری تیک خواہشات اس کے خواہاں عرب ممالک کے ساتھ ہیں لیکن فلسطینیوں کے خون کی قیمت پر نہیں۔ اس لئے کہ بہت جلد جب اسرائیل دزیراعظم تحدہ عرب امارات کا دورہ کرے گا اور

اسرائیل کا قومی ترانہ بجا لایا جائے گا جس کا پیغام ہے:  
”اس وقت تک ہمارے دشمنوں کو دشمنت زدہ ہونے دو۔ مصر اور گھنام میں نہیں  
والوں کو کاپنے دو۔ باہمیوں کے شہروں پر کچھی طاری رہنے دو۔ ان کے آسانوں  
پر ہماری طرف سے مصائب و دشمنت جاری رہنے دو۔ جب ہم ان کے سیزوں  
میں اپنا نیزہ داخل کریں گے اور ان کا بہتا ہوا خون اور ان کے سروں کو کٹا ہوا  
دیکھیں گے۔“

اس پیغام میں مسلمانوں کے قتل عام کا واضح پیغام ہے، یعنی خون بھے گا، مہذب دنیا  
خاموش رہے گی لیکن قانون نظرت ہے:

جو چپ رہے گی زبان خبر لہو پکارے گا آئیں کا  
مہذب دنیا فلسطین اور کشمیر کے مجاہدوں کے قتل پر خاموش ہے لیکن خالم کے ہاتھوں  
پر گئے ہوئے خون کے وجہے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کی یہ رضا ہے (سورۃ الحجہ  
کی آیت ۲۰) کہ یہ ظلم ناکام ہو کر رہے گا۔ جس طرح جرس نازی یہودیوں کو ختم نہیں کر سکے،  
یہودی، فلسطینیوں کے جذب آزادی کو نہیں دبا سکتے“ اور بھارت کشمیریوں کی حق خود ارادت کی  
جدوجہد کو نہیں دبا سکتا“ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصود کچھ اور ہے:

”اگر اللہ تعالیٰ ایک کو درسے کے خلاف نہ بنتا رہتا تو اہبوں کے صوتے اور  
عیسائیوں کے گرجے یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مساجدیں، جس  
میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے گرائی جا چکی ہوتیں۔ اور جو شخص اللہ کی  
مد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مد کرتا ہے۔“ (الحج آیت ۲۰)

### کشمیر اور فلسطین کے مسائل کے حل کا ”احمقانہ“ مضمون:

سوال: ..... ہرے تجویز کی بات ہے کہ یہ بعد میگرے کشمیری حیثیت کو مودی نے  
بد لئے کافی کیا اور امریکی صدر نے فلسطین سے متعلق ہرے ہی محمد خیز اس منصوبے کی  
تجویز چیل کی ہے۔ اس بڑی سازش کے بارے آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: ..... یقیناً یہ ایک بڑی سازش ہے جو دارساپان کا حصہ ہے جس کے تحت  
امریکہ اپنے دونوں تدویری آئی وقاری شرکت داروں کے مجموعہ عزائم کو تقویت دے کر ایران کو  
نیچا دکھانا چاہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امریکہ کے تدویری آئی شرکت داروں نے  
اقوام تحدہ کی سات دہائیاں قبل پاس ہونے والی قراردادوں کو روشن تھے ہوئے مسئلہ کشمیر اور  
فلسطین پر یک طرزِ حل مسلط کر دیا ہے جس سے عالم اسلام میں شدید اختراط پایا جاتا  
ہے۔ درحقیقت دو مختلف علاقوں میں تصادم کی مختلف نوعیت کی وجہ سے پورے علاقے کا مستقبل  
خطرے سے دوچار ہو چکا ہے۔

کشمیر کی تحریک آزادی کے اندر وہی حرکات مختبوت ہیں جو اب ایک اعلیٰ ہوئے  
لادے کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور طاقت کے بل بوتے پر انہیں نہیں دبایا جا سکتا۔ اب تک  
تو یہ تحریک پر اس ہے لیکن اگر کشمیریوں پر بھارتی علم و تم کا سلسہ بدستور جاری رہا تو یہ تحریک  
پر تشدد ہو جائے گی۔ کشمیر کے اندر سے جہادی گروپ ایجنسیز گے جو دنیا بھر سے آئے والے  
جہادیوں کے ساتھ عمل کر دیں ہی صورت حال پیدا کر دیں گے جیسی افغانستان میں روی اور  
امریکی قبیلے کے بعد پیدا ہوئی تھی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مودی کی جانب سے کشمیر کو ختم کرنے  
کے الہامات واپس نہیں لئے جائیں گے جس سے تصادم مزید خون خرابی کا باعث ہے  
گا۔ غالباً یہ تحریک سے متفوض کشمیر میں تھیں آئندہ لاکھ سے زائد بھارتی فوجیوں کی  
مشکلات میں مزید اضافہ ہو گا اور یہ بات کہ ”پاکستان دوسروں کی جنگ میں شامل نہیں ہو گا  
“ کے فیصلے کا بھی امتحان ہو گا۔

### امریکی تجویز پر فلسطین کا مکمل رد عمل:

فلسطینی کی تحریک کے اندر وہی حرکات کمزور ہیں کیونکہ ان کی قیادت مختصم ہے لہذا  
فلسطینی مجبور ہیں کہ اتفاقی کے لکھے پر صبر کر لیں اور سوچنے پر مجبور ہیں کہ:  
ثابت تدم رو کر مراجحت جاری رکھنے سے ہی اسرائیل کے لئے مشکلات اور چیلنجز  
پیدا کئے جاسکتے ہیں کیونکہ اگر مزید کچھ ملٹی کی توقع نہ ہو تو جو کچھ حاصل ہے اسی پر اکتفا کرنا

بہتر ہے۔

فلسطین کی منظم قیادت اور آدمی عرب دنیا کا زمپ کے اس منسوبے کو قبول کر لیں ایک الیہ ہے جس سے زمپ کو اپنی من رضی کا عمل مسلط کرنے کی جرأت ہوئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ فلسطینیوں کی نہ کوئی آواز ہے نہ کوئی حق ہے۔ انہیں تو بے بس قیدیوں کے کہپ میں ڈال دیا گیا ہے جہاں دنیانہ ان کی آواز نہیں ہے اور حقائق جانے کی کوشش کرتی ہے۔

زمپ کے نظر یہ اس سے فلسطینیوں کو نہ صرف نہ اکرائی عمل میں شمولیت کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے بلکہ انہیں اپنی ہی سر زمین پر آزادی اور قوی وقار سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ اس منسوبے کی رو سے مشرقی یہودیم پر اسرائیل کے قبیلے کی بھی منظوری دے دی گئی ہے۔ منسوبے کی شرائط کو چار سال کے دوران قبول کیا جانا لازم ہے ورنہ اسرائیل مزید فلسطینی ملاقتوں پر بند کر لے گا۔ یہ منسوبہ اسرائیل میں بینک کر زمپ کے داماد اور امریکی سفیر ڈیوڈ فرائدمن (David Friedman) نے تیار کیا ہے جس کا ہر پہلو مسحک خیز ہے مگر امریکی صدر نے اس منسوبے کو انتہائی بیکاری میں من و عن قبول کر لیا ہے۔ ”فلسطینی کس کے خلاف احتجاج کریں۔ وہ تو اسی کلکش میں بھتا ہیں کہ ان کے اندر وہی سائل کا حل محمود عباس کے پاس ہے یا اسرائیل کے پاس۔“

فلسطین کا مسئلہ غیر ارادی طور سے ایران سے متعلق ہو گیا ہے اور القدس کے کمانڈر جزل قاسم سليمانی کے قتل کے بعد فلسطین کے تصادم میں نئی جہت آئی ہے۔ امریکیوں کو ہرگز مگان نہیں تھا کہ ایران اس قدر جلد بھر پور جوابی کارروائی کرتے ہوئے عراق میں امریکی فوجی نمکانوں کو نشانہ بنائے گا اور افغانستان میں کارروائی کرتے ہوئے امریکی فناشیے کے اعلیٰ عکیبی صلاحیتوں کے حال جہاز کو مار گرائے گا۔ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ خلیٰ میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کامرزی کرداری آئی اے کا اعلیٰ عبدیہ ارجمند آیت اللہ مائیک (Ayatollah Mike) کے نام سے مشہور تھا اس حادثے میں ہلاک ہو گیا

ہے۔ تبھی تو گمراہت کے عالم میں اسرائیل نے امریکہ پر زور دیا کہ صورت حال کو مزید بگڑانے دیا جائے کیونکہ اس طرح بگ سے اسرائیل کے وجود کو خطرات احتقان ہو جائیں گے۔

### جزنیلوں کے باہمی تعلقات:

سوال: ..... عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جزل کسی کا دوست نہیں ہوتا۔ جب کوئی افسر جزل بن جائے تو وہ جو بخوبی افراد سے دوستی تو کافی واقعیت پر جانے میں بھی عارم ہو جاتا ہے۔ میں خود ایک مرتبہ ایک ریٹائرڈ لیٹنینٹ جزل سے ملنے گیا تو وہ مجھ سے مل کر تو بہت خوش ہوئے لیکن آنکھوں میں آنسو لیے انہوں نے حکایت کی ”کوئی بمحض سے ملنے نہیں آتا“ میں بڑی تباہی ہو جاتی ہوں۔

معروف شاعر یحییٰ ضیر جعفری نے بھی ایک نظم لکھی تھی:

اس اوپنی لالِ حولی میں

اک بیکر جزل رہتا ہے

اس نظم میں انہوں نے جزل کی تباہی کی تصویر کشی کی ہے۔ آپ کا کیا تحریر ہے؟

جواب: ..... (مگر اتھے ہوئے) نہیں میرا تحریر بالکل مختلف ہے۔ ان تمام افراد اور جوانوں سے، جن کے ساتھ میں نے کام کیا ہے، میرے قریبی تعلقات ہیں۔ میں اپنے شاپ کا پہلے ذکر کر چکا ہوں وہ کئی دہائیوں سے میرے ساتھ ہیں۔ جب میں نے ”فریڈریز“ قائم کی تو کمی افسر اور دوست میرے ساتھ آگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ عزت اس وقت کھاتے ہیں جب سروں میں ہوتے ہیں۔ اگر آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں انصاف سے کام لیں اور ان کی عزت نفس کا خیال رکھیں تو وہ آپ کی عزت کرتے ہیں اور یہ عزت ریٹائرڈ کے بعد بھی جاری رہتی ہے۔ ان یونتوں کے افسر اور جوان جنہیں آپ نے کمانڈ کیا ہوتا ہے۔ آپ کے دل کے بہت قریب ہوتے ہیں اور ان سے زندگی بھر کا تعطیل قائم ہو جاتا ہے۔ پچھلی بات تو یہ ہے کہ قوی سلامتی کے امور کے تعلق میرے پختہ عزم میری

تحریر دن اور تبروں نے دوستوں اور خاندان کے ہمراہ ریٹرینمنٹ کے بعد کی زندگی کو کہیں زیادہ ہماقی اور لطف اندر زہادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بیش خصوصی کرم رہا ہے اور مجھے صحت و تدرستی والی طولی عمر عطا کی ہے۔

سوال: ..... آپ بہت خوش قسم ہیں کہ اپنے کیرر میں خطرناک ائمچ چڑھاؤ کے باوجود آپ جزل کے مددے تک چاپنے۔ دوسرے جرنیلوں کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟

جواب: ..... بہت اچھے تعلقات ہیں۔ جزل بننے کے بعد بھی ہم انسان ہی رہتے ہیں۔ انسان مل جمل کر معاشرے میں رہتے ہیں۔ دوسرے انسانوں کے بغیر ان کا گزارہ ممکن نہیں۔ ہم آپس میں ملنے رہتے ہیں خیالات اور تھانف کا تبادلہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ مجھے ایک تقریب یاد آئی:

#### فورشار جرنیلوں کی کمکشان:

6 دسمبر 2018ء کو چیئرمن جوانگ چیف آف ٹاف سینی جزل زیرِ حمود حیات اور نیشنل ڈائینس یونیورسٹی کے صدر یونیورسٹیت جزل ماجد احسان نے تینوں سرونوٹر جزل ایمبل اور ائمچ چیف مارشل کو نیشنل ڈائینس یونیورسٹی میں Four Star Alumni کے قیام کے سلسلے میں دعوت دی۔ اس تقریب میں مندرجہ ذیل اعلیٰ افران شریک ہوئے:

آری	نامی	فضائیہ
جزل شیم عالم خان	ایمبل کرامت رحمن نیازی	ایمبل محمد عباس خٹک
جزل محمد یوسف خان	ایمبل عبدالعزیز مرزا	ایمبل شل کلیم سعادت
جزل محمد عزیز خان	ایمبل محمد افضل طاہر	ایمبل شل خوبی حمود احمد
جزل احسن سلم حیات	ایمبل نعمان بشیر	ایمبل رiaz قمر سلیمان
جزل احسان احمد	ایمبل محمد آصف سندریں بٹ	ایمبل طاہر رفیق بٹ

ایمبل ذکاء اللہ	جزل اشناق پر دین کیانی
	جزل راشد محمود
	جزل زیرِ حمود حیات

#### تحلیق کائنات پر تمہر کی ضرورت:

بڑی باوقار تقریب تھی جس میں سب سے سینٹر جزل کی جیش سے مجھے خطاب کے لئے ایک بریف (Brief) دیا گیا۔ حسب عادت میں نے اس بریف کی جگہ اپنے خیالات پیش کرنے کی اجازت مانگی جو مجھے مل گئی۔ میں نے اپنی بات کا آغاز اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک سے کیا۔

"ایمان رکھنے والوں کے لئے آسانوں اور زمین میں قدرت کی نشانیاں ہیں۔"

(سورہ البقرہ)

عقل والے علم والے اور لاکھوں انسانوں کی کام کرنے والے "حقوق العباد کی ذمہ داریاں پوری کرنے والوں کا یہ ایک نایاب اجتماع تھا جن سے خطاب کرنا میں نے اپنے لئے بڑی سعادت سمجھا۔ میں نے خطاب کیا:

جب کچھ نہ تھا تو ربِ ذوالجلال ہی کی ذات ساری کائنات تھی اور انسان کا خیال دل یزداں میں جاگزیں تھا جس کے لئے کائنات تحلیق کرنا مقصود تھا تاکہ اس کا امتحان لیا جائے کہ کس طرح انسان راہ حق اختیار کرتا ہے اور مقصودِ الہی کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں کمی بار تحلیق کائنات کا ذکر کیا ہے:

۷۷ اللہ ہی تو ہے جس نے چہ دنوں میں سات آسمان پیدا کئے اور دُنیٰ ہی

زمیں جن میں اللہ تعالیٰ کے اکام اترتے رہتے ہیں۔ (اطلاق ۶۵، آیت ۲۲)

بڑے تھارے پر درگاہ کا ایک دن تمہارے حساب کی رو سے ہزار سال کے

(۳۷۲ء۔۲۲ جنوری)

اور سورہ حم ابجہہ میں زمان و مکان کے خواہ سے تخلیق کائنات کا عمل اور ترتیب تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی ہے:

"اے چنبر آپ کہہ دیجئے کہ تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو اور اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دونوں میں زمین پیدا کر دی۔ سارے جانلوں کا پرو روجاگر وہی ہے اور اس نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ گاؤں دیے اور اس میں برگت رکھ دی اور اس میں ربے والوں کی غذاوں کی مقدار بھی مقرر کر دی۔ کل چار دنوں میں۔ پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں تھا۔ پس آسمانوں اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آملو یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں، پس (باتی) دو دنوں میں سات آسمان بنادیے اور ہر آسمان میں اور دہان کی دنیا کو اس کے مناسب احکام کی دی جیسی دی اور ہم نے "آسمان دنیا کو" جہاںوں سے زیست دی اور اس کی نکباتی کی۔ یہ تمہیر اللہ غالب دادا کی ہے۔" (م ابجہہ ۳۷۲ء۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۸ء)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دنیا تخلیق کی۔ دنیا جو کائنات کے مقابلے میں ایک ذرے کے برابر ہے۔ اس کو بنانے میں دو (۲) دن لگے یعنی ہمارے دو ہزار سال اور اس دنیا کو انسان کے لئے اور اللہ کی تمام حقوق کے لئے قابل زیست بنانے اور سجانے میں مزید دو (۲) دن لگے اور باتی دو (۲) دنوں میں ساری کائنات تخلیق کر دی اور آسمان دنیا کو چاند اور ستاروں سے روشن کر دیا اور آسمانوں اور زمین کی تمام نعمتیں انسان کے لئے مختصر دیں۔ اس کائنات کی وسعتوں کا اندازہ لگانا مشکل ہے جو ہزاروں نوری سال پر محیط ہے اور اجتماعی تجزیہ فناہی سے اپنے مرکز یعنی رب ذوالجلال کی جانب سفنتی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ملکہ کوئی سے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ان میں اپنی روح

پھونک دی۔ علم عطا کیا اور وہ مقام عطا کیا جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے، یعنی اپنی ہی تخلیق کو معبدود کا درجہ عطا کیا۔ فرشتوں اور جنات کو حکم دیا کہ سجدہ کرو۔ الجیس نے انکار کیا، فرشتوں نے عرض کیا، "یا رب ہم دن رات آپ کی عبادت کرتے ہیں ہر حکم بجالاتے ہیں اور تو انسان کو با اختیار بنا کر اور اپنا نسب مقرر کر کے دینا میں بھیج رہا ہے وہ تو برا نہ پھیلائے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مجھے اس سے بھی آگے کچھ مقصود ہے۔ میں انسان کو اپنا با اختیار نائب ہا کر دینا میں کیوں بھیج رہا ہوں؟ میں جانتا ہوں، تم نہیں جانتے۔" (ابقرۃ ۲۴ آیۃ ۳۰) فرشتے اور جنات سجدہ ریز ہو گے۔ الجیس نے تافرمانی کی اور تاقیات انسانوں کو گمراہ کرنے کی اجازت مانگ لی۔

اللہ تعالیٰ نے روشن کتاب عطا کی جو نور ہدایت ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبسوٹ کیا جو مشعل راہ بھی ہیں اور نہان منزل بھی۔ انسان اللہ تعالیٰ کو دنیا کی تمام ذی روح سے زیادہ محبوب ہے۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ انسان اس قربت کی اتحاد گہرائیوں کو سمجھے اور ہر اس شے سے محبت کا سلیقہ اپناۓ جو اللہ کی محبت سے عبارت ہے۔

غافل کائنات نے جیسا انسان کو اتنا فیض شرف بخشنا ہے وہاں اسے ایک بڑے مشکل امتحان میں بھی ڈال دیا ہے کہ وہ مقصود الہی کے حصول کے لئے راہ حق اختیار کرے جس کی حلاش کے لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار ہم انسانوں کو خبر دار کیا ہے کہ اس عالی مقام تک پہنچنے کے لئے "ہم نے تمہیں کان عطا کئے ہیں، تم نئے نہیں، آج کیسی دی ہیں تم دیکھتے نہیں دل دیا ہے تم سوچتے نہیں۔" (الہاراف ۷، آیۃ ۲۹)

مندرجہ بالا تجویی سے بہت سے سوالات ذہن میں آتے ہیں۔ ان میں سے صرف چند سوالات پیش کر رہا ہوں۔ سوچنے کا اور غور کیجئے گا:

ا:..... اس کرو ارض کو بنانے اور ستوارے میں اللہ تعالیٰ کے چھ ہزار سال لگے۔ یہ طویل مدت حکمت ربی کی دلیل ہے۔ تخلیق کائنات کا یہ عمل بگ بیگ (Big Bang)

کیسے کہا جاسکا ہے؟

۲۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اور دنیا اسی اور دنیا کیسی بھی جگہ جیسا اللہ تعالیٰ کے احکامات اترتے رہتے ہیں۔ کیا دنیا وسی میں ہماری دنیا کی طرح باشمور مخلوق موجود ہے؟ جن پر اللہ کے احکامات اترتے ہیں؟

۳۔ دنیا نے اللہ تعالیٰ نے اتنے بیار سے بنایا ہے اس سے ترک دنیا کیسے ممکن ہے جبکہ ہماری زندگی کا اسلوب یہ ہے کہ ہم اس دنیا کے ہی ہو کے شروع جائیں۔

۴۔ ہمارے دین کی بنیادی حقق اللہ اور حقق العباد کے متوفیوں پر قائم ہیں جبکہ اس دنیا سے اللہ کی محبت اور محظوظی وجہ اس بات کی مکھی ہے کہ ہمارے دین کا تبراس توں حقق الارضِ صلیم کر لیا جائے تو حق ادا ہو جائے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ لاپرواہ انسانی عمل کے سب ہماری دنیا خطرناک حالات سے دبایا ہے ہے ماحیلیاتی سلامتی (Environmental Security) کا نام دیا گیا ہے۔ اپنا فرض کر جئے ہوئے اگر بھی نوع انسان نے تباہی اور احتیاط سے کام نہ لیا تو خود اس کا اپنا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ غافل کائنات نے کتنے بیار سے یہ دنیا بنائی ہے اور زمان و آسمان کی تمام نویں انسان کے لئے مخفر کر دی ہیں تو انسان پر حقق الارضِ واضح ہوتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "میں تمہارے اور دل کے درمیان حائل ہوں۔"

(وازنل: ۶۳)

لاحمد و لا مجد و لا تصور اللہ کے اس حکم سے واضح ہے۔ سوال یہ ہے کہ "اللہ لا مدد و مدد" ہے اور انسانی وجود مدد و مدد ہے تو ایک لا مدد و مدد حقیقت مدد و انسانی وجود میں کیسے سماعی ہے؟ حقق اللہ، حقق العباد اور حقق الارض کی اولینی رضاۓ الہی ہے۔ مقصود الہی بھی ہے۔ بھی ہماری عارضی زندگی کا کٹھن سفر ہے جو اللہ انسان اور دنیا کی محیطیوں سے ہمارت ہے۔ ایک اتحادِ سندھی مانند ہے جس کی گمراہی میں "متصود الہی" کا گوہر پہاں ہے جسے

پالیا اور تھائے آمدیت ہے۔

ہر سال یوم شہادت، یوں تحریکت والزم سے منایا جاتا ہے۔ تی ایچ کے میں تقریب منعقد ہوتی ہے جس میں شہادت کے لواحقین کو خصوصی طور پر مدح کیا جاتا ہے اور ان کے احرام میں افغان پاکستان ایسا ہی وسفارتی اور قوم کے ہر جگہ سے تعزیز کرنے والی محروم خصیات کو دعوت دی جاتی ہے۔ یوں یہ وقار تحریک ہوتی ہے۔ 2017ء کو منعقد ہوئے والی ایک یہ ایک تحریک میں افغان پاکستان کے جنوبی شعبوں کے 14 ائمہ حاضر برداری ورثیت آفسرزہ ایک گروپ فنون ہے جو یہ ایجاد کر رہے ہیں جس کا ایک فرد ہوئے میرے لئے 2011ء از ہے۔

### THE FOUR STAR GALAXY 2017

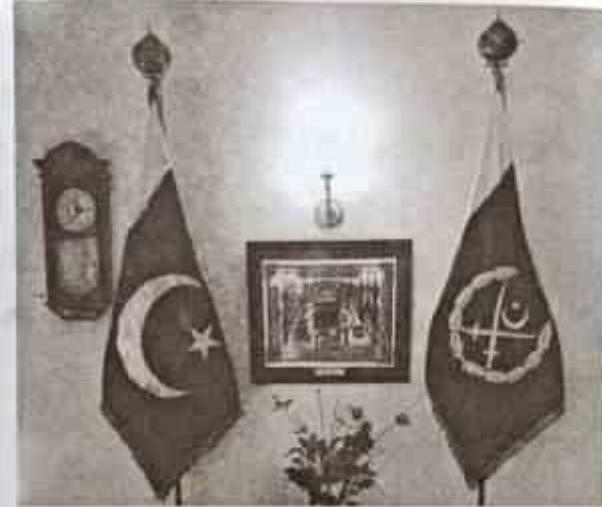


Front row: Mr. Faridullah, Mr. Ziauddin, Mr. Hameedullah, Mr. Saeedullah, Mr. Ihsan Begum  
Back row: Mr. Iftikhar, Mr. Suleman, Mr. Asif, Mr. Shahzad, Mr. Zahoor  
Front row: Mr. Ghulam Ali, Mr. Ghulam Ali, Mr. Asif, Mr. Shahzad, Mr. Zahoor  
Back row: Mr. Ihsan Begum, Mr. Iftikhar, Mr. Suleman, Mr. Asif, Mr. Shahzad, Mr. Zahoor

جی ایچ کوئی میں ہونے والے ایک اجتماع میں سچے افغان کے صاحبِ مردم اور ہمارے سربراہوں کا گروپ فنون ہماری شناخت کی پیچان کی علامتیں:

سوال: میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میرے سوالوں کے جواب پڑے جس اور سکون سے دیے؟ آخری سوال بحثیتِ قوم اور امتِ مسلم کے ایک رکن کے ہماری پیچان کیا ہے؟

جواب: جزل صادب پکو در ناموں رہے پھر مجھے اپنے ساتھ محدث مسلمانوں کے کمرے (Visitors Room) میں لے گئے۔ دیوار پر ایک بڑی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔



جزل اسلامیک کے گمراہی کی عکس کی تصویر تھے وہ امت مسلم کی پیشان کی علاست کیتے ہیں  
جو ایک چنانچہ کعبہ کی تصویر ہے جو تقریباً 1351 سال پرانی ہے۔ اس کے چاروں اطراف ہمارے چار بزرگ اماموں کے گھرے ہیں: امام شافعی، امام ابو حیین، امام مالک، امام احمد بن حنبل، جنہوں نے ہماری نظریاتی اور دینی سوچ اور قدروں کو اللہ اور رسول ﷺ کے تابعے ہوئے راستے اور مقام پر قائم رکھا ہے اور ہماری نظریاتی سست قائم رکھی ہے۔  
ذیلی ہمارا بخشش اشیزدرا ہے۔ اللہ اکبر! اس کی شان ہے کہ کسی کے آگے سرگوں نہیں ہوتا۔ یہ ہماری شان اور پیشان ہے۔

☆  
منظمت کے لئے ہر سپاہی فصیل جاں سے آگے گذر جائے میں ہمراں آدمیت بھتائے۔

بلا بیجان اللہ کیا ہی شان والی پیچان ہے۔  
بلا گھری یہ تاتی ہے کہ ہر گز رتا ہوا ہماری مستعار زندگی سے ہمارت ہے۔ اسے شان مت ہونے دو۔ اس کی ہر کمک ہمارے دلوں کی دھک دھک ہے جو دراصل حق حق کی صدائے جو ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ ہمارے وجود اور دل کے درمیان حاصل ہے اور متناقض ہے کہ زندگی کے اہم فیصلے کرتے وقت دل سے سونپنے دل سے رجوع کرو۔ کامیابی کی ملانت بھی ہے۔ ”ما شاء اللہ۔“

## کرنل اشراق حسین کے قلم سے جنگلیں سیریز

• **جنگلیں بسم اللہ**۔ پاکستان ملٹری اکیڈمی میں کائیٹ کے شب و روز۔ پاک فوج کے ہر افسر پر گزرنے والے ہوش ربانیات کی قلندر اور جسم داستان۔ نوجوانوں میں بے انتہا مقبول۔

• **جنگلیں الحمد للہ**۔ کیشٹن نیٹ کے بعد مصنف کے تحریکات۔ شہابی علاقوں کی بلندیوں سے کراپی ہی سے بارہویں شہر تک مصنف جہاں بھی گئے جیش آمد و اقدامات کی دلچسپ کہانی لکھ دی ہے مارش لامہ ہینڈ کوارٹر میں کھلے والے شکرے، ایک جزیل کی گرفتاری اور دیگر کئی واقعات۔

• **جنگلیں اللہ اللہ**۔ سعودی عرب میں ان علاقوں کا قلندر سفر نامہ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے جیسے ماں سان، مقابر شیعہ، اصحاب اندھہ کی بستی، تاریخ کے جھروکوں میں جماحتا دلچسپ سفر نامہ۔ پاک فوج اور سعودی بیچٹ کے درمیان مترجم کے فرائض انجام دیتے ہوئے مری کی طباڑیاں۔

• **جنگلیں بیجان اللہ**۔ مختلف اخبارات و رسائل میں چینے والے مقامات کا احتجاب۔ صحرائے تھر میں زندگی گزارنے کی مکملات۔ صوبائیہ کا سفر نامہ در حیدر آباد جیل میں ایک مجرم کو پہنچ دیے جانے کا آنکھوں دیکھا جا۔ ملٹری کالج جبلم کی روپیں اور فوج میں قاتر گنگے کے متاثبوں کی روپیہا۔ تھے صحافیوں کے لیے مشکل اور جیجہ و موضعات پر رہا۔ تکھنے کے لیے رہنا کتاب۔

## • جنگلیں استغفار للہ Witness to Blunder

Blunder کا اردو ترجمہ۔ کارگل کی مہم جوئی کے پارے میں اصل حقائق۔ نوجوان افسروں کی بے جگری سے لازمے والی بہادری اور شجاعت کی نکیم پیگی کہانیاں۔

• **جنگلیں فی الارض اللہ**۔ مصنف نے قرآن میں مذکور مقامات کا مشاہدہ کرنے کے لیے مصر، اردن، عراق اور ترکی کا سفر کیا۔ عراق میں دو اسماء بن لاون کے ساتھی ہونے کے الزام میں گرفتار بھی ہوئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے امریکہ، لندن اور بورپ کے کل شہروں بھی فرانس، پیغمبر، فن لینڈ کا سفر بھی کیا۔ یہ کتاب انہی ممالک کا سفر ہے۔ اہم ایمان اتنا دلچسپ کہ قاری خود کو ان کے ساتھ ساتھ محبوس کرتا ہے۔ مگر بیٹھنے آدمی دنیا کی سیر کرنے کے لیے دلچسپ کتاب۔

## دوسری کتابیں

• **فاطح سینون**۔ پاک فوج کے سب سے زیادہ تمدن یافتہ افسر تھے شہر شریف کی سوانح حیات۔ پاکستان ملٹری اکیڈمی سے انہوں نے اعزازی شمشیر حاصل کی۔ 1965ء کی جنگ میں ستارہ جرأت حاصل کیا اور 1971ء کی جنگ میں شان حیر، جو ایک منفرد اعزاز ہے۔ سپس سے بھرپور، شجاعت اور ذہانت کے دلچسپ واقعات۔

• **Witness to Blunder**۔ کارگل کی جنگ کے پارے میں اصل حقائق۔ سینیز پروفسر خوشید احمد، جنرل مرزا اسلم یقیں، ممتاز صحافی ایاز سرور اس وقت کے سکریٹری برائے امور خارجہ ششاد احمد خان کے مفصل اور نئے انداز کے تھے۔ ہمارے افسروں کی بہادری کی ہوش ربانی کہانیاں۔



● امریکہ سے ہجرت: ..... ایک امریکی لڑکی کی دلچسپ کہانی جو نبیارک کے ایک خوشحال یہودی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ سچائی کی تلاش میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد وہ مستقل طور پر پاکستان آگئیں۔ انہوں نے یہیں ایک پٹھان خاندان میں شادی کی اور یہیں وفات پائی۔ اسلام سے پچی محبت کی ایمان افروز کہانی۔ ان کی انگریزی کتاب At home in Pakistan کا انتہائی سلیس اور رواں ترجمہ۔



● برف کے قیدی: ..... انگریزی کتاب Alive کا اردو ترجمہ۔ ایک رُگنی ٹیم کی کہانی جن کا جہاز جنوبی امریکہ کے برف پوش پہاڑوں میں گر کر تباہ ہو گیا۔ جب جہاز میں موجود کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو گئیں تو مجبوراً انہیں مر جانے والے مسافروں کی لاشیں کھانا پڑیں۔ فتح نکلنے کا راستہ ڈھونڈنے کی مہم کی تجسس بھری، روشنگئے کھرے کر دینے والی پچی کہانی۔

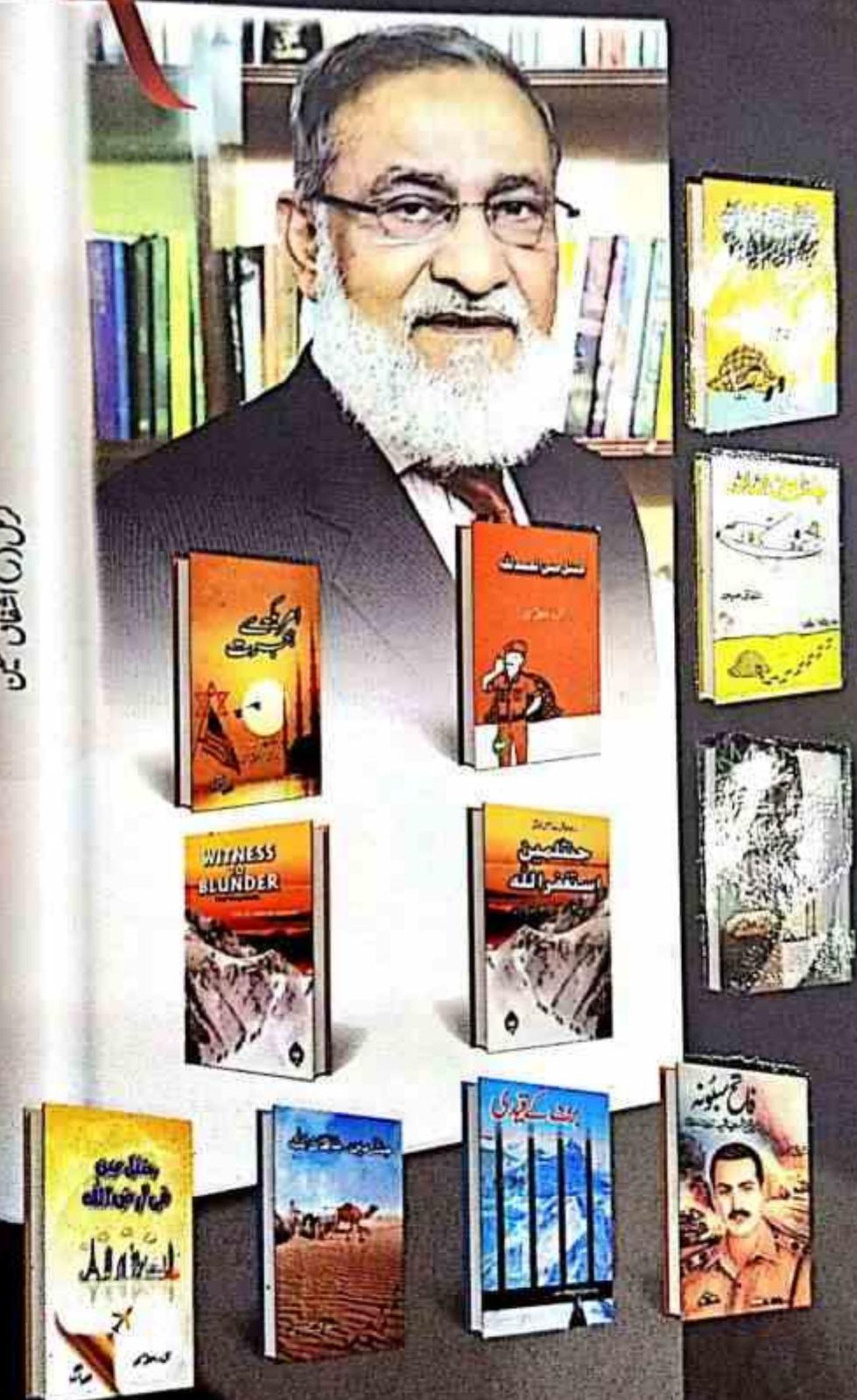


● عربی کے سولہ سبق: ..... جو لوگ عرب ممالک میں بولی جانے والی عربی اور قرآن کو براہ راست سمجھتا چاہتے ہیں، ان کے لیے ایک مختصر کتاب۔ عربی گرامر کے پچیدہ اور مشکل قواعد کو مصنف نے انتہائی آسان زبان میں بیان کیا ہے جس سے قارئین کتاب سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔ تمام اسباق ریکارڈ کر کے انٹریٹ پر بھی ڈال دیے گئے ہیں جس سے افہام و تفہیم میں مزید مدد ملتی ہے۔



مصنف کے قلم سے دیگر کتب

کتل (۱) اعلان گین



دیگر کتاب خریدن سہی اندیوار زامور ۔ ان  
042-37232788 042-37361408 E-mail: sulemani@gmail.com  
[www.sulemani.com.pk](http://www.sulemani.com.pk), [facebook.com/sulemani5](https://facebook.com/sulemani5)

ادبیات